

البيان منظوم



Cr 192

حُماہ حقوق محفوظ

الہامِ منظم

ترجمہ اُردو

منشوی مولانا روم



مولوی فیروز الدین مصنف و مؤلف

یادگارِ دربارِ اسلام - یادگارِ سعدی گشتِ محبوب - تجریدِ بخاری -

حقوق و فرائضِ اسلام - سلسلہٴ اسلامیہ - فیروز اللغات اُردو - عربی

و متعده کتب نصابِ تعلیم

۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۲۹ء

فہرست مضامین الہام منظوم دفتر سوم

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۹۵	بجز مسمیوں کا شرور و توقوفا --	۵۹	بجھنوں کا سنگ پیلہ سے محبت کا	۱	دفتر سوم
۹۹	زچہ عورتوں کو فرعون کا بلانا	۶۳	خواجہ اور اس کے خاندان کا	۹	ایک انا اور ہاتھیل کے
۱۰۰	حضرت موسیٰ کا پیہر	۷۵	ایک گائے بچینا	۱۲	شکار کی
۱۰۱	ہونا -- --	۷۶	ایک شیخی خورہ -- --	۱۲	بچکان پیل کے معتزلہ
۱۰۳	ایک سپیرے کی کہانی --	۷۸	بلعم باعوز شیطان لعینہ	۱۲	مناظرین اور فیصلہ جوں کی
۱۱۳	فرعون کا حضرت موسیٰ کے	۷۹	بلی کا ڈبے کی کھال لے جانا	۱۲	حکایت -- --
۱۱۳	سوال و جواب کرتا --	۸۰	گیدڑ کا دعویٰ طاغوسی	۱۹	دستور کی خطائیں بھی مجھ سے ہیں
۱۱۷	حضرت موسیٰ کا جواب	۸۱	گیدڑ سے فرعون کی شناسیت	۲۰	حضرت موسیٰ کو حق تعالیٰ
۱۱۷	فرعون کا جواب -- --	۸۲	منافق کی نشانی -- --	۲۰	نہ حکم دینا -- --
۱۱۷	حضرت موسیٰ کا فرعون	۸۳	ماروت و ماروت کا قصہ	۲۱	حاجتہ کا اللہ اور اللہ کا
۱۱۷	کو ہمت دینا -- --	۸۵	ایک بکرا اور بکری --	۲۱	ببینک کہنا -- --
۱۱۷	فرعون کا جادو گروں	۸۷	ماروت و ماروت کا زمین پر	۲۶	ایک ہفتائی اور ایک شہری
۱۱۷	کو تلاش کرنا -- --	۸۷	آنے کی تشاکرنا -- --	۲۷	اہل سبا کا قصہ -- --
۱۱۷	جادو گروں کا اپنے	۸۸	فرعون کا خواب دیکھنا --	۳۲	حضرت عیسیٰ اور دوسرے لوگ
۱۱۷	باپ کی قبر پر جانا --	۹۰	فرعون کا بنی اسرائیل کو بلانا	۳۸	اہل سبا کا باقی قصہ --
۱۱۷	ساحر مردہ کا جواب	۹۱	ایک نیشی حکایت -- --	۴۳	خواجه اور ہفتائی کا قصہ
۱۱۷	دینا -- --	۹۲	فرعون کا خوش خوش واپس	۴۵	بازار اور بطین -- --
۱۱۷	عصا خواب موسیٰ اور	۹۲	آنا -- --	۴۶	خواجہ اور دہقان --
۱۱۷	جادو گروں کی تشبیہ	۹۴	حضرت عمران کا بی بی کو	۵۰	اصحاب ضرعان کا قصہ
۱۱۷	حضرت موسیٰ کے باقی	۹۴	نصیحت کرنا -- --	۵۲	گاؤں کو خواجہ کی رداگی
۱۱۷	نقصہ -- --	۹۴	فرعون کا شرور و غل سے ڈرنا	۵۶	خواجہ اور اسکے خاندان کی رداگی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۹۹	اولیاء اللہ کا قصہ --	۱۶۶	اشیاء کا بیابان کی دہم سے دنا	۱۳۲۵	جادو گروں کا خرغون کے
۲۰۱	بہلول اور ایک صاحبیل	۱۶۷	استاد کو پھر دہم میں ڈالتا	--	پاس آتا --
۲۰۲	حضرت وقوفی ۱۲۷ اور ایک کتا	۱۶۸	مردہ کوں کا جانا اور ماؤں کا چھٹنا	۱۳۲۵	اندھیری رات میں باقی
۲۰۶	حضرت وقوفی کا قصہ	--	ماؤں کا استناد کی بیابان	--	کی شکل میں اختلاف
۲۰۸	حضرت موسیٰ کی زارِ طلبی	۱۶۹	پرسی کو جانا --	۱۳۸۵	حضرت نور خٹ سے روکے
۲۰۹	قصہ حضرت وقوفی کی طرف	۱۷۰	جسم روح کا لباس ہے --	--	کی سرکشی --
--	رجوع --	۱۷۱	ایک خلوت نشین درویش	۱۴۳۳	دو حدیثوں کی مطابقت
۲۱۱	ساحل دریا پر سات شہنشاہ	--	کا قصہ --	۱۹۵۵	حیرت بحث و فکر کی
--	کا نظر آتا --	۱۷۲	ایک شخص اور ایک سنار	--	مانع ہے --
۲۱۱	ان ساتوں شہنشاہوں کا ایک جانا	۱۷۳	پہاڑی زہد کا قصہ --	۱۴۶۵	صحابہ کرام میں کوئی حافظ
۲۱۲	سات شہنشاہوں کا سات مرد	۱۷۵	بندہ دام کی تشبیہ قصا سے	--	نہ تھا --
--	بن جانا --	۱۷۸	فیتر کا درخت سے امرود	۱۴۸۵	معتوق کے سامنے عاشق
۲۱۳	پہرے سات مردوں	--	کا ٹوٹنا --	--	کا نام و صحبت پر لڑھکا
۲۱۳	سات درخت بن جانا	۱۷۹	درویش کا ہاتھ کاٹنا جانا	۱۵۳	ایک سست آدمی کا قصہ
۲۱۳	ان درختوں کا مخلوق کی	۱۸۲	شیخ زلفیج کی کمرست	۱۵۴۵	اس گد کے گھوڑے گائے کا
۲۱۴	آنکھوں سے پوشیدہ رہنا	۱۸۳	خرغون کے جادوگر --	--	گھس آتا --
۲۱۴	ساتوں درختوں کا پھر ایک	۱۸۶	ایک بچہ اور ایک انٹ --	۱۶۰	علم اور گمان --
--	ہو جانا --	۱۸۷	حضرت عمرؓ کا گدھا --	۱۶۱	مرد کے لڑکے اور استناد
۲۱۸	ان سات درختوں کا سات	۱۸۸	ایک بزرگ کا اپنے بچوں کی	۱۶۲	لوگوں کی عقل میں اختلاف
--	مرد بن جانا --	--	موت پر ضرورت --	۱۶۳	لڑکوں کا مکر سے استاد کو
۱۹	وقوفی کا اس جماعت کی	۱۹۱	شیخ کا زہر کی واسطے عذرتا	۱۶۳	دہم میں ڈالتا --
--	امامت کرنا --	۱۹۵	ایک شیخ نابینا کا قرآن پڑھنا	۱۶۴	خرغون کا دہم سے پریشانی
--	وقوفی کا امامت کے لئے	۱۹۶	حضرت تقیؑ کا صبر کرنا	۲۱۵۵	استاد کا دہم و خیال سے
--	آگے بڑھنا --	۱۹۷	شیخ نابینا کا باقی قصہ --	--	بیابان ہو جانا --

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ	عنوان
۳۰۴	حرم کے معنی اور صاحب حرم کی مثال - - -	۲۶۰	دنیا میں بھی بعض کا گواہی دینا	۲۴۷	دوقویٰ کے پیچھے اس جماعت کا مقتدی ہونا - -
۳۰۵	غیر محتاط مرغ کا حال - -	۲۶۱	لوگوں کا اس درخت کی طرف سے	۲۴۸	سیدھے ہاتھ کی طرف سے
۳۰۶	سکوت کی کہانی - -	۲۶۲	بدلہ لینا - - -	۲۴۹	دوقویٰ کا اہل کشتی کی فریاد سننا - - -
۳۰۷	شکروں کا انبیاء کو نصحت سے جبریانہ منع کرنا - -	۲۶۳	نفس خونی ہے - - -	۲۵۰	مردِ حاتم کے نصیحتات
۳۰۸	انبیاء کا جبریل کو جواب دینا - -	۲۶۴	مثال - - -	۲۵۱	دوقویٰ کا دعا کرنا - -
۳۰۹	شکروں کا دوبارہ جبریانہ جھٹیس کرنا - -	۲۶۵	حضرت عیسیٰ کا بھاگ گے	۲۵۲	اس جماعت کا دوقویٰ کی دعا سے انکار کرنا - -
۳۱۰	انبیاء کا جواب - -	۲۶۶	پیرا پیر چڑھا - -	۲۵۳	یہ محنت طالبِ دینی کا قصہ
۳۱۱	شکریہ کا انبیاء پر پھر اعتراض کرنا - -	۲۶۷	اہلِ سبا کا قصہ	۲۵۴	دو دنِ مدیون کا حضرت داؤد کے پاس جانا - -
۳۱۲	انبیاء کا جواب - -	۲۶۸	اندھے بہرنے لگے کی تشریح	۲۵۵	حضرت داؤد کا مدعیوں کے بیانات سننا - -
۳۱۳	قوم کا انبیاء پر پھر اعتراض کرنا - -	۲۶۹	اہلِ سبا کی فرشتی اور ناشکری	۲۵۶	فیقر کو حضرت داؤد کا حکم سننا
۳۱۴	انبیاء کا پھر انیس جواب دینا - -	۲۷۰	سب میں تیرہ پیغمبروں کا آنا	۲۵۷	فیقر کا خدا کے سامنے نہاری کرنا - - -
۳۱۵	عقیمی کی دوزخ اور دنیا کا زندان - -	۲۷۱	قوم کا انبیاء کو جواب دینا - -	۲۵۸	حضرت داؤد کا خدمت میں تشریف لے جانا - -
۳۱۶	مطیع کرنا - -	۲۷۲	انبیاء کا قوم کو جواب دینا - -	۲۵۹	گائے دے کا حضرت داؤد کو طعنہ دینا - -
۳۱۷	حق تعالیٰ کا سرکشوں کا مطیع کرنا - -	۲۷۳	اسی قوم کا پیغمبروں سے معجزہ طلب کرنا - -	۲۶۰	گائے دے کا حضرت داؤد کو طعنہ دینا - -
۳۱۸	خالی دسترخوان اور خونی	۲۷۴	قوم کا انبیاء پر تہمت لگانا	۲۶۱	گائے دے کو حضرت داؤد کا حکم سننا - -
۳۱۹	حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کا عشق - -	۲۷۵	فرگوش کا قصہ - -	۲۶۲	گائے دے کو حضرت داؤد کا حکم سننا - -
۳۲۰	ایک امیر اور اسکے غلام کی حکایت - -	۲۷۶	انبیاء کا جواب دینا - -	۲۶۳	گائے دے کو حضرت داؤد کا حکم سننا - -
۳۲۱	انبیاء کا کافروں سے ناامید کرنا	۲۷۷	ایک چور کی کہانی - -	۲۶۴	گائے دے کو حضرت داؤد کا حکم سننا - -
۳۲۲	مصدق کا ایمان خود درجہ	۲۷۸	شکروں کی فرگوش والی مثال	۲۶۵	گائے دے کو حضرت داؤد کا حکم سننا - -

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۸۰	نفس انسانی میں جمع ہونے والی چیزیں	۳۵۹	اس شخص کا حضرت موسیٰ کی طرف سے دوڑنا	۳۳۱	اولیاء اللہ پر مشیدہ ہیں
۳۹۱	درویش کامل کی تینا دیھا	۳۶۱	حضرت موسیٰ کا دعا کرنا	۳۳۲	حضرت انس بن مالک کا
۳۹۳	وکیل صدر جہاں کا نصرا	۳۶۲	اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ کی دعا قبول کرنا	۳۳۳	مستر خزان
۳۹۴	حضرت یریم کے پاس رخ	۳۶۳	ایک عورت کی کہانی	۳۳۴	آنحضرت کا قافلہ عرب کی
۳۹۵	القدس کا آنا	۳۶۴	حضرت حمزہ کا جواب	۳۳۵	فریاد رسمی کرنا
۳۹۶	روح القدس کی حضرت عیسیٰ سے گفتگو	۳۶۵	خرید و فروخت میں دفع	۳۳۶	رسول خدا کا حجرہ
۳۹۷	اسی وکیل کا بخارا کو جان	۳۶۶	نقصان کا حیلہ	۳۳۷	خارجہ کا غلام کو نہ بچا تھا
۳۹۸	عاشق و معشوق کے سوال و جواب	۳۶۷	حضرت بلالؓ کا خوشی سے	۳۳۸	خدا نے سب کچھ مطابق
۳۹۹	دوستوں کا بخارا جانے سے منع کرنا	۳۶۸	انتقال کرنا	۳۳۹	حاجت پیدا کیا
۴۰۰	مرد عاشق کا جواب دینا	۳۶۹	سوت سے جسم کو دیران	۳۴۰	ایک کا فرہ کا حضور کی خدمت میں آنا
۴۰۱	بخارا کی طرف عاشق کی ہوائی	۳۷۰	ہونے کی حکمت	۳۴۱	ایک عذاب کا موزہ سول کو لے جانا
۴۰۲	عاشق کا بخارا پہنچنا	۳۷۱	دنیا اور خواب کی تشبیہ	۳۴۲	اس حکایت میں ایک غیرت ہے
۴۰۳	عاشق کا جواب	۳۷۲	غفلت کا بلی اور تائیر کی	۳۴۳	حضرت موسیٰ سے ایک شخص کی استدعا
۴۰۴	عاشق کا معشوق کے پاس پہنچنا	۳۷۳	جسم سے ہے	۳۴۴	حضرت موسیٰ کو دجی آنا
۴۰۵	ایک مسجد اور عاشق کی کہانی	۳۷۴	نفس مطلق کی تشبیہ	۳۴۵	مرد طالب کا مرغ اور کتے کی بولی سیکھنا
۴۰۶	اس لہان کش مسجد میں ایک ٹھکان کا آنا	۳۷۵	سننے والوں اور مریدوں کے آداب	۳۴۶	مرغ کا کتے کو جواب دینا
۴۰۷	ایک ٹھکان کا آنا	۳۷۶	ہر حیوان کا اپنے دشمن سے بچنا	۳۴۷	مرغ کا کتے کے سامنے ترسندہ ہونا
۴۰۸	اہل مسجد کا احسان کو ملنا کرنا	۳۷۷	مثال تقلید و تحقیق میں فرق	۳۴۸	مرغ کا تیر کی مرثیٰ مطلع دینا

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۸۴	طعنہ زنوں کے طعنہ سے	۴۵۸	یا جبال آؤ بی سودا بطیر	۴۲۱	عاشق کا جواب ---
۴۸۴	آنحضرت کی آگاہی ---	۴۵۸	کی تفسیر ---	۴۲۲	حکیم جالینوس کا قول
۴۸۵	آنحضرت کی طرف سے	۴۵۹	شعوی پر طعنہ مارنے والے	۴۲۳	اہل مسجد کا ہمان کو ملاست
۴۸۵	قید یونیکے فیہر کا جواب ---	۴۵۹	کا جواب ---	۴۲۴	کرنا ---
۴۸۸	باغی آسودگی میں بھی مقصود ہے ---	۴۶۱	پانی پینے سے گھڑا کے	۴۲۵	آنحضرت سے شیطان کی
۴۹۲	عاشق و محشوق کا بقدر کرنا	۴۶۳	نہان مسجد کا باقی قصہ	۴۲۶	نہان کو ملاست گردوں کی
۴۹۳	بخاری عاشق کا صدر جہاں کے	۴۶۴	دا صلیب عیسیٰ بر ملک	۴۲۷	دو پارہ نصیحت ---
۴۹۴	پاس پہنچنا ---	۴۶۵	ونیلک کی تفسیر ---	۴۲۸	نہان کا جواب ---
۴۹۵	دریا رسیلیمان میں بچھری فرما	۴۶۶	نہان مسجد کو آواز طلسم	۴۲۹	صحبت میں مومن کے
۴۹۶	حضرت سلیمان کا بچھر کو کہنا	۴۶۷	سالی دینا ---	۴۳۰	بھل گئے کی تمثیل
۴۹۷	عاشق بیہوش پر مشوق	۴۶۸	صدر جہاں کے عاشق کی ملاقات	۴۳۱	مومن کا آگاہی بلا پر غلام
۵۰۰	کی نوازش ---	۴۶۹	ہر عنصر کا اپنی جنس کی کہنا	۴۳۲	ہونا ---
۵۰۱	عاشق بیہوش کا	۴۷۰	عالم ارواح کی طرف روح	۴۳۳	قانون کا چنے سے عذر کرنا
۵۰۲	ہوش میں آنا ---	۴۷۱	کا کیصینا ---	۴۳۴	نہان مسجد کا قصہ ---
۵۰۳	ایک حجوہر و آفت زدہ	۴۷۲	اردوں کا توڑنا انسان	۴۳۵	کم فہموں طعنہ زنوں کی
۵۱۲	عاشق کی حکایت ---	۴۷۳	کو تہیہ کرنا ہے ---	۴۳۶	بداندیشی ---
۵۱۳	عاشق کا محشوق	۴۷۴	آنحضرت کا قیدیوں کو	۴۳۷	ان القرآن طہرا و لیلنا
۵۱۴	کو پانا ---	۴۷۵	دیکھ کر تبسم فرمانا ---	۴۳۸	کی تفسیر ---
۵۱۵	تمت ---	۴۷۶	ان تنفتحو افتقدہ کم ایا	۴۳۹	ادبیاء انبیاء کا پہاڑوں
		۴۷۷	الفتح سی تفسیر ---	۴۴۰	ادب و قاروں میں رہنا ---
		۴۷۸	آنحضرت کی جنگ حدیبیہ	۴۴۱	ادبیا و کلام اللہ کی تشبیہ
		۴۷۹	سے دایسی ---		
		۴۸۰	انفضا و علی یونس کی تفسیر		

ختم شد



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الہام منظوم

دفتر سوم

ایں سوم دفتر کہ سنت شد سہ بار	اے ضیاء الحق حسام الدین بیار
تا کہ ہوئے مسنون دفتر تیسرا	ای ضیاء الحق حسام الدین قولا
در سوم دفتر بہل اعذار را	بر کشا گنجینہ اسرار را
تیسرا دفتر ہے ترک عذر کر	کھول دے گنجینہ معنی کے در
تر و عروقی کز حرارت میجد	قوتت از قوت حق میزد
کب رگوں سے ہے جو گرمی سے بڑے	تیری قوت ہے خدا کے زور سے
نزد فیکہ دیبہ و روغن بود	ایں چراغ شمس کو روشن بود
تیل جی کے بنیر لے نیک پیے	جس طرح روشن چراغ شمس ہے
نزد طناب و استنہ قائم بود	سقف گروں کو چنیں دامن بود
رستوں سے اور ستوں سے ہے بری	آسمان کی چھت جو ہے قائم ہوئی
بود از دیدار خلایق و دود	قوت جبریل از مطیع نبود
نہی یہ قوت جلوت اللہ کی	قوت جبریل کھانے سے نہ بھتی
ہم ز حق داں ز طعام و از طبق	پہنچیں ایں قوت ابدال حق
ہے خدا سے ! کھانے پینے سے کہاں	قوت ابدال حق بھی مہربان
تا ز روح و از ملک بگدشتہ اند	جسم شانرا ہم ز نور اسرشتہ اند
وہ ہیں روتوں اور فرشتوں سے پرے	جسم اُن سب کے بنے ہیں نور سے

لے یعنی جس طرح بعض افعال کا تین بار ادا کرنا سنت ہے ۔

بر تو آتش شد گستان چو خلیل	چونکہ موصوفی باوصافِ خلیل
آگ تجھ پر باغ ہے مثل خلیل	چونکہ تو رکھتا ہے اوصافِ جلیل
ای عناصر مر مزاجتِ اعلام	اگر وہ آتش بر تو ہم بر دو سلام
ہیں عناصر طبع تیری کے غلام	آگ تجھ پر کیوں نہ ہو سرد اور شلام
وہیں مزاجت بر تر از ہر پاست	ہر مزاجے اعنا صر مایہ است
طبع افضل تیری ہر اک پائے سے	پونجی ہیں عنصر طبیعت کے لئے
وصفِ وحدتِ اکنوں شد ملقط	ایں مزاجت در جہان منسبط
منتخب وصفِ الہی سے ہے آج	وسعتِ عالم میں یہ تیرا مزاج
سخت تنگ مدندار و خلقِ خلق	اسے در یغا عرصہ انہام خلق
خلق کو بہرہ نہیں ہے خلق کا	تنگ ہے میدانِ فہم خلق کا
خلق بخشد سنگ را علوائے تو	اسے ضیاء الحق بخدقِ رائے تو
تیرا حلوا خلق پتھر کو بھی دے	ہے نیزار الحق وہ دانائی بچھے
تاکہ مے نوشید مے را بر نافت	کوہ طور اندر تجلی خلق یافت
مے تو پنی - پر تاب کب وہ لاسکا	طور نے جلووں میں پایا خلق تھا
ہل اتم من جبل رقص الجبل	صار و گامنہ وانشق الجبل
کس نے دیکھا کوہ سے رقص اونٹ کا	کوہ ٹکڑے ہو کے جلوے سے پھٹا
خلق بخشتی کا ریز و انست و بس	لقمہ بخشتی آید از ہر کس بکس
خلق بخشتی ہے فقط کا ر خدا	لقمہ دینا ہر کوئی ہے جانتا

۱۰۔ سہ متی بخشتی والی :

عن جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ اعظم شانہ نے فیما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا و
 خیر مونسے صعقاٹہ یعنی جب موسیٰ کا پروردگار پہاڑ پر جلوہ نما ہوا۔ پہاڑ ٹکڑے
 ٹکڑے ہوا اور موسیٰ بہیوش ہو کر گر پڑے۔

خلق بخشد ہر ہر عضو جدا	خلق بخشد جسم را و روح را
خلق کی ہر عضو میں تقسیم ہو	خلق بخشے جسم کو اور روح کو
از دغا و از دغل خالی شوی	این گئے بخشد کہ اجلالی شوی
ہر دغا ہر مکر سے خالی ہونو	ہاں مگر جس وقت اجلالی ہو تو
تا نریزی قند را پیش مگس	تا نگوی سیر سلطان را بحس
قند کو محفوظ بھتی سے رکھے	تا کسی سے تو نہ بھید اسکا کہ
کو چوسن وہ زبان قناد و لال	گوش آئیں نو شد اسرار جلال
ہو زبان مانند سوسن جس کی لال	کھتے ہیں کان اس کے اسرار جلال
تا خور و آب و بر وید صد گیا	خلق بخشد خاک الطیف خدا
پانی پی کر گھاس دیتی ہے آگ	خاک کو بھی خلق دیتا ہے خدا
تا گیا ہمیشہ اخور و اند طلب	باز حیواں را بخشد خلق و لب
تا کہ کھائیں گھاس ہنجم طلب	ہے وہ حیوانوں کو دیتا خلق و لب
گشت حیواں لقمہ انسان رفت	چون گیا ہمیشہ خور حیواں گشت
اور پھر وہ لقمہ انساں ہوا	گھاس کھا کھا کہ قوی حیواں ہوا
چون جدا شد از بشر روح و بصر	باز خاک آمد شد اکمال بشر
کر دیا فانی نظر اور جان کو	کھا کھی پھر خاک اس انسان کو
گر بگویم خور و شایاں گر و دراز	دژہ دیدم وہاں شایاں جملہ باز
طول ہو کھولوں جو راز اسکا ذرا	دژوں کا منہ میں نے دیکھا ہے کھلا
دایگان را دایہ لطف عالم او	ابرگہا را برگ از انعام او
دایہ اس کا لطف دای کے لئے	برگ با سامان میں انعام سے

زائکہ گندم بے غذائے کے زہد	رزقہمارا رزقہا اومیدہد
بے غذا بھی ہے آگاہیوں کبھی؟	رزق کو بھی رزق دیتا ہے وہی
پارہ گفتم ہداں زان پارہا	نہیںست شرج این سخن رامشتی
میں نے اک ٹکڑا ہے ٹکڑوں سے لیا	اس سخن کی شرح ہے لا ایتھا
باقیاں رامقبل و مقبول داں	جملہ عالم آمل و ماکول داں
جو ہے باقی - مقبل و مقبول ہے	ساری دنیا آمل و ماکول ہے
وانجہان وساکنانش مستمر	ایجنہان وساکنانش منتشر
وہ جہان اور اس کے ساکن مستمر	یہ جہان اور اس کے ساکن منتشر
اہل آں عالم مخلد مجتہع	اہل جہان عاشقانہ منقطع
اُنس جہاں والے ہیں سب اہل بقا	یہ جہان اور اسے عاشق ہیں فنا
آب حیوانے کہ ماندتا ابد	اپس کریم آنت کو خورادہد
آب حیواں تا کہ باقی رہ سکے	ہے کریم اب وہ کہ جو اپنے کو دے
رستہ از صد آفت و خطاریم	باقیات اصالحات آمد کریم
جسکو ہے خوف اور آفت سے نجات	ہے کریم اب باقیات الصالحات
چوں خیالات عدو اندیش نیست	اگر ہزار اندیک تن پیش نیست
ہیں خیالات عدو اندیش سب	ہوں ہزاروں ایک سے بڑھک ہیں کب
غالب مغلوب عقلست و لائے	آکل و ماکول لہ حلقست و نائے
غالب و مغلوب کو ہے عقل و رائے	آکل و ماکول کو ہے حلق و نائے

لے کھائے والا اور کھایا جانے والا
لے دائم - مجتمع :-

لے قولہ تعالیٰ عزوجل :- والباقیات الصالحات خیر عندنا بک ذباً و خیر مودا
یعنی جو نیک باتیں انسان سے باقی رہ جائیں - وہ خدا کے نزدیک از روئے ثواب
اور از روئے بازگشت بہتر ہیں :-

خورد و او چنداں عصا حیل ا	حلق بخشید او عصائے عدل ا
وہ عصا اور رسیوں کو کھا گیا	حلق یوں اسنے عصا کو دے دیا
زانکہ حیوانی نبودش اکل و شکل	او اندر او افزوں نشدان جملہ اکل
کیونکہ اس کی شکل حیوانی نہ تھی	اس میں کھانے کی فراوانی نہ تھی
تا بخورد او ہر خیالے را کہ زاو	مریقیں لہجوں عصا حق حلق واد
تا خیالوں کو کرے اس کی غذا	وہ یقیں کو حلق دے مثل عصا
رازق حلق و معانی ہم خداست	بیس معانی را چو اعیان حلقہا است
رازق حلق و معانی ہے خدا	مثل ظاہر ہے معانی کا کلا
کہ سجدہ مایہ و را حلق نیست	بیس مایہی تا بمر از خلق نیست
حلق جس کو ہو نہ حاصل بالیقین	ماہ سے تا ماہی کوئی بھی نہیں
انکے روزنش اجلالی شود	حلق جاں از فکر تن خالی شود
رزق اجلالی سے پھر ہو مایہ دار	حلق جاں ہو فکر تن سے رستگار
یاقت و بے ہضم معدہ رزق بجز	حلق عقل و دل چو خالی شد فکر
رزق اچھوتا اس کو خالق سے ملے	حلق عقل و دل ہو خالی فکر سے
کہ مزاج بد بود مرگ بد اں	شرط تبدیل مزاج آمد بد اں
بد مزاجی ہے ہلاکت بے گماں	منظط تبدیلی طبیعت کی ہے باں
زرد و بد رنگ و سقیم و خوار شد	چوں مزاج آدمی گلخوار شد
زرد ہے بد رنگ ہے اور خوار ہے	طبع جس انسان کی گل خوار ہے
رفت زشتی و خوش چوں ہضم نہ	چوں مزاج زشت و تبدیل یافت
چمکا میں سمنے زشتی مٹ جیتی	جب مزاج بد کی تبدیلی ہوئی

لے یعنی جناب موسیٰ علیہ السلام کا عصا سحر کوں کے عصا اور رسیوں کو کھا گیا

دایہ کو طفل شیر آموز را	تا بنعمت خوش کند بد فوز را
دھونڈو دایہ - دودھ پیتے طفل کو	جو کرے خوش اور دے نعمت کی خو
دایہ کو شیر خوارہ طفل را	تا ز نعمتہا کند اور غذا
دھونڈو دایہ طفل کی بہر غذا	نعمتوں سے جو کرے نشو و نما
اگر بہ بند راہ یک پستان او	بر کشاید راہ صد پستان بر او
ایک پستان کو جو اس سے روک لے	راہ سرباغوں کی اس پر کھول دے
زرا نکہ پستان شہ حجاب ضعیف	از ہزاران نعمت خوان و غنیف
کیونکہ پستان ہے حجاب اس طفل کا	نعمتوں اور روٹیوں سے پر ملا
پس حیات مست موقوف فطام	اندک اندک چمد کن تم الکلام
زندگی اپنی ہے ترک شیر پیر	بھٹوڑی بھٹوڑی اس میں کوشش کر پیر
چون جنیں بد آدمی خوں پھندا	از بخس مومن برو پاک کی کذا
پیٹ میں تھتی خون - بچے کی غذا	مومن اس کو اب بخس ہے جانتا
چون جنیں بد آدمی خو خوار بو	بو و اورا بو و از خوں تار و پولو
پیٹ میں خو خوار بخا یہ آدمی	خون ہی پر تھا مدار زندگی
از فطام اخول غذائیں شیر شد	وز فطام شیر لقمہ گیر شد
ترک خوں سے دودھ تھا اسکی غذا	دودھ جب چھوٹا تو پھر لقمہ ملا
وز فطام لقمہ لقمہ لے شود	طالب مطلب پہناتے شود
لقمہ کو چھوٹے تو پھر لقمہ ہر	طالب مطلب یہ انسان ہر
اگر جنیں راس تجھے در رحم	ہست بیڑی عالمی بس منتظم
بچے سے گر پیٹ میں کستا کوئی	اک جہاں باہر ہے اچھا اور بھی
ایک زمین غرمے باعرض طفل	اندر و بس نعمت بیجا کول
لمبی چوڑی اک نہیں ہے خوشگوار	نعمتیں جسمیں ہیں بے حد و شمار

کوہا و بحر با و دشتہا	یوستانہا باغہا و کشتہا
دشت بھی دریا بھی ہیں کسار بھی	باغ بھی ہیں کھیت بھی گلزار بھی
آسمان بس بلند و پُر ضیا	آفتاب و ماہ تاب و صد شہا
آسمان بھی ہے بلند و پُر ضیا	چاند سورج اور تاروں سے بھرا
از شمال و از جنوب از دہور	باغہا دار و عروسیہا و سور
اُتر اور دکن سے چل کر ہوا	کرتی ہے باغوں کو شاداب اور ہرا
در صفت ناید عجائبہائے آں	تو دریں عظمت چہ در امتحاں
کیا صفت ہو اس کی نادر چیزوں کی	جگہ کو کیوں بھائی اندھیری کو خطر کی
خوں خوری در چار مہینچ تنگنا	در میان حسن انجاس و عنا
خون پیتا ہے ٹھنڈے میں بھنسا	اور ہے جس و نجاست میں پرٹا
او محکم حال خود منکر بدے	زین رسالت معرض کافر شدے
اسکو حسب حال کب آتا یقیں	کرتا انکار ان پیاموں سے جیہیں
کاین محالست فریبست مغرور	زانکہ وہیم کو رازیں معنی ست دور
اور کہتا ہے محال اور مکر و زور	کیونکہ وہیم کو ہے ان سب سے دور
جفس چیزے چون نید اور اک	نشو و ادراک منکر ناک او
جس تھے ادراک کو سوجھی نہیں	کیسے منکر فہم کو آئے یقیں
ہیچنانکہ خلق عام اندر جہاں	ز انجہان ابدال میگونید شال
بس یونہی خلق جہاں کے سامنے	کہتے ہیں ابدال حال اس سمت کے
کایہاں جاہلیت بس تاریک	ہست بریں عالمے بے بو و رنگ
یعنی دنیا ہے کنواں تاریک و تنگ	عالم بالا ہے بس بے بو و رنگ
ہیچ در گوش کسے ایشاں رفت	کایں طمع آمد حجاب زرق رفت
بلین اس کو کوئی سنتا ہی نہیں	طمع ہے سخت اک حجاب آہیں

چشم را بند و غرض از طلاع	آتش را بند و طمع از استماع
آنکھ کو کر دے غرض جلوے سے بند	طمع کر دے کان کو گھٹنے سے بند
کان غذائے اوست و اوطانوں	انہنجانکہ آن جنیں طمع خوں
ہے مقام دون میں جو اُسی غذا	اس جبین کو جیسے لالچ خون کا
خونِ تن را برویش محبوب کرو	از حدیثِ ایں جہاں محبوب کرو
خون ہے محبوب اس کا ہو گیا	یائیں اس دنیا کی سبھا کب ذرا
غیر خوں اونی نہ اند چاشت خور	زہیں ہمہ انواع نعمت ماند فرو
کھانا کیا پایا بجز اُن خون کے	رہ گیا محروم ان لذات سے
شد حجاب آلِ خوشی جاودا	بر تو ہم طمعِ خوشی ایں جہاں
اس غرضی کا ہے حجاب جاوداں	چچہ پہ لالچ اس غرضی کا ایچاں
از حیاتِ راستینت کرو دور	طمع ذوقِ ایں حیاتِ پر غرور
کر رہی ہے زندگی تو سے دور	طمع سے یہ زندگی پر غرور
بر تو پویشانہ یقین ابیگماں	اس طمع کورت کند نیکو بداں
یہ چھپاتی ہے یقین کو مان لے	طمع کر دیتی ہے اندھا جان سے
در تو صد کوری فراید از طمع	حق ترا باطل نماید از طمع
طمع سے بڑھتا ہے اندھا بین ترا	حق نظر آتا ہے باطل بر ملا
تاہنی پا بر سر آں آستان	از طمع بیزار شو چوں آستان
تا رہے اس آستان پر پاؤں کو	طمع سے جوں راستاں بیزار ہو
از غم و شادی قدم بیڑں نہی	کاندراں چوں رائی و ارہی
قید سے شادی و غم کی چھوٹ کر	پاتے گا اس در سے آزادی پسر
بنی ظلام کفر نور دیں شود	چشمِ جانیت روشن حق میں شود
نور دیں ہو۔ کفر کی ظلمت ہو دور	چشمِ جاں روشن ہو اور حق میں ضرور

پہنڈ پیراں اپنڈیرا شو بجاں	تا رہی از خوف و مانی درماں
پہنڈ پیروں کی پندیرا کر بجاں	تا کہ چھوٹے خوف سے پائے اماں
بشنوا کنوں قصہ تمثیل آں	تا بیابی در حقیقت نورجاں
ابو مثلاً ایک قصہ سن یہاں	تا حقیقت میں تو پائے نورجاں

ایک دانا اور ہاتھیوں کے شکاری

آن شنیدی نو کہ در ہندوستان	دید دانا ئے گروہ دوستاں
ایک دانا جبکہ ہندوستان گیا	دیکھا۔ ہیں کچھ دوست بیٹھے ایک جا
اگرستہ ماندہ شدہ بی برگ و غوا	میرسیدند از سفروز راہ دور
بھوکے پیاسے اور بے سامان تھے	دور سے کر کے سفر آئے ہوئے
امہروانا پیش جو شنید وہ گفت	خوش سلامے شاں و چوں گل شکفت
جوش جب اس کی محبت میں آٹھا	مثل گل کھل کر سلام ان کو کیا
گفت اتم کو ز تجوع و ز خلا	جمع آمد رنجمان زیر کر بلا
اور کہا شاید کہ بھوک اور پیاس سے	اس جگہ تکلیف میں تم ہو پڑے
ایک اللہ اللہ اے قوم جلیل	تا نیا شد خور و تاں فرزند پیل
لیکن اللہ اللہ اے قوم جلیل	تم نہ کھانا بھول کر فرزند پیل
پیل ہست افسوس کہ اکنوں میر وید	پہنڈ من از جان ازل بشنوید
ہیں ادھر ہاتھی۔ چدھر جاتے ہو تم	یہ نصیحت سن لو گر جاتے ہو تم
پیل بچکاند اندر راہتان	صیدیشان ہست بس نواہتان
پیل کے بچے ملیں گے راہ میں	اور شکار ان کا ابھاریگا تمہیں
بس طریقہ دلفیند و سمیں	ایک ماورشاں بود اندکیں
وہ لطیف اور ہونگے فرہ بیگماں	بیچھے بیچھے ہوگی لیکن اُنکی ماں

می بگردور حسین و آہ آہ	اے بچہ فرزند صد فرسنگ راہ
دور تھی پھر تھی ہے با آہ و فٹاں	اپنے بچوں کے لئے کوسوں دہاں
اخذ راز کو کوک مرحوم او	دل و آتش آید از خرطوم او
بچہ مردہ سے اس کے الاماں	سوڑے سے اس کی نکلتا ہے دھواں
غائب و حاضر بے بس با خبر	ایلیا اطفال حسد اے پسر
ہیں حضور غیب میں وہ با خبر	اولیا اطفال حق ہیں اے پسر
کو کشد کین ز برائے جان شاں	علامہ مندیث از نقصان شاں
بدلے گا جان کا ان کی خدا	حق سے تو غائب ہے۔ ان کو مت متا
در غربی فردا ز کار و کیا	گفت اطفال منداں اولیا
ہے نروں دولت سے انکی مقلسی	قول تہ ہے طفل ہیں میرے۔ ولی
لیک اندر سر منم با او ندیم	لاہر برائے امتحاں خوار و یتیم
ہوں مگر پوشیدہ میں انکا ندیم	استحاثا ہیں وہ سب غار و یتیم
گو یا ہستند خود اجزائے من	ایست دار جملہ عصمتہ من
گو یا اجزا ہیں مرے وہ خوش نگاہ	ہیں سری عصمت کے وہ پشت و پناہ
صد ہزار اندر ہزار و یک تن اند	ہاں و ہاں بین لاق پوشان منند
گو وہ لاکھوں ہیں مگر سب ایک ہیں	گدہ تہی والے میرے بندے نیک ہیں
موسیٰ فرعون رازیر وزیر	لہر نہ کے کر دے بیک چو پندر
موسیٰ کی فرعون کو زیر وزیر	ورنہ کہتی کس طرح چوب ہنر
نوح شرق و غرب غرق ہو	لہر نہ کے کر دے بیک نفرین بد
نوح شرق و غرب کرتے غرق آب	بدعتا سے ورنہ کیونکر بے حجاب
جملہ شہرستان شاں راہ ہمداد	آہ نکندے یک دعائے لوط را
اُن کے سب شہروں کو جو تھے مدعی	نکندہ تہیں کیونکر دعائیں لوط کی

دجلہ آب سیہ وہیں نشانی	اگست شہرستان چین فروزشاں
کالے پانی کے سمندر بن گئے	شہر آن کے غیرت فروس تھے
ور رہ قدش بہ بینی برگذر	سوئے شامستان نشان ارج
راہ میں بیت المقدس کی وہاں	شام کی جانب ملیں گے یہ نشان
خود بہر قرعہ سیاستا بدست	اصد ہزاراں ولیائے حق پرست
تھے سیاست داں جو اپنے عہد کے	اویا گذرے ہیں لاکھوں مان لے
خود جگر چہ بود کہ تمہا خوں شود	اگر یگویم ایں بیاں افزوں شود
یہ جگر کیا کوہ خوں ہو جائے ناں	گر کہوں تو طول پکڑے یہ بیاں
تو نہ بینی خوں شدن کوری ر	خوں شود کہما و باز آں بفسر
تو نہ اندھے پن سے دیکھ اسکو سکے	کوہ خوں ہو جائے اور وہ پھر بہ
لیک ان اشتر نہ بیند غیر چشم	طرفہ کوری دور بین و تیز چشم
صرف اونٹوں کی نظر آتی ہے چشم	یہ عجب کوری ہے ہو کر تیز چشم
رقص بی مقصود وار و پھوخرس	موبو بیند ز صرفہ حاصل نس
بچھ ساپے فائدہ ہے ناچتا	حرص کو انساں ہے یکسر دیکھتا
رقص اوحالی ز خیر و پڑ ز شر	موبو بیند ز حرص خود بشر
خیر کہہ سے رقص میں اسکے بہ شر	دیکھتا ہے حرص خود اپنی بشر
رقص اوحالی ز خیر و پڑ ز شر	رقص انجا کن کہ خود را بشن
رقص اوحالی ز خیر و پڑ ز شر	رقص اس جا کہ جہاں ڈٹے خودی
رقص اندرون خود مرداں کنند	رقص وجواں بر سر میاں کنند
خون ہی میں مرو رقص اپنے کریں	رقص گر ہاں مچھتے میدان میں
چون جہند از نقص خود رقص کنند	چون ہند از دست خود متے رند
نقص سے چھو نہیں تو نقص اپنا دکھایاں	وہ خودی سے چھوٹ کر تالی بجائیں

تا نکجا یا بد کباب یو رغیش	تا نماید انتقام در روز خویش
پائے جس جا اپنے نیچے کے کباب	لے کے بدلہ اس سے ہو وہ کامیاب
اگوشتہائے بندگان حق خوری	غیبتایشاں کنی کیفر بری
گوشت کھائے بندگان حق کا تو	ان کی غیبت کر کے سن اے کپیڑا
ہیں کہ یو پائے دھانٹاں غلقت	کے برو جاں غیر آں کو صا وقت
سوٹھے گا اللہ خود اُن کا دہاں	جو میں صادق ان کی ننگے پاؤں جاں
وائے اُن افسوسے کش بوئے گیر	باشند از درگور منکر بانگیر
وائے اس پر جس کی بو اے خوردہ گیر	سوٹھیں آکر قبر میں منکر بانگیر
فدہاں زویدان مکان انہاں	مے تو اں خوش کردان داد و دہاں
منہ چھپانے کا دہاں موقع کہاں	اور نہ دیگی کام کچھ بخشش دہاں
آب و روغن نیست مر و پوشا	راہ چلت نیست عقل و ہوشا
آب و روغن منہ چھپانے کو کہاں	عقل کیونکہ جیلہ جو ہو بہنگاں
چند کو بد زخمیائے گرزشاں	بر سر ہر تر از خا و مرز شاں
کستدر کو میں گے اپنے گرز سے	سر کو اور چوڑ کو ہر بہودہ کے
گر ز عنبر رائیل را بنگراثر	گر نہ بینی چوٹ آہن در چلو
دیچہ اثر تو گرو عزرائیل کا	چوٹ و آہن گر میں نظر و سے جدا
ہم بصورت مینماید گے گے	زاں ہماں رنجور باشند آگے
کو کبھی آتی ہے صورت بھی نظر	ہوتی ہے بیمار کو اس کی خبر
گوید آں رنجور کالے یا حرم	چلیست این شمشیر بر فرق سرم
کتا ہے بیمار غمخواروں سے بھی	میرے سر پر کیا ہے یہ تنوار سی
چوں بنی بنید کس زیار ان او	در جواب آہند یاراں کالے غو
دوستوں کو وہ نہیں آتی نظر	وہ یہ دیتے ہیں جواب اے بے خبر

مطرباں شاں از دوزن فی میزند	بحر بادر شور شاں کف میزند
ہیں بجائے مطرب ان میں چھپ کے دف	شور سے ان کے سمندر میں ہے کف
تو نہ بینی برگما با شاخما	کف زناں رقصاں کھر کیصبا
کیا نہیں شاخ اور پتے دیکھتا	جو صبا سے رقص میں ہیں بر ملا
تو نہ بینی بیک بہر گوش شاں	برگما با شاخما ہم کف زناں
دیکھ کیا کیا ان کے کاٹوں کے لئے	ہیں بجائے تالیاں پتے بڑے
تو نہ بینی برگما را کف زون	گوش دل باید نہ ایس گوش بن
تالیاں بجنا نظر آتا نہیں	گوش دل سے سن تو آ جاتے ہیں
گوش سر بر بنداز ہزل و دروغ	تا بہ بینی شہر جاڑا با فروغ
دور کہ کاٹوں سے تو ہزل و دروغ	شہر جاں کا تا نظر آئے فروغ
ہیں ماں بر بنداز ہزل ی عمو	جز حدیث روئے او چیزے مگو
ہزل سے اپنے دماں کو بند کر	باتیں کر صرف اسکی تو اے دادگر
سر کشد گوش محمد در سخن	کش بگوید در بنی حق ہو اذن
گوش احمد ہزل کو ملتے نہ ملتے	ہو اذن۔ ان کو کما اللہ نے
سر بسر گوش بہشت چشم است آن نبی	رحمت حق مرصع ست و ماصبی
گوش و دیدہ ہیں نبی محترم	رحمت حق دایہ ہے، نیچے ہیں ہم
ایں سخن پایاں نثار و باز رہا	سوئے اہل بیل و بر آغاز رہا
اس سخن کی حد نہیں کچھ رائے پسرا	نقد اہل بیل کا آغاز کر
بچگان بیل کے معترضوں کا قصہ	
ہر دماں را بیل بوئے میکند	گر دمعدہ ہر بشر بر می تند
بیل سوئے سب کے منہ کو بر ملا	ہر بشر کے معدے پر ہے گھونٹنا

پس بنہ بر جاتے ہر مرا عوض	تازو اسجد و اقرب یا بی غرض
رکھ نفس کی ہر جگہ پر اک عوض	پائے "واسجد و اقرب سے" تا غرض
در تمامی کار ہا چندیں مکوش	جز بکاسے کہ بود درویش بکوش
اتنی سب کاموں میں تو کوشش ذکر	دین کے کاموں میں کوشش کر مگر
عاقبت تو رفت خواہی تمام	کارایت ترونان تو خام
بچھ کو جانا ہی پڑے گا تمام	کام اتریں ترے۔ تو شہ ہے خام
وہیں عمارت کردن گور و لحد	نہ بسنگ بہت نہ چوٹ نہ لبد
گور کی مقبرہ پر اے بے خبر	مت لگا تو اینٹ پتھر اور زر
بلکہ خود را در صفا گورے کنی	در منی آں کنی دفن ایں منی
قبر کو اپنی صفا کر کے بنا	دفن کر اپنی غوی کو اس میں جا
خال او گردی و مدفون غمش	تا و مت یا بددہا از دوش
اسکی ہو خاک۔ اسکے غم میں ہو فنا	اس کے دم سے پائے قوت دم ترا
گور خانہ قبۃ ہا و کنگرہ	نبو از اصحاب معنی آن سرہ
گور خانے اور قبے کنگرے	کھر نہیں اہل حقیقت کے لئے
بنگر اکوں رنگ اطلس پوش را	یہیچ اطلس دست گیر و ہوش را
غور تو کر رنگ اطلس پوش پر	کچھ بھی اطلس سے ہے غری ہوش پر
در عذاب منکرست آں جان او	کثر و غم در ویل عذاب او
ہے فرشتوں کی سزا میں اس کی جان	غم کا بچھو اس کے دلیں ہے ہر آن
از برون ظاہر ہن نقش و نگار	وز و زان اندیشہ اش زایہ زار
ظاہری ہیں اس کے یہ نقش و نگار	اور اندر سے ہیں اندیشہ نگار

۱۵ یعنی جو سانس جائے۔ اُس کے بے کوئی نیکی ضرور ہو جائے نہ
 ۱۶ سجدہ کرد اور قریب آؤ نہ

چھالستائیں ہستائیں احوال	مانی بنیم باشند ایں خیال
یہ تخیل ہے بوقت انتقال	کچھ نظر آتا نہیں یہ ہے خیال
از نہیں ایں خیالے شد چوں	چہ خیالستائیں کہ ایں چرخ فکوں
ہے خیال خوف سے ماند فوں	یہ گماں کیا ہے کہ چرخ سرگون
پیش بیمار و سرش منکوس شد	اگر زما و تیغہا محسوس شد
جھک گیا بیمار کا سر خوف سے	گر ز اور تلوار محسوس اب ہرے
چشم و دشمن بستہ زان و چشم ست	او بھی بیند کہ آن ز بہر اوست
دوست و دشمن کس طرح دیکھیں گے	دیکھتا ہے وہ کہ ہے اس کے لئے
چشم اور روشن کہ چوں غور شد	حرص و نیارفت و چشمش تیز شد
آنکہ اس کی روشن اور ہے غور	حرص و نیارخصت اور بینائی تیز
از نتیجہ کبر او چشم او	مرغ پر نگام شد آن چشم او
اس کی نخوت کا نتیجہ تھا یہی	مرغ بنے ہنگام آنکہ اس کی ہوائی
کو بغیر وقت جنبان دورا	سر بریدن اجب مد مرغ را
جنے یوں بیوقت دی ایسی صدا	کاٹنا سر مرغ کا واجب ہوا
بنکر اندر نزع جان ایمان را	ہر زمان نوعی ست جزو جائز را
نزع جاں میں دیکھ ایمان اے اخی	جان تیری نوع میں ہے ہر گھڑی
روز و شب نندینار اشکرت	غیر تو مانند ہمیان ز رست
روز و شب ہے مثل درہم کے شمار	نور کی کھینچی ہے تیری عمر یار
تا کہ خالی گرد و و آہ خسوف	بیشمار و میدہد ز ر بیوقوف
تھیلی تا ہو جائے خالی زود تر	دیتا ہے من گن کے عاواں اپنا زر
اندر آید کوہ ان اداں ز پائے	اگر ز کہ بستانی و نہنی بجائے
عاجز آئے کوہ بھی اس دینے سے	کوہ سے لیکن نہ گر تو کچھ رکھے

بختِ نو بخشند از عقل کس	از کبابش مانع آمد آں سخن
بخشتا ہے عقل بختِ نو صفات	اس کو کمانے سے ہوئی مانع وہ بات
آن گرسنہ پاسبانِ آں رمہ	پس بنیقاند و خشتد آں ہمہ
بھوکے نے کی پاسبانی بیٹھ کے	خیر سب کھاپی کے اس کو سو گئے
اولا آمد سوئے حارسِ دوید	وید پیلے سہمنہ کے میر سید
پہلے وہ در پہ نگہاں کے ہوتا	فیل دیکھا اس نے اک آتما ہوتا
ہمچ بوئے زونیا مدنا گوار	بوتے میکرواں ہائش اسہ بار
لیکن آئی کچھ نہ بوئے ناگوار	اس کے منہ کو اس نے سو گھامین بار
مرورانا تازہ آئندہ پیل زفت	چند بارے گرد او برشت ورت
نیل نے اس کا نہ کچھ نقصاں کیا	پھر کے اس کے گرد پھر آگے بڑھا
بوئے نی آمد و رازاں خستہ مرو	مر لب ہر خستہ را بوئے کرد
اس کو اپنے بچے کی بو آ گئی	سوئے والوں کا جو منہ سو گھما آئی
بزرانید و بکشتش پیل زود	کو کباب پیل زادہ خوردہ بود
بھاڑ ڈالا اُن کو ہاتھی نے شتاب	کھائے تھے جو پیل بچے کے کباب
برورانید و نبودش زان شکوہ	در زماں ویک بیک زان گروہ
بھاڑ ڈالا فیل نے بے خوف ہاں	فرد اک اک اس جماعت کا وہاں
تا ہی زو بر زمیں ہمیشہ شگان	بر ہوا انداخت ہر کیانے گزاف
چڑھو جائے تھے گر کر بر ملا	تھا وہ لوگوں کو ہوا پر پھینکتا
تا نیار و خونِ ایشانت نبرو	اسے خوردہ خونِ خلق از رہ بگرد
خون اُن کا رنگ اک دن لائیگا	خونِ خلقت کمانے والے باز آ
زانکہ مال از زور آید در میس	مالِ ایشانِ ایشانِ ان تقیہیں
زور ہی سے ملتا ہے زر کہ تو دھیان	مال کو اُنکے تو اُن کا خون چان

چون نبات اندیشہ و شکر سخن

فکر شیریں اور سخن شیرین

اواں یکے بینی رآن و بق کہن

گدڑی والوں میں تو اکثر پائے گا

مسافروں اور فیل بچوں کی حکایت

تا دل و جان ناں نگر دو مخمّن

امتحان جان و دل میں کیوں پڑو

در شکار و فیل بچگاں کم روید

فیل بچوں کا نہ کھیلو تم شکار

جز سعادت کے بود انجام نصیح

بے سعادت ہی فقط انجام پند

تا رہا تم من شمارا از دزم

تا دامت سے میں تمکو دوں چھڑا

طبع بر گل ز ایں جہاں تاں بر کند

طبع دنیا سے جڑوں کو کھود دے

گشت تخط و جمع شان راہنت

ہو گنج بھوک ان کی رستے میں سوا

پور فیلے فر ہے نوزادہ

فیل بچہ ، موٹا تازہ ، شیر خوار

پاک خورد و فروختند دست

اور اُسے کھا پنی کے فالخ ہو گئے

کہ حدیث آن فقیرش بود یاد

یاد اس کو بات تھی درویش کی

اگفت ناصح بشنوید ایں پند من

بولانا صبح پند تم میری سنو

با آبیہ و برگہا قانع شوید

گھاس پتوں ہی پہ رکھو انحصار

من وں محرم ز گردن ام نصیح

میں نے گروں سے نکالا دام پند

من بہ تبلیغ رسالت آدم

یہ ہے مقتد میرے اس پیغام کا

ہیں مبادا کہ طعنتاں رہ زند

ہو نہ ایسا مگر ہی ہو طبع سے

ایں بخت و خیر بادے کرد و رفت

یہ کہا اور ان سے رخصت ہو گیا

ناگہاں دیدند سوئے جاوہ

ناگہاں رستے میں دیکھا ایک بار

اندر افتادند چون گمانست

بھڑکیے کی طرح سب اس پر گرنے

اآں یکے ہمہ خور و پند واد

کھانے میں صرف ایک نے شرکت نہ کی

پس دعا بارو شود از بوسے آن	آن دل کز شمی نماید از زبان
اس کی بوسے ہوتی ہے رو ہر دعا	ہے زبان دل کی سمجھی کا آستان
اخشوا آمد جواب آن دعا	چوب رو باشد جزائے ہر دعا
اخشوا آئے دعاؤں کا جواب	ہر جزائے ہر دعا کا کامیاب
اگر حدیث کثر بود معینت رات	آن کثرتی لفظ مقبول خداست
بات اگر ٹیڑھی ہو اور مطلب بچا	ایسی کج باتیں ہیں مقبول خدا
اور بود معنی کثر و لفظت نکو	آن چنان معنی نیز رو یک تسو
کج ہوں معنی اور لفظ اچھے اگر	ہیں یہ معنی لا محالہ بے اثر

دوستوں کی خطائیں بھی محبوب ہیں

آن بلال صدق در بانگ نماز	حجی راہی خواند از روئے نیاز
جب اذان دیتے بلالؓ پاکباز	حجی کو "ہی" کہتے از روئے نیاز
تا بگفتند اے پیغمبر نیست است	این خطا کنوں کہ آغازِ نیازت
لوگ بولے۔ یا نبیؐ ہے ناروا	یہ خطا۔ ہے جبکہ آغازِ نیاز
اسے نبیؐ والے سول کہ دگار	یک موزن کو بود انصاح بیار
یا نبیؐ، اتنا کرم فرمائیے	اک موزن خوش گلو بلوائیے
عیب باشد اول دین و صلاح	لحن خواندن لفظ حجی علی الفلاح
عیب ہے آغاز میں ہے اور صلاح	یوں پکاریں لفظ حجی علی الفلاح
تشمیم پیغمبر کو شید و بگفت	یک دور مزے از عنایاتِ شہادت
غصہ میں آئے جناب مصطفیٰؐ	راز کی دو ایک باتیں میں بتا

لہ قولہ تعالیٰ عزوجل قال اخشوا فیہا ولا تکلمون یعنی دوزخیوں سے خدا سے تعالیٰ خطاب فرماتا ہے کہ تم اس میں پڑے رہو اور بات نہ کرو۔

فیل بچہ خوارہ راکیفر کشد	مادران فیل بچہ کیس کشد
پیل بچہ خوار سے بدلہ وہ لے	کینہ مادر پیل بچے کی رکھے
ہم برآر و خصم فیل از تو دمار	فیل بچہ مخوری اے پارہ خوا
پیل دشمن ہو کے کرے گا شکار	پیل بچہ کھاتا ہے اے لپارہ خوار
پیل داند بوئے خشم خویش را	بوئے رسوا کر و کمر اندیش را
بوئے دشمن پیل کو آنے لگے	بوئے فریب اندیش کو رسوا کرے
چون نیاید بوی باطل از من	آنکھیا بد بوئے حان از من
بوئے باطل کیوں نہ میری اسکو آئے	جوین سے بوئے خوش خان کی پائے
چون نیاید از دمان مایخو را	مصطفیٰ بچوں بوئے بڑا زاہد و دوا
منہ سے میرے بو نہ کیونکر آئیگی	مصطفیٰ کو دور سے بو آ گئی
بوئے نیک و بد بر آید بر سما	ہم بیاید لیک پوشاند ز ما
بوئے نیک و بد سے نکے آسمان	آتی ہے بو، پر وہ رکھتے ہیں نہاں
میزند بر آسمان سبز فام	تو پہنچی سپی و بوئے آل حرام
کرتی ہے سیر فلک اے خستہ کام	لوگو سو جاتا ہے اور بوئے حرام
تا ہو گیران گردوں میرود	ہمراہ نفاس ز شقت جی شود
سوچتے ہیں سوچنے والے اُسے	جاتی ہے وہ ساتھ سانسوں کے ترے
در سخن گفتن بیاید چون پیاز	بوئے کبر و بوئے حرص و بوئے آز
بات کرنے سے ہے آتی جوں پیاز	بوئے بخت بوئے حرص اور بوئے آز
از پیاز و سیر تقویٰ کروہاں	گہ خوری سو گند من کے خور وہاں
پیاز لسن چھوڑ بیٹھا ہوں بہم	گو تو کھائے اس سے کھانے کی قسم
بر دماغ ہم نشینان بر زند	آندمت سو گند عنان زنی کند
ہم نشینوں کے دماغوں سے دماغ	سانس تیری کھائے لیکن چٹلیاں

میکر یزد ضد ما از ضد ما	شب گمیز و چون بر فروز و شیا
ماں ضدوں سے بھاگ جاتی ہیں ضدیں	روشنی سے رات بھاگے ، آن میں
چوں پر آیدم پاک اندر و ماں	نہ پلیدی ماندوئے آن و ماں
نام پاک آتا ہے جب منہ میں ذرا	پھر پلیدی کا پتہ لگتا ہے کیا

حاجتمند کا اللہ اور اللہ کا لبیک کہنا

آں یکے اللہ مے گفتے شبے	تا کہ شیریں گرد و از ذکرش بلے
رات کو ”اللہ“ کہتا تھا کوئی	ذکر سے تاہونٹ پائیں چاشنی
گفت شیطانن خمشال سخت کو	چند گوئی آخر اے بسیا رگو
یلا شیطان اُس سے چپ مرو خدا	لبیک ”اللہ اللہ“ بولے جائے بگا
این ہمہ اللہ گفتی اے عتو	خودیکے اللہ را لبیک گو
اللہ اللہ تو نے اے سرکش کہا	اس سے کب لبیک کی آئی صدا؟
می نیاید یک جواب ریشخ تحت	چند اللہ میدونی باروئے سخت
جب وہاں سے کچھ جواب آتا نہیں	اللہ اللہ کرتا پھر زیبا نہیں
او شکستہ دل شد و بہا و سر	دید در خواب و خضر اور خضر
اسکا دل ٹوٹا۔ جھکایا اُسے سر	خضر آئے خواب میں اُسکو نظر
گفت ہیں زوکر چوں اماندہ	چوں پیشانی ازاں کش خواندہ
بولے چھوڑا ذکر کیوں اے شاد کا	تو پیشیاں کیوں ہے لیکہ اسکا نام
گفت لبیکم نے آید جواب	زاں ہی ترسم کہ باستم رو باب
بولا رب لبیک کہتا ہی نہیں	مجھ کو ہے رو دعا کا اب یقین
گفت خضرشخ خدا گفت این ملن	کہ برو بابا و بگو اے مطمئن
خضر بولے مجھ سے حق نے ہے کہا	جا تو اُسکے پاس اور کہ دے ذرا

کالے خساں نرود خدا ہی بلال	بہتر از صد حج و حتی قیل و قال
بولے نرود کبریا ہی بلال	حج سے بہتر ہے ماں بے قیل و قال
وامشور انید تا من راز ماں	واں گم ز آخر و آغاز تاں
مت نٹولو ورنہ میں راز نہاں	اول و آخر سے کر دوں گا عیاں
اگر نداری تو دم خوش و ردعا	رو دعا میخواہ ز اخواں صفا
جب سلیقہ ہی دعاؤں کا نہیں	پاک لوگوں کی دُعا لے بالیقین
حضرت موسیٰ کو حق تعالیٰ کا حکم دینا	
بہر ایں فرمود با موسیٰ خدا	وقت حاجت خواستن اندر دعا
اس لئے فرمان حق موسیٰ کو تھا	جب وہ کرتے تھے ضرورت میں دُعا
کالے کلیم اللہ ز من میجو پناہ	یاد دہانے کہ نکر دی تو گناہ
اے کلیم اللہ لے میری پناہ	ایسے منہ سے جو نہیں صرف گناہ
گفت موسیٰ من ندارم آن ماں	گفت مارا از دہان غیر خواں
بولے موسیٰ میرا منہ ایسا کہاں	حکم آیا۔ مانگ اوروں کا دہاں
آپنچناں کن کہ دہا نہا مرترا	در شب و در روز ہا آرد دعا
غیروں سے اپنے لئے تو لے دُعا	ہر دہن دن رات ہی مانگے دُعا
از دہان غیر کے کر دی گناہ	از دہان غیر بر خواں کا ی آلہ
عیز کے منہ سے کیا ہے کب گناہ	غیر کے منہ سے تو کہلا یا آلہ
یاد دہان خوشیتن را پاک کن	روح خود را چاک بٹ چالاک کن
یا تو اپنے ہی دہن کو پاک کر	روح کو بھی چشت اور چالاک کر
ذکر حق پاکست چوں پاکی رسید	رخت بر بند و بروں آید پلید
ذکر حق ہے پاک، جب پاکی ملی	بس پلیدی دل سے باہر آ سگی

خواندن بے درد از افسردگیست	خواندن با درد از دل بزرگیت
ذکر بے درووں کا ہے افسردگی	ذکر اہل درد ہے دل بزرگی
آں کشیدن زیر لب آواز را	یاد کردن مبداء و آغاز را
چینا وہ زیر لب آواز کا	یاد کرنا فکر سے آغاز کا
آں شدہ آواز صافی و خریں	کلمے اے مستغاث لے میں
صاف کہتا ہے باواز حزیں	اے خدا فرما درس اور اے میں
نالہ سگ رہش بے جذبیت	زانکہ ہر راغب اسیر رہز نیست
نالہ سگ میں بھی جذبہ ہے کثیر	کیونکہ ہر راغب ہے رہزن کا اسیر
بچوں سگ کہے کہ از مدار است	بر سر خوان شہنشاہان نشست
جیسے گتا کف کا مردار سے	چھٹ کے پنچا خوان پر سلطان کے
آقا قیامت میخورد و پیش غار	عارفانہ آب رحمت بی تغار
ما قیامت پتا ہے وہ پیش غار	عارفانہ آب رحمت بار بار
اے بسا سگ دوست کو را نام نیست	لیک نہ در پردہ بے آں جا نیست
سگ بہت ایسے ہیں جو گنام ہیں	انکو پردے میں میسر جام ہیں
جاں بدہ از بہر این جام اے سیر	بے جہاد و صبر کے باشت ظفر
جان دے اس جام پر تو اے سیر	بے جہاد و صبر کب ہو گی ظفر
صبر کردن بہر این نبود حرج	صبر کردن کا صبر مفتاح الفرج
صبر کرنے میں نہیں ہے کچھ ہرج	صبر کرنا صبر مفتاح الفرج
زین کیوں بی صبر حزن کے کس نیست	حزم را خود صبر باشد پا و دست
ہیں بچا میں حزم سے اور صبر سے	صبر دست و پا ہیں گویا حزم کے
حزم کن ز خود گویا ز رہبر نیست	حزم کردن زور نور اولیاست
حزم کرکھانے سے، وہ ہے ذہر کا	حزم کرنا ہی ہے نور اولیا

گفت آن اللہ تو لیک بیک است	ایں نیاز و سوز و روت بیک است
یہ ترا اللہ مری بیک ہے	تیرا درو و سوز میرا بیک ہے
نے ترا درکار من آورده ام	نے کہ من مشغول ذکر ت کردہ ام
کیا نہیں تجھ سے لیا میں نے یہ کام	گر دیا مشغول ذکر اے نیک نام
جیلمہا و چاہیہ جو یہاں تھے تو	جذب لب و کثا و آں پائے تو
تیرے چلے اور چارہ جو نیاں	بھٹیں ہمارے جذب کی نیز نیاں
ترس و عشق تو کند لطف است	زیر ہر یار رب تو لیکہا است
تیرا خوف و عشق ہے رحمت کی لے	تیری ہر یار رب میں تو لیک ہے
جان جاہل میں عاجز و نورست	زانکہ یار رب گفتش ستورست
اس دعا سے جان جاہل دور ہے	اسکا یا رب کہنا کب دستور ہے
برہان و برہینش قنست و بند	تا نہ لہ با خدا وقت گزند
اس کے منہ اور لب پہ ہیں تارے لگے	تا نہ روئے وقت میں تکلیف کے
داد مرفوعون اصد ملک مال	تا بکرواد دعویٰ غر و جلال
دیدیا فرعون کو جب ملک و مال	کر تا تھا وہ دعویٰ جاہ و جلال
در ہمہ عمرش ندید او در و سر	تا نہ لہ سوئے حق آں بد گھر
عمر بھر اُس نے نہ پایا در و سر	تا نہ روئے سوئے حق وہ بد گھر
داد او را جملہ ملک لیں جاں	حق ندوش در و سرچ و آمد ہاں
ملک دُنیا اس کو سارا دیدیا	کب اُسے اللہ نے رنجیدہ کیا
زانکہ در و سرچ یا ر آمد ہاں	شد نصیب ستافش در جہاں
کیونکہ اس نے رنج کا بار گہاں	دید یا یوں کو اپنے بیگان
در و آمد بہتر از ملک جہاں	تا بخوانی تو خدا را ورنہاں
درو بہتر ہے جہاں و مال سے	تا کہ تو ذکر خدا چھپ کر کرے

جوڑ بوسیدہ ست گشتار و گل	اگر وہ بد خو کے دہد آں پر حیل
ہیں کھٹے اخروٹ جاتیں پرنیاں	دیتے ہیں لیکن وہ دیتے ہیں کہاں
صد ہزاراں عقل ایک شمر	شغریٰ آں عقل و مغز ابرو
کب گئے وہ عقل گو سستی ہی ہو	انہی یقی یقی کھائے عقل و مغز کو
اگر تو راہینی مجو جزو سیہ ات	یا ر تو خرچین تست و کیسہ ات
تو ہے راہیں وین ہی پر رکھ نگاہ	یا ر ہے خرچین و کیسہ کر نہ آہ
وین بر و نہا ہمہ آفات تست	ولیہ معشوق تو ہم ذات تست
جو ہیں باہر وہ ہیں سب آفات ہی	ولیہ مشوق ہے تری ذات ہی
تو نگوئی مست خوابان منند	حرم آن باشند کہ چون دعوت کنند
تو نہ سمجھے غمگسار اپنا انہیں	حرم یہ ہے جب تری دعوت کریں
کہ کند صیاد در کمن نہاں	دعوت ایشاں صفیر مرغ داں
گھات میں صیاد ہوگا بیگمان	ان کی دعوت کو صفیر مرغ جان
میکند آواز و فریاد و انہیں	امرغ مردہ پیش بہاد کہ لیں
دیتا ہے آواز، کرتا ہے فغان	مرغ مردہ رکھ لیا آگے عیاں
جمع آید پرورد شاں پوست	امرغ پندار کہ جنس و ست او
جمع ہوں تو کمال سب کی بھینچ لے	مرغ سمجھیں وہ ہے انہی جنس سے
تا نگر و گنج ازاں دانہ ملق	جز نگر مرغی کہ حرمش داو حق
دانے کی جانب کب اسکا عزم ہے	ہاں مگر وہ مرغ جس میں حرم ہے
خرم را مگذار و محکم کن تو دیں	اہست بے حرمی پشیمانی نہیں
حرم کو مت چھوڑ کر مضبوط دیں	کیا یہ بے حرمی پشیمانی نہیں

لے راہین اور وین و عاشق و معشوق گذرے ہیں۔ یں مطلوب اور راہین طالب خدا

کوہ کے مریاد را وزنے نہد	کاہ باشد کو بہر بادے جہد
کوہ لیکن کیا ہوا کی پت کرے	کانیتی ہے گھاس ہر اک باد سے
کالے برادر راہ خواہی ہیں بیا	ہر طرف غولے ہی خواند ترا
اس طرف آ جا۔ اوہرے رہ گزار	ہر طرف سے ہے چھلاووں کی پکار
من قلاؤ زم دریں راہ وقت	رہنمایم ہم بہت باشم رفت
پیشوا ہوں میں یہ رستہ ہے رفت	میں رہونگا راہ میں تیرا رفت
یوسف اکم روسو ایں گرگ خوا	نے قلاؤ زاست نے رہ دانداو
یوسف ایسے گرگ کی جانب نہ جا	وہ نہ رہبر ہے نہ جانے راستا
چرب و نوش دانہائے ایں سرا	حرم آں باشد کہ نفرید ترا
دانہائے چرب و شیریں دہر کے	حرم وہ شے ہے نہ دھوکا دیں تجھے
سحر خواند میدد در گوشل و	کہ نہ چربے وار و نہ نوش او
کان میں کچھ نکلیں وہ جادو بالیقین	کیونکہ وہ چرب اور شیریں کچھ نہیں
خانہ آن تست و تو آن منی	کہ بیا مہمان باے روشنی
گھر ہے تیری ملکیت اور تو مری	آ تو مہماں ہو مری اے روشنی
یا سقیم و خستہ این دخمہ ام	حرم آں باشد کہ کوئی تجھ ام
ہانے سے خستہ و بیمار ہوں	حرم یہ ہے۔ تو کہے ناچار ہوں
یا مرا خواند است آں خالو پسر	یا سرم و روہت و در و سر بہر
یا بلاتا ہے وہ خالو کا پسر	یا بدن دکھتا ہے اور ہے درد سر
کہ بکار و در تویشش ریشہا	زانکہ بکفی شت ہد بائیشہا
عیش سب تجھ کو وہ و جہر ریش ہیں	کیونکہ اُن کے نوش میں سونیش ہیں
ماہیا او گوشت و شست نہد	ازرا کہ بچاہ یا شستت و ہد
شست میں وہ گوشت اے مچھلی رکھیں	گر بچاس آور ساٹھ درہم تجھ کو دیں

کشت زار و لالہ و کشت بود	در بہاراں خطہ وہ خوش بود
لالہ بھلا سبہ میان سبز زار	سپہ بہاریں گاؤں کی بھی خوشگوار
تا در آمد بعد وعدہ ہرشت سال	وعدہ دادے خواجہ و رادف حال
آٹھ سال اس میں کو گزرے بجا	ٹالنے کو وعدہ خواجہ نے کیا
عزم خواہی کہ و آمد ماہ دے	او بہر سالے بھی گفتے کہ کے
کیا ارادہ ہے کہ اب مالک آگیا	وہ یونہی ہر سال گو کہتا رہا
از فلاں خطہ بیاد میہماں	او بہانہ ساختے کا سال ماں
ایک تھاں اس جگہ سے آیا تھا	وہ بہانے کرتا امسال اے نقا
از مہمات آں طرف خواہم دید	سال دیگر گر تو انم وارہید
کام سے ، آؤ نکالے شک لے انجی	دوسرے سال اب اگر فرصت ملی
بہر زندان تو اے اہل پر	گفت ہستند آن عیالم منتظر
تیرے بچوں کے لئے اے آہیں - پر	بولائیں سب بال بچے منتظر
تا مقیم قہر شہری شدے	باز ہر سالے چوں لکک آمدے
گھر میں شہری کے کھڑ جاتا تھا وہ	میں لکک ہر برس آتا تھا وہ
خرج او کروے کشو دے مال خویش	خواجہ ہر سالے ز زور مال خویش
خرج کرتا تھا بہت دل کھو بھر	خواجہ ہر سال اس پہ اپنا مال دہر
خواں نہادش باداواں و شاہاں	آخر میں کرت سہ ماہ آں پہلواں
کھانا دہتانی نے کھا یا صبح و شام	تین ماہ اس طرح آخر لاکلام
چند وعدہ چند بھوسی مرا	از خجالت باز گفت او خواجہ را
تو نے وعدے کر کے دھوکے میں رکھا	پھر یہ خواجہ سے خجالت سے کہا
لیک ہر تحویل اندر حکم ہوست	گفت خواجہ ہم و جام وصل جوست
ہے مگر ہر کام زیر حکم ہو	ہو لا خواجہ جسم و جاں میں وصل جو

زنانک بے خبری شقاوت بروہد	دیں لوداز دست درو سر وہد
کیونکہ بے خبری شقاوت ہے پسر	دین جائے ہاتھ سے ہو درو سر
بشنوائیں افسانہ را و شرحیں	تاشوی حازم برائے حفظ دیں
سن یہ افسانہ اور اسکی شرح بھی	تا ہو حازم حفظ دیں کا اے انھی

ایک دہقانی اور ایک شہری

اے برادر بود اندر ماضی	شہری بے بارو ستائے آشنا
بھائی یہ قصہ ہے اگلے وقت کا	شہری اک دہقان کا بھتا آشنا
روستائے چل سوئے شہر آمدے	خرگہ اندر کوئے آل شہری روئے
آتا سوئے شہر دہقانی اگر	تو بھڑتا آکے اس شہری کے گھر
دومہ و سہ ماہ مہمانش بدے	بروکان او و پر خوانش بدے
رہتا اسکا میہماں دو تین ماہ	بیٹھتا خواں و دوکان پر خوش نگاہ
بہر حوائج را کہ بودش آن زمان	راست کر دے مرد شہری ایگان
حاجتیں جو اس کی ہوتیں ہر گھڑی	پوری کرتا مفت شہری واقعی
رو بے شہری کرو و گفت کجا چہ تو	بیچ می نانی سیودہ فرجہ جو
شہری سے اکثر کہا کرتا تھا یوں	گاؤں میں میرے نہیں آتے ہو کیوں
اللہ اللہ جملہ فرزندان بیار	کایں زمان گلشن است نو بہار
اللہ اللہ بچوں کو بھی لایئے	ہے بہار اور موسم گل آئیے
یا بتا بتاں بیا وقت مر	تا بہ بندم خدمت رامن کمر
آئیے گرمی میں یا وقت مر	آپ کی خدمت پہ باندھوں گاکمر
خیل فرزندان و قوم را بیار	دروہ ما باش خوش ماہے مسیحا
لڑکے بھی ہوں ساتھ ادر سب یار غار	گاؤں میں رہتیے جینے تین چار

ز و عمارت و داخل بیشمار	صحیحہ باشد چو فصل نو بہار
جس سے ہے قسمہ و روتق بیشمار	محبت اک ہے مثل فصل نو بہار
ساگر یزی و شوی از ہدیری	خرم آں باشد کہ طوق بدیری
تاہدی سے بھاگ کر اس سے نیچے	خرم اس میں ہے کہ طوق بدر ہے
ہر قدم را دام میدان فضول	خرم سور لظن گفتہ است آن رسول
ہر قدم کو جان تو دام اے فضول	خرم سور لظن ہے کہتے ہیں رسول
ہر قدم و امیست کم روا و ستارخ	روئے صحرا ہست بہار و فراخ
ہر قدم پر حال ہے ناداںانہ جا	ہر بیاباں ہے کشادہ اور بڑا
چون تبازد و آتش افتد در گلو	آں بزرگو ہی دود کہ دام کو
دوڑے تو پھندے میں آئے ناگاہ	دوڑے کو ہی بڑے کہ پھندا ہے کہاں
دشت میدیدی نمیدیدی کیس	آنکہ میگفتی کہ کو اینک بیس
تھا نظر میں دشت نکلتی یہ گھات کب	تو جو کہتا تھا کہاں ہے دیکھ اب
دنبہ کے باشد میان کشت زار	بے کمین دام صیاد اے عیار
کھیت میں دنبہ نہیں ہوتا کبھی	بے کمین و دام صیاد اے اخی
استخوان کلمہ ہاشاں ابیس	آنکہ گستاخ آمد، اندر میں
پڑیاں اور جبرے انکے دیکھ تو	جو تھے دنیا میں بڑے گستاخ غ
استخوان شاں ابیرسل زامضی	چوں گورستان ولی مے مرضی
پڑیوں سے پوچھ ماضی کی خبر	جائے گورستان کی جانب تو اگر
چون فرو رفتند در چاو غرور	تا بظاہر زمین ارمستان گور
کس طرح آنکو بلا چاو غرور	آپس تجھ کو تا نظر مستان گور
ورنداری چشم دست آور عصا	چشم اگر داری تو کورانہ میا
اور جو اندھا ہے تو حاصل کر عصا	آنکھیں رکھتا ہے تو کورانہ آ

آدمی چوں کشتی است بادیاں	تا کے آرد باد را آں باد راں
آدمی کشتی ہے اور اک بادیاں	بھیٹتا ہے باد لیکن باد راں
باز سو گند آں بادش کاے کریم	گیر فرزند آں بیا بنگر نعیم
پھر آسے آنے کی آسنے دی قسم	ساتھ لا بچوں کو دیکھ آکر ارم
دست او گرفت سر کرت بعد	کا لہا لہو زو بیلا ہنمائے جھد
ناتہ پڑا لے کے وعدے عین بار	اور کہا جلدی سے آتا میرے یار
بعد وہ سالے بہر سالے جنیں	لا بہا و وعدہ ماے شکریں
دس برس تک ہر برس وعدے کئے	چاشنی میں مکر کی ڈوبے ہوئے
اکو وکان خواجہ گفت لے پدیر	ماہ وابر و سایہ ہم دار و سفر
خواجہ کے بچے بھی بولے اے پدیر	چاند بادل سایہ کرتے ہیں سفر
حقہا بروے تو ثابت کردہ	رہنما در کار او بس بروہ
تم نے ثابت اُسپہ حق اپنے کئے	رج اس کے کام میں تم نے سے
اوہنے خواہد کہ بعضے حق آں	واگذار دی چون شوی تو میہماں
چاہتا ہے حق کرے وہ کچھ ادا	میہماں رکھ کر تجھے اے با صفا
بس نصیت کرو مارا اونہاں	کہ کشیدش سوئے لہا بہ کناں
کر گیا ہے یہ نصیت وہ ہمیں	گاؤں لے جاتیں خوشامد سے بڑیں
گفت حقست این لے اے سیویہ	اَللّٰح من شَر من حسنت الیہ
بولایہ سچ ہے مگر سن تو سی	اُسکے شر سے ڈر۔ بھلائی جس سے کی
دوستی ختم دم آخر بود	ترسم از وحشت کہ او فاسد شود
دوستی ہے بیچ پہچلے وقت کا	ہو نہ فاسد خوف ہے یہ بر ملا
صحبتے باشد چو شمشیر قطوع	ہمچوئے در بوستان در زر و ع
صحبت اک تلوار ہے جو کاٹ دے	ماگہ جیسے کشت و بستان کے لئے

چوں رسد بر در بھی بند و کمر	مر سگے را لقمہ نانے زور
وہ اسی در پر سدا بیٹھا رہے	کتنے کو جس در سے اک لقمہ ملے
گرچہ پردے جو رو سختی می رو	پاسبانِ محارِس در میشود
چاہے جتنی اُس پہ ٹوٹیں سختیاں	ہو نگہبان اور در کا پاسبان
کفر داند کہ دغیرے اختیار	ہم براں در باشدش باش و قرار
کفر جانے غیر پر کرنا مدار	صرف اسی در پر وہ پاتا ہے قرار
آن سگانش می کند آن مآدب	ور سگے آید غریبے روز و شب
اسکو دیتے ہیں سزا گتے سبھی	آتا ہے غم مسافر گر کوئی
حق آں نعمت گردگانِ دلست	کہ برد آسجا کہ اقل منزلست
رہیں ہے نعمت کے حق میں دل ترا	کہتے ہیں تو اپنے پہلے گھر کو جا
حق آں نعمت فرو بگذار پیش	می گزندش کہ برو بجائے خوش
حق نعمت کو نہ اُس کے ترک کر	کاٹتے ہیں کہتے ہیں جا اپنے گھر
چند لونیہ می واشد حیثیات	از و رول اہل آب حیات
ہے پیا اور کھل گئیں آنکھیں تری	دل اور اہل دل سے آپو زندگی
از و ر اہل دلاں جاں دوی	پس غذائے وجد و سکون بخودی
تو نے دروازے سے اہل دل کے لی	پس غذائے وجد و سکون بخودی
گر وہر دکاں ہمیکردی ز حرص	باز این در را کردی ز حرص
گھومتا پھرتا ہے ہر دکان پر	حرص سے پھر چھوڑ بیٹھا تو یہ در
می دوی ہر شریہ مردہ یک	بر در آن نمخان چرب و یک
دوڑتا ہے گوشت روٹی کو مگو	تو امیروں کے در پر شور پر
کارنا امید آنجا رہے شود	چربش آنجا داں کہ جاں فرہ شود
کام مایوسوں کا جس جا بن سکے	چرب وہ جو جان کو فرہ کرے

چوں نداری دیدہ میکن پیشوا	آں عصائے حرم واستلال
گر نہیں آئیں اُسے کر پیشوا	وہ عصا حزم اور استلال کا
بے عصاکش در سر پرہ مالیت	اور عصائے حرم واستلال نیست
بے عصاکش مت مٹھر سے تیس تو	وہ عصا بھی گر نہیں اے نیکو
تاکہ پا از سنگ و از چہ ارہد	گام ز آںساں نہ کہ نابینا ہند
تا نچے مٹھو کر کنوئیں سے دہم	رگہ تو تا بیناؤں کی صورت قدم
می ہند یا تا نیفتد در خطا	لرز لرزان و ترس و احتیاط
پاؤں رکھتا ہے نہ آفت میں رہے	ڈرنے ڈرنے احتیاط و خوف سے
لقمہ جستہ لقمہ مالے شدہ	اے زودوے جستہ در بارے شدہ
لقمہ ڈھونڈا سانپ کا لقمہ بنا	تو دھوئیں سے چھٹ کے آتش میں گرا

اہل سبا کا قصہ

یا بخواندی وندی جبر صدا	تو بخواندی قصہ اہل سبا
یا پڑھا لیکن نہ دیکھا جبر صدا	کیا نہ دیکھا قصہ اہل سبا
سوئے معنی ہوش کہ ارا نیست	از صدا آں کوہ خود آگاہ نیست
کوہ کو معنی سے ہو کیا آہی	ہے صدا سے بے خبر خود کوہ بھی
چون جنش کردی تو او ہم شد جنش	او ہم ہی بانگے کند بے گوش ہوش
تو جو چپ ہو وہ بھی ہو جائے جنش	وہ صدا دیتا ہے بس بے گوش و ہوش
صدرا راں قصر و ایوانہا و باغ	و اوق اہل سبا را بس فراغ
جگے جگے لاکھوں محل ، ایوان باغ	حق سے تھا اہل سبا کو آں فراغ
ور و فاکر فنادن و سگاں	شکر آں نگذاشتند آئے بدرگاں
بچے و فانی گویا کتوں سے بھی کم	شکر نعمت کا نہ کرتے بچے بہم

از دعائے وے شند بے پادواں	خوش دل و شادمان سوئے خاں
دوڑتے ان کی دُعا سے بیگماں	کمر بستے اپنے وہ خوش دل شادماں
تندرست شادمان و محترم	جملہ بے درد و الم بے رنج و غم
تندرست و شادمان و محترم	سب تھے بے درد و الم بے رنج و غم
از دم میمون آں صاحبقران	سوئے غلام خوش گشتدے کوں
حقا مبارک وہ دم صاحبقران	اپنے اپنے کمر وہ ہوتے تھے رواں
یافتی صحت از اں یارِ انکیش	از مودی تو بے آفات خویش
اولیاء اللہ سے صحت ملی	آفتوں میں آزمائش تو نے کی
چند جانت بے غم و آزار شد	اچھا آن لگتی تو رہوار شد
جان سے آزار بھی سب منٹ گیا	بن گیا رہوار بسنگڑا بن رترا
تا ز خود ہم کم نگردی اے لوندا	امیقل رشتہ بُریائے بند
آپ سے بھی کم نہ ہو تو بے اندر	اے مقل! باز دھرتی پاؤں پر
یا دنا ورو آں غسلِ نوشی تو	تا سپاسی و فراموشی تو
بھول جاتی ہے غسلِ نوشی تری	تا سپاسی اور فراموشی تری
چوں دلِ دل از تو خستہ شد	لاجرم آں راہ بر تو بستہ شد
اہل دل کا دل ہوا جب درد مند	ہو گیا آخر وہ رستہ تجھ پہ بند
ہچو ابرے گریہائے زار کمن	زو و شتاں دریا بے استغفار کمن
ابر کے مانند گریہ یا راکر	ڈھونڈ اُن کو جلد - استغفار کر
میوہائے پختہ بر خود وا کھدا	تا گلستاں شاں سوئے تو بشکفا
پختہ میوے پھٹ پڑیں تیرے لئے	تیری جانب تاکہ باغِ آٹکا کھلے
باسک کھٹاں شدستی خواجہ تاش	ہم براں درگرو از سگ کم مہاش
کھٹ کے کھٹے کا تا ہو خواجہ تاش	میں سگ اس در پہ رکھ تو بود و باش

حضرت عیسیٰ اور دردمند لوگ

ہاں وہاں اے مبتلا این مریل	صومعہ عیسیٰ مست خوان ہل
چھوڑ اس در کو نہ تو اے مبتلا	خانقہ عیسیٰ کی ہے خان وفا
از ضریر و شل و لنگ اہل دل	جمع گشتہ زہر اطراف خلق
لو لے لنگڑے اور مریض و اہل دل	جمع چاروں سمت سے ہوئی تھی خلق
تا دم ایشاں رہا نہ از جہاں	بر در آں صومعہ عیسیٰ صباح
آتے تھے تا ہو کنا ہوں سے مفر	خانقاہ عیسوی پر ہر سحر
چاٹنگہ بیر شمشے آن جنبش	او چو فائز گشتے از اوراد و خیش
آتے تھے با ہر کوئی فوس بجے	جب وہ فارغ ہوتے اپنے دروسے
شستہ بر در با امید و انتظار	جوق جوق مبتلا ویدے نزار
خانقہ کے در پہ صرف انتظار	دیکھتے تھے سیکڑوں زار و نزار
حاجت مقصود جملہ شد روا	گفتے اے اصحاب آفت از خدا
حاجتیں سب کی جو کرتا ہے روا	کہتے اے لوگو وہ ہے صرف اک خدا
سوئے غفاری و اکرام خدا	ہیں رواں گردید بے رنج و عنا
جامعہ عفزان و اکرام خدا	ہاں رواں ہو جاؤ بے رنج و عنا
کہ کشانی ز آقا ایشاں برائے	جملگان چیں اختران بستہ پائے
عقل سے تو ان کے زانو کھوت	اونٹ کے مانند سب تھے بستہ پائے
از دم جاں بخش عیسیٰ در زماں	جملہ صحت یافتہ گشتہ رواں
بس مسیحا کے دم جاں بخش سے	سب نے صحت پائی اور چلتے ہوئے
زاد حق و از دم نیک طیل	شد روا آں حاجت جملہ علیل
انکے دم سے کیونکہ تھا حکم خدا	سب مریضوں کی ہوئی حاجت روا

جائے گل گل باش جائے خار خار	نور را ہم نور شو بانازار
گل کی جائے گل ہو جائے خار خار	بجز سے ہو نور اور آتش سے نار
کر داور از جنین تو غریبم	یعنی مادر بعد از اس شد کانکم
تیری صورت سے عزیزم اسو کیا	حق مادر ہے پس حق خدا
داد در حملش ترا آرام خوا	صور نے محرومت درون جسم او
حمل میں اس سے تجھے راحت ملی	جسم میں اس کے بنی صورت تیری
متصل را کر و تدبیرش جدا	پہچو جز و متصل دید او ترا
متصل کو کر دیا اس نے جدا	متصل جز و متصل جب تو بلا
تاکہ مادر بر تو مہر انداختست	حق ہزارا صنعت و فن ساختست
تیری ماں نے مہربانی تجھ پر کی	یہ ہے صنعت رحمت اللہ کی
ہر کہ آں حق را نداندر بود	اپس حق سابق از مادر بود
حق نہ جانا جس نے سچ ہے باکلی	حق مادر سے ہے اول حق حق
با پدر کردش قریں آں در بیکر	آنکہ مادر آفرید و ضرع و شیر
پھر کیا جفت پدر و بیکہ اسے فنا	جس نے ماں اور دودھ کو پیدا کیا
آنکہ دائم و آنکہ نے ہم آں تو	اے خداوند اے قدیم احسان تو
جو میں جاؤں یا نہ جاؤں، یاں ترا	ہے قدیم اے کبریا احسان ترا
زانکہ حق من نے گم دو کہن	تو بفرمودی کہ حق را یاد کن
کیونکہ میرا حق نہ ہو گا کہنہ تر	تو نے فرمایا کہ حق کو یاد کر
باشما از حفظ در کشتی نوح	یاد کن لطفے کہ کردم آں صبح
نوح کی کشتی میں تھو دی پناہ	یاد سے وہ مہربانی کی نگاہ؟
و اوم از طوفان از وحش ماں	اصل اجداد و شمارا آں زماں
میں نے وی طوفان کی موجوں سے ماں	کس طرح اجداد و آبا کو دماں

چوں بمانی از سرواز دکان	باتو باشد در مکان و لامکان
کیوں اسے چھوڑے تو۔ ہو محو دکان	ساتھ ہو تیرے مکان تا لامکان
مر جھا پائے ترا گیر و وفا	او بر آرد از کدورتھا صفا
وہ جھا کو بھی تر ہی سمجھے وفا	اغذ کرے وہ کدورت سے صفا
تاز نقصان اروی سوئے کمال	چوں جھا آری فرستد گو شمال
چھٹ کے تو نقصان سے پائے کمال	وہ جھاؤں پر تجھے دے گو شمال
بر تو قبضے آید از رنج و پیش	چوں تو دور سے ترک کردی ریش
قبض کس پائے کا رنج و پیش	تو نے ترک درو کی گری ریش
پہنچ تو بیلے ازاں عہد کس	آل دب کردن بود یعنی مکن
پھر اس عہد کس سے تو کس	اس سزا دینے کا یہ مطلب پڑا
اینکہ دگیر ست پاگیرے شود	پیش ازاں کا یہ قبض زنجیرے شود
اب جو ہے دگیر، وہ پاگیر ہو	قبض جب تک صورت زنجیر ہو
تا نگیرے یں اشارت را بلاش	رنج معقول شود محسوس فاش
ان اشاروں کا تو کچھ مجھے وقار	رنج معقولی ترا ہو آشکار
قبضہا بعد از اجل زنجیر شد	اور معاصی قبضہا دگیر شد
بن گیا بعد اجل زنجیر قبض	جوش معصیاں سے ہوا دگیر قبض
عبدشہ ضعیف و محشر بالعی	لفظ من اعرض ہنا عن ذکرنا
عیش ہو تنگ اور اندھوں میں آٹھ	پھیرے جو منہ ہمارے ذکر سے
قبض و دستگیری دلش را بخلد	دزد چوں آل کسان می برد
قبض و دستگیری سے دل بے دلتا	مال جب کچھ چور پیتا ہے چڑا
قبض آن مظلوم کو شرت گریست	او ہی گوید عجب این قبض حسیت
قبض ہے مظلوم سے۔ جو رو پڑا	وہ یہ کہتا ہے کہ ہے یہ قبض کیا

موج او مروج کہ رامیر بود	آب آتش خو زمین بگرفتہ بود
موج اوج کہہ پر مٹی بالیقین	آب آتش خوئے پکڑی مٹی زین
در وجود جد جد جہتاں	حفظ کہ دم من نکردم ردتاں
ہم نے تیرے باپ دادا کا وجود	کا حفاظت اور کیا کب بے نمود
کار گاہ خویش چوں ضائع محکم	چوں شدی سرشت پائیت چوں لم
کار خانہ اپنا ضائع کرتا کیا	سر بنا کر پاؤں کیونکر مارتا
از گمان بد بد اں شو میروی	چوں فدائے بیوفایاں میشوی
یہ گمان بد ہے تیرا رہنما	بیوفائوں پر تو ہوتا ہے فدا
سوئے من آئی گمان بد بری	من ز سہو و بیوفائیہا بری
بد گمانی مجھ سے، جرات ہے مٹی	میں ہوں سہو اور بیوفائی سے بڑی
میشوی در پیش ہیچوں خود و تو	ایں گمان بد بد انجاما بر کہ تو
تو کمر دیتا ہے خود جس جا چھکا	یہ گمان بد وہاں تو رکھ روا
گھر ترا گویم کہ گو گوئی کہ رفت	بس گرفتگی یا رو ہمارا ہن رفت
اب جو میں پوچھوں تو کہدے سب گئے	بھٹے بہت یا را اور ہمراہی ترے
بارفتت ماندور فقر زین	یا زینکیت رفت بر چرخ بریں
یا رفاسق خاک کا لقمہ بنے	دوست تیرے چرخ بالا پر گئے
بے مدوچوں آتشہ کارواں	تو مائذی در میانہ ہچناں
جس طرح ہو آگ بعد کارواں	رہ کیا را کہ تو ہی باقی دریاں
کو منزہ باشند از بالا وزیر	دامن او گیر اے یار دلیر
جو نہیں آلودہ بالا و زیر	دامن اسکا تمام اے یار دلیر
نے چو قاروں زمین نذر روا	نے چو عیسیٰ سوئے گردوں شود
جس قاروں جو نہ مٹی میں دھنسے	مثل عیسیٰ جو نہ گردوں پر چڑھے

من برنجم زیں چه رنجہ میشوی	کہنے باید مرا ایں نیکوئی
میں ہوں غم گیں یا تو ہے کیوں اندوہ گیں	میں مجھے منظور یہ نیکی نہیں
من خواہم چشم زودم کو کرکن	لطف کن ایں نیکوئی راؤورکن
آنکھوں کی حاجت نہیں معذور کن	لطف کہہ نیکی کو اپنی دُور رکھ
شیننا خیر لنا خذ زینہ سنا	میں سب اگتند باعد میں سنا
ناخوشی اچھی ، خوشی سے حد گذر	لوگ کہتے تھے کہ قربت دُور کر
نئے زمان خوب نے امن فرما	مانے خواہیم ایں یوان باغ
وقت ہے اچھا نہ ہے امن و فراخ	چاہئیں ہم کو نہ یہ ابدان و باغ
اں بیا بیا نست خوش کا بنجا دوا	شہر ہا نزدیک ہم دیگر بدست
اچھا وہ جگہ ہوں جس میں دام و دود	یہ قریبی شہر ہیں آپس میں بد
فاذا جاء اشتا انکتر ذا	یطلب الانسان فی الصیف اشتا
اور جاڑوں میں ہے گرمی کی دعا	آدمی گرمی میں جاڑا مانگتا
لا بضیق لاجیش رعداً	فہو لا یرضی بحال ابداً
عیش و شغی دونوں سے چاہے مفر	خوش ہمیشہ کب ہے یہ اک حالی پر
کلما نال الہدیٰ انکتر ذہ	اقتل الانسان ما اکثر ذہ
اور ہدایت سے ہے منکر سرسبز	کافر نیت ہے انساں کس قدر
اقتلوا انفسکم گفت آل سنی	انفس زینسا نست انشد کشتنی
نفس کو مارو۔ نبی فرما گئے	قتل کے لائق ہے نفس اسواسط
درخلد از زخم او تو گئے رہی	خار سے سولیت ہر سوش نہی
چھبہ ہی جانے گا۔ تم اس سے کہو	ہے سہ پہلو خار جس پہلو رکھو
دست اندر یار نیکو کا رزن	آتش ترک ہوا در خار زن
یار نیکو کا رکھو کہ اختیار	آتش ترک ہوس سے پھونک خار

چوں بدین قبض اتفاق نم کند	باد اصرار آتشش ادم کند
قبض پر جب التفات اسکا ہو کم	باد اصرار آگ کو کرنی ہے دم
قبض ال قبض عوان شد لا جرم	گشت محسوس آن معانی زد علم
قبض دل ہے قبض برق انداز کا	اس کا معنی اور مطلب یہ کھلا
قبض ہا زندان شد دست چار مرغ	قبض ہیئت برآر و شاخ و پتخ
قبض ہے یہ قید خانہ چار مرغ	قبض ہے چوڑا جس سے نکلیں شاخ و پتخ
پتخ پنہاں بود ہم شد آشکار	قبض بسط اندروں پتخے شمار
پتخ پنہاں بھی ہے اور ہے آشکار	پتخ قبض و بسط دل کو کر شمار
چونکہ پتخ بد بود زودش بکن	تا زود زشت خارے در عین
جڑ بڑی ہو تو اکھاڑ اور پھینک دے	تا کوئی کا تپا نہ گلشن میں گے
قبض ویدی چارہ آں قبض کن	زانکہ سر با جملہ میر وید ز بن
قبض دیکھے قبض کی کچھ فکر کر	جڑ سے سر ہوتے ہیں پیدا کر نظر
بسط ویدی بسط خود آبہ	چوں برآید میوہ با اصحابہ
بسط دیکھے بسط کو پانی بھی دے	بانٹ دے اصحاب کو میوے جوئے
باز گر دو قصہ اہل سبا	باز گوتا باز گویم مرجا
لوٹ سوئے قصہ اہل سبا	پھر سنا اور پھر کہوں میں مرجا
اہل سبا کا بانی قصہ	
آن سبا ز اہل سبا بودند خام	کار شاں کفران نعمت با کرام
تخت سبا والے مثال طفل خام	اور تھا کفران نعمت اُن کا کام
باشد آں کفران نعمت و مثال	کہ کنی با محسن خود تو جدال
ہے یہی کفران نعمت کی مثال	جیسے محسن سے کرے تو خود جدال

منہ جیوانات بوئے شیرا	مے بداند ترک مے گوید چہا
پاتے ہیں حیوان جب بو شیر کی	چھوڑ دیتے ہیں چہاگا ہوں کو بھی
بوئے شیر خصم ویدی باز کرو	بامناجات خدا انباز کرو
شیر دشمن کی جو بو آئے تھے	سجدے میں گر، کر دعا اللہ سے
وانگشتند آں گروہ زگرد و گرگ	گرگ محنت بعد گرگ آمد سترگ
بچ کے گرد گرگ سے کیا کوئی؟	گرگ محنت گرگ سے بھی تھا قوی
برورید آں گوسفند آں گیشم	کہ ز چہاں خرو بستند چشم
بکریوں کو پھاڑا غصے سے انھی	عقل کے چرواہے سے بند آنکھ تھی
چند چہاں شاں بخواند و نامدند	خاک غم در چشم چہاں میزدند
گلہ باں نے گھو بلایا۔ وہ نہ آئیں	گرد غم بن بن کے آنکھوں میں سمائیں
کہ پروما خود ز تو چہاں تریم	چوں بیج گردیم ہر یکے وریم
اور کہا۔ تجھ سے نگہاں تر ہیں ہم	کیوں ہوں تابع۔ جبکہ خود سر وہیں ہم
طعمہ گر گیم و آرن یا رنے	ہیزم ناریم و آرن عارنے
گرگ کا فقمہ ہیں، کب ہیں ملک یار	آگ کی لکڑی ہیں۔ کب ہے ہم کو عار
چمکتے ہو جاہلیت و دماغ	بانگ شومی در و نشان محمد نراغ
جو حالت کی حیثیت سر میں تھی	منہ میں ڈالی بانگ شومی زلیغ کی
بہر مظلوماں سہمے کند چاہ	در چہ افتاد و میگفتند آہ
کھوتے ہیں بہر مظلوماں وہ چاہ	خود کنوئیں میں گر کے پھر کرتے ہیں آہ
یوسفین یوسفان بشکاقتند	آنچہ میگردند یکیک یافتند
یوسفوں کے پوستیں تھے پھاڑنے	بدلے وہ پاتے تھے راک اکل کام کے
کیست آں یوسف ل حق سچو تو	چوں اسبرے بستہ اندر کھئے تو
کون ہے یوسف؟ دل حق جو ترا	قید ہے جو تیرے کو چے میں ہوا

چوں ز حد بردند اصحاب سیا	کہ بہ پیش ما دیا بہ از صبا
حد سے بڑھ کر بولے اصحاب سیا	۴۱ کو طفلی زیر کی سے ہے سوا
ناصحاں شاں و رضیت آمدند	از فسوق و کفر مانع مے شدند
ان کو دیتے تھے نصیحت پند گ	کیونکہ تھے تم کفر سے رکھو حذر
قصہ خون ناصحاں میں اشد شد	تجھ فسق و کافری میکاشتند
تھے وہ خاناں ناصحوں کے خون	بیچ کفر و فسق کے بوتے یہ
چوں قضا آید شود تنگ اینہاں	از قضا حلو اشد و رنج دہاں
تنگ ہو وقت قضا سارا جاں	اور حلو ہوتا ہے رنج دہاں
گفت اذا جاہ القضا ضاق القضا	تجھ لا بصار اذا جاہ القضا
تنگ ہو میدان جب آئے قضا	روشنی آنکھوں کی لے جائے قضا
چشم بستہ می شود وقت قضا	تاناہ بند چشم کھل چشم را
بند کرتی ہے قضا آنکھیں پیرا	آنکھ کو آما نہیں سر نہ نظر
مگر آں فارس چو انگیزید گرد	آں غبارت ز آنسو وارت گرد
گرد آرائی مگر کی اسوار لے	رہ گیا تو دور چھپ کر گرو سے
سوئے فارس و مرو سوئے غبار	ورنہ بر تو کہ بد آں مگر سوار
جاسوئے فارس نہ جاسوئے غبار	در نہ تجھ پر آ پڑے مگر سوار
گفت حق آنرا کہ این گزشت بخورد	دید گرد و گرگ چوں نزاری نکورد
کھائے جس کو گرگ ، حق اس سے کہ	کیوں نہ رویا بیٹھیسے کی گرد سے
او نمیدانست گرد و گرگ را	با چنین اشن چہ اگر د او چہ را
جاتا تھا وہ نہ گرد و گرگ کیا	عقل پائی تھی تو ایسا کیوں کیا
گو سفنداں بونے گرگ باگزند	مے بدانند و بہر سو میخزند
بکریاں جب گرگ کی پائی ہیں بڑ	بھاگتی ہیں خوف کھا کر چار سو

حال ادانیست کو خود زانست	بچوں بود بے تو کسے کان تو است
حال اس کا یہ ہے۔ جو بیگانہ ہے	کیا کرے وہ جو ترا دلوانہ ہے
حق ہے گوید کہ اے لے نزہ	لیک بشنو صبر اور صبر بہ
حق یہ کتا ہے کہ اے پاکیزہ تر	صبر ہی بہتر ہے۔ کچھ دن صبر کر
صبح نزدیکیت خاموش دم مر	کاندر آمد وقت میڑا دن
صبح ہے نزدیک چپ تورہ ذرا	وقت آپہنچا ہے باہر آنے کا
ایک بلاشاں میرسد تو کم خروش	من ہے کو ختم ہے تو تو کمکوش
اُن پر آتی ہے بلا۔ آپیں نہ بھر	میں ہوں خود کوشش میں تو کوشش نہ کر
کوشش من بہ کہ کوششہائے تو	وارو تے غم بہ از جلوائے تو
میری کوشش تیری کوشش سے بڑی	میری پہنچی تیرے حلے سے بھلی
ہیں نکل کن برو خاموش شو	کترک جہناں زبان کوش شو
ہاں نکل کر ذرا۔ خاموش ہو	باتیں کم کر اور ہمہ تن گوش ہو
حیلت و مکرو غابازیش اں	ہر چہ زیارت جدا انداز اں
حیلہ و مکرو دغا جان اس کو تو	یار سے کر دے جدا جو مو۔ مو
شد ز حد ایں بازو کر دے بازو کر	رستائے خواجہ ایں خانہ برد
حد سے گذری بات۔ اب نولوٹ آ	دیکھ دہقان خواجہ کو کھلے چلا
قصۂ اہل سبا یک گوشہ نہ	واں بگو کہ خواجہ چوں آمد بدہ
قصۂ اہل سبا رکھ در کنار	خواجہ آیا گاؤں میں، کر آشکار
خواجہ اور دہقانی کا قصہ	
روستائے درمقلق شیوہ کرو	تا کہ حزم خواجہ اکالیوہ کرو
کی جو دہقان نے خوشامد بشمار	حزم خواجہ کو نہ رکھا استوار

پڑ و بالش ابد جاں خستہ	جبریلے را بر استوں بستہ
بال و پر توڑے ہیں اُسکے دیکھ تو	تو نے ہاندا حکم ہے جبریل کو
کہ کشی اور اکہداں آوری	پیش او گو سالہ بریاں آوری
ہے چہ اکاہوں ہمک اس کو چھینٹ	اس کے آگے لایا ہے پیچھا چھٹا
نہیت اور اجڑا قمار اللہ قوت	کہ بجز انہیت مارا لوٹ پوت
ہے غذا اس کی فقط دید خدا	کہتا ہے کھا یہ ہماری ہے غذا
میکند از تو شکایت با خدا	زیں شکنجہ و امتحاں آں مبتلا
کرتا ہے اللہ سے تیرا کھلا	اس ٹھنچے میں وہ ہو کر مبتلا
گویش نمک وقت آمد صبر کن	گلے خدا افغاں زیں گر گین
وہ یہ کہتا ہے کہ وقت آنے تو	اے خدا فریاد ہے اس گل سے
داو کہ دہد جز خدا تے داوگر	داد تو و اخواتم از ہر بے خبر
جز خدا کے داو کیا دیگا کوئی	داد بے خبروں سے میں لوٹا تری
در فراق روئے تو یا ربنا	او ہے گوید کہ صبر شد فنا
تیرے شوق دید میں بس اے خدا	کہتا ہے وہ صبر رخصت ہو چکا
صالحم افنا وہ در حبس نمود	احمد و اماندہ در دست یہود
میں ہوں صالح خستہ قید نمود	میں ہوں احمد قیدی دست یہود
یا بکش یا باز خواغم یا بیا	اے سعادت بخش جان انبیا
جان لے یا لے ملا یا خود تو آ	اے سعادت بخش جان انبیا
ایں فراق نذر خواصحاب نہیت	یا فراقت کا فراں انا نہیت
دوستوں کو صبر آتا ہے کہیں	کافروں کو تابِ فرقت جب نہیں
ہر کے یا لیتنی کنت تراب	کافراں گویند در وقت عذاب
پر ملا یا لیتنی کنت تراب	کافروں کی ہے صدا وقت عذاب

تم خلیتم نبیا قالم	قد قضتم نوح یام
اور غاروں میں نبی تھا رہے	منتشر تم گیہوں کی جانب گئے
واں رسول حق را بگذشتند	بہر گندم تخم باطل کاشتند
اور رسول حق کو چھوڑا بر ملا	تخم باطل بہر گندم بو لیا
ہیں کرا بگذشتی چشتی ہمال	صحبۂ ادخیر من اموست مال
کس کو چھوڑا - غور تو کر تو سہی	اس کی صحبت مال وزر سے ہے بھلی
کہ منم رزاق خیر الرازقین	لخود نشد حرص شما را این یقین
میں ہوں رزاق اور خیر الرازقین	تخلف عقول کو تمہاری یہ یقین
کے تو کھاتے اضافی ضائع	اسکے گندم را ز خود روزی وہد
وہ تو کل ضائع کر سکتا ہے کیا	گیہوں کو جو رزق دیتا ہے سدا
کو وہد مر بازو اعی را جواب	کمتر از بط نیستی آخر در آب
سنتا ہے اللہ بندے کی دعا	کم نہیں بطن سے تو کچھ اے فنا
کہ فرستاد دست گندم را آسماں	از پئے گندم جدا گشتی ازاں
جو ہے گیہوں آسماں سے بھیجتا	بہر گندم تم ہوئے اس سے جدا

باز اور طحین

تا بہ بنی وشتہ را قند ریز	باز گوید بط را از آب خیز
دیکھ جنگل کی بھی شیرینی ذرا	چھوڑ پانی - باز نے بط سے کہا
آب مارا حصن امنست و سرور	بط عاقل گوید ش کلمے باز دور
پانی ہے بس قلعة امن و سرور	بط عاقل بولی - ہواے باز دور

۱۔ صفحہ گذشتہ کے حیوانات کے شہر بشرفروخت ہوئے کو کہتے ہیں ۛ

از پیام اندر پیام او خیرہ شد	تا زلال حزم خواجہ تیرہ شد
پے پے پیہانوں سے گھبرا گیا	پانی حزم خواجہ کا گدلا ہوا
ہم از نیجا کو کانش در پسند	ترق ملعب بشادی میزدند
خواجہ کے بچے بھی کھتے پیچھے پڑے	کھیل میں اور کود میں دلشاد تھے
بچو یوسف کش ز قہر عجب	ترق ملعب بیرو از غل اب
جس طرح یوسف کو قسمت دائمی	باپ سے لہو و لعب میں لے گئی
آں نہ بازی بلکہ جان بازی آں	جیلہ و مکرو دغا بازی آں
بازی کیا۔ جان بازی ہے یہ بر ملا	جیلہ و مکرو دغا بازی - ریا
ہر چہ از یارت جدا اندازد	مشتوا آزا کاں یاں روزید
یار سے تجھ کو جو کڑا لے جدا	ایک بھی اس کی نہ سن ہوگا بڑا
گم بود آں سود و در صد بگیر	بہر ز نگسل ز گنجور اے فقیر
لے نہ چاہے سود و در صد بھی ہو	بہر در مت چھوڑا ہل کچ کو
ایں شغوکہ چندیز داں زجر کرد	گفت اصحاب نبی اگر م و سرو
سن خدا نے کس قدر غصہ کیا	گرم و سرد اصحاب احمد سے کہا
زانکہ بر بانگ بل سارا تنگ	جمعہ اکردند باطل بید رنگ
مخط سالی میں قہل کی بانگ پر	جمعہ کو چھوڑا تھا سب نے بے خطر
تا نہ باید دیگر اں رزاں خرد	زاں جلب صرفہ ز مایشاں برند
دوسرے تا مول از راں تر نہ لیں	اور جلب سے پھر ہمیں نقصان دین
ماند پیغمبر بخلوت درمنش	با دوسہ در ویش ثابت بر نیال
مصطفیٰ پر صحت تھے غلوت میں نماز	اور تھے دو تین اصحاب نیاز
گفت طبل لہو باز رگانیہ	چون تاں برید از ربانیہ
بولاقی، طبل تجارت جب بجا	تم ہوئے اللہ سے بے واسطہ

تو رواداری کہ آیم سونے وہ	تا برابر و افکند سلطان گرہ
چاہتا ہے تو میں آؤں گاؤں کو	اور مجھ سے بادشہ ناراض ہو
بعد ازاں رمان شمش چوں کنم	زندہ خود را زین مگر مدفون کنم
کیا کروں چارہ پھر اسکے خشم کا	دفن ہو جاؤں میں زندہ بے حیا
زین خط او صد بہانہ باز گفت	جیلما با حکم حق نقتاد جنت
اس طرح کے شو بہانے پھر کئے	حکم حق سے ناموافق وہ رہے
اگر شود ذرات عالم جیلہ تیج	باقضائے آسمان پیچیدہ تیج
ہوں جو ذرات ہاں مکہ اور تیج	وہ قضا کے سامنے ہیں محض تیج
چوں گریزد ایں زمین از آسمان	چوں کند خویش از زلزلہاں
چرخ سے کس طرح بھاگے یہ زمین	اپنے کو اس سے چھپا سکتی نہیں
اہرچہ آید ز آسمان سونے نہیں	لے مفور و نہ چارونے کیوں
آسمان سے آئے جو سونے نہیں	کوئی چارہ اور مفراسکو نہیں
آتش از خورشیدے بار و برو	او پیش آتش بنہا وہ رو
آگ برساتا ہے اس پر آفتاب	سامنے سورج کے وہ ہے بے نقاب
ورہے طوفان کند باران او	شہر کارا می کند ویراں بر او
میدہ سے اس پر آتے ہیں طوفان بھی	شہر اس کے ہوتے ہیں ویران بھی
اوشدہ تسلیم او ایوٹ وار	کہ اسیرم ہرچہ مے خواہی ہاں
ہے ہر تسلیم جو ایوٹ خم	کتنی ہے - جو کچھ ہو - ہیں مجبور ناہم
ایکہ جزو ایں زمین سرکش	چونکہ مینہی حکم یزدان سرکش
تو بھی ہے جزو زمین سرکش نہ ہو	ہاں نہ ظالم اپنے خدا کے حکم کو

۱۵ یعنی زمین کتنی ہے *

ہیں بہ بیڑ کم روید از حسن آب	دیو چوں باز آمدے بطن شتاب
چھوڑنا مت اس حصار آب کو	آیا شیطان باز بن کر اے بطل
از سر مادست دارے پایرد	باز را گوئید زو زو باز گرد
کہ نہ ہمت اور ہم سے ہاتھ اٹھا	باز سے کہہ دو کہ واپس لوٹ جا
مانوشیم ایندم تو کا فرا	ما بری از دعوت و دعوت ترا
تیرے دم میں ہم نہ آئیگے کبھی	ہم تو بے پروا ہیں دعوت تری
من نخواہم بدیہات بستان ترا	حسن را قند و قندستان ترا
ہم نہ مانگیں باغ اور بستان ترے	قند ہے یہ جائے امن اپنے لئے
چونکہ لشکر ہست کم ناید علم	چونکہ جاں باشد نیاید لوت کم
فوج ہے تو پھر علم کی نگر کیا	جان ہے باقی تو کیا کم ہے غذا

خواجہ اور دہقان

بس بہانہ کرو بادلوں مرید	خواجہ عازم بسے عذر آورید
چلے کر کے دیو ملعون سے کہا	خواجہ نے گو عذر دہقان سے کیا
گر بیایم آل نگر و منتظم	گفت ایندم کار ہادام اہم
بے نکلنا گھر سے اک طول اہل	کام ایسے ہیں ضروری آجکل
ز انتظام شاہ شب نغزوہ است	شاہ کا رنا ز کم فرمودہ است
ہے مری فکروں میں نیند اسکی حرام	شاہ نے نازک دیا ہے مجھکو کام
من تمام شد پریشہ رونے زرد	من نیارم ترک امر شاہ کرو
نادم اس کے سامنے ہو جاؤں کیا	نالدوں میں حکم کیونکر شاہ کا
میرسد از من ہے جوید مناص	ہر صباح دہر مساسر ہنگ خاص
ہو چھتا ہے، ہو گیا پورا وہ کام	آتا ہے شہ کا سپاہی صبح و شام

جملہ اجزاء در تحریک و سکون	ناطقان کا نام المیہ اجنون
سارے اجزاء جاندار اور پر سکون	کہتے ہیں راجہ المیہ راجون
فکر و تسبیحات اجزائے نہاں	غلغلے انگنڈ اندر آسماں
ذکر اجزائے نہاں کے دیکھ لے	غلغلہ ہیں چرخ میں ڈالے ہوئے
چوں قضا آہنگ نیرنجات کرد	روستانے شہر یے رلمات کرد
تھا جو یرنگ قضا کا راتقات	کردیا وہقان نے شہری کو مات
باہر ایاں حزم خواجہ مات شد	ز آں سفر در مرض آفات شد
با وجود حزم خواجہ مات تھا	اس سفر میں مورو آفات تھا
اعتمادش بر ثبات خویش بود	گرچہ کہ بد نیم سلیش در ربود
اعتماد اس کو ثبات اپنے پہ تھا	کوہ تھا سیلاب یکن لے اڑا
چوں قضا بیڑن کند از جہنم سر	عاقلاں گردن جملہ کور و کر
جب قضا باہر کے گردوں سے سر	عقل مندوں کو بنا دے کور و کر
آماہیاں اقتدار و زیا بردوں	دام گیر و مرغ پڑاں از بوں
پھچلیاں دریا سے باہر جا پڑیں	مرغ پڑاں ہو پریشاں دام میں
آما پری و دیو و ریشیشہ بود	بلکہ مار و قتی بیابل در رود
حیثیہ میں دیو و پری ہوں مبتلا	بلکہ ہو مار و قتی کی بابل میں جا
جز کسے کاندر قضا اندر گرخت	خون اور ایہیج توبے نہ رخت
خود ہی لیکن جو ہو قربان قضا	خون اسکا کب نخست نے کی
غیر آنکہ در گریزی در قضا	یہیج حیلہ نہ بہت از وسے ہا
اور جو بھائے قضا سے ناگہاں	بچ سکے حیوں سے کب تو بچاں

لے ساکن اشیائیںی جمادات و سٹے بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں ۔
 سٹے فرشتے وغیرہ ۔

خاک باشتی حسبِ بے سومتاب	اچوں خلقت کم شنیدی من تراب
خاک ہو گا۔ بس نہ اس سے منہ پھرا	خاک سے خلقت ہے۔ تو ہے سن چکا
کر و خاکی و منش افراشتم	ہیں کہ اندر خاک تجھے کاشتم
دی بلندی خاک کر کے پھرا نہیں	دیکھ۔ ڈالے بیچ میں نے خاک میں
تا کہ تم بر جملہ میرا منت میرا	جملہ ویکر تو خاکی پیشہ گیر
تا امیروں سے زیادہ دلوں وقار	خاک کا پیشہ کر اب تو اختیار
ڈانکھ از پستی بالا پرودا	آب از بالا بہ پستی در شود
تا ہو پستی سے بلندی کو رواں	پانی ہے بالا سے پستی کو رواں
بعد از آں آں خوشہ چالاک شد	گندم از بالا بزیر خاک شد
بعد از آں وہ ایک خوشہ بن گیا	خاک میں تھا کیوں اوپر سے گرا
بعد از آں سر با پروردار دفن	دانہ ہر میوہ آمد در زمیں
دفن ہو کر سر فرزاں دن ہوا	دانہ ہر میوے کا مٹی میں ملا
زیر آمد شد غزلے جان پاک	اصل نعمتہا ز گردوں تا بخاک
بن گئیں آخر غذائے جان پاک	نعمتیں گردوں سے آکر زیر خاک
گشت جزو آدمی حییٰ دلیر	از تو اضع چوں ز گردوں شد بزر
تو بہادر آدمی کا جز بنیں	آئیں اوپر سے جو نیچے بالیقین
بر فراز عرش پڑاں گشت شاد	پس صفت آدمی شد آں جماو
عرش پر اڑنے لگیں ہو ہو کے شاد	آدمی کا وصف ٹھہریں وہ جماو
باز از پستی سوئے بالا شد لیم	کز جہاں زندہ زاول آسم
پستی سے پھر عالم بالا چلے	پہلے ہم زندہ جہاں سے آئے تھے

۱۰ بے جان نعمتیں ۰

گوش کن کنول حدیث خواجہ	کوسوہ چوں شد وید او جزا
قدح اب خواجہ کا تو سن لے ذرا	کاؤں جا کر کیا اُسے بدلا بلا
گوش کن کنول غفلت پاک کن	استماع چچاں عننا کن
کان کو غفلت سے اپنے پاک کر	عزیز کر اس ہجرت عننا کر
تا چہا وید از بلا واز عننا	دور رہ وہ چوں شد از شہر اجدا
راستے میں اس پر کیا آئی بلا	کاؤں کو جب شہر سے اپنے چلا
آں زکاتے داں کہ نکلیں راوی	گوش راچوں پیش وستانش نمی
ہے زکوٰۃ اب وہ جو تو نکلیں کو دے	دوستان کو اس کی کاؤں سے نکھنے
بشنوی غمہائے رنجوران دل	فاقہ جان شریف ز آب و گل
جو ہیں نکلیں۔ اگلے غم بھی سن ذرا	آب و گل سے جان کو فاقہ ہوا
خانہ پُر دود دارو پُر فتنے	مرور ابکشا از صفا روز نے
گھر کو پُر فتنے دھوئیں سے بھرنا	کھول روزن اگلے سنے کا ذرا
گوش تو اورا چوراہ دم شود	دوویخ از خانہ او کم شود
کان تیرا راستہ دم کا بنے	کم ہو دود و بخ اس کا شانے سے
غمگساری کن تو یا مالے رومی	کہ بسوئے رب علا میروی
غمگساری ہم سے کر اے خوش گھر	کیونکہ ہے سوئے خدا تیرا گھر
ایں ترود و حبس زندانے بود	کو نہ بگذارو کہ جاں سوئے بود
یہ ترود حبس و زنداں بر ملا	جان کو جانے نہیں دیتا ذرا
ایں پادشہاں بدیشہ پیشد	ہر کسے گوید منم راہ رشید
کھینچتا ہے یہ اُدھر اور وہ ادھر	ہر کوئی کہتا ہے میں ہوں راہ پر
ایں ترود عقبتہ راہ حق است	اے خٹک نرا کہ پائش مطلق است
یہ ترود راہ حق کی گھاٹی ہے	وہ مہارک ہے جسے آزادی ہے

اصحابِ ضرّواں کا قصہ

ایس چہ اور حیلہ جوئی مانڈہ	قصہ اصحابِ ضرّواں خواندہ
پھر تو کیوں حیلہ گری میں ہے پڑا	قصہ اصحابِ ضرّواں ہے پڑھا
کہ برباد از روزِ می درویش چہ	حیلہ میگردند کثرتِ نیش چند
چند درویشوں کی روزی کے لئے	حیلہ کرتے تھے جو کثرتِ نیش تھے
روئے در رو کردہ چندین عمر و عمر	شب ہمہ شب میسکالید مذکور
مشورے کرتے تھے مل کر عمر و عمر	رات بھر کچھ سوچتے رہتے تھے عمر
تا نباید کہ خدا دریا بد آں	خفیہ میگردند سرِ آں بد آں
تا نہ رازِ آں کا خدا پر گھل سکے	مشورے کرتے تھے وہ چوری چھپے
دست کارے میگردند نہاں دل	بارگِل اندانیدہ اسگالیدہ گل
ہاتھ دل سے کام پوشیدہ کرے	مٹی حال اپنا چھپانے راج سے
ان فی بخاک صدق ام ملق	کیف لا یعلم ہواک من خلق
صدق ہے یا مگر باتوں میں چھپا	یہ نہ جانے تیری بابت کبریا
من یعاین این مشواہ غذا	کیف تغفل عن طعین ر غذا
کل کہاں آرام کرنا چاہئے	یہ پوشیدہ مسافر سے رہے
قد تولّاه و احصی عدّوا	اینما قد ہیبطا و صدّوا
خوب گنتی ان کی وہ ہے جاتا	پنے ڈیروں کا وہ مالک بن گیا
آں سگان جاہل از جہل و عملی	خفیہ میگردند اسرارِ خدا
اندھے اور جاہل وہ کئے بیچان	بھیدا اپنے حق سے رکھتے تھے نہاں

یہ بچھڑی طرح دیکھ مارنے والا ہے

یا ریا آنجا کریم و دلکش است	مقصد مارا چرا گاہ خوش است
ہے ہمارا دوست اس جا خوش شاہ	ہیں چرا گاہیں وہاں فخر المراء
بہر ماغریں کرم نشاندہ است	با ہزاراں آرزو مانج اندہ است
نعمتوں میں پہنچ لایا ہے ہمیں	سو تمنا سے بھلایا ہے ہمیں
اڑ براؤ سوئے شہر آرم باز	ماؤ خیرہ وہ زمستان وراز
گاؤں سے لے شہر کو لوٹ آئیگے	ہم ذخیرہ سرویوں کے واسطے
درمیان جان خود ماں جاکند	بلکہ باغ ایشا یراد ماکند
رکتے گا خود ہنک اپنی جان میں	باغ دیدیگا وہ بخشش میں ہمیں
عقل میگفت زوروں لا تفرحوا	عجیلو اصحابنا کے تربکوا
عقل کہتی تھی نہ ہر گز خوش رہو	نفع پائیں دوستو جندی کرو
ان ربی لا یحب المفرحین	من بآح اللہ کو نوار بحین
دوست کب وہ اہل فحش کو دیکھ	نفع بس تم پاؤ گے اللہ سے
کل آیت مشغل الہاکم	افرحوا ہونا بس اہاکم
لغو ہے وہ شغل میں جو ڈالے	خوش ہو اس پر جو تمہیں آسان لے
کو بہار است و گر با ماؤ	شاد اڑوے شو مشوار غیر و
سب خزاں وہ ہے ہمارا لے لے	شاد اس سے ہو نہ ہو تو غیر سے
گرچہ تخت و ملک مستحاج است	ہرچہ غیر اوست استدراج است
اگرچہ بڑا ملک و تخت و تاج ہے	غیر اس کا بچھ کر استدراج ہے
اندیش سوئے بستی ارتقا است	شاد از غم شو کہ غم و ارتقا است
پستی ہی اس راہ کی ہے ارتقا	شاد ہو غم سے یہ ہے دائم بقا

لے وہ خرق عادت جو کانہ سے ظاہر ہو نہ

رہ نمیدانی بجو گامش کجاست	بے تر تو میر و بر او راست
تو جو ہے بے راہ، ڈھونڈ اسکو ذرا	بے تر تو سیدھے رستے ہے لگا
تاریسی از گام آہوتا بناف	کلام آہورا بکیر و رومعاف
تا کہ نقش پا سے پہنچے تا بناف	کھوج لے آہو سے اور چل راوصاف
اے برادر کہ بر آذر میر دی	زیر و ش بر اوج انور میری
اک پر بھی گو تو سر تا سر چلے	اس طرح تو اورچ انور پر چلے
چوں شنیدی تو خطاب لا تحف	نے لوریا ترس نے از موج و کف
سن چکا ہے تو خطاب لا تحف	خوف و ریاضے خوف موج و کف
ناں فرستد چوں فرستادت طبق	لا تحف اں چونکہ خوف ادقی
دیگا روٹی بھی دیا جس نے طبق	لا تحف ہے خوف جو دیتا ہے حق
غصہ آنکس لکش اینجا طوف نیست	خوف آنکس است کور اخوف نیست
برنج اسے، جسے ز طوف اس کا کیا	خوف اسے ہے جو نہیں حق سے ڈرا

گاؤں کو خواب کی وانگی

منع عزمش سوئے وہ شتاب رخت	خواجہ درکار آمد بھینرخت
گاؤں کی جانب ارادہ کر لیا	خواجہ نے سامان چلنے کا کیا
رخت ابر کا عزم انداختند	اہل و فرزند اں سفر را ساختند
رکھ دیا سامان گاؤ عزم پر	بال بچے سب ہوئے گرم سفر
کہ برسے خور و کم از وہ مشرودہ وہ	شادمانان شتاباں سوئے وہ
مشرودہ دیتے والے سے کھایا ہے چل	گاؤں کی جانب چلے خوش بے دھن

اس خوف ذکر +

قول پیغمبر شنو اے مجتبیٰ	کو عقل آمد وطن در روستا
قول پیغمبر ہے مانو اور سنو	عقل اندھی گاؤں میں رہنے سے ہر
ہر کہ روزے باشد اندر روستا	تا بجا ہے عقل او ناید بجا
ایک دن جو گاؤں میں کر لے قیام	اک مہینہ تک رہے عقل اسکی خام
تا بجا ہے احمقے دروے بود	از حشیش وہ جز اینجا چہ در
اک مہینہ مگر وہ گاؤں میں رہے	گھاس کاٹے اس سے بڑھ کر کیا مے
واکنہ ماہے باشد اندر روستا	روز گارے باشد شہل و عجمی
اک مہینہ تک رہے جو گاؤں میں	جمل اور کوری میں اسکے دن نہیں
وہ چہ باشد شیخ واصل ناشدہ	دست در تقلید و در حجت زدہ
گاؤں کیا ہے شیخ نا واصل شدہ	جس میں ہو تقلید و حجت بر ملا
پیش شہر عقل کلی ایں حواس	چوں خراں چشم بستہ و خراس
شہر عقل کل کے آگے یہ حواس	چشم بستہ پیچھے خراسے خراس
ایں ہا کن صورتِ فسانہ گیر	بل تو دروانہ تو گندم دانہ گیر
چھوڑ اسکو کام رکھ افسانے سے	چھوڑ دروانہ کو تو اور گیہوں لے
اگر بدر رہنیت ہیں برمی شاں	اگر بد آنسو نیست لہ اغیو بر آں
موٹی گر ملتے نہیں گندم ہی بھر	راہ اس جانے نہیں تو آراہر
ظاہر میں گیر ارچہ ظاہر کثر بود	عاقبت ظاہر سے باطن بود
گو ہو کج، ظاہر ہی کر لے اختیار	ہے یہ ظاہر سنوئے باطن رہگذار
اول ہر آدمی خود صورتست	بعد ازاں جاں کو جمال سیرتست
ہے یہ صورت اول ہر آدمی	پھر ہے جاں، سیرت کا ہے جو حسن می
اول ہر میوہ جز صلوٰۃ کے است	بعد ازاں لذت کہ معنی و سبت
میوے کی صورت ہی سے ہے ابتدا	پھر ہے لذت جو ہے معنی بر ملا

لیکے درگیر میں رکھو دکان	غم بچے گنجشٹ رنج تو چوکاں
گلب ہو پتوں میں اثر اسکا عیان	غم خزانہ اور ہے یہ رنج کاں
جملہ باخر کور ہم تنگ مے شونہ	کو دکان چوں ناکا بازمی بشنو ند
اندھے خرکے ساتھ چلتے ہیں سدا	نام جب سنتے ہیں بچے کھیل کا
درمیں اس سوئے خوں شامہاں	اے خزان کور آئو اہماست
گھات میں ہیں پیٹنے والے خون کو	اس طرف ہیں دام اے اندھے گدھ
گشت نہاں زو و چشم مرماں	تیر ماہر اں شد لیکن کہاں
ہو گئی لوگوں کی آنکھوں سے نہاں	تیر تو سب اڑ گئے لیکن کہاں
بر جوانی میر سد صد تیر شیب	تیر ماہر اں کہاں نہاں عیب
تیر پیری کے جوانی پر گرے	وہ کہاں غائب ہوئی اور تیر اڑے
زانکہ در صحرائے گل بنو کشاو	کام اور صحرائے دل باید نہا
دشمت گل میں بل نہیں سکتی کشاو	کام لے صحرائے دل سے باڑا
حصن محکم موضع امن امان	ایک ہی بادست دل لے مرماں
قلعہ محکم ہے اور جائے امان	امن کا گھر ہے یہ دل اہل جاں
چشمہا و گلستاں و گلستاں	گلشن خرم بکا دوستاں
چشمے ہیں اور باغ ہیں اور بوستاں	باغ ہے سرسبز بہر دوستاں
فیہ اشجار و عین جاریہ	رج الی القلب سرتیا ساریہ
پیڑ بھی ہیں اس میں چشمے بھارواں	سوئے دل چل سیر دل کر ایسواں
عقل اے نور بے رولق کند	وہ مرو وہ نر زرا احمق کند
عقل بے رولق نہ ہو اے جان من	گاؤں کی جانب نہ جا۔ احمق نہ بن
اس نید اند کہ روزی وہ دہر	خواجہ پنڈارو کہ روزی وہ دہر
یہ نہ سمجھے۔ دینے والا وے اے	خواجہ یہ سمجھے کہ روزی گاؤں دے

خارا ز گلزار و بخش میشود	تلخ از شیریں لبان خوش میشود
خار و بخش باغ سے ہوتا ہے یار	تلخی ہو شیریں لبوں میں خوشگوار
خانہ از ہنخانہ صحرا می شود	خستل از معشوق خرا می شود
دشت ہم خاں سے بن جاتا ہے گم	خستل معشوق خرا ہے پسر
بر امید گلعدارے ماہ و شش	اے بسا از ناز نیاں خار کش
خراستگار گلعدار ماہ و شش	ہاں بہت سے ناز میں ہیں خار کش
از بلاتے دلیر مرے روئے خویش	اے بسا حمال گشتہ پشت لیش
دلیر مرے روئے وہ تکلیف دی	سیکڑوں کی پیچھے زمینی ہو گئی
تا کہ شب آید ہو سد روئے ماہ	کر وہ آہنگ جمال خود سیاہ
تا کہ رات آئے تو چوے روئے ماہ	کہ لیا لوہار نے چہرہ سیاہ
تا کہ سرے روئے رولش گرفتار بخ	خواجہ تماش شب بردگانے چار بخ
دل میں عشق سر و قد کا ہے اثر	قید شب تک خواجہ ہے دکان پر
آں بھر خانہ شینے میر و	تا جڑے دریا و خشکی مید و
بیوی کی آفت سے وہ ایسا کرے	تا جڑاں دریا و خشکی پر چلے
بر امید زندہ سیمائے بوی	ہر کرا با مزہ سودائے بوی
زندگی کی ہو گا وہ امید پر	ہو کسی کو مرے کا سودا اگر
بر امید خدمت تھرتے خوب	آں دروگر روئے آور و محبوب
آفت محبوب ہو کی لا کلام	گر مرے خجار کچھ کڑی کا کام
کو نگہ دو بعد روزے دو جاو	بر امید زندہ کن اجتہاد
وہ نہ ہو گا بعد دو دن کے جاو	تو امید زندہ پر کر اجتہاد
عاریت باشد در او آں موی	میں ممکن مونس خستے او خسی
عارضی ہوتا ہے اس ان میں پس	ناکسوں سے اس تو ہرگز در

اولاً خرگاہ سازند و خزنند	ترک لڑاکا پس مہمان آوزند
ہوتا ہے سامان پہلے جیوں کا	ترک کو لیتے ہیں پھر مہمان بجلا
صورتِ خرگاہ آں معنیست کہ	معنیست ملاح و آں صورتِ فلک
خیمہ صورت۔ ترک معنی ہے پل	کشتی صورت، معنی ملاح صورت
بہر حق این اربا کن یکیش	تاخر خواجہ بجنباذ جرس
چھوڑ بھی اس کو خدا کے واسنے	پھر خر خواجہ کی تا کھنٹی ہے

خواجہ اور اس کے خاندان کی روانگی

خواجہ و بچگاں جہاز سے ساختند	برستوراں جانبِ وہ تاختند
خواجہ اور بچے ہوئے سب ہمسفر	گاؤں کی جانب چلے چہ پاویں پر
۱۔ شادمانہ سوئے صحرا راندند	سافرواکی لغتِ نو ابر خواندند
جاتے تھے صحرا کی جانب شادماں	سافرواکی لغتِ نو۔ تھتا پر زبان
۲۔ کز سفر باندہ کیخسرو نشود	بے سفر باماد کے خوشرو نشود
ہو سفر سے مثل کیخسرو غلام	بے سفر کب ہو حسین ماد تمام
۳۔ از سفر بیدق شود فرزندِ راو	وز سفر باماد یوسف صمد مراد
چلنے سے فرزند پیدا ہو بھی بنے	اور سفر سے کامراں یوسف ہوسے
روزِ رُو از آفتابے سوختند	شبِ اختر راہ مے آموختند
دن کو رہتے گرم وہ خورشید سے	رات کو تاروں سے رستہ سیکھتے
۴۔ خوب کشتہ پیش ایشالِ اوزشت	از نشاطِ وہ شد چہاں شبت
وہ بڑا رستہ بھی ان کو تھکا بجلا	تھکا نشاطِ وہ میں جنت کا مورا

۵۔ سفر کو اور اس کی برکتوں کو عنایت سمجھو

تو بدلاں گفتن مکان نیست غمش و اسلام

ہل تو جائز مشکو مشکل ہے چپ رہ - والسلام

چوں ندیدی تو فوگستاں درگستاں

بیوفا پر نالا مکلاں تاں ہی گستاں

کے شناسد معدن آں گل سترگ

چلتی کو سمجھے کہاں گرگی سترگ

فی تشابہد مغرور راں بدہ

گاؤں کو نازاں چلا وہ قافلا

سوئے آں دلاب چمخے میزوند

صورت دلاب تھے چکدے میں ہاں

جانبہ صیر جامہ میدرید

جانب وہ صبر باحتول سے گیا

گوینا روح رُواں مے پروید

روح پرور تھی وہ ان سب کے لے

بوسہ میدافند خوش برلئے او

بوسہ دیتے تھے وہ اس کے چہرے پر

پس تو جان جان راوید

جان جان سے تو رٹا ہے ہونہ ہر

مجنوں کا سگ لیلیٰ سے محبت کرنا

بوسہ اش میداوشین میگد اخت

بوسے دے کر اس سے پاتا تھا گداں

نور از دیوار تا خور میسرود

نور سورج میں بے دیوار سے

زین پس بستاں تو آب آسمان

بہ ازاں لے آسماں سے آب تو

معدن ونبہ نباشد وراں گرگ

پچھتی دُجے کی نہیں ہے وراں گرگ

زرکماں بردن بستہ درگرہ

یہ گماں تھا۔ زرگرہ میں ہے بندھا

ہمچین خنداں رقصاں مہیند

اس طرح خنداں و رقصاں تھے رُواں

چوں ہم دیدن مرغے مے پرید

دیجھا طائر جب کوئی اڑتا ہوا

ہر نیسے کہ سکوہ مے وزید

جو شیم آتی تھی چل کہ گاؤں سے

ہر کہ مے آندزدہ او سوئے او

گاؤں سے جو آدمی آتا آدم

کہ تو رونے یا رمارا دید

تو نے دیکھا ہے ہمارے دوست کو

ہمچو مجنوں کو سگے را مینوخت

مثل مجنوں کے کہ جو تھا سگ ڈال

گز بجز حق مونسانت اوفاست	اُنس تو با ما ورو با با گجاست
جز خدا ہے کون مونس بیجاں	اُنس تجھ کو باپ ماں سچے کہاں
گر کسے شاید بغیر حق عضد	اُنس تو با وایہ و لالہ چہ شد
قوت بازو ہے حق اللہ کا	اُنس تیرا دانی سے کیا ہو گیا
نفرت تو از دیر ستاں نمائند	اُنس تو با شیر و با پستاں نمائند
مدر سے اب نہ وہ نفرت نہی	شیر و پستاں سے نہ اُنسیت نہی
جانب خورشید و ارفق آں نشان	آں شماعے بود بر دیوار شاں
جانب خورشید پہنچی کوٹ کر	وہ تو کئی بس اک کرن دیوار پر
تو بر آں ہم عاشق اتنی اے شجاع	بر ہر آں چیزے کہ افتد آں شجاع
اُس یہ تو ہو جائے عاشق اے شجاع	گر بیڑے جس چیز پر بس وہ شجاع
آں وصف حق چو زرا ندو و بود	عشق تو بر ہر چہ آں موجود بود
وصف حق کے رنگ اسپر ہیں چڑھے	عشق تیرا ہو گا جس موجود سے
از زردی خوشیتن مفلس بمائند	چوں زردے با اصل نفرت نمائند
اپنی زرداری سے وہ مفلس رہا	زرد بلا جب اصل میں اور بس رہا
پشت بروئے کر وود از دے نشانند	طبع سیر آمد طلاق او سچوانند
پیٹھ پھیری اس سے از روئے نفاق	سیر ہو کر طبع نے دے دی طلاق
از ہمالت قلب اک گئے خوش	از زرا ندو و صفاتش پابکش
جہل سے کھوئے کہ تو مت کر گھرا	ماں ملے سے صفت کے رہ بچا
زیر زینت مایہ بے زینتی ست	کاں خوشی و در قلبہا عایتی ست
نیچے ہر زینت کے ہے بے زینتی	اچھا بن کھوٹے کا ہے یہ عارضی
سوئے آں کاں تو ہم کاں میرود	زرد زردے قلب و در کاں میرود
تو بھی چل اس جا جہاں جاتا ہے زر	کھوٹے پر سے سوئے کاں جاتا ہے زر

گفتن امکان نیست غامض و اسلام	ام فکہ شیران مسکانش - غلام
گفتہ مشکل ہے چپ رہ - واسلام	شیر بھی ہیں اس کے کٹوں کے غلام
جنت و گلستاں در گلستاں	گزنصوت بگذرید لے دستاں
خلد ہے اور گلستاں ہی گلستاں	تم اگر ظاہر سے گذرو مہرباں
صورت کل اشکست موختی	صورت خود چوں شکستی سوختی
پھر تو گویا ہو گئی بگل کی حکمت	تو نے جب صورت کو اپنی دی شکست
ہیچو حیدر باب خیبر بر کنی	بعد ازاں ہر صورتی راہ شکنی
بگل حیدر لے گا خیبر کو اٹھاڑ	پھر تو ہر صورت کو تو دیگا بگاڑ
کو بدہ مے شد بگفتار سقیم	سغبہ صورت شد آں خورہ - یم
اس کی جھوٹی باتوں پر گاؤں گیا	مبتلا صورت پر وہ خواجہ ہنزا
ہیچو مرغے سوئے دانہ امتحاں	سوئے دام آں ملق شادماں
جیسے چڑیا امتحاں کے دانے پر	دام میں آیا خوشامد سے مگر
دانہ را بام لیکن شد محیص	از کرم دانست آں مرغ حریص
دام و دانہ کا ، مگر پھر چا پھنس	فرق اس کی فہم میں تھا آگیا
غایت حرص امت نے جو دو عطا	از کرم دانست مرغ آں دانہ را
حرص ہے بالکل نہیں جو دو عطا	مرغ اس دانے کو تھا سمجھا ہوتا
سوئے آں ترویر پیراں دواں	مرغخان طرح دانہ شادماں
مکز کی جانب ہیں پڑاں اور دواں	مرغ طبع دانہ میں ہیں شادماں
ترسم لے رہو کہ بیگاہت کنم	گھر شاوی خواجہ آگاہت کنم
خوف ہے - رستہ ترا کھوٹا کر دوں	حال اگر خواجہ کی خوشیوں کا کہوں
خود نبود آں وہ دیگر گزید	مختصر کروم چو آمد وہ پدید
تھا نہ یہ وہ گاؤں ، تھا وہیر و گز	مختصر یہ - گاؤں اک آیا نظر

اُنس تو با ماورو بابا کجا سے	ہمچو حاجی گرد کعبہ بے گزاف
اُنس تجھ کو باپ ماں سے طواف	جیسے حاجی گرد کعبہ بے گزاف
اُنس تو با واپ کرتا تھا طواف	ہم جلاب شکرش سید اوصاف
اُنس تیرا چہل پہلے بوسیدناف	دیتا تھا جلاب شکر کے اسے
اُنس اور تان اس کی چوم کے	اس چہ شیدہ ست پنکھے آرمی ام
اُنس بوالفضولے گفت کائے مجنون خام	کیا یہ مکاری تو کرتا ہے مدام
اُنس بولا اک گستاخ اے مجنون خام	مقتدر خور ابلب مے استرو
اُنس پوز سگ اُم پلیدی میخرو	اپنی مقتد ہے لبوں سے چائٹا
اُنس بچے کی تو پلیدی ہے غذا	عیب ان زعیناں بوئے نبرد
اُنس عیب نائے سگ او مے شمر د	عیب جو کو کیا خیر ہے عیب کی
اُنس عیب سگے کے گنا ڈالے کئی	اندر آنگہ توا چشمان من
اُنس گفت مجنوں تو ہمہ نقشی و نون	میری آنکھوں سے ذرا نظر نہ کر
اُنس بولا مجنوں تو چہ نقش و تن مگر	پاسبان کوچہ لیلیا ست ایں
اُنس کلین طلسم بستہ مولست ایں	پاسبان یہ کوچہ لیلیا کا ہے
اُنس ہر طلسم اس جا بندھا مولا کا ہے	کو کجا بگزید و مسکن گاہ ساخت
اُنس ہمیشہ بین دل و جان و شناخت	کون سی جا اس نے مسکن ہے کیا
اُنس دیکھ دل جان اور بہت بر ملا	بلکہ او ہمدرد وہم لطف منست
اُنس اوسگ شمع رخ کف منست	بلکہ ہے ہمدرد اور موش مرا
اُنس وہ سب شمع ہے میرے کف کا	خاک پائش بہ ز شیران عظیم
اُنس آں سگے گشت و رکوبش مقیم	خاک پا جس کی بہ از شیر عظیم
اُنس ہے وہ یکساں اس کے کوچے میں مقیم	من نشیراں کے ہم یک موئے او
اُنس آں سگے کہ باشند اندر کوئے او	ایک بال اس کا د شیروں کو بے
اُنس وہ جو کتا اس کے کوچے میں ہے	

خواجہ اور اس کے خاندان کا گاول ہنچنا

بہنو ایشیاں ستوراں بے علف	بعد ماہے چوں سینداں طرف
بے لڑا خود چارہائے ناتواں	اک نہیں بعد وہ پہنچے واماں
میکند بعد اللہیا و انتی	روستائی نہیں کہ از بد نیتی
اب کرے لیت و لعل ان سے دہی	دیکھ اس وہقان کی بد نیتی
تا سو بچا عش نکشایند چلو ز	روئے نہاں میکند ز ایشیاں موز
تا نہ لیں وہ راہ اس کے باغ کی	منہ چھپاتا پھرتا ہے وہ دن کو بھی
از مسلماناں نہاں اولی تراست	آپنہاں رو کہ ہمہ رق و ہمت
ہے مسلمانوں سے پوشیدہ بھلا	ایسا منہ جو کد و شر سے ہو بھرا
بر سرش بنفشہ باشد چوں جبرس	روہا باشد کہ دیواں چوں گس
بہیٹتے ہیں آ کے مانند جس	ایسے منہ میں جن پہ شیطان چوں گس
یا میں آں یا چیدی خوش خند	چوں بہینی روئے او در توفند
یا د دیکھ لے کچھ تو خندہ ذکر	اس کا منہ دیکھ تو ہوں سب تیسے سر
گفت یزداں سغاً بالنا صبیہ	در چہاں روئے خبیث عاصیہ
یکڑوں گا ماتھے سے کتا ہے خدا	وہ بڑا چہرہ۔ وہ شکل بد نما
ہمچو خوشیاں سوئے در بنما خند	چوں بہر سر ند خانہ اش با فند
اور یگانوں کی طرح گھیرا وہ در	پوچھنے کے بعد پہنچے اس کے گھر
خواجہ شد زیں کجروی لوانہ اش	در فرو بستند از آواز اش
خواجہ حیراں بد سلوکی سے ہوا	ہند گھر والوں نے دروازہ کیا
چوں رافنا دی کچہ تیزی چہ سود	لیکن ہنگام اور شتی ہم نبود
چہ کیا لہر ہاں	چہ کیا لہر ہاں

زائکے راہ وہ نگو نشا خستند	قرب ہے وہ پردہ سے تاخذند
گاؤں کے رستے سے واقف نہ تھے	اک ہینہ گاؤں گاؤں وہ پھرے
لشخندے شد لشہر و روستا	ہر کہ گیر و پیشہ بے اوستا
شہر اور وہ میں ہنسی اسکی آئے	کام جو کرتا ہے بے استاد کے
ہر دو روزہ راہ صد سالہ شود	ہر کہ در رہ بے قلاؤزے رود
راہ دو روزہ ہو صد سالہ آئے	راستہ بے رہنما کے جو چلے
ہمچو اس سرگشتگاں گرد و ذلیل	ہر کہ تازد سوائے کعبہ بے دلیل
مثل سرگشتوں کے ہو جائے ذلیل	آئے جو کعبہ کی جانب بے دلیل
آدمی سر بر زند بے والدین	زائکے نادر باشد اندر خافقین
آدمی پیدا ہو بے ماں باپ کے	خالی شرق و غرب ہیں اس باقی
نادر سے باشد کہ برگئے زند	مال او یا بد کہ کسے می کند
کم ہے ایسا جو خزانے باندھے	مال وہ پائے جو کوئی فن کرے
تاکہ حمال علم القرآن بود	مصطفائی کو کہ حبش جاں بود
حق نے تھا قرآن پڑھایا بیگماں	مصطفیٰ ہے کون جس کا حق تھا جاں
واسطہ فراشت و ربذکر کم	ابن حق را جملہ علم بالحق مسلم
اس لئے ہے واسطہ جو و عطا	ابن حق کا علم ہے لکھا ہوا
چوں حریمار ہنگر و آہستہ تر	ہر حریمے ہست محروم اے سپر
دوڑ مت تو پاؤں رکھ آہستہ تر	لے محروم ہوتا ہے سپر
چوں مرغ غامی اندر آب	اندیں ہر چھا ویدند و تاب
جیسے تڑپے مرغ غامی آب میں	رکھ دیکھے اس رو پڑتا ب میں
وزشکر ریزی چنان اوستا	سیر گشتہ از دہ و از روستا
اور غموں سے جو سب سے رہنما	سیر آخر گاؤں سے وہ ہو گیا

نے رسیت بیکراں حسان من	نے تو بودی سالما همان من
تجھ پہ کیا احسان نہ تھا میں نے کیا	کیا نہ تو برسوں مرا مہماں رہا؟
شرم دار و رو چہ نعمت خورشوق	سرمہر یا شنیدستند خلق
شرم آئے منہ کو نعت کھائے خلق	راز اعلیٰ اپنا ہے مشہور خلق
نہ ترا و انم نہ نکا تو نہ جات	اوہمے گفتش چہ کوئی ترنما ت
کون ہے تو کیا نشان ہے کیا ہے نام	کتا وہ کیا بک رہا ہے بے کام
کاسماں زہار شش شدہ شگفت	پہنچیں شب برو بارانے گرفت
جس سے حیرت آسماں تک کو بھی تھی	پانچویں شب کو غضب بارش ہوئی
علقہ زو خواجہ کہ ہنتر را بنواں	چوں سید نکار و اندر استخوان
تکھٹائی کٹھی اور پوری صدا	خواجہ پر جب آئی ایسی چٹھہ بلا
گفت آخر حسیت آجان پڑ	چوں بعد الحاح آمد سوئے در
بولہ آخر کیا ہے اسے جان پڑ	سوغ شام سے وہ آیا شرمے در
توکل روم آنچہ من بند آستم	گفت من آں حقما بگذاشتم
تھا جو کچھ سمجھا۔ مغلط تھا لا کلام	بولے میں چھوڑے اپنے حق تمام
جان مسکینم وریں سرا و سوز	بہنچ سالہ رنج وید ایں پنج روز
چون سکیں میری یہ سودی یہ سوز	پنج سال اب علم سے میں یہ پنج روز
ورگرانی بہت چوں سیصد ہزار	ایک جفا از خویش از یار و تبار
ہوتی ہے سختی میں لاکھوں سے سوا	اپنوں کی اور اپنے یاروں کی جفا
جائش خورگہ لوہا مہر و وفاش	زانکہ ول نہاد بر جور و جناس
خورگہ مہر و وفا تھا داغی	تو قح ظلم کی اس سے نہ تھی
ایں نقیض ال کہ خلاف عادت	چہ بر مردم بلا و شدت است
ہے خلاف عادت اس کی سب پڑ	یہ جو ہے لوگوں پہ شدت اور بلا

شب بے سراسر روز خود خورشید سوز	بدرش با نڈد ایشاں پنج روز
شب کو سردی، دن کو سوچ میں تپ	پانچ دن در پر رہے اس کے پڑے
بلکہ بوازا اضطراب لے ڈری	نے ز غفلت بوماندن نے جڑی
بلکہ وہ بے چین اور بے زرتھے اب	یہ ٹھہرنا تھا نہ غفلت کے سبب
شیر مرالے خور و از جوع زار	بالینماں بستہ نیکیاں ز اضطراب
شیر بھی مراد کھاتے بھوک میں	نیک آفت میں بدوں کو گھیر لیں
کہ غلام مر مرالہ نیست نام	اوپے ویدش پے نقش سلام
میں فلاں ہوں اور یہ ہے میرا نام	خواجہ اس کو دیکھ کر کرتا سلام
یا پلیدی یا قریب یا کئی	گفت باشد من چہ ام تو کئی
تو جس یا پاک ہے اے بے ہنر	وہ یہ کہتا تھا کہ ہوگا - کیا خبر
یہ سچ گو نہ نیست پوئے تو	والہم روز و شب اندر صبح ہو
ہاں تری جانب سے بے پڑا ہوں یہاں	ذکر حق پر رات دن شیدا ہوں میں
نیست از ہستی سر مویم اثر	از خود می خود دندارم ہم خبر
کچھ نہیں ہے مجھ پر ہستی کا اثر	میں خودی سے بھی ہوں اپنی بے خبر
در دل و جام بجز اللہ نیست	ہوش من از غیر حق آگاہ نیست
جان و دل میں اب بجز اللہ نہیں	ہوش میرا غیر حق آگاہ نہیں
تا براور شد یفر من اخیہ	گفت ایندم با قیامت شد شبیہ
بھاگتا ہے بھائی بھائی سے اخی	خیاہر بولا - کیا قیامت آگئی
لو تھا خور می ز خوان من تو	شرح میکوش کہ من آم کہ تو
خوان سے کھاتا تھا میرے موہو	اس سے کہتا تھا کہ میں وہ ہوں کہ تو
کل تر جاوڑا لاشین شاع	نے فلاں وزت خریدم آن متاع
مجھ کو بے شدہ لکے ہوئے عیان	کیا خریدا تھا نہ وہ اسباب

ایکسی کو دوا برائے ناکساں	ایں سزائے آن کہ شد یا رخسار
ناکسوں کی میں نے کیوں کی دل دہی	یہ سزا ہے آفت ناک اہل کی
ترک گوید خدمت خاص کمرام	ایں سزائے آنکہ اندر طمع خام
ترک خدمت خاص لوگوں کی کہے	ہے سزا اس کی کہ لاچ میں پڑے
بہتر از عمار و زرد گلزار شاں	خاک پاکاں لسی دیوار شاں
بارغ و زر سے عام لوگوں کے دلا	خاک پاکوں کی ہے بہتر چاٹنا
ہر کہ برفرق سرشاہاں رومی	بندہ یک مروروشن دل شوی
بیٹھنے سے سر پہ شاہوں کے اخی	مروروشن دل کی بہتر بندگی
تو نخواہی یافت لے یک سبل	از ملوک خاک جز بانگ دہل
بادشاہ خاک سے تو پائے گا	ماسوا بانگ دہل کے اور کیا
روستائی کیست گنج بے فتوح	شہریاں خورہ زناں نسبت بروج
اور دہقانی میں گنج بے فتوح	مشر والے خود ہیں بہزن بہروج
بانگ غولے آمدش بگزید قتل	ایں سزائے آنکہ بے تدبیر عقل
غول کی آواز پر کر بیٹھا نقل	ہے سزا اس کی کہ بے تدبیر عقل
زاں سپس سوئے نادر و اعتراف	چوں لشیماں زول شد باشتاف
بعد از ازاں اقرار سے کیا فائدہ	دل لشیماں جب محبت سے ہوا
بعد از ازاں سوئے نادر و آہ سرو	چوں لشیماں گشت از دل تاجہ کرد
مٹھڈی آہوں سے ہر پھر کیا فائدہ	دل ہے جب نادم یہ آخر کیا کیا
گرگ اجڑیاں ہمہ شب سو سو	آں کمان تیر اندر دست او
رات بھر تھا بھیڑیے کی گھاتیں	تھامان و تیر اس کے مات میں

لے بے سواد *

لے ایک جگہ سے دوسری جگہ بدل جانا *

گفت اے خورشید مہرِ زوال	گرفتو غمِ رنجی کروم حلال
بولے تیری محبت کو زوال	اینا خون میں نے کیا تجھ پر حلال
امشب باراں ببادہ گوشہ	تا بیانی در قیامت تو شہ
رات ہے بارش کی۔ اک گوشہ تو رہے	تا قیامت میں لے تو شہ تجھے
گفت یک گوشہ ست آں باغباں	ہست اینجا گرگے او پاسباں
بولے۔ اک گوشہ ہے ملک باغباں	گرگ کا وہ اس جگہ ہے پاسباں
در کفش تیر و کماں ز بہر گرگ	تا زند چوں آید اک گرگ سترگ
باتہ میں تیر و کماں ہے بہر گرگ	تا کہ مارے آئے جب گرگ سترگ
گفتاں خدمت کنی جا آن تست	ورنہ جائے دیگرے فرمائے چست
گر تو وہ خدمت کرے۔ تو جا ادھر	ڈھونڈ ورنہ دوسری جا سعی کر
گفت صد خدمت کنم تو جائے وہ	واں کماں و تیر در کفم بنہ
بولے۔ صد خدمت کروں۔ گوشہ تو رہے	اب کماں و تیر میرے مات دے
من نہ خیم عارستی رکنم	گر بر آرد گرگ ستر تیرش ز منم
میں نہ سوؤں۔ پہرہ دوں انکھ کا	تیر ماروں۔ ہو جو پیدا بھڑکا
بہر حق ملذام امشب ادول	آب باراں بر سر و زریں گل
آج کی رات اب نہ مجھ کو چھوڑ تو	بچے کیچڑ۔ سر پہ بارش ہے عذر
گوشہ خالی ست و او با عیال	رفت آنجا جائے تنگ بیحال
گوشہ جب خالی ہوا تو با عیال	گو جگہ تھی تنگ۔ پہنچا خستہ حال
چوں بلخ بر بہر گزشتہ سوار	از نہیب بیل اندر کنج غار
اک پر اک تھا تڈیاں جیسے ہوں یا	خوف سے سیلاب کے محفوظ غار
شب ہمہ شب گویاں کا پنچا	ایں سزلے ماسزلے ماسنرا
کیا ت بھر کہتے رہے سب اے خدا	یہ سزا بے شک ہماری ہے سزا

کہ مہات بسط ہرگز انقباض	کشم کشم حرکتہ آرا اور ریاض
ہو نہ تیرا قبض اب بسط آشنا	باغ میں مارا ہے۔ نہ بچہ مرا
نقصہ اور شبنم ناظر محجب است	گفت نیکو جز نقص کن شب است
رات کو کب جسم آتا ہے نظر	بولا وقت شب ہے جائیتش کر
دید صائب شب ارو ہر کے	شب غلط بنماید و مبدل بے
دید صائب کب کوئی راتوں کو پائے	رات چیزوں کو بدل کر کچھ دکھائے
ایں سہ تار کی غلط آگ و شکر	ہم شب ہم ابرو ہم یاران شرف
تین اندھیرے ہیں تو کیا ہو روشنی	رات بھی بارش بھی ہے اور ابر بھی
می شناسم باد و حرکتہ من است	گفت آں بر من جو روز روشن است
تو نے خر بچہ کیا میرا شکار	بولا۔ ہے جوں روز مجھ پر آشکار
می شناسم چوں مسافر زاد را	در میان بسیت باداں باد را
تو شہ سے واقف مسافر جیسے ہو	جانوں سو گزوں میں میں اس گز کو
روستائی را اگر بیان نش گرفت	خواجہ برجست و بیام باشکفت
پھر گریباں پکڑا اس دہقان کا	خواجہ کو دا اور تختہ میں ہوا
بنگ افیوں ہر دو با ہم خوردہ	کا بلہ طرار شہید آور وہ
بھنگ اور افیون کھا بیٹھا ہے کیا	اور کہا تو چہ دغا ہے۔ پڑ ریا
چوں انی عمر مرا اے خیر ہر	اور سہ تار کی شناسی باد و خر
مجھ کو پہچانا نہیں اے خیر ہر	ان اندھیروں میں تو سمجھا باد و خر
چوں نڈاندہ تھر وہ سالہ را	آنکہ داند نیم شب گوسالہ را
کیوں نہ سمجھتا ہر وہ سالہ را	نصف شب جو واقف گوسالہ ہو
لے یعنی بد ہوا دی کہ تجھے ہمیشہ انقباض رہے اور تیرے دل کو کبھی کشادگی	
نصیب نہ ہوگی	

گرگ جو بیان و زگرگ و بے خبر	گرگ خود بڑے مسلط چوں شر
ڈھونڈتا تھا اس کو اور وہ بے خبر	تھا مسلط بھڑیا مٹی شر
اندر آں ویرانہ شاں نغمے زوہ	ہریشہ ہرکیک چوں گے شدہ
زخم اس جنگل میں تھے انکے لکے	چمچر اور پستو سب اس کو گرگ تھے
ازہنیب حملہ گرگ عمرو د	فرصت آں پشہ اندلی ہم بنو د
بھیرے کی تھی بڑی ہیبت اسے	مٹی نہ چمچر چلنے کی فرصت اسے
روستائی ریش خواجه برکند	تا ناپید گرگ آسپے زند
ٹوڑھی دھقاں خواجه کی پھر نچ مٹا	بھڑیا نقصان کوئی کر د جائے
جان شاں ازناف مے آمد لب	ایں جنیں ونداں گزاں تانیم شب
ناف سے جان آئی لب پر بارنا	نصف شب تک دانت وہ پیسا کیا
سربر آور و از فراز پشہ	ناگماں گھشاں گرگ ہشہ
اوپر ٹیلے سے نکالا اُسے سر	ناگماں اک شکل گرگ آئی نظر
زوبر آں حیواں کہ تا افتاد پست	تیر را بکشاد آں خواجه زشت
بھڑیا نیچے گرا اس ٹیلے کے	خواجه نے اک تیر پھینکا زشت سے
روستائی ہانے کرو کو وقت دست	اندر افتادون ز حیواں با وجہت
آہ دھقائی نے حسرت سے بھری	اس کے گرنے سے ہوا خارج ہوئی
گفت نے اس گرگ حمل ہر نشت	نا جوا مژدا کہ خرگڑہ من است
بولا خواجه۔ ہے غلط۔ تھا بھڑیا	بولا یہ بچہ تو میرے خر کا تھا
شکل اواز گرگی او مخبر است	اندر و اشکال گرگے ظاہر است
بھیرے کی شکل ہے وہ نا بکار	بھڑیا پن اس سے سب ہے آشنا
می شناسم پہچناں کا بے زمرے	گفت نے باپے کہ جیت از فرج و
شل آب و بادہ ہوں پہچانتا	بدلاجہ خارج ہوئی اس سے ہوا

سوئے خود اعلیٰ شدم از حق بصیر	من محاتم از قلیل و از کثیر
خود سے اندھا حق سے بنیا ہوا	فلت و کثرت سے رک مجھ کو صاف
لاف درویشی زنی و بخود	ہاے و ہوئے عاشقان ازیزی
لاف درویشی ہے زعم بخودی	ہا و ہو ہے عاشقان حق کی سی
کہ زمین امن ندائم ز آسماں	امتحان کرد غیرت امتحاں
بس میں کیا جانوں زمین و آسماں	غیرت حق کر رہی ہے امتحاں
باوخر کردہ چین سوات کرو	ہستی یعنی ترا اثبات کرو
پچتر سے یہ رسوائی ہوئی	کر دی ثنابت ہستی پیری لئی کی
ایں جنیں سو آگند حق شیدا	ایں جنیں گیر درمیدہ صید را
حق یونہی کرتا ہے رسوا مکہ کو	یوں رمیدہ صید بند قید ہو
صد ہزاراں امتحانست لے پدر	ہر کہ گوید من شدم سر بہنگ
امتحان لینے کے ہیں سو راستے	میں ہوں دربان اسکا جو کئی کے
گرداند عامہ اور از امتحاں	پنجگان اچویندش نشاں
عام لے سکتے نہیں گر امتحان	پوچھتے ہیں پختہ کار اس کے نشان
چوں کند و علوئے خیاطی کسے	افگند در پیش او شہ اطلے
جب کوئی خیاطی کا دعویٰ کرے	شاہ اس کے آگے اطلس ڈالے
کہ بریں البطلان فراخ	ز امتحاں پیرا شو اورادو شاخ
کاٹ اس کپڑے سے اک چوڑی تبا	امتحان دے اُسے قبیعی منگا
اگر نبودے امتحان ہر بدے	ہر محنت دروغا رستم بدے
ہوتا ہر بد کا نہ یوں گر امتحان	ہر محنت جنگ میں تھا بہلوان
خود محنت راز رہ پوشیدہ گیر	چوں بہریند زخم میگردد اسیر
اک محنت رہلتہ پہنے فرض کر	ڈالے بہختار کھائے زخم اثر

خاک در شپہ مرگوت مے زنی	خویش تن اعارف و واد گشتی
ڈالنا ہے دیدہ اُلفت میں خاک	خود کو عارف جانتا ہے بے تیاک
در و لم گنجائے جزا اللہ نیست	کہ مرا از خویش ہم آگاہ نیست
بخیر خدا دل میں مرے کوئی نہیں	بس مجھے خود سے بھی آگاہی نہیں
ایں دل از غیر تحیر شاو نیست	آنچہ می خورم از آئم یاو نیست
ہے تحیر سے فقط دل میرا شاو	کل جو کھایا تھا۔ نہیں وہ مجھ کو یاد
در خپیں۔ بے خویشیم معذور و	عاقل و مجنون حتم یاد آر
رکھ مجھے معذور اگر ہے بیخودی	عاقل و مجنون حق ہوں اسے انھی
شرع اور اسوئے معذوراں کشید	آنکہ مرد اسے خورد یعنی بنید
شرع میں معذور ہے وہ ناصواب	کھائے جو مردار شے یعنی شراب
ہیچ طفل است معاف و متقیست	مست و بنگی راطلاق و بیعت نیست
ہے معافی طفل کی صورت اسے	کب طلاق اک مست و بنگی لے لے
صدخم نے دوسرو معز آں نہ کرو	مستے کا یز بونے شاہ فرو
مے کہ سو مشکوں میں وہ خوبی کہاں	بوتے خالق سے جو مستی ہو عیاں
اسپ فط گشت شد بیدست و پا	پس برا و تکلیف چوں باشد روا
گھوڑا ساقط ہو گیا بے دست و پا	اس پہ ہو تکلیف پھر کیونکر روا
گفت حق لیس علی الاعرج خرچ	بار بر گیرند چوں آمد عرج
حکم حق "لیس علی الاعرج خرچ"	بوجہ آسمانیں جب ہو لنگڑا اور عرج
درس کہ دہر پارسی بومرہا	بار کہ مہند در جہاں خرکہ را
کون شیلیاں کو پڑھائے فارسی	خرنچے پر لاوتے میں بار بھی؟
لے بنگ پینے والا مطلب یہ ہے کہ بنگی اور مست تکلیف شرعیہ سے خارج ہیں +	لے بنگ پینے والا مطلب یہ ہے کہ بنگی اور مست تکلیف شرعیہ سے خارج ہیں +
لے بنگ پینے والا مطلب یہ ہے کہ بنگی اور مست تکلیف شرعیہ سے خارج ہیں +	لے بنگ پینے والا مطلب یہ ہے کہ بنگی اور مست تکلیف شرعیہ سے خارج ہیں +

دو بدوبند و پیش زنده تیز	عاشق و معشوق را در ستیخیز
باندہ لے جائیں ملک پیش خدا	عاشق و معشوق کو روز جزا
خون رز کو خون مارا خور و	تو چو خود را ز گنج و بے خود کرد و
کھائے کب انگو رخن میرا	تو نے اپنے کو جو بخود ہے کیا
عاشق بے خویشم بہلول وہ	تو کہ نشنایم ترا از من بچہ
بے خدا کہ بہلول ہوں میں گاؤں کا	جا۔ نہیں میں کچھ بچے پہچانا
کہ طبع گردور نبود از طبع	تو تو ہم میکنی از قرب حق
ہے کہاں مصنوع سے صانع خدا	قرب حق کا وہم ہے تجھ کو ذرا
صد کرامت دار و کار و کیا	آں نے بینی کہ قرب اولیا
شو کرامت رکھے از فضل خدا	کیا نہ دیکھا تو نے قرب اولیا
موم در ستیت چو آہن سے بود	آہن از داؤد مومے می شود
موم تیرے ماتحت میں لولا ہے	لولا پکھلے ماتحت میں داؤد کے
قرب جی عشق دارند ایں کرام	قرب خلق و رزق جملہ است عام
قرب و جی عشق ہے ہر کرام	قرب خلق و رزق کو سب پر ہے عام
میزند خورشید بر لہر و روز	قرب بر انواع باشند لے پدر
قرب ہے خورشید کو باکوہ و زر	قرب کی قسمیں بہت ہیں لے پدر
کہ ازاں آگہ نباشد بید را	ایک قربے ہست باز رشید را
بید کو کیونکہ خبر اس کی ہے	قرب سونے کو جو ہے خورشید سے
آفتاب زہر و کے مار و حجاب	شاخ خشک تر قریب قباب
ہو نہ کچھ دونوں سے بوج کو حجاب	شاخ خشک و تر ہو نزد آفتاب
کہ شمار بچتہ از مے میہ می	ایک کو آں قوت شاخ تری
جس سے بچتہ پھل ہل حاصل بچکان	قرب شاخ تر کا لیکن ہے کہاں

مست حق ناید خود از نفع صورت	مست ہستیا رگود از زبور
صورت سے بھی مست حق بخود ہے	مست مے جاگے ہوئے سروے
دوغ خوردی دوغ خوردی دوغ	بادوغ حق راست باشندے دروغ
تو نے کھایا ہے وہی حق یقین	حق شراب حق ہے ہاں جھوٹی نہیں
روکہ نشا سم تبر را از کلید	ساختی خود را جنید و بایزید
جا۔ میں کیا جانوں ہتھوڑا اور کلید	اپنے کو سمجھا جنید و بایزید
چوں کنی پنہاں پیشید اکہ سنا	بدرگی و منبلی و حرص و آرز
مکر کو کیونکہ چھپا سکتا ہے تو	تو ہے بد ذات اور منکر حرص و
آتش در پینہ یا را زنی	خویش را منصور علاجی گئی
آگ میں چھوٹے سروئی احباب کی	خود کو تو منصور جانے مدعی
باوخر کرہ شتا سم نیم شب	اکہ پز شتا سم عمر از بولہ سپا
جانتا ہوں نصف شب کو گوزر	ہوں عمر سے بولہب سے بے خبر
خویش را بہر تو کور و کر کند	لے خرے کاہل ز تو خر باور کند
اندھا بہرا کر لے جو اپنے تئیں	لے گدھے! ہو گا کسی خر کو یقین
تو حریف رہزانی کہ مختور	خویش را ز رہزاناں کمتر مشہور
گوہ نہ کھا تو اے حریف رہزاناں	ساکوں سے مت سمجھ اپنے کو ناں
کے پر و بر آسماں پتر مجاز	باز پر از شبید و سوئے عقل تاز
آسماں پر کب مجازی پتر اٹھا	مکر کے پر کھوں سوئے عقل جا
عشق با دیو سیاہے با ختی	خوشتین را عاشق حق ساختی
ہے تو لیکن عاشق دیو سیاہ	جو مجھے ہے دعویٰ عشق رالہ
سے احباب کی روئی میں آگ دنیا بینی اُن سے مکرو فریب کر	

کو دھاسانی زبر ف اندر شستا
کے کنڈیں آب بینا و وفا
سروی میں کوزہ بنائے برات سے
کب وہ ٹھہرے جب ملے پانی تھے

ایک گیدڑ کا مور ہوئے کا دعویٰ

آں شغالے رفت اندر خم رنگ
اندر اں خم کر دیک ساعت و رنگ
رنگ کے شکے میں اک گیدڑ نکلا
اک گھڑی خم میں یونہی بٹھرا رہا
پس برآمد پوشش رنگیں شدہ
کہ منم طاؤس علییں شدہ
جب وہ نکلا پوست بس رنگیں ہوا
پیشم رنگیں رونق خوش یافتہ
ہال جب رنگیں ہوئے رونق بڑھی
وید خور اسرخ و سبز و بور و زرد
خود کو دیکھا سبز پیلا اور لال
جملہ گفتندے شغالک حال حسیت
بولے گیدڑ ہے یہ تیرا حال کیا
در نشاط از ما کرانہ کر وہ
اس خوشی میں ہم سے ہو بیٹھا جدا
ایک شغالے پیش او شد کا یقلاں
دوسرے گیدڑ نے بڑھ کر یوں کہا
نشد کر دی تا بہ منبر بر جہی
منبری تو چاہتا ہے مگر سے
پس بھوشیدی ندیدی گرمے
جوش میں بے گرمی دیکھے آ گیا
نشد کر دی تا بہ منبر بر جہی
منبری تو چاہتا ہے مگر سے
پس بھوشیدی ندیدی گرمے
جوش میں بے گرمی دیکھے آ گیا

اندر اں خم کر دیک ساعت و رنگ
اک گھڑی خم میں یونہی بٹھرا رہا
کہ منم طاؤس علییں شدہ
پس ہوں طاؤس رارم کئے نکلا
زاقاب آں نکلا بر تانفتہ
دھوپ سے رنگوں میں چھائی روشنی
خوشن آبر شغلاں عرضہ کرو
گیدڑوں کے سامنے آیا شغال
کہ ترا در سر نشا طے ملتویست
نشہ سر میں کیوں خوشی کا ہے بھڑ
ایں تکبر از کجا آور وہ
یہ تکبر تجھ کو کس جا سے ملا
شید کر دی تا شدی از خوشدلاں
مگر تو کرتا ہے ہم سے واہ وا
تا زلاف ایں خلق راہ بر وہی
خلق کو تا مگر سے ہراں کرے
پس بشیدا آور وہ بے نشہ منے
مگر کے باعث ہوا تو بے حیا

عیز زو تر خشک کشتن گویا ب	شلیخ خشک از تربت آل قباب
ہو زیادہ کچھ انہیں خشکی نصیب	خشک شاخیں ہوں جو سونچ کے قریب
کہ بعقل آید پشیمانی خود را	آں چنان تھے مباحش لے پیخو
ہوش جب آئے تو پھر حیران ہو	مست اتنا بھی نہ اے نادان ہو
عقلہائے پختہ حسرت مے برند	بلکہ زان ستاں کمر چوں مینورند
عقلہائے پختہ بھی حسرت کس	بلکہ ان مستوں سے جب وہ بے پیکر
گرازاں مے شیر گیری شیر گیر	اے گرفتہ بچھو گڑ بہ موش پیر
مست اس مے سے ہے، تو ہو شیر گیر	مثل غربہ آرنے پکڑا موش پیر
بچھو مستان حقائق بر مے بیچ	اے خور وہ از خیال خام بیچ
مثل مستان حقائق کر نہ جگ	بے خیال نام سے تجھ کو درنگ
اے تو ایں سو مسیت آسٹو گدار	میفتی ایں سو و آں سو مست دار
گر نہیں ہے تو ادھر ہو جا ادھر	گر نہ مستوں کی طرح ہر سو مگر
کہ بدیں سو گہ ہداں سو سر نشان	گر بد آنسو راہ یابی بعد ازاں
پھر ادھر ہو اور ادھر تو سر نشان	اس طرف گر راہ پائے بعد ازاں
چوں نداری مرگ ہرزہ جاں مکن	جملہ نہیں آئی ہداں سو گہ مزن
جب نہیں ہے موت کیوں تڑپے یار	اس طرف رہ کر ادھر کی گپ نہ ار
شاید ار مخلوق را شناسد او	آن خفا جاں کز اجل نہر اسداو
اس کو زیبا - گرد نہ جانے خلق کو	خضر جاں جو موت سے ڈرتا نہ ہو
درومی در خیک پیرش کنی	کام از ذوق تو ہم خوش کنی
پھونک سے بھرتا ہے مشک اپنی ماک	تو تو ذوق وہم سے ہے شاد کام
ایں نہیں فرہ تر غافل مہا و	اپس یک زن تہی گردوز باو
ایسے فرہ کو اٹھا ہی لے خدا	اک سوئی سے سب نکل جاتے ہوا

ہم مجھے ہمائی یک آشنا	دور نمودی غیب کم خروئی جفا
کرتا ہماں تجھ کو کوئی آشنا	گر جفا تا عیب کیوں سہتا جفا
یک طیبے دار کو ما ساختے	راست مگر گفتمے کوچ کم بانختے
چارہ گر کرتا کوئی میری دوا	بکروئی کم کر کے گر سچ بولا
نیفعلن الصادقین صد فتم	گفت حق کہ کج مجنباں گوش و دم
ینفععلن الصادقین صد فتم	ملک حق ہے کج نہ رکھو گوش و دم
آنچہ واری واما وفا مستقر	کہا اندر کج محسب لے محکم
کر عیاں جو کچھ ہو۔ قائم اسپہ ہو	اے مجھ تو غار میں ٹیڑھا نہ سو
از نمائش وز دغل خود را مکش	ورنگوئی عیب خود با نرے حمش
جاں نمائش میں نہ دے اے عروکش	عیب کہہ سکنا نہیں۔ تورہ حموش
زانکہ گدہ پر بد و نہ بے سخن	بر سبال چرب خود تکیہ ممکن
باقی دُنہ لے گئی اے بد نہاد	کر نہ تو مونچھوں پر اپنی اعتماد
ہست در رہ سنگھائے امتحان	گر تو نقدے یافتی نمکشا و ماں
راہ میں ہیں امتحان کی سختیاں	نقد پایا تو نہ کھول اپنی نیاں
امتحان تھا ہست ر احوال خیرش	سنگھائے امتحان انیر ز پیش
چند اپنے حال میں ہیں امتحان	امتحان کی سختیوں کو بھی یہاں
یقینوں فی کل عام مرتین	گفت نیر و اں ز ولادت تا چین
یقینوں فی کل عام مرتین	بولا حق تا زندگی پائے نہ چین
ہیں یہ کتر امتحان خود را مخیر	امتحان پر امتحانست لے سپر
امتحان کھوڑا بھی ہو تو اس سے ڈر	امتحان پر امتحان ہے اے سپر

۱۔ سچ بولنے والوں کو اُن کا صدق نفع دیتا ہے ۛ

۲۔ ایک سال میں دو بار امتحان لیا جائے ۛ

صدق و گرمی خود شمار اولیات	باز بے شرمی پناہ و پُر غاست
صدق و گرمی ہے شمار اولیا	اور بے شرمی پناہ ہر دغا
کائنات خلق سونے خود کشند	کہ خیم و ازورں بس ناخوشند
النفات خلق کو ہیں کھینچتے	کتے ہیں ہم خوش ہیں ناخوش ہیں دلے

ایک شبہی خورہ

پوست و نمبہ یافت مروستہاں	ہر صبا ح او چرب کھوئے سلیمان
ایک ناداں کو ملی دُنبے کی کھال	موجھیں تو کرتا تھا اس سے بدخصال
در میان شعلہاں رفتے کہ من	لوت چر بے خور و دام و در آہن
جا کے کھتا تھا امیروں سے - سنا	کھا کے آیا ہوں مرغن میں غذا
و حنین بر سببت نہاے در نوید	رمز یعنی سونے سببت بنگرید
ہاتھ تھتا موجھوں پر اپنی پھیلتا	راز یہ تھا نہ بیچے موجھیں ذرا
کایں گواہ صدق گفتار منست	و بس نشان چرب شیریں خور و
میری حق گوئی کی موجھیں ہیں گواہ	چرب و شیریں ہتی غذا بے اشتاہ
اشکمش گفتے جواب بے طینیں	کہ آباد اللہ کید الکافورین
پیش اس کا کہ را تھا یوں خدا	کھوج کھوئے کافروں کے مکر کا
لاف تو مارا بر آتش پر نہاؤ	کاں سبال چرب تہی بر کندہ باؤ
جھوٹ سے تو نے لگائی آگ کیوں	چرب موجھیں یہ تری برباد ہوں
گر نہوے لافی ز شمت لے گدا	یک کر لیے رحم افگندے ہما
جھوٹ اسے ظالم نہ گر تو بولتا	رحم کرتا کوئی تو مرو خدا

لے خدا کافروں کے فریب کا کھوج کھوئے ۔

سوزش حاجت بزد بڑوں علم	مستجاب مدوعائے آل شکم
سوزش حاجت لے کی پردہ دریا	پا اثر نکلیں دُعائیں پیٹ کی
چوں مرا خوانی اجاہتا کھنم	گفت حق گرفتاری و لہر صنم
جب پکار یگا - سر و نگا میں قبول	بلا حق - فاسق ہو یا ہو بواغضول
وانگہاں رحمت بہیں نوشت کن	راستی پیش آریا خاموش کن
آب رحمت دیر پھر اور نوش کر	بول رج یا بولنے سے کر حذر
عاقبت پر ہانڈت ز دست غول	آلود عار اسخت گیری و غول
غول کے انکھوں سے آخر ہوتا	کر و عاکیں اور ڈیا و و بھکا

بٹی کا دُنْبے کی کھال لے جانا

گر بہ آمد بدست دُنْبے را بڑو	چوں شکم خود را بحضرت در سپرو
کھال وہ دُنْبے کی بٹی لے گئی	جب شکم لے حق سے بول ڈیا دُنْبے
کوئل از ترس غائبش نکلت رشت	از پے دُنْبے دویدند او گریخت
خوف سے پیلا ہوا اس کا پسیر	اس کے پیچھے دوڑے وہ بھاگی مگر
آبروئے مرو لانی را بڑو	آمد اندر انجن آں طفل خرّو
اس گھنڈی کو دیاں رُسوا کیا	انجن میں آیا وہ دوڑا ہوا
چرب میروی لبان بسلتاں	گفت آں دُنْبے کہ ہر صبحے ہلا
موتھیں اور لب تو کیا کرتا تھا تر	بولا وہ دُنْبے کہ جس سے ہر
بس نویدیم و کدو آں جہد سود	اگر بہ آمد ناگہانش در رُبو
دوڑ سب بیکار وہ میری ہوتی	بٹی آئی ناگہاں اور لے گئی
چوں شنید ایں قصہ گشت انغم ہلاک	پہلوان لاف گرم و ذوقناک
سن کے قصہ ہو گیا غم سے ہلاک	پہلوان مغرور تھا اور ذوق ناک
سرفرو برد و جنش شدا ز سخن	منفعل شد در میان انجن
سر جھکایا اور پچکا ہو گیا	منفعل جب انجن میں وہ ہزا

از امتحانات قضا میں مباحث	ماہِ رسوائی بر سرِ آخِ تاجِ مباحث
امتحانات قضا سے خوف کر	اپنی رسوائی سے ڈرانے بے فخر

بلعم باعور اور شیطان لعین

بلعم باعور و ابلیس لعین	زامتحانِ آخر میں گشتہ ہمیں
بلعم باعور و شیطان لعین	تختِ ذلیل امتحانِ آخر میں
زانکہ بودند امین از مکرِ خدا	کا امتحانِ ہارفت اندرِ مامضی
وہ مژدہ تختِ مکر سے اللہ کے	بس ہمارے امتحان سب ہو چکے
عاقبت رسوائی آمد حالِ شاں	ہم شنیدہ باطنی احوالِ شاں
آخر کار ان کی رسوائی ہوئی	تو نے ان کی داستانِ ہوگی سُنی
کانچہ پنہاں میکند پیدائش کن	سرخسٹ ماراے خدا رسواش کن
وہ چھپاتا ہے تو پیدا کر اُسے	اے خدا! جلتا ہوں رسوا کر لے
او بدعومی میلِ دولتِ مے کند	معدہ شِ نفیرینِ بسلت میکند
وہ تو دولت کا ہے بنامِ دمی	معدہ بیچھے مونچھے پر اہنتِ انجی
لاف ادا کر ہمارے کند	شاخِ رحمت از بن بر میکند
لاف زن ہے کرتا ہوں جود و عطا	شاخِ رحمت کی جڑیں ہے کھودتا
جملہ اجزائے تنشِ خصم ویند	کو بہارے لافِ ایشان ویند
دشمن اس کے ہیں تمام اجزائے تن	ہیں خزاں میں لافِ گھماتے چمن
ایں شکمِ خصمِ سبالِ او شدہ	دستِ پنہاں درِ عا اندرِ زودہ
پیٹ اس کی مونچھے کا دشمن ہوا	کرتا ہے پوشیدہ پوشیدہ دُعا
کلنے خدا رسوا کن ایں لافِ لٹا	تا بچند سوئے مارِ رحمِ کرم
اے خدا رسوا کر اس کی نخوتیں	رحم تا ہم پر کرم والے کر میں

آن شلال آمدند آنجا: مجمع	آنچو پروانہ بگروا اگر مجمع
گیدڑ آکر ہو گئے پاس اسے جمع	جس طرح پروانے آتے گرد مجمع
پس چرخانیت بگوائے جوہری	گفت طاؤس نرچوں شتری
بولے - تجھ کو کیا کہیں اے جوہری	جلوہ طاؤس نرچوں مشتری
پس گفتندش کہ طاؤس! جہاں	جلوہ دارندارند رنگستان
بولے وہ گیدڑ کہ طاؤس لے انہی	کرتے ہیں گلزار میں تبارہ گری
تو چناں جلوہ کنی گفتا کہ نے	باو یہ نارفقہ چوں گم مینے
تو ہے جلوہ گر یونہی؟ بولا نہیں	جب نہیں جگہ - مناسک کا کیا یقین
ہاں بگ طاؤس! کنی گفتا کہ لا	پس طاؤس خواجہ بوالعلا
مورگی بولی ہی بول اے بوالعلا	چپ ہے کیوں تو مورکب ہے سر رکھا
خلعت طاؤس آید ز اسماں	کے رسد از رنگ و عوہا براں
خلعت طاؤس آئے چرخ سے	رنگ کب و عودوں کا اس پر پڑھ سکے
پچو فرعون مرتع کردہ ریش	برتر از موسیٰ پدیدہ ز خلیش
جیسے فرعون مرتع ریش نے	سمجھا - بہتر ہوں کلیم اللہ سے

گیدڑ سے فرعون کی مشابہت

اوہم از نسل شلال مادہ زاد	در خم مالے و جاہے اوفتاد
وہ بھی شاید نسل سے گیدڑ کی تھا	خم مال و جاہ میں ڈوبا ہوا
ہر کہ دید آن جاہ و مالش سجدہ کرد	سجدہ انسو نیا نرا و بخورد
جس نے دولت دیکھ لی - سجدہ کیا	مکر کے سجدوں پر اس کو خرختا

۱۔ مکر مضمک کا ایک بازار جہاں قربانی دیتے ہیں +
 ۲۔ بوالعلا ابن حنیفہ کی کنیت - جو بیروتی میں مشہور تھا +

رخماشاں باز جنبیدن گرفت	خندہ آمد ماضراں از شکفت
رحم بھی اُن کو مگو آیا ذرا	خندہ زن سب حاضرین بکھڑے بر ملا
تخمِ رحمت در زمینش کاشند	دعوتش کردند و سیرش داشتند
بو یا تخمِ رحم اس کی خاک پر	دعوتیں کیں اور کھلایا پیٹ بھر
بے تکبر راستی اشد غلام	اوچے ذوقِ راستی دیدار کلام
بے تکبر راستی کی راہ لی	دیکھا جب سخنوں کا ذوقِ راستی
تا شومی رہی و عالم نیک نام	راستی را پیشہ خود کن مدام
تا کہ ہو دو ذوں جہاں میں نیک نام	راستی کو اپنا پیشہ کر مدام

گیدڑ کا دعوائے طاووسی

بر بنا گوشِ ملامت گر بگفت	آں شغالِ رنگ نہ ملد ز رفت
کان میں اس کے ملامت گرجو خدا	خفیہ اس رنگیں گیدڑ نے کہا
ایک صنم چوں منقہ اردو دشمن	بگد آخر در من در رنگِ من
ایک ایسا بت نہیں بیت گر کے پاس	مجھ کو دیکھ اور میرے رنگ لے لٹاس
مر مرا سجدہ کن از من سر مکش	چوں گلستاں گشتہ ام صد رنگ و بو
سجدہ کر تو۔ سر کشی ہے مجھ سے کیلا	میں تو مثل گلستاں صد رنگ ہوں
فخر دنیا خواں مرا ورکن دیں	کرو فرو آپ تباہ رنگ ہیں
فخر دنیا مجھ کو کہہ اور رکن دین	دیکھ آب و تاب میری بالقیس
لوحِ شرح کبریا فی گشتہ ام	مظہرِ لطفِ خدائی گشتہ ام
شرحِ حسین کبریا فی میں بھی ہوں	مظہرِ لطفِ خدائی میں بھی ہوں
کے شعلے ابو و چندیں جال	آئے شعلالان میں مخوانیدم شغال
کب کسی گیدڑ میں ایسا حسن ہو	اب مجھے گیدڑ د کہنا گیدڑو

زائکہ طاووساں کثرت امتحان	خوارو بے رونق بمانی درجہاں
جب کریں گے مور تیرا امتحان	خوارو بے رونق ہو تو دنیا میں ماں

منافع کی نشانی

گفت نیرواں مرنی اور متاق	یک نشان سہلتر زایل نفاق
حق نے ظاہر کی رسول پاک پر	ہر منافق کی نشانی سہل تر
گر منافق رفت باشد غمزہ بول	واشناسی مرو را در حق قول
گر منافق ہو بڑا اور پُر زہول	اس کو تو پہچان سن کہ حق و قول
چوں سفالیں کوزہ مارا میخیزی	امتحان میکنی اے مشتری
مٹی کے برتن جو لیتا ہے کبھی	امتحان کرتا ہے تو اے مشتری
میزنی دستے براں کوزہ چرا	ما شناسی از طنین اشک چرا
تھوکتا ہے اور بجاتا ہے اُسے	تا صدا سے ٹوٹا پھوٹا جان لے
بانگ استہ دگر گول مے بود	بانگ چاوش است پیش میرو
ٹوٹے برتن کی صدا ہے دوسری	ہے نقیب آواز گویا اے اجی
بانگ مے آید کہ تعریف کش کند	ہیچو مصدر فعل تعریف کش کند
وہ صدا کوزے کی تعریفیں کرے	فعل چوں مصدر کی تعریفیں کرے
چوں حدیث امتحانی رونمود	یاد آرم قصہ ماروت زود
ہات جب یہ امتحانی آ پڑی	قصہ ماروت یاد آیا ابھی

ماروت و ماروت کا قصہ

پیش زیاں گفتہ بوم اندکے	خود چلویم از ہزار ارش یکے
اس سے پہلے کہ چکا ہوں کچھ بیان	اک ہزاروں میں سے کرتا ہوں بیان

از سجد و از تحیر مانے خلق	گشت مستکس گمانے زندہ دل
سجدہ و حیرانی مخلوق سے	لوگ ملی میں بھی آگئی مستی اُسے
واں قبول و سجدہ خلق اشد ہاست	مال مارا مگر دروے زہر ہاست
ہے قبول و سجدہ خلق اشد ہا	مال سانپ لہ اور زہر ہے نہیں بھرا
تو شغالی بھیج طاؤسی مکن	ہائے اے فرعون ناموسی مکن
تو ہے گیدڑ، زعم طاؤسی نہ کر	دیکھ اے فرعون ناموسی نہ کر
عاجزی از جلوہ رسوا شوی	سوئے طاؤساں اگر پیدا شوی
عاجزی سے جلوہ کی رسوا ہو تو	موروں میں جا کر اگر پیدا ہو تو
پر جلوہ بر سر رویت زوند	موسیٰ ہاروں چو طاؤساں بند
تیرے سر پر جلوہ کے پر مارتے	موسیٰ اور ہاروں دونوں مورتے
سرنگوں اقدای از بالائیت	زشتیت پیدا شد و رسوائیت
سرنگوں بالا سے گر کر ہے تو اں	زشتی و رسوائی تیری ہے عیاں
نقش شیریں رفت پیدا اگشت کلب	چوں محک پیدی سپیدی چو کلب
شیریں رخصت ہو گئی۔ کتا بنا	مثل کھوٹے سے تو کالا چو گیا
پوستین شیر را پر خو پیش	اے سگ گین زشت از رخ جوش
پوستین شیر کا پردہ نہ لے	خارشی گئے! تو حرص و جوش سے
نقش شیر و آنکہ اخلاق سگان	غرہ شیرت بخوابد امتحاں
شیر کا نقش اور اخلاق سگان	غرہ شیر کا ہوگا امتحاں
بھیج بر خو طلق طاؤسی مبر	اے شغال بے جمال بے ہنر
اپنے اوپر مور کا یوں ظن نہ کر	تو ہے گیدڑ بے جمال و بے ہنر

لے لوگوں سے عزت کی توقع رکھنا :

ایک بکرا اور بکری

بر دو دواز بہر خوردے بے گزند	اں بڑ کو ہی برآں کوہ بلند
دوڑتا ہے چارہ کھانے بے خطر	ایک بکرا ایک اونچے کوہ پر
بازئی دیگر ز حکیم آسماں	تا علف چنید بہ بنید ناگہاں
دو سرا اک کھیل زیر آسماں	چرتے چرتے دیکھتا ہے ناگہاں
مادہ بڑ بینید برآں کوہ دگر	بر کبہ دیگر برانداز و نظر
بکری آئے کوہ دیگر پر نظر	ڈالے نظریں دوسرے جب کوہ پر
بر جہد سر مست زیں گہ تا ہاں	چشم اوتار یک گرد و درماں
کوہے سر مستی سے وہ اس کوہ پر	آنکھیں ہوں تار یک اسکی دیکھ کر
کہ دویدن کوہ بالو عہ سرا	انچناں نزو یک بنماید و را
جیسے گھر میں اک گڑھا ہو۔ دیکھتے	پاس وہ اتنا نظر آئے اُسے
تا زمستی میل حبش کیدش	اں ہزاراں گزدو گز نمایش
مستی میں پہنچے وہاں وہ کوہ کر	وہ ہزاروں گز دو گز آئے نظر
در میان ہر دو کوہ بے اماں	چونکہ بکھد و رقت اندر میاں
دونوں کوہوں میں۔ اماں کیونکر ملے	کوہے جب تو در میاں میں گر چہ
خود پناہش خون و را رنجیتہ	اوز صیبا و اں بکبہ بگرنجیتہ
وہ پناہ گز خون خود اُسکا کرے	کوہ پر بھاگا پھرے صیبا د سے
انتظار آں قضائے باشکوہ	شستہ صیبا و اں مابین اُن کوہ
منتظر گویا تھے اس کی موت سے	ان پہاڑوں میں چھپے صیبا د تھے
ورنہ چالا کست چست خصم ہیں	باشد اغاصبہ ایں بڑ اچنیں
ورنہ ہے چالاک و چست اور ہوشیار	اس طرح اکثر یہ بکرا ہو شکار

ماکنون اما ندیم از تقویٰ بقما	خواستم گفتن در آن تحقیقها
ہو گئی تاخیر اتنی بے گماں	چاہا تھا تحقیق سے کرنا بیاں
تا بگویم باتو از اسرار یار	گوش دل ایک فضل رسخ بار
دوست کے کچھ بھید تجھ کو دوں بتا	گوش دل کو تو ادھر دم بھر لگا
گنتہ آید شرح کچھ موعے زبیل	جملہ دیگر زبیر شرح قلیل
جیسے ہو اک قطرہ دریائے نیل	سیکھ دوں بھیدوں سے اسکے کچھ قلیل
اے غلام و چاکراں ماروت ا	گوش کن ہاروت اماروت ا
ہم غلام اور تیرے چہرے پر فدا	نقتہ سن ہاروت اور ماروت کا
در عجاہ بہائے استدراج شاہ	مست بودند از تماشا ئے آلہ
شہ کے استدراج میں کھوئے بچے	مست تھے اللہ کے دیدار سے
ماچہ مستیہما و ہدمعراج حق	انچنین مستی سے استدراج حق
دگی کیا کیا مستیاں معراج حق	مست کن جب یوں ہو استدراج حق
خوان انعامش چہا داند کشود	دانہ و امش چنین مستی نمود
خوان انعام اس کا کیا کیا کھولے	دانہ و ام ایسی مستی جب رکھے
ہائے ہوئے عاشقانہ میزوند	مست بودند و رہیدہ از کمند
ہا و ہوئے عاشقانہ کرتے تھے	مست تھے اور دام سے چھوٹے ہوئے
صحرش چوں کاہ کہ را میر پو	ایک کھین و امتحان راہ بود
جس کی آدھی تھی پہاڑوں کی فنا	ایک گھات ایک امتحان رستے میں تھا
کے بود مرست ازینہا خبر	امتحان میکروشاں زیروند بر
کیا ہو اک سر مست کو اسکی خبر	امتحان کرتا انہیں زیر و زبر
چاہ و خندق پیش او خوش سلیست	خندق میدان پیش و بکسیت
چاہ و خندق ایک ہیں اس کے لئے	خندق و میدان برابر ہیں اُس سے

ماروت و ماروت کا زمین پر آنے کی تمنا کرنا

برزیں باران بیدائیے چھریں	اپنی مستیہا بگفتند لے ویرن
رکھتے جوں ابراسکو تازہ - پُر زرم	مستی سے بولے - زمیں پر ہوتے ہم
عدل انصاف و عبادت و وفا	گستریدیے اور آں بید او جا
عدل و انصاف و عبادت اور وفا	اور پھیلاتے وہاں جا کر ذرا
پیش پاستم آں ناپیدا بست	ایں بگفتند قضا میگفت بست
پاؤں کے آگے بہت مخفی ہیں جاں	اور کہتی تھی قضا، خود کو سنبھال
ہیں مراں کو رانہ اندر کہ بلا	ہیں مرو گستاخ در دشت بلا
جانہ یوں کو رانہ سٹوئے کہ بلا	کیوں ہے رُخ تیرا سٹوئے دشت بلا
مے نیا بدر راہ پائے سنا لگاں	کہ زبوں و استخوان بالگاں
دہر ووں کو کس طرح رستہ ملے	استخوان و مٹوسے مرنے والوں کے
بسکہ تنخہ تر لاشے کر و شے	جملہ را استخوان مٹوسے وپے
شے کو لاشے قہر نے ہے کر ویا	بال اور ہڈی سے پڑے راستا
بر زمین آہستہ میرا نند ہوں	گفت حتی کہ بندگان یارِ عون
چلتے آہستہ زمیں پر ہیں سدا	بولاق - بندے جو ہیں اہل وفا
جز بر عقل و فکر ہر پرہیزگا	پا برہنہ چوں وودرخار زار
ہاں جز زاہد اور اہل فکر کے	پا برہنہ کانٹوں میں کیونکر چلے
بستہ بود اندر حجاب جو شمشاں	ایں قضا میگفت لیکن گوشمشاں
بند قید بڑش میں تھے بیجان	یہ قضا کہتی تھی - لیکن اُن کے کان
جز مگر آہنا کہ از خود رستہ اند	چشمہا و گوشہا را بستہ اند
ہاں مگر وہ جو ہیں بیخود فتن	کر لیا ہے آنکھ اور کانوں کو بند

دام پاکیرش لقیں شہوت بود	گرم ارچہ باسرو سہلت بود
جال اور پھندے میں شہوت کے چنے	شان اور شوکت اگر گرم رکھے
مستی شہوت میں اندر مشتہر	بہجمن از مستی شہوت ببر
اور مستی مشتہر پر غور کر	کر مرے مانند شہوت سے حذر
پیش مستی ملک شد مستہان	باز این مستی و شہوت در جہاں
پیش مستی ملک رسوا ہیں - ہاں	شہوت عالم اور اس کی مستیاں
او شہوت الفتاے کم کند	مستی آن مستی این اب شکند
کب ہے اس کا سوتے شہوت الفتا	اس کی مستی توڑے اس مستی کی ذات
خوش بود خوش علی و دل پر نور	آب شیریں تا بخوردی آب شور
خوب ہو معلوم جو آنکھوں میں نور	آب شیریں گر نہ ہو تو آب شور
پر کند جاں از مے و ز ساقیاں	قطرہ از بادو مائے آسماں
جاں بھرے ساقی دے سے بر ملا	آسماں سے گر کے قطرہ عشق کا
وز جلالت و جہانے پاک را	تا چہ مستیہا بود املاک را
روح کو حاصل ہے عظمت بیگماں	دیکھ قطرے میں ہیں کیسی مستیاں
محم باوہ این جہاں بشکستہ اند	کہ بہوئے دل برائے بستہ اند
اور غم مے کو یہاں کے دی شکست	دل میں اس مے کا کیا ہے بندوبست
بہجو کفائے نہفتہ در قبور	جز مگر آہنا کہ نو میدند و ر
کاروں کی طرح محبوب قبور	ماسوا آنکے جو ہیں باؤس و ر
خار ہائے بے نہایت کشہ اند	نا امید از ہر دو عالم کشہ اند
کانٹ لا تعداد آخر بو دئے	تا امید ہر دو عالم وہ ہوئے

سکونے میدان بزم و تخت بادشاہ	کہ بڑوں آرمداں و زارنگاہ
جانب میدان ہی تخت بادشاہ	ہیں نکالیں صبح سے بے اشتباہ
کہ مناد یہاں کنداز ہر کنار	پس بفرمودند و در شہر آشکار
یہ منادی ہر طرف کرتے پھریں	حکم یہ پہنچا کہ سارے شہر میں
شاہ میخواند شمارا و انکسار	الصلوات علیہ السلام اسراہیل
ہے بلایا شاہ نے۔ مگر سے چلو	ہو تمہیں معلوم اسراہیل
بر شمار احساں کند بہر ثواب	تا شمارا و نو مایہ بنے نقاب
تم یہ احساں کرے بہر ثواب	تاکہ وہ چہرہ دکھائے بے نقاب
دیدن فرعون ستوری بنو	اکال سیراں الجوز وری بنو
دیکھنا فرعون کا ممکن نہ تھا	ان اسیروں کو تھی دُوبی دالما
بہر آں یا سہ بخند کے برو	گر قنادندے برہ در پیش و
قاعدہ تھا۔ او نہ سے گزرتے چھائیں	راہ میں آگے اگر وہ اسکے آئیں
درگہ و بیگہ لقائے آل امیر	یا سہ آں بید کہ نہ بیند پیچ آہ
وقت اور بے وقت دیدار امیر	ضابطہ یہ تھا نہ دیکھیں وہ اسیر
تا نہ بیند رو بہ دیوار سے کند	با ملک چاوشاں چو درہ بستند
جانب دیوار چہرے پھر ایسے	جب نقیبوں کی وہ آوازیں سنیں
آنچہ بدتر بر سر او آن رو	ور بہ بیند روئے آل مجرم شود
بدترین اسکو سزا دی جائے گی	جو ملائے آئندہ مجرم ہو وہی
کہ حریص است آدمی فیما منع	بو و شہاں حریص لقائے محتسب
منع کردہ شے کی ہو دُساں کو حرص	دیکھنے کی تھی ہر اک ناداں کو حرص

جزو عنایت کہ کشاید چشم را	جزو محبت کہ نشاند چشم را
جزو عنایت کون کہو لے آئیم کو	جزو محبت کے نہ ہو عقدہ زو
جہد بے توفیق جاں کندن بود	زار زنی کم گر چہ صد خرمن بود
سہی بے توفیق ہے بس جاں کنی	کم دیں کنگھی سے جو ہوں سو ڈھیر کنی
جہد بے توفیق خود کس را مباد	در جہاں اللہ اعلم بالاشاؤ
سچی بے مقصد کسی کو حق نہ دے	بس وہی اصرار جانے رشہ کے

فرعون کا خواب بچینا

جہد فرعونی چو بے توفیق بود	ہر چہ و میدخت آں تفتیق بود
سچی فرعونی چو بے توفیق تھی	جو سلائی اس نے کی۔ او حطی وہی
از مخم بود و کمرش ہزار	وز معبر بود و ساحر بے شمار
تھے مہتم علم میں اس سے ہزار	اور جاؤ گہ معبر بے شمار
مقدم موسیٰ نمودندش بخواب	کہ کند فرعون و ملکش اخاب
آئے ہیں موسیٰ یہ دیکھا اُسے خواب	وہ اور اس کا ملک ہوتا ہے خواب
بامعبر گفت با اہل نجوم	چوں بود و دفع خیال و خواب شوم
اس نے یہ پوچھا کہ اے اہل نجوم	دفع ہو کیونکہ خیال و خواب شوم
جملہ گفتندش کہ تدبیر کے کنیم	راہ را دن اچو رہزن بر زمین
بولے سب۔ تدبیر اسکی ہم کریں	مثیل رہزن روک دیں پیدائشیں
اتنا رسید اُن شب کہ مولد بود اُن	سائے اُن پید اُن فرعونیاں
رات پیدائش کی جب آئی تھی	راتے یہ فرعونوں کی پھر ہوئی

لے خواب کی تعبیر نکالنے والا :

در بر آں میر یک یک مے مشند	ہر گنج ہد مصریے جمع آمدند
ایک اک سب سا سنے آنے گئے	تھے جہاں مصری۔ اکٹھے ہو گئے
ہیں قد خواجہ در آں گوشہ نشین	ہر کہ مے آمد بکفانیست این
اور کتا۔ خواجہ! تم بیٹھو یہیں	جو کوئی آتا۔ وہ کتا یہ نہیں
گردن ایشاں پداں حلیہ زدند	تا بدیں شیوہ ہمہ جمع آمدند
لائیں سب کی گروہیں اس چلے سے	اس طرح جب جمع آ کر سب ہوئے
داعی اللہ را بروندے نیاز	شومئی آنکہ سو با نیک نماز
حق کے داعی سے نہ تھا اُن کو نیاز	آفت آئی یہ کہ وہ تھے بے نماز
الحذر از مکر شیطان اے رشید	دعوت مکارِ شاں اندر کشید
الاماں اس نکر سے شیطان کے	دعوت مکار پر دوڑے گئے
تا نگیر با نیک محتالیت گوش	با نیک و ایشاں و محتاجاں نیرش
تا نہ آواز آئے پھر مکار کی	سُن صدا درویش و مفلس کی اخی
در شکم خوراں تو صاحب دل بچو	گر گدایاں طامعند و زشتخو
کر تو این دل کی اُن میں جستجو	گر گدایاں لالچی اور زشت خو
خزما اندر میان ننگہاست	در تنگ دریا گہر با سنگہاست
خز جو کچھ ہیں میان ننگ ہیں	نہ میں دریا کی گہر اور سنگ ہیں
از یکہ تا جانب میداں واں	پس بخوشیدند اسرائیلیاں
صبح ہی میداں کی جانب چل دیئے	جوش میں آ کر وہ اسرائیلیئے
روئے خود بنمود شاں بس تازہ و	چون بھلت شاں میداں بڑا و
منہ دکھانا رونمائی تھی نئی	جمع اس چلے سے جب قوم اُسنے کی
ہم عطا ہم وعدہ کر دیاں قبا و	کر دلداری و بخششہا و
کی عطا اور پھر کئے کچھ وعدے بھی	ان کی دلداری بھی کی بخشش بھی کی

فرعون کا بی اسرائیل کو بلانا

شاہ منادی در محلہ تہارواں	بانگ میزد کو بکوشادی کنان
ہر محلے میں منادی ہو گئی	کو بکوشی یہ صدا گوئی ہوئی
کالے اسیراں سوئے میدان گہ وید	کر شہنشاہ دیدن جو دستا مید
اے اسیرو جانب میداں چلو	دیکھو شاہنشاہ کو - اتمام
چوں شنید آں مرزہ اسرائیلیاں	نشکھان بود و ندوبس مشتاق آں
مرزہ اسرائیلیوں نے جب سنا	دید کے پای سے بچے مشتاق لقا
زین خبر گشتہ و جملہ شاد ماں	راہ میداں برگزید آں زماں
اس خبر سے ہو گئے سب شاد ماں	راہ لی میدان کی - پہنچے دواں
حیلہ راخورد و آں سو تا خند	خوشن را بہر جلوہ ساختہ
کھا کے دھوکا سب اُدھر کو چلے گئے	بن سحر کر دیکھنے کے واسطے
تا رود آنجا بہ بنید روئے او	تا چہ خاصیت ہد ویدار او
دیکھیں چہرہ اس کا تا جا کر دواں	کیا ہے تاثیر اس کی - کر لیں امتحان
از غرض غافل بہ ندوبے خبر	وز طمع رفتند بیروں سر بسر
تھے غرض سے محض غافل - بے خبر	طمع سے باہر گئے وہ سر بسر

ایک متشبی حکایت

ہمچنان کال جانول حیلہ ماں	گفت مجرم کسے از مصریاں
جس طرح اک حیلہ گر اور بد مماش	بولد اک مصری کہ یہ مجھ کو تلاش
مصریاں اجمع آید ایں طرف	تا در آید آئنگہ مے جویم بکف
مصریوں کو جمع کر دو تم یہاں	اس کو پکڑوں جس کا جریا ہوں میں

بعد ازاں گفت ز بجائے جانناں	جملہ درمیدان بخشید امشب
پھر کہا۔ اپنی خاطر کے لئے	آج اس میدان میں سونا چاہیے
پاسخش داوند کہ خدمت کنیم	مگر تو خواہی یک مہینہ یا ساکنیم
عرض کی بہم شوق سے خدمت کریں	تو کہے تو ایک مہ اس جا رہیں
فرعون کا خوش خوش واپس آنا	
اشہ شبانکہ باز آمد شادماں	کا امشبان گلست ووزندازنماں
شام کو شہ لوٹ آیا۔ خوش ہوا	حل کی شب سب ہیں عورت سے جدا
خازنن عمرائے ہم اندر خدمتش	ہم ہمشہ آمد قرین صحبتش
تھے جو خازن اس کے عمرائے خدمتی	شہر کو بس آئے اس کے ساتھ ہی
گفت اے عمرائے بریں رخصتی	ہیں مہر سوئے زن و صحبت مجو
بولہ اسے عمرائے ہمیں کہ شب بسر	پاس عورت کے نہ جا۔ صحبت نہ کر
گفت چشم ہم وریں درگاہ تو	بہیج نہ نشیم بجز دلخواہ تو
بولے ہاں تیرے ہی در پر سوؤں گا	فکر کیا ہے تیری خواہش کے سوا
بولہ عمرائے ہم ز اسرا تیلیاں	لیک مہر فرعون اول بود جاں
گو تھے عمرائے قوم اسرائیل سے	پر بہت فرعون کو محبوب تھے
نے گماں بڑے کہ وہ عصیاں کند	آنکہ خوف جان فرعون آں کند
گماں کب تھا کہ وہ عصیاں کریں	اور ہلاکت کا مری باعث بنیں
امین ز عمرائے ہد و افعال او	لیک آں بر خود جزائے حال او
نقل سے عمرائے کے بے خوف تھا	خود وہ تھا اس کے لئے لیکن سزا
خود کجا در خاطر فرعون بود	ایں خلیفہ تھدیر جوں عا دو نمود
خاطر فرعون میں تھا کب کشود	اس کی ہے تھدیر جوں عا دو نمود

زہرہ نے عمرانؑ مسکینؑ کو کہہ کر	باز گوید اختلاط جفت را
آپ تھی عمرانؑ مسکینؑ میں کہاں	حال صحبت کا جو کہ دیشا بیاں
پیش می آمد پس میرفت شہ	جملہ شب بچھو حال وقت زہ
باہر اندر رات بھر فرعون تھا	درو زہ کے وقت جیسے حاملہ
ہر زمان مے گفت اے عمرانؑ	سخت زجا بروہ است این نمرہ
ہر گھڑی کہتا تھا۔ اے عمرانؑ مجھے	بیقراری سخت ہے اس شود سے
چوں زنی عمرانؑ لبرائؑ و حزید	تا کہ شد استارہ موسیٰؑ پرید
زوجہ عمرانؑ سے ہوئی جب ہمنکار	کو کب موسیٰؑ ہوا کہ دوں بنکار
ہر پیمبر کہ در آید در رسم	نجم او بر چرخ گرد و منتجم
جب زخم میں آتا ہے کوئی بنی	تارا ہوتا ہے فلک پر منجمی
نجومیوں کا شور و غوغا	
بر فلک پیدا شد اہل ستارہ اش	کور می فرعونؑ و مکر و چارہ اش
اُن کا تارا چرخ پر ظاہر ہوا	حیلہ سب فرعونؑ کا لے کار تھا
روز شد گفتش کہ اے عمرانؑ برو	واقف آن غفلؑ و آن باہمتو
دن ہوا۔ بولا کہ اے عمرانؑ جا	لا خبر کیسا تھا شور اور غفلت
رازد عمرانؑ جانب میدانؑ و گفت	ایں چہ غفلؑ بود نہا ہوشہ شفقت
جا کے میدان میں یہ عمرانؑ نے کہا	شور یہ کیسا تھا جو شہ نے سنا
ہر منجم سر بر ہنہ جامہ چاک	پچھو اصحابؑ غراما لیدہ خاک
ہر بخوبی تھے سر اور جامہ چاک	اہل ماتم کی طرح تھاں کے خاک
پچھو اصحابؑ غراما آوازِ شاں	بر گرفتہ در فغانؑ سازِ شاں
ماتمی لوگوں کی سی آواز تھی	اور۔ چلانے سے تھی بیٹھی ہوئی

حضرت عمرانؑ کا بی بی کو نصیحت کرنا

آنایید بر من تو صد حزن	باز گرد و بیخ از دنیا دم زن
تا نہ پہنچے مجھ کو اور تجھ کو ضرر	لوٹ جا اور ذکر اس کا کچھ ذکر
چوں علامتہا رسد اے نازنیں	عاقبت پیدا شو و آشماریں
ہوں گے جب اے نازنیں پیدا نشان	حل کے آثار تب ہونگے عیاں
مے سید و خلق و مے شد برہا	اور زماں از سوئے میاں فرہا
پہنچے بل بل کر ہوا میں یک یک	جانب میاں سے نعرے شہر تک
پا برہنہ کایں چہ غلغلہاں	شاہ ازان سیت ہیں جیت آنداں
ننگے پاؤں - جب یہ شور و غل شننا	خوف سے فرعون باہر آ گیا

فرعون کا شور و غل سے ڈرنا

کز نہیش میرم جتے و دیو	از سو میاں چہ باگست و غریو
دیو و جن کو خوف سے ہیں لرزیں	شور و غل کیسا ہے یہ میدان میں
قوم اسرائیلیاں از تو شاو	گفت عمرانؑ شاہ مارا عمر باو
تجھ سے اسرائیلیوں میں ہے خوشی	بولے عمرانؑ عمارتوں شاہ کی
رقص مے آرمد و کفہا میزند	از عطائے شاہ شادی میکنند
تا لیوں اور رقص سے کرتے ہیں یاد	شاہ کی بخشش سے ان کے دل ہیں شاد
وہم و اندیشہ مرا پڑ کر و نیک	گفت باشد کایں بودا و نیک
وہم و اندیشہ ہے ایسے شور سے	بولا - شاید ہو یہی - لیکن مجھے
از غم و اندوہ و غم پیر کر د	ایں صدا جان مرا تغیر کر د
ہے غم و اندوہ سے حالت خراب	اس صدا سے دل میں ہے اک انقلاب

آبروئے شاہ مارا سنجیدہ	سوئے میدان شاہ را انکسختہ
اور ہمارے شاہ کی لی آبرو	جاگے میدان میں ابھارا شاہ کو
شاہ را مافاسخ آریم از غماں	دست بر سینہ زوندا ندر زماں
ہم رہا غم سے کہیں گے شاہ کو	بولے سینہ کوٹ کر وہ سب تینو
شید بر فرعون بر خواند نسق تمام	عاقبت زرا تلف شد کار خام
کہ دیا فرعون سے قصہ تمام	ز تلف اتنا ہوا - ہے کام خام
خواند ایشاں از چشم آن پادشاہ	چوں شنید از غصہ ویش شد سیاہ
پھر بلایا سب کو سونے بارگاہ	ہو گیا یہ سچے گمے غنہ اس کا سیاہ
من بر آویزم شمار بے اماں	گفت ایشاں ترا کہ ہیں اے غانیان
کیا چڑھا دوں تم کو سولی پر - کو	اور کہا اُن سے کہ کیوں اے غانیو
مالہا در دہمنان در با ختم	خویش اور مضحکہ اند آہتم
مال و زر تم کو دیا اے دشمنو	مضحکہ میں میں نے ڈالا اپنے کو
دور ماندند از ملاقات زباں	تاکہ مشبہ جملہ اسرائیلیاں
عورتوں سے دور ہو - تھی اتنی بات	دوم اسرائیل تا صرف ایک رات
ایں بود یاری و افعال کر آں	مال رفت آبرو و کار خام
کیا یہ ہے غنہ واری و فعل گرام	دے گئے ال دآبرو - ہے کار خام
ملکہ تہا را ستم مے خورید	اسالہا اور از ر و خلعت مے برید
میری ساری سلطنت کو کھا گئے	برسوں خلعت، اور وہیلنے بھی - لئے
فہم گزاردید با شیدم میں	از برائے آہکے دروئے جنیں
خود کر کے سب مدد میری کہیں	اس لئے بر آہکے آہرے وقت ہیں
طبل خوارانید و مکارید و شوم	رائے تال میں بود فرنگ و نجوم
تم ہو پیٹو اور مکار اور شوم	اتھی تمہاری رائے اور عقل و نجوم

ریش مومبر کندہ و بد رید گال	خاک بر سر کردہ پُرخن دی گال
ڈاڑھی نویچی اور اکھاڑے مجھے سر	خاک بر سر اور خوں سے آکھڑ
گفت خیرست بیچ آشوبست حال	بدنشانے میدہد مخوس سال
بولے عمران، خیر ہے، کیا ہے یہ حال	بدشگونی کرتا ہے مخوس سال
عذر آور دند و گفتند لے امیر	کرد مارا دست تقدیر شل سیر
عذر کر کے سب وہ بولے لے امیر	کر لیا تقدیر نے ہم کو اسیر
اینہم کر دیم و دولت تیرہ شد	دشمن شہست گشت و خیرہ شد
کر چکے سب کچھ اندھیرا ہو گیا	دشمن فرعون پیدا ہو گیا
شب ستارہ آں سپر آمد عیاں	کورچی ما بر جبین آسمان
رات کو اس کا ستارہ تھا عیاں	اپنی کوری تھی پردے آسمان
ازو ستارہ آں پیہر بر سما	ما ستارہ بار کشیتیم از ہکا
اس نیا کا تھا ستارہ چرخ بد	تارے برساتے ہم آنکھوں سے اور
با دل خوش شاد و عمران و نفاق	دست بر سرے زد کا، الفراق
خوش تھے عمران، لیکن از راو نفاق	پیٹ کر سراپا بولے الفراق
کرد عمران خوش پر دشمن و ریش	رفت چوں لوہاں گال سعتیل و ریش
ترش گرد اور رنج و غصہ سے بھرے	بے خبر دیوانوں کی صورت چلے
خوشتن اعجبی کرد و براند	گفتہ لے بس دشمن رُج جمع خواند
اپنے کو لا علم کر کے وہ گئے	سخت بائیں لوگوں سے کہتے ہوئے
خوشتن ریش و عکس ساخت	نزد ہاے بازگو نہ باخت او
ترش اور عکس خود کو کر لیا	وہ کھلاڑی کھیل کھیلے دوسرا
گفت شاں شاہ مرا بفرقتید	از خیانت ز طمع نشکیفتید
بولے سب نے شاہ کو مہکا لیا	صبر کب طمع و خیانت سے کیا

سورگر و دوسر زمر کے بر زند	چوں میں با آسمان خمی کند
سور ہو کر مڑوہ ہو وہ بالیہیں	آسمانوں کی جو دشمن ہو زمین
سبلان ریش خود بر میکند	نقش با نقاش پنجہ میزند
ڈاڑھی مونچھیں اپنی منی میں ملائے	نقش اگر نقاش سے پنجہ لڑائے

زنجہ عورتوں کو فرعون کا بلانا

سوئے میدان بڑا فگند جنت	بعد مہر شہ بڑا آور و سخت
اور میدان میں بھی اس بارگاہ	لو نہیں بعد نکلا سخت شاہ
کائے زناں کر دہر میاں بید ہر	بار دیگر شد منادی سوئے شہر
عورتو عشرت آٹھا تو دہر کی	دوسری بار اک منادی پھر ہوئی
آز بخش شہائے شہ شاواں شہید	اے زناں با طفلگان میدان کوید
شاہ کی بخشش سے جل کر شہاد ہو	سوئے میدان لے کے بچوں کو چلو
خلعت ہر کس از انباش کر کشید	آپنچنانکہ پار مرواں ارسید
خلعت و زر سے ہوئے وہ سب نہال	جس طرح مردوں نے پایا بار سال
تا بیا بد ہر کسے چیز بکیہ خواست	ہیں ناں امر و زاقبال شہماست
آج تم جو چیز چاہو۔ مانگ لو	ہے تمہارا بخت یا ور۔ عورتو
کو دکاں اہم کلاہ زر نہد	امر زناں اخلاعت و صلت دہد
سر پہ بچوں کے کلاہ زر رکھیں	خلعت و دیدار پائیں عورتیں
کنجما گیرند از شاہ مکین	ہر کر اوں ماہ زائیدہت ہیں
شاہ سے لے وہ خزانہ بر ملا	جس نے بچہ اس نہیں ہیں جنا
شاواں تاخیمہ شاہ آمدند	اس زناں با طفلگان ہر شہند
خیمہ فرعون کے پاس آگئیں	عورتیں بچوں کو لے کر چلیں

من شمارا بروم آتش زخم	بینی و گوش و لباساں برکنم
بھاڑ ڈالوں میں بجلا ڈالوں نہیں	ناک کان اور ہونٹ کاٹوں جوڑم میں
من شمارا ہمیزم آتش کنم	عیش رفتہ بر شمانا خوش کنم
آل کا ایندھن بنا دوں میں نہیں	عیش پہلا سب ملا دوں خاک میں
سجدہ کروند و بگفتند اے خدیو	گر کیے کرت زما چر بید و بویو
سجدہ کر کے سب یہ بولے اے خدیو	غالب آیا ہم پہ ہاں اس دفعہ دیو
اسا ہا و فح بلا ہا کردہ ایم	وہم حیراں زانچہ ماہا کردہ کم
درتوں کرتے رہے دینے بکلا	وہم حیراں اس سے جو ہم نے کیا
فوت شد از ما و مجلس شد بید	نطفہ اس حبست رحم اندر خزید
چوکے ہم اور حل ظاہر ہو گیا	نطفہ مادر کے رحم میں جا بڑا
ایک استغفراں وز و لا و	مانگہ داریم اے شاہ قبا و
اس کی پیدا اش کا دن لیکن ضرور	ہم نگہ رکھیں گے اے شاہ عبور
روز میلادش رصد بندیم ما	تا نگہ و فوت و بھند ایں قضا
دن ولادت کا نگہ رکھیں گے مٹا	ہم نہ چھکیں اور نہ پوری ہو قضا
گر نذر ایم ایں نگہ مازا بکشت	اے غلام لٹے تو افکار و ہش
گر نگہ رکھیں نہ ہم تو جان لے	ہوش اور افکار ہیں چاکر ترے
تا بنہ مے ستر و اور روز روز	تا پیر و تیر حکم خصم و وز
تو بیٹہ تک پھر اک اک دن گنا	تا نہ ہو جائے رہا پیر خص
بر قضا ہر کوشش بخوں آورد	سرنگوں آید سر خود را خورد
جو قضا پر عزم بخوں کا کرے	اپنا سر نہ بچے وہ سر کے بل کرے
چوں مکان لا مکاں حملہ برو	خون جو ورین دہلا مارا خرو
جب مکاں ہو لا مکاں پر حملہ ور	خون خود اپنا کرے وہ فتنہ گر

ماتنگدا ریش از ہرنار و دود	در تنور انداز موسی را تو زود
آگ سے ہم خود گھسیانی کریں	ڈال دے موسیٰ کو تو تنور میں
لا تیکون النار صراشا ردا	عصمت یا نار کو فی بار دوا
آگ اُسے ہرگز نہ دے نقصاں دے	نار کو فی کر کے ہم لیں گے بچا
برقن موسیٰ نہ کر داتش اثر	زن بوجی انداخت ورا در شر
جسم موسیٰ پر اثر کچھ بھی نہ تھے	وحی سن کر آگ میں ڈالا اُسے
بیچ طفلے اندر آں خانہ نہ بود	پس عواناں خانہ را جستند زود
خزانہ گھر میں کوئی بچہ نہ تھا	ڈھونڈا لکھ کر ہر سپاہی نے تمام
باز عاناں کزاں اقف ہند	پس عواناں میرا و آ نشو شدند
تھے جو کچھ عاز واقف بد نہاد	ہو گئے رخصت سپاہی بے مراد
پیش فرعون از برائے و انگ چند	با عواناں ماجرا بداشتند
سامنے فرعون کے قصہ کہا	ان کو زربینے کا کچھ لالچ جو تھا
نیک نیکیو بنگرید اندر عرف	اگلے عواناں باز گردید آں طرف
کھڑکیوں سے جھانک کر دیکھ آؤ تم	یہ دیا حکم اُس نے واپس جاؤ تم
تا بجوید آں سپر آں ماں	باز گشتند آں عواناں جملگان
تاکہ اس بچے کو ڈھونڈ میں لاکھ	وہ سپاہی پھر وہاں پہنچے تمام
مادر موسیٰ کو وحی آنا	
روئے در امیدوار و مومکن	باز وحی آمد کہ در آبش فگن
رکھ امید اور فوج مت تو اپنے بال	پھر یہ وحی آئی اُسے پانی میں ڈال
من ترابا اور سام روسفید	در فگن در نیش و کن اغتمید
اُس سے مجھ کو میں ملاؤ نجا منگ	نیل میں ڈال اور بھروسہ مجھ پر کر

یعنی جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو یا نار کوئی زرد آد سلام علیہ السلام کہنا چاہا تھا ہم موسیٰ کو بھی بچا لیں گے +

ہرز نے نور او بیوں شد بہر	سوئے میدان غافل از دوستانِ قہر
جستی ز قیامیں تھیں، تھیں بیرونِ تہر	تھیں وہ سب میدان میں بے علمِ قہر
چوں زناں جملہ بدو گرد آمدند	ہر چہ بود از رزماد و رستند
عورتیں جب جمع آ کر ہو گئیں	لوگے جتنے تھے وہ بچھینے سب وہیں
سر پر بندش کہ نیست احتیاط	تا نر اید خصم و لغزاید خباط
احتیاطی کاٹ ڈالے سب کے سر	تاکہ ہو دشمن نہ پیدا - الحذر

حضرت موسیٰ کا پیدا ہونا

چوں زین عمران موسیٰ اوہ بو	دامنِ اندر حیدر آں آشوبِ دو
مادر موسیٰ نے لیکن اسے فقرا	فتنے سے دامن بچایا بر ملا
بعد آں مہساں کہ آں سب زناں	کر دو بگہیں چہ آور آں ماں
عورتوں سے کیا پھر اس بگ نے کیا	داستان اس کی بھی تو محسن لے ذرا
آں زمانِ قابلہ در خا مہا	بہر جاسوسی فرستاد آں دغا
گھر میں بھیجا دایئوں کو مکر سے	تاکہ ہر اک جائے جاسوسی کرے
عمر کو بندش کہ اینجا کو کے ست	فاما و میداں کہ در وہم و شکست
دی خبر اک نے - یہاں بچہ وہاں	وہم سے آیا نہ میداں میں یہاں
اندریں کوچہ کیلے بیانے ست	کوئے دار و لیکن پڑنے ست
اس محلے میں ہے اک عورت حسین	بچے والی - یہر ہے پڑن با یقین
چوں عواناں آمد آں طفل را	در تنور انداخت زامر خدا
جب سپاہی آئے - تا بچے کو لیں	ڈالا عورت نے اُسے تنور میں
امر آمد سوئے زن از دادگر	کہ ز آں خلیلِ ست ایں پسر
آیا کچھ اس طرح حکیم دادگر	ہے خلیل اللہ سے نسلِ پسر

لیک انذرمات مجبور ہے	آنچہ در فرعون بود اندر تو هست
قید چہ ہیں اژدہ ہے تیرے اخی	حتا جو کچھ فرعون ہیں ہے تجھ میں بھی
تو بر آں فرعون برخویش نسبت	اے دریغ آں جملہ احوال تو هست
دیتا ہے فرعون پر تو اس کو طال	ہائے میر سب کچھ ہے تیرا ہی تو مال
خود کفتم صدیکے ز آہنا درست	آنچہ کفتم جنگی احوال تست
سومیں سے گو میں نہ اک بھی کہ سکا	حال تیرا ہے جو کچھ میں نے کہا
ور زوگیر آں فسانہ آبدت	اگر ز تو گویند وحشت زایدت
ڈھالیں اوروں پر تو افسانہ بنے	گر کہیں تجھ سے تو وحشت ہو تجھے
دور اندازت سخت ایس قریں	چہ خرابت مہکند نفس لعیں
کر رہا ہے دور تجھ کو یہ قرین	کرتا ہے ابر تجھے نفس لعیں
لیک مغلوبی زہل ہے سخت نیست	ایں جراحہا ہمہ در نفس تست
ہاں مگر مغلوب ہے چو جہل سے	وہم یہ سب نفس ہی میں ہیں ترے
زانکہ چوں فرعون اورا عون نیست	آنشت اہم زم فرعون نیست
کیونکہ زور اس میں نہیں فرعون سا	آگ میں ایندھن نہیں فرعون کا
ور نہ چوں فرعون و شعلہ نیست	گلخن نفس ترا خاشاک نیست
ور نہ چوں فرعون ہے وہ آتشیں	ففس کے گلخن میں ایندھن ہی نہیں

ایک سپیرے کی کہانی

تاہری زیں از سر پو شیدہ بو	ایک حکایت بشنو از تاریخ گو
راز پو شیدہ سے تا ہو آشنا	ایک تاریخی حکایت سن ذرا
تا بکیر داو با فسوٹھا ش مارا	مار گیرے رفت اندر کو ہمار
سانب پڑے تافنوں سے بزملا	اک سپیرا کو ہساروں میں گیا

ماوریش انداخت اندر روئیل	کار را بگذاشت باغم الکلی
مان نے روئیل میں ڈالا اُسے	کام چھوڑے فضل پر اللہ کے
ایں سخن پایاں نثار و مکر ناس	جملہ مے سجد اندر دست و پاش
یہ سخن لمبا ہے جو بھی مکر تھے	اس کے دست و پامیں سب لپٹے رہے
صدر ہزاراں طفل معیشت از بریں	موسیٰ اندر صد خانہ درو روں
وہ ہزاروں بچوں کی لپٹا تھا جاں	صدر خانہ میں تھے ہر موسیٰ نہاں
از جنوں معیشت ہر جا ہر جنیں	از حیل آں کور چشم و دور بین
وہ جنوں سے مارتا تھا ہر جنیں	مکر سے مکتی کور چشم و دور بین
اژدہا ہند مکر فرعون عنود	مکر شاہان جہاں اخور وہ بود
اژدہا وہ مکر تھا فرعون کا	مکر شاہان جہاں کو کھا گیا
لیک ز اں فرعون تر آمد پید	ہم و را ہم مکر اور اور کشید
اس سے بڑھ کر اور فرعون آگیا	اس کو اس کے مکر کو جو کھا گیا
اژدہا بود و عصا شد اژدہا	ایں بخور و آں را بہ توفیق خدا
اژدہے کو وہ عصا تھا اژدہا	کھا گیا اس کو بہ توفیق خدا
دست شد بالائے دست این تاکجا	تا میرزاں کہ الیہا المنتہی
ہاتھ غالب ہاتھ پر کتنا ہوا	یعنی حق تک جو ہے سب کا منتہی
کاں کیے ریاست بغور و کراں	جملہ دریا ہا جو سیلے پیش آں
وہ ہے دریا حد نہیں جس کی کوئی	اسکے آگے سیل ہیں دریا سبھی
حیلما و چار ہا گراژدہا دست	پیش الا اللہ آنہا جملہ لاست
مکر اور چارہ اگر ہیں اژدہا	آگے الا اللہ کے وہ سب ہیں لا
چوں سید اینجا بیاتم سر نہاد	مخوشند واللہ علم بالرشا و
یہ یہاں آکر بیاں عاجز نہاد	کھو گیا واللہ اعلم بالرشاد

جز ورا بگذار بر کل دارالمن	اینهمه جز ورا بگذار بر کل دارالمن
جز و کو چھوڑ اور کل کر اختیار	نڈیاں دریا سے سب نکلی ہیں یار
برگہ بے برگی نشانِ طوبی است	زشتہ مائے خلق بہر خوبی است
مفسی آسودگی کے واسطے	ہے بدی خلقت کی خوبی کے لئے
از جنائے خلق امید و فاست	ختم مائے خلق بہرِ مہرِ خاست
جوہر خلقت سے ہے امید و فاست	خلق کا عضوِ محبت کی بنا
دارِ راحت و ائما بیراحتی است	جگہ مائے خلق بہرِ آشتی است
دارِ راحت ہے سدا بے رحتی	جنگِ عالم ہے برائے صلح ہی
ہر گلہ از شکر آگہ میکند	ہر زون بہرِ نوازش را بود
ہر گلہ کرتا ہے آگہ شکر سے	ضرب ہے ہر اک نوازش کے لئے
بویے برا ز ضد تا ضد اے حکیم	بویے برا ز جزو تا کل اے کریم
ضد سے ضد کی بو تو لے اے حکیم	کر تماش جز و کل تک اے کریم
جملہ عالم را بدیناں میں شمار	چل عصارہ دستِ موسیٰ گشت مار
ساری دنیا کو یونہی کر لے شمار	دستِ موسیٰ میں عصارے تھا مار
مار گیر از بہر یاری مارِ جھست	جگہ مائے آشتی آر دُورست
بہر یاری سانپ ڈھونڈے مار گے	صلح ہوتا ہے لڑائی کا اخیر
غم خورد بہرِ حریف بے غمی	بہر یاری مار جوید آدمی
اور کھائے رنج بہرِ بے غمی	بہر یاری سانپ ڈھونڈے آدمی
گرد کو ہستان و در ایامِ برف	او ہے جھستے یکے مارِ شگرف
برف کے موسم میں گرد کو ہسار	ڈھونڈتا تھا وہ بھی اک خوشخوار مار
کہ دلش از مشکل او شد پُر زہیم	اڑ دوائے مروہ وید اسنجا عظیم
مشکل جس کی دیکھ کر وہ ڈر گیا	دیکھا مروہ اک پڑا ہے اڑ دوا

آئینہ جو بندہ است یا بندہ بود	اگر گران و گشتا بندہ بود
ڈھونڈنے والا جو کچھ ڈھونڈے	کوئی دوطرے یا کہ آہستہ چلے
کہ طلب راہ نیکور مہر است	در طلب زن اما تو ہر دوست
نیکی کے رستے میں رہہر یہ طلب	تو طلب میں ہاتھ دونوں کھول اب
سوئے اوغیر و اور اسے طلب	انگ ملوک و ختمہ شکل بے ادب
تو جو ہو پھر بھی اُسی کی کر طلب	سست لنگڑا اور حقیر و بے ادب
بوائے کزن گیرہ سو بوائے شہ	کہ گفت و گہ بجا موشی و گہ
سو سمجھ تو ہر طرف سے شہ کی بو	رہ کبھی چپ، کہ کبھی کچھ گفتگو
جستجو یوسف کنید از جد پیش	گفت آن یعقوب با اولاد خویش
ڈھونڈو یوسف کو زیادہ سعی سے	یوں کہا اولاد سے یعقوب نے
ہر طرف را نید شکل مستعد	ہر جس خود را دریں جستجو
دوڑ کر ہر سمت اس کو ڈھونڈو	اپنی ہر جس سے تلاش اس کو کرو
ہیچو کم کردہ پسر و سوبسو	گفت این روح خدا لا یتا سو
میں کم کردہ پسر ڈھونڈو و چلو	پھر کہد رحمت سے کیوں مایوس ہو
روئے جاناں ابجاں جویاں شوید	از رہ حق نہاں پویاں شوید
ڈھونڈو جاناں کو جاں کی راہ سے	دوڑو تم حق نہاں کی راہ سے
گوش را بر چار راہ آں نہید	پرس پر ساں مزدگانے جاں نہید
کان رکھو اس کے پس چار راہ پر	جان کو مزدہ مسناؤ پوچھ کر
سوئے آن سرکاشنائے آن سرید	ہر کجا بوائے خوش آید بو برید
جس سے واقف ہو وہ راز اپنا تم	جس جگہ بوائے خوش آئے جاؤ تم
سوئے اصل لطفہ یا بی سے	ہر کجا لطفہ بہ بینی از کسے
راہ اصل لطف کی تو پائے گا	لطف دیکھ کر کسی سے بر ملا

عالم افسردہ است و نام او جادو	جامد افسردہ بود اے استاد
عالم افسردہ ہے نام اس کا جادو	جامد افسردہ ہے اے عالی رہنما
باش تا خورشید حشر آید عیاں	تا بہ بینی جنبش جسم جہاں
صبر کر تا مگر سورج حشر کا	جنبش جسم جہاں پھر دیکھنا
چوں عصلے موسیٰ اینجا مار شد	عقل از ساکنان اخبار شد
ہو گیا جب مار موسیٰ کا عصا	ساکنوں کا عقل نے پایا پتا
پارہ خاک ترا چوں زندہ ساخت	خاکہارا جلگی باید شناخت
خاک پارہ سے بچے زندہ کیا	چاہیے ان مٹیوں کا جاننا
مردنہ سویند ز آنسو زندہ اند	خاش اینجا و اطرف گویندہ اند
اس طرف مردہ ہیں۔ زندہ ہیں۔ آدھر	اس طرف خاموش۔ آدھر تقریر گر
چوں از اس سوئش فرست سوتے ما	آں عصا گرد و سوئے اژدہا
جب ہماری سمت وہ ہے بھیجتا	ہو ہماری سمت اژدہ وہ عصا
کو ہما ہم لحن داؤدی شود	جو ہر آہن بکف مومے بود
لحن داؤدی ہوں سارے کو ہمار	موم ہو ہاتھوں میں لوہا بار بار
باد حمال سلیمانے شود	بحر باموسیٰ سخندانے شود
ہاں سلیمان کی ہوا حامل بنے	اور دریا بات موسیٰ سے کرے
ماہ با احمد اشارت بین شود	نار ابراہیم را نسوئیں شود
چاند احمد کا اشارہ بین بنے	نار ابراہیم پر نسوئیں بنے
خاک قاروں اچو مارے در کشد	استن حنا نہ آید در رشد
بھینچ لے قاروں کو مٹی مار خاک	استن حنا نہ ہو نیک اور پاک
۱۰۔ استن حنا کی حکایت دفتر اول میں بالتفصیل بیان ہو چکی ہے ۛ	

مارگیر اندر زمستان شد بید	مار محبت از دہائے مرده وید
سخت سروی میں سپیرا بر ملا	سانپ کا جو یا تھا تبا یا اژدہا
مارگیر از بہر حیرانی خلق	مارگیر و اینت نادارنی خلق
یوں سپیرا خلق کو حیراں کرے	سانپ پڑے خلق ناداں کے لئے
آدمی کو بہت چپل مفتون بود	کوہ اندر مار حیراں چوں شود
آدمی ہے کوہ - کیوں حیراں ہو	کوہ حیراں دیکھ کر ہو سانپ کوہ
خوشن نشاخت مسکین آدمی	از فرونی آمد و شد در کمی
آہ پہچانا نہ خود کو آدمی	تھا بڑا - پھر ہو گیا جھوٹا وہی
خوشن آدمی ارزاں فرخت	بود اطلس خویش را بر حق دخت
سستا بیجا خود کو اس انسان نے	خود تھا اطلس - خود اٹھا گدڑی لئے
صد ہزاراں مار کہ حیراں است	اوچر حیراں شد بہت مار و سست
اس سے لاکھوں سانپ حیراں ہیں قبا	سانپ سے حیراں وہ کیوں ہو گیا
مارگیر آں اژدہا را برگرفت	سوئے بغداد آمد از بہر شکفت
اس سپیرے نے لیا وہ اژدہا	اور وہاں سے سوئے بغداد آ گیا
اژدہائے چوں ستون خانہ	میکشیدش از پیئے دامگا نہ
اژدہا وہ جوں ستون خانہ تھا	اس کو پیوں کے لئے تھا کیمنہا
کاژدہائے مرده آورده ام	در شکارش من جگر ہا خوردہ ام
ہاں میں لایا ہوں یہ مرده اژدہا	سخت مشکل سے شکار اس کا کیا
اوہے مرده گمان دیش ملیک	زنده بود و او اندیش نیک نیک
مرده ہونے کا گمان تھا سانپ پر	زنده تھا - مین نہ آتا تھا نظر
اوز سرما ہا ز برف انسر وہ بود	زنده بود و اما بشکل مرده بود
برف اور سردی سے تھا غصہ اٹھاتا	زنده تھا - لیکن بشکل مرده تھا

اے آنکس کہ نذار و نور حال	ایں بود تاویل اہل اعتزال
ہائے وہ جس میں نہیں کچھ نور حال	چہ یہی تاویل اہل اعتزال
باشد از تصویر غیبی اجمعی	چون ز جس بیرون نیامد آدمی
غیب کی تصویر بے معنی ہوئی	جس سے جب یا ہر نہ آیا آدمی
میکشید آن مار را با صد زحیر	ایں سخن پایاں نذار و مار گیر
بامشقت کھینچتا اس کو رہا	مختصر یہ ہے سپیرا جا بجا
تا نہد ہنگامہ را بر چار سو	تا بہ بغداد آمد آں ہنگامہ جو
تا کرے ہنگامہ بر پا چار سو	آیا وہ بغداد میں ہنگامہ جو
غلغلہ در شہر بغداد اودناؤ	بر لب شط مرد ہنگامہ نہاؤ
غلغلہ بغداد میں ہر سو پڑا	نہر پر ہنگامہ بر پا کر دیا
بواجب در شکارے کرمہ است	مار گیرے اڑ دیا آوردہ است
سبے شکار اس نے بڑا نادر کیا	اک سپیرا لایا ہے اک اڑ دیا
صید او گشتہ چو اوزا بلہیش	جمع آمد صد ہزاراں خاکیش
سن کے ہتھوڑے اُس کے پھندے میں پھنسے	جمع لاکھوں احمق اُس جا ہو گئے
ہچناں کہ بت پرستاں کشیش	علقہ گرد او چو زر گرد و عیش
جیسے بت گرد جمع ہوں گرد و عیش	علقہ زن انگور جوں گرد و عیش
تا کہ جمع آئند خلق منتشر	منتظر ایشان او ہم منتظر
تا کہ سب ہوں جمع جو ہیں منتشر	تھا وہ لوگوں کی طرح خود منتظر

۱۰ مقترلین - فرقہ معتزلہ *

۱۱ انگور کی بیج *

۱۲ بت پرستوں کا پیشوا یا عیسائیوں کا پادری *

کوہ بچی را پیامے میکند	سنگ حذر اسلامے میکند
کوہ پینچا تا ہے ییچی کو پیام	مصطفیٰ کو کرتے ہیں بھتر سلام
باتو میکوندر و زان شبان	جملہ ذرات عالم در نہاں
روز و شب کرتے ہیں تجھ سے بولناں	جس قدر ڈرے ہیں سب ہو کر نہاں
باشمنا نا محرم ما خا مشیم	ما شیم و بصیریم و خوشیم
تم سے یوں چپ ہیں کہ نا محرم ہو تم	دیکھتے سنتے ہیں غیروں میں ہیں تم
محرم جان جاداں کے شنوید	چوں شماسوئے جمادی میروید
تم پہ کب راز جمادی ہو عیاں	تم جمادی کی طرف خود ہو رواں
غلغل اجزائے عالم بشنوید	از جمادی عالم جاں رروید
شور پھر اجزائے عالم کا سنو	عالم جاں کو جمادی سے چلو
وسوسہ تا ویلہا بر بایدت	فاش بشیح جمادات آیدت
وسوسے تا ویلیں سب جاتی رہیں	انہی بشیمیں جو کانوں میں پڑیں
بہرینش کروم تا ویلہا	چوں ندار و جان تو قندیلہا
بہرینش بس تو تا ویلیں کرے	جان تیری جب نہ قندیلیں رکھے
بلکہ مر بیندہ را دیدار بود	دعویٰ دیدن خیال عار بود
دیکھنے والوں کو ہاں دیدار تھا	دعویٰ دید اک خیال عار تھا
دعویٰ دیدن خیال و غے بود	اک غرض بشیح ظاہر کے بود
دید کا دعویٰ خیال و گم رہی	الغرض بشیح ظاہر کب ہوئی
وقت عبرت میکند بشیح خواں	بلکہ ہر بیندہ را دیدار آں
وقت عبرت کرتا ہے بشیح خواں	اسکا جلوہ دیکھنے والے کو ہاں
آن لالت پہچو گفتن مبشود	پس چاز بشیح یا و ت مبد ہد
یہ ولالت بولنے کی ہے اچی	ہے دلاتا یاد وہ بشیح کی

جلاگان اور جنبشش بگنجد	باجیر فرما ابگنجد
اس کی جنبش سے لگے پھر بھاگئے	پہلے تو حیرت سے چلا گئے رہے
ہر طرف میرفت چاقاں چاقاں بند	مے شکست آں بند زان پاگ بند
بند ہر شوگر رہے تھے ٹوٹ کے	لوٹے تھے بند اس ٹل شور سے
اڑوائے زشت غزان ہمجو شیر	بند باگست بیڑیں شد زویر
اڑوا خوشوار مشن شیریں	بند ٹوٹے اور پھرا ناگیاں
از فادہ کشنگاں صد پشتہ شد	در ہزیمیت بس خلائی گشتہ شد
گشتوں کے پھٹے لگے بھاگوڑی	بھاگنے میں مر گئے کچھ آدمی
کہ چہ آور و من اور کسار و دشت	مار گیر از ترس بر جانک گشت
کہتا تھا میں دشت و کسے لایا لیا	تھا سیر خوف سے ٹھٹھا ہوا
رفت ناواں سوئے عزرا یل غمیش	گرگ ابیدار کرواں کو رمیش
سوئے عزرا یل پہنچا دیکھ نو	بھڑاندھی نے جگایا گرگ کو
سہل شد خوں خوری نہ جج را	اڑوا یک لقمہ کرواں جج را
پینا خوں حجاج کو جوں سہل تھا	اڑوا اک لقمہ اس کا کر گیا
استخوان خوردہ را در ہم شکست	اخمیش را بر استیں پیچید و بست
لوڑ ڈالیں اس کی ساری پڈیل	آشیں پر پھر وہ لپٹا ناگیاں
سوئے گروا زبیا باں برفشا ند	شہر خالی گشت اژدر را براند
سوئے گروا زبیا باں جھاڑ دی	شہر خالی، سانپ بھاگا اے اخی
از غم بے آلتی افسردہ است	نفس اژدر ہست او کے مردہ
بے کسی سے ہے فردہ بالیقین	نفس اژدر ہے ترا مردہ ہیں
کہ با مر او ہے رفت آب جو	اگر بایدا آلت فرعون او
نہر بھی چلتی تھی جس کے علم سے	گراٹے فرعون سامانی ملے

مرد ہنگامہ افزوں تر شود	گدیہ و توزیع نیکو تر رود
تا کہ ہو لوگوں کا ہنگامہ سوا	کوڑی پیسے سے زیادہ ہو بھلا
جمع آمد صد ہزاراں تراثر خا	حلقہ کردہ پشت پابر پشت پا
اس جگہ یہود سے لاکھوں آ گئے	آگے پیچھے ہو گئے آ کر کھڑے
امروا از زن خبر نے ز ازدحام	رفتہ درم چوں قیامت خاص عام
مزد و عورت کا تھا بے حد ازدحام	تھا قیامت وہ ہجوم خاص دعا
بچوں سے خراقة جنبانید او	میکشا و مند اہل ہنگامہ گلو
جب بجاتا تھا وہ اپنی ڈگڈگی	چینتے تھے لوگ، حتیٰ پہلچل پڑی
اڑو ما کو ز مہریر افسر وہ بود	زیر صد گونہ پلاس و پردہ بود
اڑو ہا سردی سے جو افسردہ تھا	ٹاٹ اور کپڑوں میں تھا لپٹا ہوا
بستہ بودش بار سنہائے غلیظ	اعتیالے کردہ بودش آن حفیظ
رشتیان اس پر بندھی تھیں بے شمار	چو کسی کرتا تھا اس کی ہوشیار
در ذرنگ اتفاق و انتظار	وزہیا ہوئے و فغان ہیشمار
دیر جب اتنی ہوئی انجام کار	ما و ہو اور سن کے غوغا اور ہکار
اوز غلو خلق و کشت و طمطراق	تافت بر آں مار غور شید عراق
سنو رو عل اور پھر یہ دیر اور طرنا	اڑو ہے پر چمکا خورشید عراق
آفتاب گرم سیرش گرم کرد	رفت از اعضائے او اخلاط سرد
آفتاب گرم سے گرما گیا	سردی اخلاط و اعضا سے بجا
مردہ بود و زندہ گشت او از شگفت	اڑو ما بر خویش پیچیدن گرفت
مردہ تھا لیکن وہ زندہ ہو گیا	بیچ اپنے جسم پر کھانے لگا
خلق را از جنبش آں مردہ مار	گشت شاں آں یک تیر صد ہزار
لوگوں کو جنبش سے مردہ سانپ کی	دیکھتے ہی دیکھتے حیرت ہوئی

ہر کسی کی یہ تمنا کے رسد	موسیٰؑ باید کہ اژدہا کشد
ہر کسی کی یہ تمنا کب پر آئے	ہو کوئی موسیٰؑ تو اژدہ مارا جائے
صد ہزاراں خلق ز اژدہ ہائے	در ہزیمت گشتہ شد لے وائے او
لوگ لاکھوں اس کے اژدہ سے مرے	ہائے جب وہ بھاگ کر جانے لگے
وز طمع ہم خویش را برباد داد	گفتہ شد واللہ اعلم بالستاد
ہو گیا لالچ سے وہ خود بھی خراب	کہ چکا - واللہ اعلم بالصواب

فرعون کا حضرت موسیٰؑ سے سوال جواب

گفت فرعون شیچرا تو اے کلیم	خلق را کشتی و افکندی بنیم
کہتا تھا فرعون تو نے کیوں کلیم	خلق کو مارا کیا پر خوف و بیم
در ہزیمت از تو افتادند خلق	در ہزیمت گشتہ شد مردم ز زلق
لوگ بھاگے ڈر کے تیرے خوف سے	کھائی لغزش اور بیچارے مرے
لاجرم مردم ترا دشمن گرفت	کیون تو در سینہ مرد وزن گرفت
ہو گئے آخر وہ سب دشمن ترے	مرد و عورت کینہ سب رکھنے لگے
خلق را بخواندی برعکس شد	از خلافت مرد وزن انیست بمبد
تو نے لوگوں کو بلایا - وہ پھر سے	بتجہ سے پھرنے کے لئے مجبور تھے
من ہم از بشت اگر پس میخیزم	در مکافات تو فیگے مے ہیزم
میں بھی تیرے سر سے گویا پیچھے ہوں	بتجہ سے بدلا لینے کی کوشش میں ہوں
دل ازیں برکن کہ بغرتی مرا	یا بحر فے لبس وی کردم ترا
دل اٹھا اس سے کہ دھوکا دے مجھے	یا چلوں نقیض قدم پر میں ترے
تو بدیاں غرہ مشکوش ساختی	در دل خلقاں ہراس انداختی
اپنی بنوٹ پر ذرا غرہ نہ کر	ڈالا ہے لوگوں کے دل میں تو نے ڈر

راہ صد موسیٰ و صد ہاروں نہند	آنکہ او بنیاد فرعون کنند
راہ موسیٰ نہ راو ہاروں روک دے	بس وہ پھر دنیا میں فرعون کرے
پشتہ مگر دوزماں و جاہ صفر	اگر کستیں اژدہا از دست فقر
باز چھتر جاہ و دولت سے ہوا	فقر سے یہ اژدہا کیڑا بنا
پہن کش اور انجور شید عراق	اژدہا را دار در برف فراق
سامنے سورج کے مت لائے اخی	اژدہے کو برف میں رکھ ہجر کی
لقمہ اوی جو او یا بد سجات	تافسودہ مے بود آل اژدہات
تو عینے لقمہ ، اگر وہ ہو رہا	تار پے چھٹرا ہوا وہ اژدہا
رحم کم کن نیست و ز اہل صلات	مات کن و را و امین شوز مات
کہ نہ رحم اس پر ہے کب نیک سخی ذات	مات کر اس کو کہ ہو بیخوف مات
و آں خفاش مردہ ریگیت پر زند	اکاں قف خورشید شہوت بر زند
جچھ کو پر مارے گا یہ خفاش تہب	عہر شہوت اسکا ہو گا گرم جب
مردوار اللہ بجز یک الوصال	میکش و را در جہاد و در قتال
بیکے مرد ، اللہ بجز یک الوصال	قتل اسے کہ ہو کے مصروف قتال
در ہوائے گرم خوش شد آن مرید	چونکہ آں مرد اژدہا را آورید
خوش ہوا وہ گرم جب پانی ہوا	مرد وہ جس وقت لایا اژدہا
بلیست چیلے کہ ما کفیتم نیز	لاجرم آں فتنہا کو الے عزیز
آن سے زائد جو بیاں میں نے کئے	اس سے پھر ظاہر بہت تھے ہوئے
بستہ داری در وقار و در وفا	تو طمع داری کہ اور ایسے جفا
اسکو رکھے بستہ عز و وفا	مجھ کو صرت ہے کہ بے جور و جفا

لے چنگا ڈر ÷

لے اللہ تجھے وصل کی جزا دے ÷

مر مرا بخزیدہ انداہل جہاں	کہ ہمہ عاقلتری تو اے فلاں
مجھ کو حاصل کر کے سب کا ہے بیان	سب سے عاقل تر ہے تو ہی اے فلاں
موشیا خود را خریدی ہیں برو	خوبشیتن کم ہیں بخود غرہ مشو
خود خریدار اپنا ہے تو موشیا	چھوڑ خود بینی نہ ہو مغرور جا
جمع آرم ساحران دہر را	ہما کہ جہل تو نمایم مشہر را
جمع کر کے ساحران دہر کو	جہل میں تیرا دکھاؤ مشہر کو
ایں خواہ شد برونے تا دوروز	ہم لقمہ وہ تا جہل روز روز
ایک دودن میں یہ ہو سکتا نہیں	ہم لقمہ اک چلک کی دے تو ہم نشیں
گفت موسیٰ مر مرا دستور نیست	بندہ ام اہمال تو ما مور نیست
بولے موسیٰ ۴۔ اذن ہے مجھ کو کہاں	بندہ ہوں ہملت دوں کیونکہ ناواں
گر تو چیری مرا خود یا نیست	بندہ فرما تم بد اثم کار نیست
تو ہے غالب رگب کوئی یاور مرا	حکم کا بندہ ہوں اس سے کام کیا
میزنم با تو بجد تا زندہ ام	من چکارہ نصرت من بندہ ام
ہوں تری کوشش میں جب تک زندہ ہوں	میری نصرت کچھ نہیں سا کہ بندہ ہوں
میزنم تاور رسد حکم خدا	او کند ہر خصم از خصمی جدا
سنی ہے جب تک کہ ہے حکم خدا	وہ کرے دشمن کو کینے سے جدا
گفت نے نے ہملت باید نہاد	عشوہا کم وہ تو کم پیائے باو
بولے کچھ ہملت تو طینی چاہتے	نازش اتنی بھی نہیں زیبایتے
حق تعالیٰ وحی کر دیش در زمان	ہملتش دہمتع ہر اسراں
حق تعالیٰ نے مگر یوں وحی کی	کر نہ خوف اور دے اسے ہملت بڑی
ایں چہل روزش بدہ ہملت بطوع	تا سگالہ مکرا او نوع نوع
ہملت اب چالیس دن کی ہے اسے	ہما کہ گوناگوں وہ چلے سوچ سے

خوار گردی مضحکہ خیز و ناشی	صدق نہیں آری وہم رسوا نشوی
خوار ہوگا۔ مضحکہ اڑ جائے گا	سو جتن کرے ہوگا۔ رسوا بر ملا
عاقبت رشتہ مار رسوا شدہ	بہچو تو سالوس بسیار اں جہند
جو ہمارے شہر میں رسوا ہوئے	مثل تیرے سیکڑوں مکار تھے

حضرت موسیٰ کا جواب

گر بریزد و غم امزش پاک نیست	گفت با حقیم اشراک نیست
وہ اگر لے جان، کچھ محبت نہیں	بولے۔ امر حق میں کچھ شرکت نہیں
اِس طرف رسوا و پیش حق شریف	راحمیم من شاکرم من اکحریف
ہوں ادھر رسوا۔ تو پیش حق شریف	راحمی و شاکر ہوں میں یمن اے حریف
پیش حق محبوب مطلوب پسند	پیش خفاں خوار و زار و رشتہ مند
سامنے خالق کے محبوب و پسند	سامنے لوگوں کے خوار و مستمند
از سیہ ویاں کند فردا ترا	از سخن میکیم ایں ورنہ خدا
حشر میں کالا کرے گنا گنہ ترا	بات اک کہتا ہوں میں۔ ورنہ خدا
ز آدم و ابلیس بر میخان نشانی	عزت آن دست آرنج گاش
آدم و ابلیس سے لے تو نشان	عزت اس کی اسے بندوں کی ہے اں
ہاں وہاں بر بند و برگڑاں ورق	شرح حق پایاں نثار و بہج و حق
کر زباں بند اور لوٹ اب تو ورق	شرح حق کی حد نہیں کچھ مثل حق

فرعون کا جواب

دفتر و دیوان حکم ایندم مراست	گفت فرعونش ورق درست است
دفتر و دیوان یہ میری قوتیں	ہے ورق۔ بولا وہ۔ میرے ہاتھ میں

قطرہ برہر کہ میزد شد جذام	کف کے انداخت چن شعلوں کام
ہوتا کوڑھی - قطرہ جس پر پڑتا تھا	منہ سے نکلش شتر کف ڈالتا
جان شیران سیہ میشد ز دست	شر غریغ دندان اول مے شکست
شیروں کے بھی جھکے تھے چھوٹے ہوئے	ٹوٹے دل دانتوں کی آواز سے
شدق و بگرفت باز او شد عصا	چوں بقوم خود رسیداں مجھتے
اور بھین پکڑا تو وہ پھر تھا عصا	پہنچے اپنی قوم میں جب باصف
بیش ماخو رشید و بیش خضم شب	تکبیر کو کرو می گفت آن عجب
ہلکو سورج بسا منے دشمن کے شب	اس پر تکبیر کے کہتے - ہے عجب
عالیہ بر آفتاب چا شد گاہ	العجب چوں مے نہ بیند ایں سپاہ
ہے جہاں میں آفتاب صبح گاہ	ہے عجب - اس کو نہ گردیجھے سپاہ
خیرہ ام و ر حشیم بندتی خدا	چشم باز و گوش باز و ایں فکا
ہے نظر بندتی حق حیرت فرا	کان آنکھیں ذہن ہے سب کچھ کھلا
از بہارِ خاں ایشاں من سمن	امن ز ایشاں خیرہ ایشاں من
ہوں بہارِ خار سے ان کی سمن	مجھ سے وہ حیراں ہیں اُن پر خندہ زن
سنگ آتش بہ پیش آں فریق	بیش شاں بروم بے جا حریق
پانی اُن کے سامنے بہتر ہوا	جارم تے میں اُن کے آگے لے گیا
ہر گلے چوں گشت نوش میش	دستہ گل بستم و بروم بہ پیش
پھول نکلے خار اور تھا نوش میش	دستہ گل لے گیا کرنے کو پیش
چونکہ باخو رشید پیدا کے شود	اں نصیب جان بیخویشاں بود
جبکہ وہ باخو ہیں کیونکہ ہو سرور	وہ پیش بے خودوں کو ہے ضرور
آب بیداری بہ بنید خواہا	خفتہ بیدار باید پیش ما
خواب بیداری میں تا وہ دیکھ لے	خفتہ کو بیدار ہونا چاہئے

تیز رو گو پیش رو بگرفتہ ام	آباکوشداو کرنے من خفتہ ام
جل کہ میں نے تجھ کو پکڑا بالیقین	اور کرے کوشش کہ میں غافل نہیں
وانچہ افزا بندن بر کم زخم	جیلہ ہاشاں راہمہ بر ہم زخم
جس قدر وہ بڑھ چلیں ہیں کم کروں	ان کے سب حیلوں کو میں پرہم کروں
نوش خوش گیرند من ناخوش کنم	آب را آزند من آتش کنم
ناخوشی میں ان کی خوشیوں میں بھروں	پانی وہ لائیں تو آگ اس کو کروں
آنچہ اندر وہم ناید آں کنم	نہر پیوندند من ویراں کنم
ہو نہ جس کا وہم وہ ساماں کروں	وہ ملیں آپس میں میں ویراں کروں
گو سپہ گردا و صحت بساڑ	تو ترس و ہمتش وہ بس راز
کدے لے آ فوج، کہ جیلہ گری	تو نہ ڈرا اور اسکو ہمت دے بڑی

حضرت موسیٰ کا فرعون کو مہلت دینا

من بجائے خود شدم رستی ہلا	گفت مرا آمد برو مہلت ترا
میں چلا جاتا ہوں اب تو ہے رہا	بولے موسیٰ حکیم مہلت آ گیا
چوں سگ صبا و دانا و محب	او ہمے شداژدہ اندر عقب
کتا دانا جس طرح صبا و کا	وہ چلے اور اژدہا پیچھے چلا
سگ امیکر و ریک و زیر سم	چوں سگ صبا و جنباں کردہ دم
ریت پتھر کو بناتا زیر سم	طیر صحری کرتا اور ہلاتا اپنی دم
خرد مینا نید آہن را پدید	سگ آہن ابدم در میکشد
لوہے کے ٹکڑے بظاہر چاہتا	لوہا اور پتھر ٹکٹنا چاہتا تھا
کہ ہر میت میشد از لے روم و کرخ	ورہو امیکر و خود بالائے چرخ
بجائے تھے ڈر کے محسوس روم و کرخ	یوں ہوا میں مڑتا تھا بالائے چرخ

تا لدن علم لدنی ہے یرد	ہر پرے عرض فریا کے پرد
معرفت کو علم عرفاں پا سکے	ٹ پر دریا کے کب ہر پر اڑے
کش بایہ سیدہ ازاں پاک کرد	اپس چرا علمے بیا موزی بلمرد
جس سے سینہ پاک اسے کرنا پڑے	سکھائے علم ایسا کس لئے
وقت واکشتن تو پیش آہنگ باش	اپس مجھ پیشی ازیں سرنگ باش
لوٹنے کے وقت پیش آہنگ ہو	س سرے سے تو نہ بڑھ اور لنگ ہو
بر سحر سابق بود میوہ لطیف	آخروں لسا بقون باش احریف
بیڑ پر سابق رہے میوہ لطیف	حرف لسا بقون بن اے حریف
اولست و زانکہ او مقصود بود	اگرچہ میوہ آخر آید در وجود
ہے وہ اول کیونکہ وہ مقصود ہے	میوہ آخر ہی میں گو موجود ہے
ساکبیر دوست تو علمتنا	اچوں ملائک گو سلا علم لنا
دستگیری تا کرے علمتنا	جوں ملائک بول کا علم لنا
ہمچو احمد پوری از نور گجے	اگر و ایں مکتب اتی تو ہجے
مثل احمد نور دانش سے اڑے	اور جو مکتب میں نہ جانے تو ہجے
کم نہ واللہ اعلم بالعباد	اگر نباشی نامدار اندر بلاد
کم نہیں واللہ اعلم بالعباد	گو نہ ہو مشہور امصار و بلاد
از برائے حفظ گنجینہ زریست	اندیشہ پرانہ کا نہ معروف نیست
گنج زر کی ہے حفاظت کا یقین	اس خزانے میں جسے شہرت نہیں
زیر قبل آمد فرج در زیر رنج	موضع معروف کے نہند گنج
اس طرح راحت ہے گویا تخت لرح	موضع مشہور میں رکھیں نہ گنج

لے پیش قدم *
 لے جا آخر میں ہیں۔ وہی بخت لے چلے والے ہیں *

آتشید فکرش بسنه است خلق	آتشین این غواغش شد فکر خلق
تا نه سویش فکر باندھے اُن کے خلق	دشمن ایسی نیند کی ہے فکر خلق
خوروہ حیرت فکر را و ذکر را	حیرتے باید کہ رو بد فکر را
کھا گئی وہ فکر کو اور ذکر کو	چاہئے حیرت کہ جھاڑے فکر کو
اوبصورت پس بمعنی پیشتر	ہر کہ کاہل تر بود او در ہنر
ظاہر اچھے پہنئے - معنی بڑھے	جو ہنر میں سست اور کاہل رہے
کہ گلہ وا کر دو خانہ رود	راجہوں گفت و جمع ایساں بود
جیسے جائے گھر کو ریوڑ لوٹ کے	راجہوں بولہ رجوع اس طور سے
پس فتد آں بزرگ پیش آہنگ بود	چونکہ گلہ باز گردوا زورود
بھیڑ جو آگے تھی - وہ تیچھے رہے	گشتیں دم چر کے لوٹے دشت سے
ضحکہ الومعی وجوہ العالبین	پیش افتد آں بزرگ پسین
ترش و ہنستے ہیں وقت واپسین	تیچھے والی بھیڑ آگے ہو وہیں
خزرا دادند و بخردند ننگ	از گزافہ کے شدند ایں قوم ننگ
خز دے کر مول لے بیٹھے ہیں ننگ	جھوٹ ہے یہ کب ہوئی یہ قوم ننگ
از حرج را ہیست نہاں تا بنج	پاشکستہ میر و ندایشاں ہرج
ہے حرج سے راہ پنہاں تا فرج	پاشکستہ جا رہے ہیں بہر ج
زانکہ ایں افش نداند آں طریق	دل نواں شہا بستند ایں فریق
دانش گویا نہ جانے یہ طریق	عقل سے بیزار دل ہے یہ فریق
زانکہ ہر فرع باصلش بہرست	دانش باید کہ اصلش آں سرست
فرع اپنی اصل کی ہے را بہر	عقل وہ ہے - اصل ہے جس کی اُدھر

۱۔ تکلف - تکلیف
۲۔ کشادگی - راحت

عقل مجی امین زریب المنون	عقل جزوی گاہ خیرہ گنگون
عقل کل سارے شکوں سے ہے برون	عقل جزوی دنگ ہے اور سرنگون
رو بخواری نے بخارا سے پسر	عقل بفروش ہنزحیرت بخر
سمت خواری جا بخارا کو جا	عقل کو تہیج دے حیرت گولا
ساکنان و محفلش لا یفقهون	آبخارا آو گریابی ورون
اہل محفل سب میں لا یفقهون	ہو بخارا میں اگر کشف بطون
کہ حکایت با حکایت کشہ ایم	ماچو خورا اور سخن آغشته ایم
ہوں حکایت سے حکایت خود بنا	خود کو میں نے بات میں الجھا لیا
تا قلب یا لم اندر ساجدین	امن عدم افسانہ کروم ورجین
ساجدوں میں تا ہو میرا لوٹنا	میں نے یہ قصہ عدم میں بھی کہا
وصف صلیست و حضور یا رخار	ایں حکایت نیست پیش مروکار
حال ہے اور ہے حضوری بالیقین	سامنے عاقل کے یہ قصہ نہیں
حرف قرآن ابد آئنا رہ نفاق	آں اساطیر اولیں کہ گفت علق
منکدوں نے کہ دیا از راہ کیں	حرف قرآن کو اساطیر اولیں
ماضی و مستقبل محالش کجاست	لامکانے کہ وروثہ خداست
اس میں ماضی حال و مستقبل ہو کیا	لامکان جس میں کہ ہے ثوب خدا
ہر و یک چیز ندو پنداری کہ دست	ماضی و مستقبلش نسبت بنوست
دونوں ہیں ایک اور تو سمجھا ہے وہ	تجھ سے نسبت ماضی استقبال کو
بام زیر زید و بر عمر آں زبر	یک تنے اورا پدرا مارا پسر
زید کو چھت ، بام ہے ہر عمر و	ایک شخص اس کا پدر-میرا پسر

لہ جاہل
لہ پہلے لوگوں کے قصے

بکند اشکال اوستور نیک	خاطر آردیں شکل اینجا و یک
توڑے سب شکلیں طریقہ نیک تر	شکلیں اندیشہ کرے پیدا۔ مگر
ہر خیالے ابرو بد فور روز	دست عشقش آتش اشکال سوز
اس سے ہر اک نکلے فور افرودہ	عشق اس کا آگ مشکل سوز ہے
کلیں سوال آمازا آسو مرترا	ہم از آسو جو جواب لے مرتضیٰ
جس طرف سے یہ سوال اس دم اٹھا	ڈھونڈ اُدھر ہی سے جواب لے باصفا
تالاب شرفی ولا غزل زمست	اگوشہ بے توشہ دل شہر ہے بست
شرفی وغزنی نہیں یہ نور ماہ	گوشہ دل ہے عجب اک شاہراہ
لے کہ معنی چمے جوئی صدا	تو از قیس واز آسو چوں گدا
کوہ معنی ہے تو کیا ڈھونڈے صدا	تو جو ڈاؤاں ڈول ہے جھل گدا
میشوی در ذکر یار ربی و تو	ہم از آسو جو کہ وقت درو تو
کتا یا ربی ہے بھر کہ آو سرد	اسی طرف سے ڈھونڈ تو جب وقت درو
چونکہ دردت رفت جوئی عجبی	وقت مرگ و درو آسو می خبی
مٹ گیا جب درو بے پروا ہے تو	وقت مرگ و درو اُدھر جھکتا ہے تو
چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو	وقت محنت گشت آشد گو
وقت جب گزرے تو مستغنی رہے	وقت محنت اللہ اللہ تو کرے
چوں شدی سخن باز غفلت تنی	در زمان درو و غم یادش کنی
جب ہو خوش تو بین غفلت میں پئے	درو و غم میں یاد کرتا ہے اُسے
ہر کہ بشناسد بود اتم بر آں	ایل ز آں آمد کہ حق ابیگماں
جس نے پہچانا۔ وہ اس کا ہو گیا	اس لئے ہے یہ کہ حق کو بر ملا
گاہ پوشیدہ است کہ بدیدہ حبیب	آئکہ در عقل مگماں مستش عجیب
ہے کبھی پوشیدہ۔ گاہ ہے بظاہر	ہو گماں و عقل میں جس کے حجاب

مصلحت آنست که اطراف مصر	جمع آرد نشان شد و صراف مصر
مصلحت یہ ہے کہ اُن کو مصر سے	علم دے تو جمع ہونے کے لئے
او بسے مردم فرستاد آن نماں	در نواحی بہر جمع جادواں
اس نے بھیجے پھر بہت سے آدمی	ساحروں کو جمع کر لائیں ابھی
ہر طرف کہ ساحرے گردنا مدار	کہ دیہاں سوئے او وہ مرد کا
تھا جہاں بھی کوئی ساحر ہو شیار	بھیجے اس کے پاس دس مردان کار
دو جواں بودند ساحر مشہر	سحر ایشاں در ول مہر مہر
تھے وہاں مشہور ساحر دو جواں	اُن کا جا دو قلب مہ میں موفشاں
شیر و شیدہ ز مہ فاش آشکار	در سفر ہا رفتہ ہر مخمے سوار
چاند سے وہ دو بہتے تھے دو بھی	اور مٹکے پر سفر کرتے کبھی
شکل کر پاسی نمودہ آفتاب	او بہر پیمودہ فرو شیدہ شباب
صورت کر پاس اکثر دھوپ کو	ناپ کر وہ نیچ دیتے دوستو
سیم بروہ مشتری آگہ شدہ	دست از حسرت بر خما بر زوہ
مشتری کو اس کی جب ہوتی خبر	دست حسرت مارتا رخسار پر
صد ہزاراں مچنین در جا دوئی	بود استاد و نبودہ چہل روی
لاکھوں ایسے سحر اُن کو یاد تھے	تھے نہ وہ حرف روی ہر طور سے
چوں بر البشاں آمد این پیغام شاہ	کہ شہشاہست اکنون چارہ خواہ
اُن کو پہنچا شاہ کا جب یہ پیام	چارہ جو تم سے ہے سلطان انام
از پیئے آنکہ دو درویش آمدند	بر شہ و بر قصر و مہکب زند
وجہ یہ ہے آئے ہیں درویش دو	شاہ کو کھیرا ہے اور اس قصر کو

یہ یعنی جس طرح حرف روی بار بار آتا ہے۔ اس طرح وہ ایک ہی سحر بار بار
 ذکر کرتے تھے۔ بلکہ انہیں لاکھوں مختلف سحر یاد تھے۔

نسبت زبر و زبر شد زین و کس	سقف سوتے خویش کی جھٹ است و بس
دووں سے ہے نسبت زبر و زبر	ورنہ چھٹ ہے ایک ہی سمجھو غور
نیست مثل امثالست این سخن	قاصر از معنی نو حرف کن
مثل اس کے کب ہے منتیلی سخن	بنگٹ ہیں معنی نو، حرف کن
چوں لپٹ نیست کمال لب پر بند	بے لب ساحل است این بحر قد
گر نہیں ساحل متوکر ہونٹوں کو بند	یعنی بے ساحل ہے یہ دریائے قد
این سخن پایاں ندارد باز گرد	سوتے فرعون متغ تا چہ کرد
یہ سخن ہے انتہا ہے۔ ٹوٹ جا	دیکھ کیا فرعون سرکش نے کیا
فرعون کا جادو گروں کو تلاش کرنا	
چونکہ موسیٰ باز گشت او بماند	اہل رائے مشورت را پیش خواند
جب گئے موسیٰ تہ وہ تنہا رہ گیا	اور طلب آئے مشیروں کو کیا
مجمع گشتند و بفشردند پائے	ہر کسے کو مذ عرض فکر و رائے
جمع سب اک جا ہوئے بڑھ بڑھ کے گئے	عرض کردی سب نے اپنی اپنی رائے
عاقبت ہامان بے سامان دون	رائے پیش آورد و کردش ہمنون
آخر اس ہامان نے بے سامان جو تھا	رائے دی اور آگے بڑھ کر یوں کہا
کائے شہ صاحب ظفر چوں غم فزود	ساحراں را جمع باید کرد و زود
اے شہ فارغ بہت غم بڑھ گئے	ساحروں کو جمع کرنا چاہئے
در محاکم ساحراں اریم ما	ہر یکے در سحر فرو و پیشوا
سلطنت میں ہیں تری ساحر بہت	سحر کے فن میں ہیں وہ ماہر بہت
لہٰذا یعنی اس کی صفات میں معنی نوا اور حرف کن کے بیان کا دائرہ تنگ ہے	

آبرویش پیش لشکر بردہ اند	کہ دو مرد اور ابہ تنگ آوردہ اند
آبرو لی پیش لشکر بر ملا	تنگ دو شخصوں نے اس کو پہنچا
جزعہ و عرصا شور و مشرے	نہیت با ایشاں سلاح و لشکرے
رٹتے ہیں صرف اک عصا سے بے ہر اس	ہیں نہ ہتھیار اور نہ لشکر انکے پاس
گرچہ در صورت بجا کے ختم	تو جہان استاں در رفت
سورہا ہے خاک میں گو ظاہر	راست لوگوں کے جہاں میں تو گیا
ور خدا فی باشد اے جان پدر	اے اگر سحرست وہ مارا خبر
اور خدا فی ہو جو اے روج پدر	گر وہ جادو ہے تو ہم کو دے خبر
خوش زابر کیمیا تے بر زمین	ہم خبر وہ تا کہ ما سجدہ کلیم
کیمیا سے خود کو وابستہ کریں	تو خبر دے تا کہ ہم سجدہ کریں
در شب و یچو رخور شیدے سد	نا امید انیم امیدے سد
اس اندھیری رات میں سوچ لے	یہ ہماری یاس بدلے آس سے
رائد گامیم و کرم مارا کشدا	از ضلال آئیم در راو رشدا
رائدہ در گاہ ہیں۔ پائیں کرم	سوئے نیکی آئیں گرا ہی سے ہم

ساحر مردہ کا جواب لینا

نہیت ممکن غا ہر ایں اوم زدن	گفت شان و خواب گاہے اولاد من
ظاہر ادم مارنا ممکن کسے	خواب میں اُس نے کہا۔ بچو مرے
یک راز پیش چشم ورنہیت	فانش مطلق گفتیم دستور نہیت
راز لیکن آنکھ سے کب دور ہے؟	گو عیاں کرنا نہیں دستور ہے
آتش و پیداشمارا ایں خفا	ایک نشانے و انما یم ہا شما
راز پوشیدہ بتاتا ہوں تمہیں	اک نشانی میں دکھاتا ہوں تمہیں

کہ ہے گرد و بامرش اڑ دیا	ابست با ایشاں بغیر یک عصا
حکم سے بتا ہے ان کے اڑ دیا	صرف ان کے ہاتھ میں ہے اک عصا
زین و کس جملہ بافغان آمدند	شاہ و لشکر جملہ بیچارہ شدند
وہ ہیں نالاں ہاتھ سے ان دونوں کے	شاہ و لشکر سارے عاجز آ گئے
شاہ ز آل اسال فرمودہ است تا	چارہ جو یاں بندہ اپیش شما
بھیجا ہے اس واسطے سلطان نے	چارہ مجھ ہم کو تمہارے سامنے
گنہما بخشد عوض شہ بیگیاں	چارہ سازید اندر دفع شایاں
اور عزائے شہ سے لا تعداد لو	تا کہ ان کے دفع کا چارہ کرو
ترس و ہرے رول ہر دفتاد	آن دو ساحر اچاں پیغام داد
بس امید و بیم کی حالت ہوئی	ساحروں کو جب دیا پیغام آجی
سر بزانو بر نہاوند از شکفت	عرق خاست پست چون بنیدن حرکت
سر بزانو ہو کے بیٹھے وہ شقی	رگ میں جسیقت کی جب حرکت ہوئی
حل مشکل اوز انو جادو است	چوں ہرستان ہونی زانو است
حل مشکل کو زانو نو بھر ہے	مکتب صوفی ہے زانو پے پہلے

جادو گروں کا اپنے باپ کی قبر پر جانا

گور بابا کو تو مارا رہنما	بعد از ان گفتند اے مادر بیا
قبر تک ہو باپ کی تو رہنما	بعد از ان ماں سے کہا۔ اماں باؤرا
پس سہ روزہ داشتند از بہر شاہ	برودشاں بر گور او بنود راہ
رکھے روزے تین انہوں نے بہر شاہ	لے گئی وہ قبر پر دکھلا کے راہ
شاہ پیغامے فرستاد از وجا	بعد از ان گفتند اے بابا بیا
بھیجا ہے پیغام ڈر اور خوف سے	پھر کہا۔ بابا! ہمیں فرعون نے

عصا خواب موسیٰ اور جادوگر و نبی تشبیہ

مصدقہ را وعدہ کرو الطاف حق	گو میری تو نمیر و آں سبق
تھا ٹپا سے وعدہ الطاف حق	تیرے مرنے سے بیٹے گا کب سبق
امن کتاب معجزت ارا نعم	بیش و کم کن از قرآن مانعم
میں اٹھاؤنگا کتاب اور معجزا	بیش و کم ہو گا نہ قرآن میں ذرا
امن ترا اندر دو عالم حافظم	طاغیاں از حدیث را تضم
میں دو عالم میں ترا حافظ رہوں	دور باغی کو حدیثوں سے رکھوں
اکس نتا ند بیش و کم کردن و	تو بہ از من حافظ دیگر محو
بیش و کم کوئی کرے طاقت کہاں	مجھ سا حافظ کون ہو گا بیگماں
روقت از روز افزوں میکنم	نام تو یر از روز فقرہ زخم
روز افزوں میں کروں روئی تری	سونے چاندی پر ہو سکے منجلی
منبر و محراب سازم بہر تو	در محبت نہر من شد قہر تو
دوں تجھے میں منبر و محراب بھی	قہر میرا قہر تیرا ہے بجلی
نام تو از ترس نہماں میکنم	چوں نماز آرنہ نہماں میشوند
نام تیرا ڈر سے لیتے ہیں نہماں	چھپ کے پڑھتے ہیں نمازیں بیگماں
خفیہ میگوبند نامت اکنون	خفیہ ہم با ننگ نازلے فوفنون
خفیہ تیرا نام لیتے ہیں وہ اب	اور ازاں آہستہ دیتے ہیں وہ اب
از ہراس ترس کفار لعین	وینت نہماں میشووز بر زین
ہے جو اس کو خوف کفار لعین	دین چھپتا ہے تیرا زین زین
من منارہ بر کم آفاق را	کو رگروا نم دو چشم عاق را
میں منارہ دہریں کردوں بلند	دو ذوں آنکھیں کردوں گراہوں کی بند

از مقدار خواب شان آگہ شوید	نور چشمانم جو آنجا می روید
خصوصاً نام آن کے سونے کا مکان	نور چشمو جب کہ تم جاؤ وہاں
آں عصا گیرید و بگذارید نیم	آں نامکہ خفته باشد آں حکیم
وہ عصا لو - دور کر دو خوف و بیم	جس گھڑی سو جائیں وہ دونوں حکیم
چارہ ساحر شمارا حاضر ہست	گر بدزدوید آں عصا شان حراست
ہے تمہیں معلوم ساحر کی دوا	ہے عصا ساحر - جو لو اس کو چڑا
اور رسول ذوالجلال و مہبت ہست	ورنہ بتوانید ہاں آں ایزد ہست
ہے رسول ذوالجلال اور مہندی	گر نہ ہو ایسا - تو وہ ہے ایزدی
سرنگول آید ز حق درگاہ حرب	گر جہاں فرعون گیرد شرق و غرب
حق سے عاجز آئے وہ ہنگام حرب	فتح گر فرعون کرے شرق و غرب
بر نویس اللہ اعلم بالقواب	ایں نشان است اوم جان بابا
لکھ اسے واللہ اعلم بالقواب	ہے نشان سچی دیا - ہو کامیاب
سحر و کدش را نہ باشد رہبر کے	جان بابا بخسپد چوں ساحر کے
سحر و کد اسکا کرے کیا رہبری	جان بابا! سونے جب ساحر کوئی
چونکہ خفت آں چہدا و ساکن شود	چونکہ چو پاں خفت گرک اہلین شود
سونے سے زور اُس کا ساکن ہو گیا	گلہ ہاں سو یا - نظر ہے بھیڑ یا
گرگ آنجا امید رہ کجاست	ایک حیوان کے چو پانش خداست
بھڑیلے کو اس جگہ ہو بار کیا	ہاں مگر جس کا محافظ ہو خدا
جاوئے خواندن مراں حق را خطا	جاوئے کہ حق کند حقست راست
حق پہ کرنا سحر ہے بالکل خطا	حق کرے جادو تو برحق اور دوا
گو ہمیر و نیز حقش را حقست	جان بابا ایں نشان قاطعت
مرکے بھی پائے بندی بے گماں	جان بابا یہ ہے روشن اک نشان

حضرت موسیٰ کا بابت قصہ

جہاں با با چونکہ ساحر خواست
جانب با با جبکہ ساحر سو گیا
ہر دواز گویں رواں گشت تفت
دونوں اس کی قبر سے راہی ہوئے
چوں بمصر از بہر آں کار آمدند
مصر میں پہنچے جو وہ اس کام سے
اتفاق افتاد کاں روز ورود
اتفاق اس روز کچھ ایسا ہوا
پس نشان داند شاں مرد مریاں
دیدیا لوگوں نے اُن کو یہ نشان
آمدند آں ہر دو تاخر مانیان
آئے دونوں باغ میں خرما کے ہاں
بہر نازش بستہ بود او چشم سر
بہر نازش بند تھیں آنچیں رنگ
اے بسا بیدار چشم و خفتہ دل
ہیں بہت بیدار چشم و خفتہ دل
وانکہ دل بیدار دارد چشم سر
جب کا دل بیدار ہو وہ سوئے مگر
کار او بے رونق و بے آب شد
کام سارا اس کا اتر ہو گیا
تا بمصر از بہر آں پیکار زلفت
جانب مصر اس لطافت کے لئے
طالب موسیٰ و غانہ او شدند
گھر کا موسیٰ کے پتہ لینے کے
موسیٰ اندر زیر نخل خفتہ بود
موسیٰ زیر نخل سوتے تھے فنا
کش نخلستان بگوئید ایں ماں
ڈھونڈو نخلستان میں اسوقت ہاں
خفتہ بود اولیک بیدار جہاں
غاب میں موسیٰ تھے بیدار جہاں
عرش و فرش جملہ ویش نظر
عرش و فرش اُنکے تھے سب ویش نظر
خود چہ بیند چشم اہل آب و گل
دیکھے کیونکہ چشم اہل آب و گل
گو چشم پد بر کشاید صد بصر
چشم کنی ہو جاتی ہے اُس کی نظر
لے ساحر کی روح اپنے بچوں سے کہ رہی ہے

چاکرانت شہرہا گیرند و جاہ	دین تو گیر دژ ماہی تا بہماہ
تیرے خادم شہر لیں اور عز و جاہ	دین ہو ماہی سے لے کر تا بہماہ
تاقیامت باقیث داریم ما	تو ترس از شیخ دیں لے مصطفیٰ
تا قیامت رکھیں باقی ہم اُسے	شیخ دین سے تو نہ ڈر مرسل زہرا
اے رسول ما تو جا دو نیستی	صادقی ہم خرقہ موبستی
میرے پیغمبر! تو مجا دو گر نہیں	تو ہے صادق مثل موسیٰ بالیقین
اہست قرآن مرترا ہچوں عصا	کفر ہارا در کشد چوں اژدہا
ہے یہ قرآن تجھ کو مانند عصا	کفر کو نکلے برنگ اژدہا
تو اگر در زیر خاک خفتہ	چوں عصایش اں تو آنچہ گفتہ
خاک میں بھی تو اگر ہو محو خواب	قول تیرا ہے عصا ہے خوش خطاب
گرچہ باشی خفتہ تو در زیر خاک	چوں عصا آلہ بوداں گفتہ پاک
گرچہ زیر خاک تو سو جائے گا	قول پاک آئندہ ہو مانند عصا
تاصداں ابرصایت دست نے	تو نجیب آئندہ مبارک خفتہ
مدعی تیرا عصا کب پل سکے	شوق سے آسودہ ہو کر نیند لے
تن بخفتہ نور جاں در آسماں	بہر پیکار تو زہ کردہ کہاں
تن ہے خفتہ آسماں پر نور جاں	ہے حمایت کے لئے بھینچے کہاں
افلسفی دانشچہ پوزش مے کند	قوس نورت تیر پوزش مے کند
فلسفی گھڑما ہے جو کچھ فلسفے	تیر کھاتا ہے کہاں نور سے
آنچنہاں کردواں آں فزوں گفت	او خفت و بخت و آبلش سخت
ہو گیا یہ بلکہ اس سے بھی سوا	سو گئے وہ سب نصیبہ جاگنا

زائکہ میدیدند حد سحر اراں	اپس یقین شاں شد کہ بہت زائکہ
ساحروں کی حد سے تھے وہ آشنا	تھا یقین ہی جانب اللہ کا
نہیست ممنوع و حرام و ممتنع	اپس ازیں رو علم سحر آموختن
ہے نہیں منع و حرام اے باصفا	اس لئے جاؤ گے فن کو میکیانا
کارِ شان تازع و جاں کندن رسید	بعد از آن اطلاق توشان شد پدید
ہو گئے آثار طاری نزع کے	پھر بڑھی تپ اور دست آنے لگے
سوئے موسیٰ از برائے عذر آں	اپس فرستادند مرے در زماں
سوئے موسیٰ عذر خواہی کے لئے	آوی بھینچا وہاں سے ڈھونڈ کے
امتحان تو اگر نہو دہند	کا امتحاں کہ ولم مارا کے رسد
وجہ تھی اس کی حسد ہی بر ملا	امتحان کرنا ہمیں واجب نہ تھا
اے تو خاص الخاص درگاہ الہ	مجرم شاہیم مارا عذر خواہ
تو ہے خاص الخاص درگاہ الہ	مجرم سلطان ہیں تجھ سے عذر خواہ
پیش موسیٰ سا جد و دو توشند	عفو کر دو در زماں نیکو شند
سامنے موسیٰ کے سجدے میں گرے	دی معافی نہ وہوں اچھے ہو گئے
اے ترا الطاف و فضل بے غدر	در گذر از ما کہ ما کہ ویم بد
تیرے الطاف و کرم ہیں بیشتر	اور کہد تو ہم سے اب کہ در گذر
گشت بروزن تن و جان تاں حرام	گفت موسیٰ عفو کروم اے کرام
آگ دوزخ کی ہوئی تم پر حرام	بولے موسیٰ تودی معافی اے کرام
اچھے سازید خورازا عذر اراں	من بتمارا خود ندیم لے دیار
عذر کرنے کا بھلا موقع ہے کیا	میں نے تم کو خود وہاں دیکھا نہ تھا
در نبرد آئید پیش پادشا	بچناں بیگانہ شکل و آشنا
آنا تم لڑنے کو پیش بادشا	بس یونہی بیگانہ شکل و آشنا

طالب دل باش و در پے کار باش	اگر تو اہل دل نہ بیدار باش
طالب دل اور صرف کار رہ	گر تو اہل دل نہیں بیدار رہ
نہیست غائب ناظر تا زہفت و شش	اور دلت بیدار شد مخفی شش
جو ترا ناظر ہے کب پہناں وہ ہو	اور جو دل بیدار ہے تو خوب سو
لیک کے خسید دلم اندر و سن	گفت پیغمبر کہ خسید چشم من
دل مرا سوتا نہیں اے کامیاب	بولے پیغمبر ہیں آنکھیں مجھ خواب
جاں فدائے خنک گان دل بصیر	شاہ بیدار است و حارس خفتہ گیر
جنکے دل جا لیں سدا ہو ان پہ جاں	شاہ ہے بیدار خفتہ پاسباں
در گنجہ در ہزاراں مثنوی	وصف بیدار بی دل اے معنوی
کب سمائے ہوں جو لاکھوں مثنوی	وصف بیدار بی دل اے معنوی
بہر دنیوی عصا کردند ساز	چوں بدیدنش کہ خفتہ ستل و دراز
وہ عصا لینے کے ڈھب کرنے لگے	جب یہ دیکھا سید ہے ہیں وہ پرٹے
کن پش بایہ شدن آنگہ بود	ساحراں قصہ عصا کردند زود
بیچھے سے ہم اس عصا کو لیں چہرا	ساحروں نے یہ کیا تھا منشور
اندر آمد آں عصا در اہتر از	اندکے چوں پیشتر کردند ساز
وہ عصا جنہش میں آیا بر ملا	آگے بڑھنے کا جو کچھ ساماں کیا
کاں و بر جانشک گشتند از و جا	آہنچاں بر خود طر زید آں عصا
خشک ہو کر رہ گئے وہ ناسزا	خود بخود اس درجہ لرزا وہ عصا
ہر دو آں بگر خجند و روئے زرد	بعد از آں شد از دہا و حملہ کرد
زرد رو ہو کر وہ بھاگے فتنہ گر	از دہا بن کر ہوا پھر حملہ ور
غلط غلطان منہزم اندر شیب	رودر افتاد و گرفتند از نہیب
اور لڑھک کر اک گٹھے میں جا پڑے	چلتے چلتے خوف سے وہ گر گئے

موسیٰ و فرعون درستی تست	باید این دو خصم اور خوش صحبت
پس جی میں موسیٰ و فرعون بھی	دھونڈان دونوں کو اپنے میں بھی
باقی مت ہست از موسیٰ تنج	نور دیگر نیست دیگر شد سراج
نور موسیٰ ہو گا تا روز جزا	ہے وہی نور اور چراغ اک دہرا
اب مبالغہ و این فقیہ دیگر است	یک نورش نیست دیگر زان سرست
یہ چراغ اور بجی گو ہے دوسری	نور لیکن اس میں پیدا ہے وہی
اگر نظر در شیشہ داری گم شوی	زانکہ در شیشہ است عدا و دوئی
شیشہ کو دیکھ کر ہے گم رہی	کیونکہ شیشے میں ہیں اعدا و دوئی
اور نظر بر نور داری وارہی	ازدوئی و اعدا و جسم اے معنی
نور پر رختے نظر تو ہو رہا	اس دوئی سے اور عدا و سے بر ملا
از نظر گاہ ہست اے مغرور و جود	اختلاف مومن و کبر و یہود
ہے نظر گر سے یہ اے جان و جود	اختلاف مومن و کبر و یہود
اندھیری رات میں ہاتھی کی شکل میں اختلاف	
بیل اندر خانہ تا ریک بود	عروضہ را آوردہ بودند ہنود
ایک ہاتھی اک اندھیرے گھر میں تھا	ہندو لائے تھے دکھانے پر ملا
از برائے دیدنش مروم بسے	اندر آں ظلمت ہی شد ہر کسے
دیکھنے اس کو بہت سے آدمی	جا رہے تھے اس اندھیرے میں سبھی
دیدنش با چشم چوں ممکن نبود	اندر آں تا ریکش کف مے لبود
دیکھ لینا آنکھ سے ممکن نہ تھا	ہاتھ اندھیرے میں تھا ہر اک پھیرتا
آں کے راکف بخڑوم افقاد	گفت ہمچو دل و دستش نہاد
سوڈ پر ہاتھ ایک کا جب پڑا	بولد اس کا جسم ہے پر نالہ سا
آں کے را دست بر گوشش رہا	آں برو چوں باد بیزن شد پڑا
دوسرے کا ہاتھ کانوں پر پڑا	اس پر پٹکھا بن کے وہ ظاہر تھا

<p>جمع آریہ از برون از درون</p> <p>اندر اور باہر سے کر لو جمع سب</p> <p>انتظار وقت فرصت مے بزند</p> <p>انتظار وقت فرصت میں ہے</p>	<p>انچہ باشد مر شمار از فنون</p> <p>سحر کے فن جس قدر ہوں یاد اب</p> <p>پس زمیں ابوسہ اوند و شدند</p> <p>وہ زمیں کو بوسہ دے کر چلے نہ</p>
<h2>جادو گروں کا فرعون کے پاس آنا</h2>	
<p>دادشاں تشریف مائے بیکراں</p> <p>اور اس سے خلعت و القام پائے</p> <p>بردگاں سپاہ نقد و جنس زاد</p> <p>کچھ غلام اور اسب نقد و جنس بھی</p> <p>گرفتوں آئید اندر امتحاں</p> <p>غالب آئے تم جو وقت امتحاں</p> <p>کہ بدتر و پر وہ جو دو سخا</p> <p>ہو دریدہ پر دہ جو دو سخا</p> <p>غالب آئیم و شود کارش تباہ</p> <p>غالب آئیں اور کریں اسکو تباہ</p> <p>کس نادر دپائے ما اندر جہاں</p> <p>ہے ہمارا کون ہم رتبہ یہاں</p> <p>کاینکا تہا سست کہ پیشیں ہدست</p> <p>یہ بھی قصہ پہلے قصوں سا ہو</p> <p>نور موسیٰ نقد تست کیا رنیک</p> <p>نور موسیٰ خود ہے تو اسے با وفا</p>	<p>تا بفرعون آمد آں ساحراں</p> <p>پاس سب فرعون کے ساحر وہ آئے</p> <p>وعدہ شاں کرو ہم پیشیں بداد</p> <p>کچھ کئے وعدے دیا کچھ پیشگی</p> <p>بعد از آتشاں گفت ہاں کشتاں آقاں</p> <p>پھر کہا اُن سے کہ اہل شوق ہاں</p> <p>بر فشاں بر شما چندیں عطا</p> <p>استقدر تم پر کروں لطف و عطا</p> <p>پس بگفتندش باقبال تو شاہ</p> <p>سب یہ بولے ہے اگر اقبال شاہ</p> <p>مادریں فن صغیر لم و مہلواں</p> <p>جنگجو اس فن میں ہیں ہم مہلواں</p> <p>ذکر موسیٰ بند خاطر ہا شد سست</p> <p>ذکر موسیٰ بند خاطر ہو گیا</p> <p>ذکر موسیٰ بہر رپوش بہت لیک</p> <p>ذکر موسیٰ کا یہاں ضمنا ہوا</p>

کشت موجودات امیدو آب	اموسیٰ و عیسیٰ کجا بد کا فتا ب
عالم ایجا و کو دیتا کھا آب	موسیٰ و عیسیٰ نہ تھے جب آفتاب
کہ خدا انگڈاں زہ در کماں	آدم و حوا کجا بوداں زماں
جب کمان اللہ نے یہ کھینچ لی	آدم و حوا کہاں تھے اس گھڑی
آں سخن کہ نیست ناقص نہ آنست	ایں سخن ہم ناقص نہ ابراست
وہ سخن ناقص نہیں جو ہے ادھر	یہ سخن ہے ناقص و ابر- مگر
ورنگویم ہیچ از آں لے وائے تو	گر بگویم ز آں بلغزد پائے تو
کچھ نہ بولوں تجھ پہ پھر افسوس ہو	گر کہوں لغزش ہو تیرے پاؤں کو
برہماں صورت بھپسی لے فتنے	ور بگویم در مثال صورتے
تو چیک جائے اسی میں بے کمال	اور اگر دوں تجھ کو صورت سے مثال
سر بکھنا فی بابائے بے یقیں	بستہ پائی چوں گیا اندر زمیں
سر پہ تیرا ہوا سے ہم نشین	گھاس بن کر تو ہے پابند زمیں
یا مگر پارا ازیں گل بر کنی	ایک بیت نیست تا نقل کنی
پاؤں یا مٹی سے اپنے کھینچ لے	پاؤں ہوں تو تو ہمیں حرکت کرے
ایں حیات ارش میں مشکلست	چوں کنی پار حیات میں گلست
زندگی کی ہے روش مشکل ہی	کیا کرے مٹی ہے تیری زندگی
بس غنی گردی ز گل ردل روی	چوں حیات حق گیری آروی
گل میں کیا بول میں سکونت ہو تری	گر حیات حق ہو حاصل اے غنی
لوت خوارہ شد اور امے ہلد	شیر خوارہ چوں زدا یہ بکسلد
کھانا کھائے اور اُس کو چھوڑے	شیر خوارہ جبکہ دایہ سے چھوڑے

لے دودھ پیتا بچہ :

گفت شکل پیل دیم چوں نمود	آں کیے کف چو برپائش بسود
بولایا تھی کیا ہے اک کم ہے بڑا	ایک کا جب ہاتھ پاؤں پر پڑا
گفت وائیں پیل چوں تھے بہت	آں کیے برپشت و بہا و دست
بولایا ہاتھ تھے سخت سخت تر	ایک نے جب ہاتھ پھیرا پیٹھ پر
فہم آں میکہ دہر جامے شنید	ہچنین ہر یک مجڑوے چوں رسید
جس جگہ سنا تھا - ویسا جانتا	اس طرح ہر عضو پر ہر اک گیا
آں کیے الش لقب داؤں الف	از نظر کہ گفت شاں مجہ مختلف
کہتا دال اک دوسرا کہتا الف	تھے نظر کہ سے بیاں سب مختلف
اختلاف از گفت شاں بیوں تھا	در کف ہر کس اگر شمعے بڈے
اختلاف ان میں نہ ہوتا اس قدر	ستج ہوتی سب کے ہاتھوں میں اگر
نیست کف ابراہیمہ آں سترس	چشم جس ہچوں کف و نسبت و بس
کب ہتھیلی کو ہے سب پر سترس	چشم جس ہے اک ہتھیلی اور بس
کف بہل زردیہ درد ریائنگر	چشم دریا و گہرست و کف و گر
چھوڑ کف - دریا مقام غور ہے	چشم دریا اور ہے کف اور ہے
کف ہے بینی و دریا نے عجب	جنبش کفہا ز دریا روز و شب
دیکھے کف دریا نہ دیکھے ہے عجب	جھاگ کی دریا سے جنبش روز و شب
تیرہ چشمیم و در آب روشنیم	ماچو کشیتہا ہم بر میب ز نیم
ہم ہیں اندھے آب روشن میں پڑے	دست و پا ہیں مثل کشتی مارے
آب ادیدی نگر در آب آب	اے تو در کشتی تن رفتہ بخواب
پانی دیکھ دیکھ لے اب آب آب	کشتی تن میں جو تو ہے مجھ خواب
روح را روحیت کو میخواندش	آب آں ہے ست کو میخواندش
ہے بلاق روح کو اک روح ہاں	آب کو اک آب رکھتا ہے رواں

سست گیر و شاخار ابعداؤں	اچن بخت گشت شیریں لگے اس
شاخ کو ہیں کم پڑتے بے گماں	جب وہ یک کر ہو گئے میٹھے دماں
سروش بر آؤ می ملک جہاں	اچل زان اقبال شیریں شد ہاں
سرد ہوا شان پر ملک جہاں	جب ہو اس اقبال سے شیریں دماں
تاجیننی کا رخون آشایمست	سخت گیری و تعصب خامیست
خون پینا ہے جبین کا کام ہاں	سخت گیری اور تعصب خامیاں
باتو روح القدس گویدے منش	چیز دیگر ماند اما گفتنش
میں نہیں کہہ دیا روح القدس ہی	اور ہے اک بات کہنے سے رہی
بے من و بے غیر من اے ہم تو من	نے تو گوئی ہم بگوش خویش تن
بے مرے۔ بے عزیز میں تو ایک سے	بلکہ اپنے کان میں تو خود کہے
تو ز پیش خود بہ پیش خود و شوکی	بہجوں اس وقت کہ خواب اندر رہی
خود ہی تو آ جائے اپنے سامنے	جس طرح سوتے ہیں اندر خواب کے
باتو اندر خواب گفتگے انہاں	بشنوی از خویش و پنداری فلاں
کہ گیا ہے خواب میں رائے نہاں	خود شننے اپنے سے اور سمجھے فلاں
بلکہ گرد و نی و دریائے عمیق	تو کیے تو نیستی اے خوش رفیق
بلکہ ہے اک چہ رخ و دریائے عمیق	تو فقط تو ہی نہیں اے خوش رفیق
قلم است و غرقہ کا و صد گواہ مست	آں تو فی وقت کاں نہ صد گواہ
بٹکے پھر دریا دریا سو کو ڈوبا	وہ ہے تو ہی جو کہیں تو سو بنا
دم مزین اللہ اعلم بالصواب	خود چہ جائے حد بیداری خواب
دم نہ مارا اللہ اعلم بالصواب	اس میں کبچہ حد بیداری و خواب
الصلوات اے پاکبازاں الصلا	دم مزین تا بشنوی زان مر لقا
الصلوات اے پاکباز و الصلا	دم نہ مارا و سن کہ وہ کہتا ہے کیا

چونکہ غلیش از قوت اقلوب	ابستہ شیر زمینی چوں خوب
قوت دل سے ترک رسم بشیر کر	صورت روانہ ہے بشیر خاک پر
لے تو نور بے حجب رانا پذیر	اقتوت حکمت خور کہ شد نور ستیر
نور بے پردہ سے کیوں ہے بے حصول	قوت حکمت کما کر ہے نور بتول
تا بہ بینی بے عجب مستور را	آنا پذیرا کر دی لے جاں نور
دیکھے گا بے پردہ ہر مستور کو	جب تو حاصل کر سکیگا نور کو
بلکہ بے گردوں سفیہ چوں کنی	اچھل ستارہ سیر بر گردوں کنی
بلکہ گردوں کیا خدا تک ہو سفر	سیر تارے کی طرح ہو چرخ پر
ہیں بگو چوں آمد می مست آمدی	انچھاں کہ نیست در بہت آمدی
کس طرح آیا؛ بڑی مستی لئے	جس طرح ہستی میں آیا نیست سے
لیک مزے با تو بر خواہیم خواند	راہ ہائے آمدن یادت نمائند
بھید اک کہتا ہوں سن اے باغداد	راستہ آنے کا تجھے کو کب ہے یاد
گوشہ ابر بند آنکہ گوش دار	ہوش ابلکہ آرا نگہ ہوش دار
کان کو بند اور پھر سن اے نگار	ہوش کو چھوڑ اور پھر ہو ہوشیار
در بہاری و ندید سستی تموز	نے نگہم زانکہ تو خامی ہنوز
ہے بہاروں میں نہ دیکھیں گرمیاں	مست کہوں میں، کیونکہ تو ہے خاماں
ماہ و چوں میوہائے نیم خام	انچھاں بچوں غنست اکرام
ہم ہیں اس پر میوہ ہائے نیم خام	یہ جہان اک پیڑ ہے اے خوش کلام
زانکہ در خامی شاید کاخ را	سخت گیر و خاما مر شاخ را
کیونکہ وہ ہیں نامناسب کاخ کو	خچل سختی سے تھا میں شاخ کو

لے یعنی وہ محلوں میں نہیں بھیجے جاتے ۛ

گفت نے رفتہ بر آں کوہ بلند	گفت آں گمرا از ہرگز ند
بولیں اُس کوہ پر چڑھ جاؤنگا	اور اماں ہر ابتلا سے پاؤں گا
ہیں ممکن کہ کوہ کا ہست پس نہاں	جز حبیب خویش نہ اندہ اماں
نوحؑ بولے۔ کوہ خود ہے مثل کاہ	دوست کو اپنے فقط دیگا پناہ
گفت من کے پند تو بشنودہ ام	کہ طمع کردی کہ من میں دودہ ام
بولیں تیری نصیحت کب سنوں	کر نہ لاچ، کب ترے کہنے سے ہوں
خوش نیا مدگفت تو ہرگز مرا	من بر می ام از تو دور ہر دوسرا
بات یہ تیری نہیں سمجھ خوشگوار	میں نہیں دونوں جہاں میں ذمہ دار
اہیں ممکن بابا کہ روز ناز نیست	مر خدا را خویشہ و انباز نیست
نوحؑ بولے۔ دن یہ نازش کا نہیں	ہے شریک و خویش بھی اسکا کہیں
تا کنوں کردی ایندم ناز کیست	اندریں رگا و گیر اناز کیست
ناز اب تک کہ چکا۔ اب ناز کیا	ناز اُس درگہ میں کرنا ہے خطا
الم یلدم یو لدہست او از قدم	نہ پدر دارد نہ فرزند و نہ عم
لم یلدے اور لم یولد وہ ذات	باب بیٹے سے بری، عالی صفات
ناز فرزند اں کجا خواہد شید	ناز بابایاں کجا خواہد شنید
ناز بیٹوں کا اٹھانے کا وہ کیا	ناز باپوں کا ہے اُسے کب سنا
نہستم مولود ہیرا کم بناز	نہستم والد جو انا کم گراز
بچوں نہ بیٹا۔ ناز کہ بابا نہ ہاں	ہوں نہ والد۔ ناز کم کر لے جاں
نہستم شوہر نیم من شہوتی	ناز را بگذار اینجا اے سستی
میں نہیں ہوں شہوتی شوہر مگر	ناز مجھ سے اس قدر خاتم نہ کر

۱۔ اُسے کسی کو نہیں جانا ۲۔ وہ کسی سے نہیں جانا گیا ۳۔

۴۔ یہ اشعار گویا خدا کی زبان حال سے ہیں ۵۔

از زبان بیزبان کہ تم تعالیٰ	اُم مزین تابشوی اسرارِ حال
ہاں زبان بے زبان سے علمِ تعالیٰ	دُم نہ مارا اور سن جو ہیں اسرارِ حال
انچہ ناید وریاں ور زماں	اُم مزین تابشوی زانِ موم زماں
چونہ خود ذکر و زماں میں آ سکے	دُم نہ مارا اور سن پھر اس دم ماسے
انچہ ناید وریاں در خطاب	اُم مزین تابشوی زانِ آفتاب
جس سے خالی ہے کتاب اور ہر خطاب	دُم نہ مارا اور سن بیانِ آفتاب
آشنا بگزار و رشتہ نوح	اُم مزین تادم زندہ بہر تور و روح
تیرنا چھوڑ اور لے کشتی نوح	چپ ہوتا تیرے لئے یہ روح

حضرت نوحؑ کے لڑکے کی سرکشی

کہ نوحؑ ہم کشتی نوحؑ عدو	بچو کنگاں کا آشنا میکرو داو
نوحؑ کی کشتی کا طالب ہی نہ تھا	مثل کنگاں کے کہ وہ تھا تیرا
تا نگردی عرق طوفاں لے نہیں	ہیں بیا و رشتہ بابائشیں
عرق طوفاں ہونہ جائے بے وفا	نوحؑ بولے۔ بیٹھ جا کشتی میں آ
من بجز شمع تو شمع افروختم	گفت نے نے آشنا آ منجم
شمع سے تیری جلاؤں شمع کیا	بولے آتا ہے مجھے تو تیرا
دست دپائے آشنا امروز لا ست	ہیں ممکن کیں موج طوفاں بلا ست
تیرے والے کے دست دپا ہیں لا	نوحؑ بولے یہ ہے طوفاں بلا
جز کہ شمع حق ہے باید حشم	ہا و قہر است و بلائے شمع کش
شمع حق کے ماسوا۔ ہو جا حشم	ہے بلائے قہر بار شمع کش

لہٰذا گذشتہ صفحہ کا نوٹ، یعنی آؤ۔ پیام دعوت و طلب د
 علیہ السلام

خود ندیدی تو سفیدی از کبود	گفت او از اہل خویشانت نہو
کچھ نہ سمجھا تو سفید اور یہ سیاہ	ہو ایک تھا خویش وہ گم کردہ راہ
نہیست دندان بر کنش آؤ ستاد	چونکہ دندان ترا کرم اوقاد
اب اٹھاڑاں کو وہ دندان کب پہے	جب ترے دانتوں میں کیڑے لگ گئے
گرچہ بود آن تو شو بیزا رازو	تا کہ باقی تن نگر دو زار ازو
خود تو کابنی ملک سے بیزار ہو	تا کہ باقی تن نہاں سے زار ہو
غیر نہو آنکہ او شد مات تو	گفت بیزارم ز غیر ذات تو
غیر وہ کب ہے جو تجھ سے مات لے	بولے ہوں بیزار تیرے غیر سے
بہیت چنداں کہ بابا راج جن	تو ہے انی کہ چونم با تو من
اس سے بڑھ کر جو جن یا راں کیساتھ	جانتا ہے تمہیں کیا ہوں تیرے ساتھ
مغذی بے واسطہ بے حائلے	زندہ از تو شاد از تو عاشقے
رزق سے بے واسطہ ہے بامرو	تجھ سے ہے محتاج زندہ اور شاد
بلکہ بچوں و چگونہ ز اعتدال	متصل نے متصل نے ایں کمال
بلکہ بے چون و چرا ہے اعتدال	متصل کب، متصل کب یہ کمال
زندہ ایم از لطفت کی کو صفات	ماہیانیم و تو دریائے حیات
زندہ تیرے لطف سے ہے کائنات	پھدیاں ہم تو ہے دریائے حیات
نے بہ معلولے قریں با ملتے	تو نیکی و رکسار فکر تے
علت و معلول سے کب ہے قریں	فکر میں بھی تو سما سکتا نہیں
تو مخاطب بودہ در ماجرا	پیش ازیں طوفان بعد ازیں
تو مخاطب تھا ہر اک حالت میں ہاں	پہلے اس طوفان کے اور بعد از اس
اے سخن بخش تو نو و آں کہن	باتو میں گفتم نہ با پیشاں سخن
سب کو تو ہی دے سخن تو یا کہن	اُن سے کیا میں تجھ سے ہوں گرم سخن

اندریں حضرت ندارد اعتبار	جز خنوع و بندگی و اضطراب
کس کو اس درگاہ میں ہے اعتبار	ماسوائے عاجزگی و انکسار
باز میگوئی بجہل آشفتم	گفت با با ساہا لیں گفتہ
پھر وہی باتیں جہالت ہے یہ کیا	بولا با با مذکور کہتا رہا
تاجواب سرد بشنودی بسے	چند از اینہا گفتہ با ہر کسے
اور جواب سرد پایا۔ دیکھ لے	کوئے کی یہ گفتگو ہر شخص سے
خاصہ کنوں کہ شدم انا و زلفت	ایں دم سرد تو در گوشتم زلفت
اب میں دانشمند ہوں مگر لے یقین	یہی سرد آہیں میں سنی سکتا نہیں
بشنوی یکبار تو پند پیر	گفت با با چہ زیاں دارد اگر
مان لے اک بار کہنا باپ کا	نوح بولے۔ ہو ترا نقصان کیا
ہچنین میگفت او دفع غلیف	ہچنین میگفت و پند لطیف
اور جواب سخت لڑکے نے دئے	وہ نصیحت اس کو دیتے ہی لہے
نے دئے درگوش آں او بر شد	نے پیر از نصیحت کناں سر شد
اور نہ بیٹے نے سنی اک بات بھی	باپ کو سیری نصیحت سے نہ تھی
بر سر کناں زووشد ریز ریز	اندریں گفتن بدند و موج تیز
پڑزے پڑزے کر ویا کناں کا سر	تھیں یہ باتیں۔ آہیں موجیں جوش پر
مر مرا خرم و وسیلت بر دوبار	نوح گفت لے پاوشاہ بربار
خبر مرا اور لے گئی موج اس کا بار	نوح بولے اے خدا کے بر دوبار
کہ بیاد اہلت از طوفان رہا	و غلہ کردی مر مرا تو بار رہا
اہل تیرے ہوئے طوفان سے رہا	وعدہ تو مئے بار رہا مجھ سے کیا
پس چرا بر بوسیل از من گیم	دل نہا دم بر امید کے سلیم
لے گئی موجیں مری مکی کدھر	مطمئن تھیں تیری امید پر

لیکت ز احوال او آگہ کنم	بہر کفانے دل تو نشکنم
حال سے تجھ کو کروں داغ ذرا	بہر کفان دل نہ توڑونگا ترا
ہم کئی غرقہ اگر باید ترا	گفت نے نے را ضمیم کہ تو مرا
غرق کر دے گر ضرورت ہو مجھے	بولے۔ ہاں ہاں میں تو راضی ہوں مجھے
حکم تو جانست ہیں جاں میکشم	ہر زمانہ غرقہ میکسن من خوشم
حکم تیرا جان ہے تا زندگی	خوش ہوں مجھ کو غرق کر دے جب بھی
او بہا نہ باشد تو منظورم	انگرم کس او گر ہم بنگرم
ہو وہ حیلہ اور تو مقرر نظر	کس کو دیکھوں اور دیکھوں بھی اگر
عاشق مصنوع کے باشم چو گبر	عاشق صنع تو ام در شک و صبر
گبر ہی مصنوع سے الفت کریں	عاشق صنعت ہوں شک و صبر میں
عاشق مصنوع او کا فر بود	عاشق صنع خدا با فر بود
عاشق مصنوع کا فر بالیقین	عاشق صنع خدا ہے بہترین
خود شناسد آنکہ در رویت صفت	در میان میں و فرقی بس خفیت
جانے وہ جس کو بصیرت ہے ملی	ورمیاں ان دو ہے فرق خفی

دو حدیثوں کی مطابقت

زانکہ عاشق بود او بر اجرا	و می سوالی کرد سائل مر مرا
کیونکہ وہ تھا بحث پر عاشق کمال	مجھ سے سائل نے کیا کل یہ سوال
ایں ہمیں گرفت گرفت اوست ہمارا	آگفت نمکتہ الرضا بالکفر کفر
قول پیغمبر ہے قول ان کا ہے ہمارا	ہے جو نمکتہ، الرضا بالکفر کفر

لہ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے ❖

گاہ با اطلال و گاہے ما و من	نے کہ عاشق روز و شب کی سخن
بستیوں سے اور کھنڈر سے موبو	رات دن کرتا ہے عاشق گفتگو
او کر امیکوید ایس مدحت کرا	اسوئے در اطلال کردہ دانا
ہم سخن کس سے ہے اور مدحت سرا	وہ کھنڈر کی سمت کر کے رخ سدا
واسطہ اطلال را برداشتی	شکر طوفان آنکوں بگماشتی
ہو گیا فانی کھنڈر کا واسطہ	شکر ہے طوفان گیا تو نے بیا
نے نہاتے نے صدائے میزدند	زانکہ اطلال لعلیم بد بند
بھی صدا اُن میں نہ نغموں کا گذر	کیونکہ تھے مغسوس یہ سارے کھنڈر
کز صدا چوں کوہ و اگوید جواب	من چنان اطلال خواہم در خطا
دیں صدا کا کوہ کی صورت جواب	چاہتا ہوں وہ کھنڈر وقت خطاب
عاشق بر نام جاں آرام تو	تا مٹتی بشنوم من نام تو
نام بہ تیرے میں عاشق دل سے ہوں	نام تیرا دو بارو میں سنوں
تا مٹتی بشنود نام ترا	ہر نبی زان دوست ارد کوہا
تا دو بارہ نام وہ شن لیں ترا	دوست رکھیں کوہ کیوں ا بیا
موش را شاید نہ مارا در مناخ	اں کہ نیست مثال سنگلاخ
مجھ کو تو کیا ہے ضروری موش کو	پست وہ کمسار جو سنگین ہو
بے صدا ماند دم گفتار من	من بگویم او نگہ و دیار من
بے صدارہ جانے جب میں کچھ کہوں	میں کہوں اور وہ نہ سمجھے کوسکوں
نیست بہم با قدم یا ریش کنی	باز میں آن کہ ہموارش کنی
جب نہیں بہم تو پامالی ہی دے	کر نہیں کے ساتھ تو ہموار اسے
حشر گرداغم بر آرم از تری	گفت لے نوح ار تو خواہی چلہا
پھر جلا دوں سب کو تیرے رو برو	دی ندا حق نے جو چاہے نوح با تو

تاسوال و تاجواب آید دراز

ہو سوال اس کا جواب اسکا دراز

نقش خدمت نقش دیگر میشود

نقش خدمت کا ہو نقشہ دوسرا

اگر کشایم بحثیں امن بسا

بحث کو چھڑوں اگر اے دلنوازا

ذوق نکتہ عشق از من میرود

ذوق عشق اس طرح ہو جائے جدا

حیرت بحث و فکر کی مانع ہے

پیش یک تینہ دار مستطاب

مضطرب سا پاس اک حجام کے

کہ عروس نوگزید مائے فتنی

میں عروس نوہوں لایا مہ تقا

کہ تو بگزیدیں چوں مرا کائے فتنی

اور کہا تو بال چن ۲۰ یا ابی

کہ سر اینہا نثار د مروویں

پچھ خیال اس کا د رکھے مروویں

حملہ کر دوا وہم برائے کیدرا

زید نے بھی بدلے میں حملہ کیا

پس جوابم گوے و آنکہ میزنم

دے جواب اور پیٹ لینا پھر کمال

یک سوالے دارم اینجاد و فاق

پوچھتا ہوں تجھ سے از را و فاق

آں یکے مرو و مو آمد شتاب

آیا اک تل چاولی ڈاڑھی لئے

اگفت ز ریشتم سفیدی کن جدا

بولا ڈاڑھی سے سفیدی کر جدا

ریش او برید و چل شیش نہا

اسنے ڈاڑھی کاٹ کر آگے رکھی

ایں سوال اینجہ ابست لے گزیدیں

یہ سوال اور یہ جواب اے نکتہ چیں

ایں یکے زو سپلیہ مزید را

اک نے آکر زہرے بھٹپڑ دیا

اگفت سیلی زن سوالے میکنم

بولا سیلی زن ہے تجھ سے اک سوال

برقفلے تو زوم آمد طراق

مارا گردن پر صدا آئی طراق

لے بھٹپڑ مارنے والا

لے نکتہ

مسلمان ارضا باید رضا	باز فرمود او کہ اندر ہر قضا
چاہئے مومن ہو راضی بر رضا	پھر یہ فرمایا کہ ہو کوئی قضا
گر بدیں راضی شوم باشد شقاق	نے قضائے حق بود کفر و نفاق
کفر ہو مگر لوں جو اس سے اتفاق	کیا قضائے حق نہیں کفر و نفاق
پس چہ چارہ باشد اندر میاں	ورنیم راضی بود آں ہم زیاں
پس علاج اس کا ہے کیا کیجے بیاں	مورنہ عجول راضی تو اس میں ہے بیاں
ہست آمار قضا این کفر راست	نقمتش این کفر مقضی نے قضا
کفر کے آثار اس میں ہیں تو کیا	بولائیں۔ ہے کفر مقضی کب قضا
نا شکالت حل شود اندر جہاں	پس قضا را خواہ از مقضی ہاں
تا کہ مشکل تیری حل ہو اے پسر	تو قضا کو مقضی سے تعبیر کر
نے ازا نزو کہ نزاع کفر راست	راضیم بر کفر ازو کہ قضا ست
پر نہ ہو جھکڑا ہمارے کفر کا	کفر پر راضی ہیں گروہ ہو قضا
حق اکافر مخواں اینجا مایست	کفر ازوئے قضا خود کفر نیست
حق کو کا ذکر رہا ہے بے ادب	کفر ازوئے قضا ہے کفر سب
ہر دو یک کے باشد آخر حلم و عزم	کفر ہلست قضا کے کفر علم
ایک ہو سکتے ہیں کیونکہ حلم و عزم	کفر ہے جہل اور قضا نے کفر علم
بلکہ ازوئے زشت ابنمو نیست	زشتی خط زشتی نقاش نیست
بلکہ اس سے نقشب کی زشتی کھلی	بد خطی زشتی نہیں نقاش کی
ہم تو اند زشت کردن ہم نکو	وقت نقاش باشد آنکہ او
اچھا کھینچے نقشب یا کھینچے بُرا	نقشب نقاش میں ہیں اے قضا

لے قضا والا *

لے غصہ اور غضب *

پوستھا شد بس رقیق و واکفید	انگنہ چوں مغزش در آگند و رسید
پوست نازک ہوتے ہوتے پھٹ گیا	چونکہ ان کا مغز تھا بالکل بھرا
مغز چوں آگند شاں شد پوست لم	قشر جو زوشتق و بادام ہم
مغز جب بڑھنے لگا۔ گھٹنے لگے	پستہ بادام اور پوست اخروٹ کے
وحی برقی نور سوزان مبینی ست	وصف مطلوبی چو صطلبی ست
وحی برقی نور سے قرآن جلا	مطلوب وصف ہے مطلوب کا
پس بسوز و وصف حادث اکلم	چوں تجلی کرو اوصاف قدیم
جلتی ہے پھر وصف حادث کی کلیم	جب عیاں ہوتے ہیں اوصاف قدیم
جل فنا از صحابہ مے شنود	ایک قرآن ہر کر محفوظ بود
جل فنا کہتے اصحاب و فنا	یاد قرآن حفظ جس کو یاد تھا
نیست ممکن جز سلطانے شکر ف	جمع صورت باچنیں معنی ثر ف
ہے فقط شاہنشہ عالی کے ہاتھ	جمع صورت استقدر معنی کے ساتھ
خونبا شد و ر بود با شد عجب	در چنیں مستی مراعات ادب
خود نہیں رہتیں۔ رہیں۔ تو ہے عجب	ایسی مستی میں مراعات ادب
جمع صدین است چوں گرد دراز	اندر استغنا مراعات نیاز
ہے صدوں کی جمع۔ کیونکہ ہو دراز	ہو جو استغنا میں بھی پاس نیاز
باز و وقت تحیر امتیاز	جمع صدین از نیاز آفتا و نیاز
اور پھر وقت تحیر امتیاز	دو صدوں کی وجہ ہیں ناز و نیاز
کور خود صندوق قرآن میشود	چوں عصا معشوق عیاں میشود
کور ہو قرآن کا صندوق ہاں	ہے عصا معشوق اندھوں کا یہاں

لے ہم میں بزرگ ہے :
 لے عارف کامل سے مراد ہے :

ابن سوال از تو ہے پرسم بگو	حل کن اشکال مرا اے نیکو
پوچھتا ہوں تجھ سے دے اسکا جواب	حل مری مشکل کو کر اے کامیاب
ایں طراق از دست من بود آیا	از قفا گاہ تو اے فخر کیا
یہ تڑا قہ باحت سے میرے ہوا	یا تری گدھی سے آئی تھی صدا
گفتا ز درد ایں فراغت مستم	کہ دریں فکر و تاملن بیستم
بولا مجھ کو درد سے فرست نہیں	تا کروں فکر و تامل بالیقین
تو کہ بیدار می ہے اندیش ایں	نہیست صاحب درد ایں فکر ہیں
تو کہ ہے بیدار وہ اس کی فکر کر	فکر اہل درد کو کب ہے فکر
درد منداں را نباشد فکر غیر	خواہ در مسجد برو خواہی بدید
درد مندوں کو نہیں سمجھ فکر غیر	خواہ تو مسجد میں جا یا سوئے غیر
غفلت بیدار میت فکر آورو	در خیالت نکلتے بکر آورو
فکر غفلتی ہے دل بیدار سے	نکتے جو غفیل میں پیدا کرے
جز غم میں نیست صاحب درد	مے شناسد مرد را و گرد را
بے غم دیں صرف اہل درد کو	جاتا ہے مرد کو اور گرد کو
احکیم حق را بر سرور و مے نہد	حفظ فکر خویش یکسو مے نہد
حکیم حق کو وہ سر آٹکھوں پر رکھے	کچھ نہ اپنی فکر کی پروا کرے

صحابہ کرام میں کوئی حافظ نہ تھا

در صحابہ کرام بے حافظ کسے	گرچہ شوقے بود جانشان بے
ہاں صحابہ میں کوئی حافظ نہ تھا	گرچہ اس کا شوق اُن کو تھا بڑا
منہ علم افز و کم شد بوسنتش	ز آنکہ عاشق را بسوز و دوشتش
بڑھ گیا علم اور رہا باقی نہ بوسنت	کیونکہ عاشق کو جلا دیتا ہے دوست

زارمی و سکینی دس لا بہا	بتیا و نامہ مدح و ثنا
وہ خوشامد اور وہ رونابھینکا	نامہ کے وہ شعروہ مدح و ثنا
خواری ہزار یہ با اہل خویش	گریہ افغان و حزن درد خویش
خواریاں اور اینوں سے ہزاریاں	وہ نفاں و رنج اور وہ زاریاں
ذکر پیغام و رسول از مغرب پست	دوری و رنجوری ز ہجران دوست
جھوٹے سچے نامہ و پیغام وہ	دوری و رنجوری و آلام وہ
تا کہ بیڑوں شد ز حد و از عدد	انچناں میخاوند با معشوق خود
حد و اندازہ سے آگے بڑھ گیا	سامنے معشوق کے ایسے بڑھا
گا و وصل ایں عمر ضائع کر دست	گفت معشوق ایں اگر بہر نیست
پھر تو کیوں کھوتا ہے کھٹے وصل کے	دوست بولایہ جو ہے میرے لئے
نیست ایں بارے نشان عاشقاں	من بہشت ضرورت تو نامہ خواں
ہاں نہیں ہے عاشقوں کا یہ نشان	ہیں ہوں تیرے پاس تو ہے نامہ خواں
من نے یا لم نصیب خویش نیک	گفت اینجا حاضری اما و یک
اپنی قسمت کو نہیں پاتا میں نیک	بولا عاشق - تو تو حاضر ہے - و یک
نیست ایندم گرچہ می خیم جمال	آنچہ میدیدم ز تو پارینہ سال
وہ نہیں اب گرچہ حاصل ہے وصال	تجھ سے جو کچھ دیکھتا تھا پار سال
دیدہ دل ز آب تازہ کر وہ ام	من ازیں چشمہ زلالے خوردہ ام
دل کو اور آنکھوں کو ہے تازہ کیا	میں نے اس چٹنے سے پانی ہے پیا
راہ آہم را مگر ز دور ہرنے	چشمہ مے بنیم و لیکن آب نے
راہزن نے راہ ماری بے گماں	چشمہ ہے - لیکن وہ پانی اب کہاں
من بیلغار و مراوت در قوتو	گفت پس من نیستم معشوق تو
میں ہوں مشرق میں تو مغرب میں پڑا	بولائیں تیرا نہیں معشوق - جا

اگر حدیث مصحف و ذکر و نذر	اگوت کوراں خود صننا و لیتند
جن میں قرآن اور حدیثیں ہیں پھر	بیگیاں اندھے ہیں خود صندوق ہی
زائکہ صندوق تھے بود خالی دست	باز صندوق تھے پُر از قرآن ہست
اس سے جو خالی ہو اور ہو پُر عیوب	جس میں ہو قرآن وہ ہے صندوق خوب
یہ ز صندوق تھے کہ پر موش مست و مار	اباز صندوق تھے کہ خالی شد ز بار
بہتر اس سے جو بھرا ہو مار سے	پھر ہے جو صندوق خالی بار سے
گشت دلالہ بہ پیش مرد سرد	حاصل اندر وصل چوں افتاد مرد
پھیکا پڑتا ہے رخ دلالہ تب	مرد کو ہوتا ہے حاصل وصل جب
شد طلبگار رتی علم اکنوں فتح	چوں مطلوبت سیدی اے طبع
پھر طلب کرنا بڑا ہے علم کا	پہنچا جب مطلب تک تو اے فتا
سرد باشد جستجوئے نزدباں	چوں شدی بر باہمائے آسماں
پھر ہے نافع جستجوئے نزدباں	جبکہ تو ہو بار بار بزم آسماں
سرد باشد راہ خیر از بعد خیر	اجنہ برائے یاری و تعلیم غیر
سرد راہ خیر ہے بس بعد خیر	ماسودائے یاری و تعلیم غیر
جہل باشد بر نہادون صیقے	آنکہ روشن کہ شد صافی و بے
جہل ہے صیقہ کا اس پر پھیرنا	آنکہ روشن ہو جب اور ہو صفا
جہل باشد مجتہد نامہ رسول	پیش سلطان خوش نشستہ و قبول
جہل ہے پھر ڈھونڈنا خطا اور رسول	پیش سلطان جبکہ ہے تو خود قبول
معتشوق کے سامنے عاشق کا نام نہ محبت چہنا	
نامہ بیروں کو رو پیش یار غافل	آں کیے ریا پر پیش خود نشانہ
لے کے خط پڑھنے لگا وہ سامنے	ایک کو پاس اپنے بٹھایا دوست نے

کہ گئے افزوں گاہ ہے در کیست	آئکہ او موقوف حالت سمیت
گاہ اس میں ہے فرونی۔ گہ کمی	حال کا پابند ہے یہ آدمی
صوفی ابن الوقت باشد در مثال	ایک صافی فارغست از وقت حال
صوفی ابن الوقت ہے بہر مثال	پچھ نہیں صوفی کو فکر وقت و حال
زندہ از نفع مسح آسائے او	احالہا موقوف فکر و رائے او
زندہ ہیں اس کے مسیحی نفس سے	حال ہیں پابند اس کی فکر کے
بر امید حال و بر من مے تنی	عاشق حالی نہ عاشق بر منی
میرا عاشق ہے امید حال پر	حال کا عاشق تو میرا کب مگر
نیست معبود خلیل آفل بود	آئکہ گہ ناقص گئے کامل بود
وہ نہیں معبود اور زائل ہوا	جو کبھی ناقص۔ کبھی کامل ہوا
نیست لبر لا احب الا فلین	و آئکہ آفل باشد و گہ آن دایں
کب ہے دلبر۔ لا احب الا فلین	ہے جو فانی۔ حال پر قائم نہیں
یک مانے آب و یکدم آتشست	آئکہ او گاہے خوش و گہ ناخوشیت
گاہ پانی ہے تو گہ مانند نار	جو کبھی خوش ہے۔ کبھی ناخوش ہے یار
نقش بت باشد لے آگاہ نے	برج مہ باشد لیکن ماہ نے
نقش بت آگاہ ہو سکتا نہیں	برج مہ ہو، ماہ ہو سکتا نہیں
وقت انہجوں پدر بگرفتہ سخت	ہست بی نصفا چوں بن وقت
وقت کو جوں باپ کے پڑا ہے سخت	صوفی صافی ہے گو یا ابن وقت
ابن کس نے فارغ از اوقات حال	ایک صافی غرق عشق ذوا الجلال
کب کسی کا ہے پسر، فارغ از حال	ہے جو صوفی غرق عشق ذوا الجلال

ملے میں فنا ہو جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

عاشقی تو بر من و بر حالتے	حالت اندر دست بند کافے
مجھ پہ عاشق ہے کہ میرے حال پر	کب ہوا قافہ کسی کے حال پر
اپس نیم کلی مطلوب تو من	جزو مقصودم ترا اندر ز من
میں نہیں معشوق کلی اب ترا	جزو ہوں میں اک ترے مقصود کا
خانہ معشوقم و معشوق نے	عشق بر تقدیرت بر صندوق نے
خانہ معشوق ہوں معشوق نے	نقد سے ہے عشق کب صندوق سے
ہست معشوق آئندہ او کیو بود	مہند او منتہایت او بود
ہے وہی معشوق جو کیو رہا	ہو جو تیری ابتدا و انتہا
اچوں بیانی اش نباشی منتظر	ہم ہویدا او بود ہم نیز سر
جب آسے پائے نہ ہو تو منتظر	ظاہر و باطن میں ہو تیرا منظر
امیر احوالست نے موقوف حال	بندہ ایں ماہ باشد ماہ و سال
حال کا حاکم نہیں پا بند حال	ماہ کے بندے بنے ہیں ماہ و سال
اچوں بگوید حال را فرماں کند	چوں بخوابد جسمہا را جاں کند
جب وہ چاہے حال کو فرماں کرے	اور جب وہ چاہے رتن کو جاں کرے
منتہی نہ بود کہ موقوفست او	منتظر نشستہ باشد حال جو
وہ سدا کیساں ہے کب ہے منتہی	منتظر کب حال کا ہے اے فی
کیمیائے حال باشد دست او	دست جنبانہ شود مے مست او
کیمیائے حال اس کا ہاتھ ہاں	جب ہلائے میست نے ہوئے کہاں
اگر بخوابد مرگ ہم شیریں شود	خار و نشتر ز گس و نسریں شود
وہ جو چاہے موت کو شیریں کرے	خار و نشتر کو گل و نسریں کرے
او بود سلطان حال اندر روش	نے چو تو محروم از حال و کشش
صورت سلطان حال اس کی روش	کب ہے وہ محروم جذبات و کشش

در ظلال غالبان غالب شومی	کر جو ارباباں طالب شومی
غالبوں کے سامنے میں غالب ہو تو	طالبوں کے سامنے میں طالب ہو تو
منکر اندر خستین و خست	گر یکے مولے سلیمانی بخت
تو نہ دیکھ اس کو نکلا و خست سے	چھوٹی گر عزم سلیمانی کرے
نے طلب بودا قول و اندیشہ	ہر چہ داری تو زماں و پیشہ
اس کی پہلے بختی کہاں نکد و طلب	مال اور پیشہ جو تو رکھتا ہے اب
ور با استد از طلب ہم قاصر است	اگر یکے کفے بیا بد نادرست
اور طلب سے گزرنے کے قاصر ہے وہ	اک خزانہ پائے تو نادر ہے وہ
چوں بجد اندر طلب بختیافت او	ہر کہ چیز بخت بخت یافت او
جب طلب کی راہ میں دوڑا اگیا	جسے جو دھونڈا۔ اسے بے شک ملا
یا فتنی و شد میسر بے خطر	چوں نہادی و طلب پا لے سپر
ہو گیا سب کچھ میسر بے خطر	پاؤں جب رکھا طلب میں لے پسر
تا بیا بی ہر چہ خواہی لے عجب	ہیں مباحش لے خواہ یکدم بے طلب
تا جو کچھ چاہے بے وہ تجھ کو سب	ہاں نہ رہ اسے خواہ اکدم بے طلب
چونکہ در خدمت مشتتا بندہ بو	عاقبت جو بندہ یا بندہ بو
جبکہ وہ خدمت میں دوڑا جائے گا	جو کوئی ڈھونڈے گا۔ آخر پائے گا
وے طلب اللہ اعلم بالصواب	در طلب چالاک شوزاں فتح باب
کر طلب۔ واللہ اعلم بالصواب	ہو طلب میں مستعد اور فتح باب
ایک سست آدمی کا قصہ	
نزد ہر دانا و پیش ہر غبی	آں کے در عہد داؤ و نبی
سامنے نادان و دانا کے اخی	عہد داؤ و نبی میں تھا کوئی

لم یلد لم یولد آن ایزد است	غرق نورے کہ اولم یولد است
لم یلد لم یولد اور ایزد ہے وہ	غرق ہے اس میں کہ لم یولد ہے وہ
ورنہ وقت مختلف را بندہ	روچیں عشقے گزیں گر زندہ
مختلف وقتوں کا ورنہ بندہ ہے	عشق ایسا کہ اگر تو زندہ ہے
بگرا ندر عشق و بر مطلب خویش	منگرا ندر عشق زشت خویش
عشق اور معشوق ہی کو دیکھ لے	نقش اپنے تو نہ دیکھ اچھے بُرے
بگرا ندر ہمت خوای شریف	امنگرا یں کہ حقیر می یا ضعیف
لہنی ہمت پر نظر کر اے شریف	تو نہ دیکھ اس کو ہے دُہلا یا ضعیف
آب میجو دا نما اے خشک لب	تو بہر حالے کہ باشتی مے طلب
دھونڈو دائم آب کو اے خشک لب	تو ہو جس حالت میں کہ صبر طلب
کو پا خر بر سر منبع رود	اکاں لب خشک گواہی میدہد
بہنے گا سرچشمہ پر اے فخر نگاہ	خشک لب تیرے ہیں خود اس کے گواہ
کہ بات آرد یقینیں ایں اضطراب	خشکی لب بہت پیغامے ز آب
بجھ کو لے آئے گا ہمیں اضطراب	خشکی لب کیا ہے اک پیغام آب
ایں طلب را حق مانع نہیںست	کایں طلب گاری ہمارا کہ چشمے ست
را حق میں اس کو مانع محسوس نہیں	اس طلب میں ہیں ہمارا کہ چشمیں
ایں سپاہ نصرت را یات تست	ایں طلب مفتاح مطلوبات تست
تو ہے یہ فتح اور را یات کی	یہ طلب بھی ہے مطلوبات کی
میزند لغرہ کہ مے آید صباح	ایں طلب ہیچوں غرے در صباح
اور چلائے کہ آتی ہے سحر	یہ طلب جوں مرغ دے باغ غفر
نیست لب حاجت اندر راوہد	اگرچہ آلت نیست تو مے طلب
راوہد میں حاجت ساماں ہے لب	گو تو بے ساماں ہے پھر بھی کہ طلب
یار او شویش او انداز سر	ہر کر اینی طلب گار اے پسر!
سامنے اس کے جھکا دے اپنا سر	جسکو تو دیکھے طلب گار اے پسر!

روز آتش شب ہر شب تاخت	ماتے بسیار میکرد این دُعا
صبح تک شب سے سحر سے تا صبح	ماتوں کرتا رہا وہ یہ دُعا
بر طمع غمے و بر بیکار او	خلق میخندید بر گفتار او
جمع غام اور ناروا بیکار پر	ہستے تھے لوگ اس کی اس گفتار پر
یا کسے ادہست بنگ ہیشیش	کہ چو میگو عجب ایس مست ریش
بھنگ اُسے شاید کسی نے دی پلا	ہک رہا ہے بے شعور احمق یہ کیا
ہرگز ایس نادیر نشد و رشد عجب	راہ روزی کسبِ نچ است تعب
یہ نہیں نادر جو ہو تو ہے عجب	شرط ہر رزق ہے کسب و تعب
از رو کسب و تعب بالسخ و تب	ہر کرا او پیشہ داد و طلب
ہے ضروری رنج اور کسب و تعب	جس کسی کو دے وہ پیشہ یا طلب
ادخلوا الاوطان من ابوابہا	اطلبوا الارزاق من اسبابہا
ہو وطن میں داخلہ ابواب سے	رزق کو ڈھونڈو مگد اسباب سے
ہست او دیننی و وفون	شاہ و سلطان و رسول حق کنوں
ہیں جو داد و جی ممتا و فن	شاہ و سلطان اور رسول ذوالفن
در ہمہ روئے زمین اور است سیر	ہست در فرمان او از وحش و طیر
وہ زمین پر ہر جگہ کرتے ہیں سیر	حکم میں آج اُنکے سب ہیں وحش و طیر
کہ گزیدتش عنایت ہائے دوست	با چنای عتے و نازے کا نہ دست
لطف سے خالق کے وہ ممتاد ہیں	کیسے با عزت ہیں۔ اہل ناز ہیں
موج بخشایش مدد اندر مدد	معجزاتش بے شمار و بے عدد
موج بخشش سے انہیں حاصل مدد	معجزے ہیں بے شمار اور بے عدد
کے بہت آواز بچوں رغنوں	نیکچکس ان خود آؤم تا کنوں
جس نے پائی ارغنوں کی سی صدا	آجک آؤم سے لے کر کون تھا

اے دعا میکہ دوا تم کا بخدا!	ثروتے بے رنج روزی کن مرا
یوں دعا کرتا تھا دائم۔ اے خدا!	مال بے محنت مستقت کر عطا
اچوں مرا تو آفریدی کا بے	زخم خوار کے سست جنبے منبلے
تو نے جب کاہل مجھے پیدا کیا	زخم خورده، سست بازو، مبتلا
ابرخران پشت ریش ہیرا و	باہر اسپان اشتراں نتواں نہا
جن گدھوں کی پیٹ ہو جانے نگار	اونٹ گھوڑوں کا لدے کیا ان پر بار
کاہلم چوں آفریدی اے ملی!	روزم وہ ہم دراہ کاہلی
جب کیا پیدا ہے کاہل اے غنی!	رزق دے مجھ کو برائے کاہلی
کاہلم من سایہ خسیم در وجود	حقتم اندر سایہ احسان وجود
سست ہوں میں اور کاہل جسم میں	حائے میں احسان کے ہیں رختیں
کاہلان و سایہ خسیاں! مگر	روزیکہ نہادہ نوے دگر
کاہلوں راحت پسندوں کو مگر	رزق تو دیتا ہے با نوح دگر
ہر کر پاہست جوید روزیکے	ہر کر اپا نیست کن دلسوزیکے
پاؤں جس کے ہیں۔ وہ روزی ڈھونڈتے	اور تو بے کس کی دلجوئی کرے
رزق اُمی راں سبوتائیں خنیں	ابر را باراں بسوتے ہر زمیں
بیچ میرا رزق میں بھی ہوں حنیں	ابر کو برسا دے سوتے ہر زمیں
اچوں زمیں را پانا باشد جو دتو	ابر را راند بسوتے اود و تو
ہے زمین بے دست و پا تیرا کرم	ابر اس کی سمت بھیج د مبدم
طفل! اچوں پانا باشد مادرش	آبید و ریزد و خلیفہ بر سرش
بچہ جب بے پاؤں کا ہوتا ہے تاں	دودھ اس کو ہے پلاتی بیگان
روزیکے خواہم بنا گاہ بے نقب	کہ ندارم من ز کوشش چر طلب
مانگتا ہوں رزق بے فکر و تعب	ہے مری کوشش فقط حسن طلب

اوازیں تشنیع مردم وین شوس	اوازیں تشنیع مردم وین شوس
طعن اور تشنیع سے لیکن کبھی	طعن اور تشنیع سے لیکن کبھی
تاکہ شد معروف در شہر و شہیر	تاکہ شد معروف در شہر و شہیر
ہو گیا مشہور شہروں میں حقیر	ہو گیا مشہور شہروں میں حقیر
شد مثل در خام طمع آں گدا	شد مثل در خام طمع آں گدا
طمع میں ضرب المل تھا وہ گدا	طمع میں ضرب المل تھا وہ گدا
کم نمیکہ داز دُعا و ابہمال	کم نمیکہ داز دُعا و ابہمال
کم نہ کرتا تھا دُعائیں وہ ملول	کم نہ کرتا تھا دُعائیں وہ ملول
گر گراں و گرشتا بندہ . لو	گر گراں و گرشتا بندہ . لو
سست ہو یا دوڑنے والا کوئی	سست ہو یا دوڑنے والا کوئی
اگرچہ یا مئی ہدیہ اے سالار و	اگرچہ یا مئی ہدیہ اے سالار و
اس میں سے جو ہدیہ آئے تجھے	اس میں سے جو ہدیہ آئے تجھے
کم نمیکہ داز دُعا و چا پوس	کم نمیکہ داز دُعا و چا پوس
کم نہ کرتا تھا دُعائیں رزق کی	کم نہ کرتا تھا دُعائیں رزق کی
کو زانبار تھی جوید پنیر	کو زانبار تھی جوید پنیر
ڈھونڈتا ہے خالی تھیلے سے پنیر	ڈھونڈتا ہے خالی تھیلے سے پنیر
اوازیں خواہش نے آمد جدا	اوازیں خواہش نے آمد جدا
اپنی خواہش سے نہ تھا لیکن جدا	اپنی خواہش سے نہ تھا لیکن جدا
کر واجابت مستعان ذوالجلال	کر واجابت مستعان ذوالجلال
کی خدا نے ہر دُعا آخر خیر	کی خدا نے ہر دُعا آخر خیر
عاقبت جو بندہ یا بند خدا	عاقبت جو بندہ یا بند خدا
سچ ہے جو ڈھونڈے گا پسر بسر	سچ ہے جو ڈھونڈے گا پسر بسر

اس گدا کے گھر میں گائے کا گھس آنا

تاکہ روزے ناگہاں در چاشتگا	تاکہ روزے ناگہاں در چاشتگا
ایک دن وہ صبح کو بے اشتباہ	ایک دن وہ صبح کو بے اشتباہ
ناگہاں در خانہ اش گاوئے وید	ناگہاں در خانہ اش گاوئے وید
گائے اس کے گھر میں آئی دوڑ کے	گائے اس کے گھر میں آئی دوڑ کے
گاؤ گستاخ اندر آں خانہ بخت	گاؤ گستاخ اندر آں خانہ بخت
گائے گستاخ اس کے گھر میں گھس گئی	گائے گستاخ اس کے گھر میں گھس گئی
اے دعا میکہ بازارتی آہ	اے دعا میکہ بازارتی آہ
یہ دُعا کرتا تھا بازارتی آہ	یہ دُعا کرتا تھا بازارتی آہ
شاخ زو بشکست در بند و کلید	شاخ زو بشکست در بند و کلید
تالا کنجی در کا توڑا سینک سے	تالا کنجی در کا توڑا سینک سے
مرد چست و قوامہاں لبست	مرد چست و قوامہاں لبست
مرد نے وہ گائے اٹھ کر باندھ لی	مرد نے وہ گائے اٹھ کر باندھ لی

آدمی اخصوت خوش کرمیت	اکوہر دغلے بمیرا ندو لیست
اپنی خوش لمنی سے وہ بیجاں کر میں	آدمی ہر دغلے میں دو سو مر میں
سوئے تذکیریش مغفل اس ان آں	سیر و آہو جمع گرد آں زماں
ذکر سے بے ہوش ہو کر بیگماں	سیر و آہو جمع ہوتے ہیں دہاں
ہر دو اندر وقت عت محرمش	اکوہر مرغاں ہم رسائل باموش
وقت دعوت وہ ہوں محرم بیگماں	کوہ مرغ ان کے ہوں سارے ہم نیاں
نور دیش بے جہات در جہات	این صد چنداں مراورہ معجزات
نوراں کا بے جہت ہر جا رہے	یہ اور ایسے سیکڑوں ہیں معجزے
کر وہ باشند بستہ اندر جستجو	ابا ہمہ تمکلیں خدا روزیتی او
کرتے رہتے ہیں بعد محنت تلاش	باوجود اس کے بھی وہ اپنی معاش
مے نیاید باہمہ پیر و زیش	بے زرہ باقی در بنجے روزیش
روزی انکی، گو وہ ہیں خود کامراں	بے زرہ باقی و بے محنت کہاں
خانہ کندہ ون گردوں راندہ	ایچنیں مخدول واپس ماندہ
گردشوں میں وقف اور خانہ خراب	یہ ہے گمراہ اور پھر ناکامیاب
گنج یا بدلتا رو دپالیش فرو	ایچنیں مدبر ہے خواہد کہ او
گنج پائے بے حد و بے انتہا	ایسا ہے بدبخت اور ہے چاہتا
بے تجارت چرکند دامن زسود	زائحمقنی خواہد کہ بے رغبتیش زود
بے تجارت نفع سے دامن بھرنے	فکر احمق ہے کہ بے محنت کئے
کہ برآید بر فلک بے زروباں	ایچنیں گنج نیامد در جہاں
کون جائے چرخ پیر بے زروباں	گنج یوں بے رنج ملتا ہے کہاں
کہ رسیدت وزی و آمد بشیر	ایں ہے گفتش ہر سخن زر بکیر
تیری روزی آگج اسے خوش خبر	دل لگی کرتا تھا کوئی لے یہ زر

نہیں آگے چوں بود دیوار و در	چوں و ناطق از حال ہندگر
کس طرح ہو واقف دیوار و در	حال ناطق سے ہے ناطق بے خبر
چوں بداند سچہ صامت و دم	چوں من از تبیخ ناطق غافل
پھر جادوی کی سنوں تبیخ کیا	جب نہیں تبیخ ناطق کا پتا
ہست جبریٰ الخدائے مناص	ہست سستی را یکے تبیخ خاص
پائی ضد جبری نے اس تبیخ کی	خاص اک تبیخ سستی کی ہوئی
جبری از تبیخ سستی بے اثر	سستی از تبیخ جبری بے خبر
سستی کی طاعت سے جبری بے اثر	ذکر سے جبری کے سستی بے خبر
بے خبر از حال او وز امر قم	ایں ہے گوید کہ آل ضالست کم
بے خبر حال اور قم کے حکم سے	یہ ہے کتا راہ کم کردہ اے
جنگ شاں افکند یزداں از قدر	واں ہے گوید کہ میں اچہ خبر
جنگ میں رکھا ہے حق نے سر بسر	وہ یہ کتا ہے کہ اس کو کیا خبر
جنس از نا جنس پیدا میکند	گوہر ہر یک ہو پیدا میکند
جنس کو نا جنس سے پیدا یہاں	کرتا ہے جو ہر وہ ہر اک کا عیاں
خواہ ناواں خواہ دانا یا خے	قہر از لطف داند ہر کسے
اس میں ناواں ہوں کہ دانا دیکھتے	تہ کو سب لطف سے ہیں جانتے
یا کہ قہرے در دل لطف آمدہ	لیک لطف قہر در نہاں شدہ
لطف میں یا قہر ہے جلوہ نما	قہر میں ہے لطف پنہاں ہو گیا
کش بود دل محبت چاہنے	کم کسے داند مگر رہا بنے
جسکے دل میں ہے کسوٹی کشف کی	کن اسے جانتے مگر حق کا ولی
سوئے لانا خود بیک پہرے بند	باقیاں نہیں دو گمانے میسر بند
اڑتے ہیں اس پر سے سوئے آشاں	باقیوں کو دونوں ہی پر ہے گمان

اے توفیق بے تاثر بے اماں	اپس گلوئے گا و برید آزمایاں
اے توفیق بے تاثر بے اماں	کاٹ ڈالا گائے کا اس نے گلا
آہا بے برکند دروم شتاب	اچوں سرش برید شد سوئے قصاب
کمال اس کی وہ اتارے تاشاب	کاٹ کر سر لے گیا سوئے قصاب
چوں تقاضا میکنی اتمام دیں	اے تقاضا گردوں پہچون جنیں
کرتا ہے کیوں خواہش اتمام دیں	اے تقاضا کرنے والے جوں جنیں
یا تقاضا را بہل بر ما منہ	اسل گرداں رہ نما تو فتنہ
یا بری کر دے - تقاضا چھوڑ کے	اسل کر سستہ بنا - توفیق دے
زربخشش در سراے شاہ غنی	چوں ز مفلس زر تقاضا می کنی
اے غنی چھپ کر اُسے زربخشے	کرتا زر کا مفلس سے کرے
زہرہ کے دارو کہ آید در نظر	بے زہرہ تو نظم و قافیہ شام و سحر
بے تری توفیق ہیں کس کام کے	بے زہرہ با - اور ستر صبح و شام کے
بندۂ امر تو انداز ترس و بیم	نظم و جینیس و قوافی اے علیم
تا بے فرماں ہیں اور رنج ہیں	نظم و جینیس و قوافی اے علیم
ذات بے تمیز و بامییز را	اچوں مسخ کر وہ ہر چیز را
بے تمیز اور بامییز اب ہیں جہاں	کر دیا ہر چیز کو تسبیح خواں
گوید و از حال آلین بنجر	ہر یکے تسبیح بر نوع دگر
کر رہا ہے دوسرے سے بے خبر	ہر کوئی تسبیح ہا نوع دگر
واں حجاد اندر عبادت و ستاد	ا آدمی منکر ز تسبیح جماد
وہ عبادت میں مگر ہیں استاد	جانے کیا انسان تسبیح جماد
بیخبر از یکدگر و اندر شک	بلکہ ہفتاد و دو ملت ہر یکے
بے خبر باہد گر ہیں دہم میں	بلکہ یہ جو ہیں بہتر ملتیں

اونگرود و درو منڈ از طغشال	اونقیتد و رگمان از طغشال
ملنے اس کو دیں نہ کچھ تکلیف ہاں	اُن کے طعنوں سے نہ ہو وہ ہلکاں
گویش باگر ہی باہری و جنت	بلکہ گرد یا کوہ آید بگفت
رنگ بکرا ہی ہے تیرے حال میں	کوہ و دریا بھی اگر اُس سے کہیں
مطہن و موقن بے احتیال	یہیچ یک ذرہ نیفتد و رخیال
مطہن ہو اور یقیں میں بالکال	ایک ذرہ بھر نہ ہو اسکو خیال

درس کے لڑکے اور استاد

سرخ دیدند و طال و اجتہاد	کوہ کا ان مکتبہ از استاد
سرخ اٹھائے، اور طال اکو ہوئے	بچوں نے مکتب میں اک استاد سے
تا معلم و رفتد و راضطار	مشورت کروند و لغوی کار
تا معلم کچھ دنوں ہو بقرار	مشورہ مٹھرا ہے تاخیر کار
کہ بگیر و چند روز او دوپے	چوں نے آید و را رنجو پے
دور وہ کچھ روز تو ہم سے ہے	کیوں نہیں آتا مرض کوئی اُسے
ہست و چل کوہ را بقرار	تا رہیم از جس و از تنگی کار
کوہ کے مانند ہے وہ ایک جا	قید اور تنگی سے تاہم ہوں رہا
کہ بگید او ستا چونی تو زرد	اُس یکے زبیر کتریں تدبیر کرو
یوں کہو استاد چہرہ کیوں ہے زرد	ایک نے سوچا جو تھا اُن سب میں فرد
ایں تریا از ہوا یا از تپست	خیر باشد رنگ تو برجائے نسبت
تپ ہے یا ہے یہ خرابی ہوا؟	خیر باشد کیوں اڑا رنگ آپ کا
تو برا در ہم مدد کن اینچنین	اندکے اندر خیال قد از ہم
بجائی: تو بھی پھر مدد کرنا مددنی	کچھ خیال اس سے ہو پیدا دہنی

علم او دو پرگماں ایک پرست	ناقص آمد ظن بہر از اتر بہت
علم کے دو پرگماں کا ایک پر	ظن ہے ناقص اور اڑنے میں تر

علم اور گمان

مرغ یک پر زو افتد سرنگوں	باز بر پر دو دو گامے یا فزوں
مرغ اک پر سے اڑے ہو سرنگوں	پھر اڑے دو اک قدم یا کچھ فزوں
میفقد منیخہ دآں مرغ گماں	ہائیکے پر بر امید آشیان
ایک ہے مگرتا ہے وہ مرغ گماں	ایک پر سے با امید آشیان
چل ز ظن ابرست عیش و منو	شد دو پر آں مرغ و پرہا و کشو
جب گماں سے چھوٹا علم اسکو ملا	مرغ کو دو پر بے اڑنے لگا
بعد از اں بیشی سو یا ستقیم	نے علی وجہ مکتبا و ستقیم
بعد از اس چلتا ہے سیدھا راستا	منہ کے بل گرتا نہیں اونڈھا ذرا
بادو پر بر میسر دچون جبرئیل	یکمان بے مگر بے قال و قیل
اڑتا ہے دو پر سے مثل جبرئیل	بے گماں بے شبہ اور بے قال و قیل
گر ہمہ عالم بگویند شش توئی	بر رو یزدان دین مستوی
ساری دنیا کہنے ہاں ہے تو ہی	رہو راہ حق و دین نبی
او گمرد گرم تر از گفتیشاں	جان طاق او گمرد و جفتیشاں
گرم وہ ہوتا نہیں اس قول سے	جان یکتا اس کی ای سے کیوں بے
ور ہمہ گویند اورا گمراہی	گوہ پنداری و تو برگ کھی
اور اگر گمراہ سب اس کو کہیں	کاہ ہے تو گوہ اپنے زعم میں

لے قول تعالیٰ: من بیشی مکتبا علی وجہ ابدی من بیشی سو یا علی اراط استقیم یعنی جو منہ کے بل
اگر کر چلتا ہے وہ زیادہ است و گمراہی جو کھڑے کھڑے سیدھا راستہ چل رہا ہے +

اختلاف عقلماء در اصل بود	بروفاق ستیاں باید شنود
اصل میں ہے ساری عقول کا اتفاق	ستیکوں کا ہے اسی پر اتفاق
بر خلاف قول بل اعتزال	کہ عقول از اصل از اند اعتدال
اور یہ کہتے ہیں اہل اعتزال	اصل میں عقول کو ہے اک اعتدال
تجربہ و تعلیم بیش و کم کند	تا یکے را از یکے اعلم کند
تجربہ تعلیم بیش و کم کرے	دوسرے کو ایک سے اعظم کرے
باطلست ایں زانکہ لے کو دے	کہ ندارد تجربہ در مسئلے
یہ ہے باطل، کیونکہ اک لڑکے کی ملنے	تجربہ سے جو نہ کچھ ادراک پائے
ایگز روز اندیشہ مردان کار	عاجز آید کارشان در اضطار
تجربہ کاروں کی گذرے فکر سے	کام ان کا فکر سے اتر رہے
برو میداندیشہ زان طفل غرور	بیر با صد تجربہ بوئے نبرو
چھوٹے بچے لے جو اندیشہ کیا	بڑھے دانا کو نہیں اسکا چتا
خود فزوں آں بہ کہ آن فطرت	ناز افزونی کہ جہد و فکرت
برتری بہتر، جو ہو پیدا نشی	اس غزونی سے جو ہو تحنیل کی
تو بگودا وہ خدا بہتر بود	یا کہ لنگے را ہوار اثر رود
تو ہی کم۔ وہ چال اچھی حق جو دے	چال یا لنگڑے کی جو اچھا چلے
لڑکوں کا مکر سے استاد کو وہم میں ڈالنا	
روز گشت و آمدناں کو دکاں	برہیں فکر بمکتب شاہاں
دن چرٹھا اور آئے لڑکے بیگماں	سوتے مکتب اپنی ٹوہن میں شاہاں
جملہ استاد و ہمیروں منتظر	تا اور آید از در آں یا بر مہر
لڑکے سب باہر کھڑے تھے منتظر	تا کہ اندر آئے وہ یا بر مہر

چوں درآئی از در مکتب بگو
 جب در مکتب سے آئے۔ چھیڑنا
 آں خیالش اندکے افزودن و
 کچھ بڑھے گا اور ان کا احتمال
 آں سوں اں چاہم و بچم نہیں
 تیسرا چھٹا یونہی پھر پانچواں
 تا چوسی کو دل تو اترا میں خبر
 تیس لڑکے جب یونہی دیکھے خبر
 ہر یکے گفتش کہ شاباش اذکی
 سب یہ بولے اس۔ شاباش لے ذکی
 متفق گسند در عہد و متفق
 متفق ہو کر یہ پیچاں کر لیا
 بعد ازاں سو گندوا و جملہ را
 بعد ازاں اس نے قسم ان سب کو دی

خیر باشد اوستا احوال تو
 خیر باشد۔ آپ کا ہے حال کیا
 کہ خیالے عاقلے مجنوں شود
 کرتا ہے دیوانہ عاقل کو خیال
 در پئے ماعنم نمائند و حنیس
 نالہ و غم کا کریں اظہار ہاں
 متفق گویند یا بدستقر
 اس کے دل پر مستقل ہو گا اثر
 باد بخت بر عنایت مہنگی
 بخت ہو بیدار تیار اے اجی
 کہ نگراند سخن ایک رفیق
 کوئی برگشتہ نہ ہو گا بر ملا
 تاکہ عثمانزے مگوید ماجرا
 تاکہ نہ چٹکی کھائے اُن میں سے کوئی

لوگوں کی عقل میں اختلاف

رائے آں کو دن کچر بیدار ہمہ
 رائے اس لڑکے کی یوں غالب ہوئی
 آں تفاوت ہست و عقل بشر
 عقل انسان میں ہے فرق بر ملا
 آریں قبل فرمود احمد در مقال
 ہے اسی بحث میں قول مصطفیٰ

عقل و در پیش میریت از رمہ
 عقل اس کی سب سے سبقت لے گئی
 کہ میان شاہداں اندر صور
 جیسے مشقوق کی شکلیں ہیں جدا
 وز زباں نہاں بو حسن جمال
 حسن انسان کا زباں میں ہے چھٹا

عقل جزوی آتش و ہمت وطن	ز آنکہ در ظلمات شد اورا وطن
عقل جزوی اس کی فطرت دہم اور وطن	کہو مکہ ہے ظلمات میں اس کا وطن
برزمین گم گم گزرا ہے بود	آدمی بے وہم ایمین میرود
نصف کو رستہ نہیں پے ہو اگر	آدمی چلتا ہے اس پے بے خطر
بر سر دیوار عالی گم روی	گرد و گز عرش بود گمیشوی
ادبچی اک دیوار پر گر تو چڑھے	عرض دو گز بھی ہو تو جھک کر چلے
بلکہ می رفتی ز لرزد دل بوم	ترس و بے را مگو بنگر بھم
بلکہ دل کی لرزشوں سے دہم ہو	ہاں سمجھ اس بھش خوف و دہم کو
استاد کا وہم و خیال سے بیمار ہو جانا	
گشت سنا سخت سست از وہم و ہم	برچید و میکشانید او کلیم
صحت وہم و ہم سے استاد بجا	اوڑھا کھیل اور وہاں سے اٹھ چلا
خفگیں بازن کہ مراد سست	من بدیں عالم نہ سپید اوخت
بیوی پر غصہ کیا۔ ہے بے وفا	میرا یہ حال اور نہ آئے کچھ کہا
خود مرا آگہ فکر و از رنگ من	قصہ اروتار ہزار رنگ من
رنگ سے میرے نہ دی نیچے کو خیر	چاہتی ہے چھوٹا مجھ سے مگر
او بھنر جلوہ خود مست گشت	بینہ کز باہا من افنا و طشت
مست ہے جلد گرمی میں حش کی	بے خیر ہے میرے دن ہیں آخری
آمد و دور را بہ تندی برکشو	کو و کال اندر پئے آں استاد
آپا کھولا در نہایت زور سے	بچے بیچھے تیچھے تھے استاد کے
گفت زن خیر است چہ نہ و آمدی	کہ مبادا ذات نیکیت ابدی
بیوی بولی۔ خیر ہے۔ کیوں آگئے	و ہمنوں کے کیا مزاج اچھے نہ تھے

سراما آمد ہمیشہ پائے را	زاکمہ منبع او بہت سائے را
اور تھا سردار سب کا بر ملا	کیونکہ تھا مرکز وہی اس رکنے کا
کوبو و منبع ز نور آسماں	اے مقلد تو محو پیشی برآں
نور کا منبع ہے تیرا راہبر	اے مقلد! دیکھ تو بسقت ذکر
غیر باشد رنگ ویت و روم	اور آمد گفت استار اسلام
اور کہا چہرہ یہ کیوں ہے زرد	آیا وہ لڑکا - کیا جھک کر سلام
تویر و بشیں گلو یا وہ ہلا	گفت استافیت رنجے مر مرا
کیوں تو بک بک کر رہا ہے بیٹھ جا	بول لہلہ استاد ہوں لہجہ بھلا
اند کے اندر دلش ناگاہ زد	لفی کرو اما غبار و ہم بد
دل میں کچھ تھوڑا سا میل آہی گیا	لفی کی - یکن غبار و ہم تھا
اند کے آں وہم از دلش بریں	اند آمد و بیگے گفت اینچیں
بڑھ گیا کچھ اور وہم استاد کا	دوسرا آیا یہی کتا ہوا
ماندا ندر حال خودیں در شکفت	پہنچیں تا وہم اوقت گرفت
حیرت اپنے حال پر اس کو ہوا	ایسے ہی جب وہم کو قوت ملی

فرعون کا وہم سے پریشان ہونا

زود دل فرعون ارنجور کرد	سجدہ خلق از زین اطفال مرو
بڑھ گئے حد نے دل فرعون کے	عورتوں مردوں نے جب سجدے کئے
آپنچناں کر دوش زوہے منہ تیک	گھنچ ہر یکے اوند و ملک
ایسا اس کو وہم نے مرسوا کیا	جب کہا سب نے شہنشاہ اور خدا
انڈ ہاگشت نے شہنشاہ سیر	کہ بدعوئے الہی شد دلیر
انڈ دتا تھا جو نہیں ہوتا تھا سیر	ہو گیا زعم خدائی پر دلیر

آدمی اکہ نبوستش مخی	قال بدر بخور گرداند ہے
آدمی کو گونہ ہو غم بے گماں	قال بد بیمار کہ رفتی ہے ماں
ان متا رستم کہ نیا ترضوا	قول پیغمبر قبولہ یفرضوا
خود مرض سر پہ جو کو بیمار ہو	قول پیغمبر ہے - اس کو مان لو
فعل و اروزن کہ خلوت میکند	گر بگویم او خیالے بر زند
کچھ تو ہے ، جو ہے وہ خلوت چاہتی	اب کہوں کچھ میں تو سمجھ گا بھی
بہر مشقے فعلی انمول میکند	مر مرا از خانہ بیروں میکند
ہو گا جاؤ اور لڑنے کا خیال	گھر سے وہ دیگا مجھے باہر نکال
آہ آہ و نالہ ازوے مے بڑا	جامہ خواب فگندہ ستا و فتاد
آہ آہ اور نالہ وہ کرنے لگا	بچھ گیا بستر - معلم سو گیا
درس میخواندند با صد اندھاں	کو دو کاں اسجا شستند و نہاں
پچکے پچکے پڑھتے تھے - منموم تھے	تھے وہاں لڑکے وہ سب بیٹے تھے
بد بنائے بود و ما بد باقیم	کا نیمہ کرویم و ما زندا نیم
یہ بڑی ڈالی بنائے ناگزیر	ہم نے سب کچھ تو کیا - پھر ہیں آبر
تا ازیں محنت فزح یا نیم زود	ہیں دگر اندیشہ باید نمود
تا رہائی اس مشقت سے ملے	فکر کوئی اور کرنی چاہیئے

استاد کو پھر وہم میں ڈالنا

درس خوانید و کنید آوا بلند	گفت آں کو دل کر لے قوم پسند
شور کر کے تم سبق اپنا پڑھو	بولا وہ لڑکا کہ اے ہمارا ہیو

اے اگر تم مرض کو اپنے اوپر فرض کر لو گے تو مریض ہو جاؤ گے ؟

از غم بیگامکان مدرجین	گفت کوسلی بنگ مال من ہیں
دوسروں کے غم کا تجھ کو ہے خیال	بولی۔ اندھی! دیکھ میرا رنگ و حال
مے نہ بینی حال منی راحراق	تو درون خانہ از بغض و نفاق
مال سے سوزش کے میری ہے خبر	ظہر میں تو بیٹھی ہوئی ہے کینہ ور
وہم و غلغلاش وہی منہیت	گفت زن انچو اج عیبے نیست
وہم بے سنی میں سارے بالیقین	بولی عورت، نفس تو کوئی نہیں
مے نہ بینی در تغیر و احتجاج	گفت اے غرقو ہنوزی در لجاج
کیا نظر میرے لڑنے پر نہ کی	بولی۔ اے مجھ دہی ہے بحث اکی
مادر میں رنجیم در اندوہ و کرم	گفت تو کورو کشتی ما را چہ جرم
اور مجھے تکلیف ہے اس دم بڑی	تو اندھی اور بہری ہو گئی
تا بدانی کہ ندارم من گنہ	گفت انچو اجہ بیارم آسنہ
تا یقین آئے نہیں میرا گنہ	بولی اے غراجہ میں لاؤں آسنہ
و اما در بغض و کینی و عننت	گفت و رو چہ تو چہ آئینہ ذات
بغض و کین کرتی رہی ہے بر ملا	بولی۔ جا تو کیا - ترا آئینہ کیا
تا تجسیم کہ سر من شد گراں	جامہ خواب مرا رو گستاں
سر گراں ہے، اب میں جا کر سوؤں گا	بولی۔ جا اور میرا بستر دے بیجا
کالیہ و زوز ترا میں سے سوز	زن توقف کرد و روشن بانگ زد
و غن جان - جلد دے بستر بجا	ظہر عورت - دی معلم کے صدا
استاد کا بیماری کے وہم سے لونا	
گفت امکاناں نے و باطن پر سوز	جامہ خواب آورد و گستاں عجز
کہ نہیں سکتی تھی دل تھا پڑ شر	بہوی نے بستر بچھایا زود و تز
ور نہ گویم جد بنو و ایں ماجرا	کہ گویم منہم وار و مرا
یچہ رہوں تو مفت میں قصہ بڑے	کہ کہوں تو مجھ پر وہ قسمت رکھے

ماں صبح آئیم پیش و ستا	آہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
صبح ہم جاؤں گے پاس استاد کے	جھوٹ اور سچ کو تمہارے جاننے
کو دو کاں گشتہ بسم اللہ روید	بر دروغ و صدق ما واقف شوید
بولے لڑکے - جاؤ بسم اللہ تم	جھوٹ اور سچ سے بنو آگاہ تم
ماؤں کا استاد کی بیمار عیسیٰ کو جانا	
بامداداں آمدند آں ماوراں	خفتہ استاد ہمجو بیمار گراں
صبحدم مائیں چلی آئیں دہاں	تھا جہاں استاد سوتا عاتواں
ہم عرق کردہ زربیا لے لہاف	سر بہ بستہ روکشیدہ در سجاں
بچہ لہافوں سے پسینہ تھا رواں	سر بندھا تھا منہ تھا پونہ میں ہاں
آہ آہے می کند آہستہ آہ	جلگاہ گشتہ ہم لاجول گو
آہ کی آہستہ اس نے بالیقین	عورتیں لاجول سب بڑھتے لگیں
خیر باشد استاد این رو سر	جان تو مارا بنو دازدیں خبر
خبر باشد کب سے ہے یہ درو سر	ہے قسم - ہم کو نہ تھی اس کی خبر
گفت من ہمچو پیچہ بودم از آں	آہ ہم کہ دند این مادر عزراں
بولامیں بھی نے خبر خود اس سے تیر	ان پیچہ پیریں کے مجھے آہ
من ہم غافل غافل شغل قال قیل	بو دور باطن جنسیں رہتے تھیں
تھا میں غافل بکر رہا تھا قال قیل	اندر اندر بڑھ گیا رہنے تھیں
چوں بچہ مشغول باشد آدمی	اور زوید رنج خود باشد غمی
جبکہ ہو کہ شش میں مشغول آدمی	رنج سے چو تھی نہیں سمجھ آدمی
از زبان مصریوسف شد سحر	جملہ از مشغولی خود بے خبر
حضرت یوسف ہوئے رسوا - مگر	بہنوہی طاری تو باریں مصر پر

چوں ہمخواند ز گفت اکو دو کاں	بانگ استاد اراد روزیاں
جب پڑھاکنے لگا وہ رادواں	یہ صدا استاد کو مٹگی زیاں
درو سرا فرایداستار از بانگ	ارز دایں کو درو یا بد بہر دانگ
درو سر آواز سے بڑھ جائیگا	درو وہ کیوں مول تھا لینے لگا
گفت استار است میگوید وید	درو سرا فزوں شد میوں شوید
بولتا استاد۔ اب یہ تم نے سچ کہا	جاؤ رخصت درو سر بڑھنے لگا
سجدہ کر دے و جفتندے کریم	دور بادا از تو رنجوری فیم
سجدہ کر کے سب وہ بولے اے کریم	دور ہو تجھ سے یہ رنجوری ویم
اپنوں جیتند سوئے خانہا	پیمو مرغاں ہو ائے دانہا
اپنے اپنے گھر وہ لڑکے چلے پیتے	مرغ دانے کے لئے جیسے اڑے

لڑکوں کا جانا اور ماؤں کا بدبوچھنا

مادر نشان خشکیں گشتند و گفت	روز کتاب و شما بالہو جفت
ان کی مائیں غصے سے کہنے لگیں	وقت مکتب کا ہے کھیل اچھا نہیں
وقت تحصیل است اکنون شما	میگر یزید از کتاب اوستا
وقت یہ پڑھنے کا ہے پھر کس لئے	بھاگتے ہو مکتب و استاد سے
عذر آوروںد کاے مادر تو بیت	ایں گناہ از ما و از قصیر نیست
عذر کر کے سب نے ماؤں سے کہا	یہ ہماری تو نہیں کچھ بھی خطا
از قضاے آسماں استاد ما	گشت رنجور و قیم و مبتلا
تھاپی استاد کو حکم قضا	ہو گیا بیمار و دکھ میں مبتلا
مادراں گفتند مکرست و دروغ	صد دروغ آرید بہر طمع و دروغ
بولیں مائیں کہہ رہے ہو مکر سے	چلے سو ہیں اک دہی کے واسطے

در حقیقت بر حقیقت بگردی

ایک حکایت گویند گر بنوی

تا حقیقت کا تو گرویدہ رہے

اک حکایت میں کہوں گے تو سنئے

ایک غلوٹ نشین دین کا قصہ

غلوٹ اور ابو دہ بھو ابے ندیم

بود ویشے بکھسارے مقیم

تھا۔ فقط تنہائی تھی اسکی ندیم

ایک درویش اک پہاڑی پر مقیم

بود از انفاں مرد و زن ملول

چوں ز خالق میر سید اور اشمول

مرد و عورت سے پہنچتا تھا ملال

چونکہ تھا اللہ سے اس کا وصال

سہل شد ہم قوم و گھر اسفر

پہنچا نہ سہل شد مارا حضر

دوسروں کو ہے یونہی آساں سفر

ہم کو رہنا ہے وطن میں سہل

عاشق است آں خواجہ پراہنگری

آپنا نہ عاشقی بر سرور می

خواجہ ہے آہنگری پر مبتلا

جس طرح تو سروری پر ہے فدا

میل آخرا درویش انداختہ

ہر کسے ابھر کارے ساختہ

رجبت اس کی اسے دل میں ڈال دی

ہے بنا اک کام کو یاں ہر کوئی

خار و خس بے آب بادے کئے و

دست و پا بے شوق کب جنبش کریں

خار و خس پاتی ہوا رہن کب چلیں

گر بہ بینی میل خود سونے سما

پتہ دولت پر کشا ہچوں ہما

ہو اگر رغبت تری سونے زمیں

کھول دے دولت کے پر مٹل ہما

اور بہ بینی میل خود سونے زمیں

نوحہ میکن پہچ منشیان نہیں

عافلاں خود نو جا پیش کنند

نوحہ کر اور بیٹھ مت رہ ہنشیں

ہر ہے دانتا تار وہ پہلے کرے

جاہلاں آخر بسر بر میزنند

جاہل آخر میں ہیں سر کو پہنچتے

یارہ یارہ کرو ساعد ہائے خویش	روح والہ کہ نہیں اندر نہ پیش
مکڑے مکڑے اپنے ہاتھوں کو کیا	پیش وہیں کیا جانے روح مبتلا
اے بسام و شجاع اندر خراب	کہ بے دوست یا پائیش ضراب
جنگ میں ہوتے ہیں ایسے شورا	ضرب سے کہتے ہیں چکے دست و پا
اوہماں مست آور و درگیر دوار	برگمان آنکہ ہفت او برقرار
وہ ہی ہمت سے پھر کرتے ہیں وار	جانتے ہیں - ہیں ابھی تک برقرار
خود نہ بیند دست افتہ و ضرر	خون ازو بسیار افتہ بے خبر
ہاتھ کا کٹنا نہیں آتا نظر	خون بہتا ہے - مگر نہیں بے خبر

جسم روح کا لباس ہے

تا بانی کہ تن آمد چوں لبیس	رو بکولابس لباس را لبیس
جسم ہے لبوس - اگر معلوم ہو	وہو نہ تو کپڑے پہننے والے کو
روح را توحید اللہ خوشترست	غیر ظاہر دوست چاہئے و بگترست
روح کو خوشتر ہے توحید خدا	اور باطن میں ہیں اس کے دست دیا
دست پا در خواب بینی ایتلاف	آن حقیقت ان مع الش از کز ان
دست و پا گر خواب میں دیکھے	وہ حقیقت ہے نہ جھوٹا جان اسے
آں توئی کہ بے بدن اری بن	پس ترس از جسم جان و تن
تو وہ ہے - بے جسم رکھتا ہے بدن	جان جانے تو نہ ذرا اسے جان من
روح دارد بے بدن پس کاؤ بار	مرغ باشد در قفس پس بقرار
بے بدن بھی روح کو ہے کاؤ بار	مرغ رہتا ہے قفس میں بقرار
باش تا مرغ از قفس آید برون	تا بہ بینی ہفت چرخ اور از بون
مرغ کو باہر قفس سے آنے دے	پھر ہوں ہفت افلاک پہنچ اس کے لیے

گویم غریباں خواہم اے حری	چوں بروی خاک اجمع آوری
پھر کہ مجھ سے کہ چھلنی بھکدے	خاک کو جب جمع کر لے جھاڑ کے
جائے دیگرہ و ازینجا والسلام	من زاول دیدم آخر اتمام
جاکیس اور اس جگہ سے۔ والسلام	دیکھا ہے اول سے آخر تک تمام
ہر کہ آخر میں چہ با معنی بود	ہر کہ اول میں بود و اعنی بود
جو ہو آخر میں۔ ہے با معنی وہی	جو کہ اول میں ہو ہے اندھا وہی
اندر آخر او نگر و دشر مسار	ہر کہ اول بسنگ و پایاں کار
وہ نہ آخر میں کبھی ہو شمسار	جو کہ پہلے سوچ لے انجام کار
بادشاہی بندہ درویشی است	حکم چوں بر عاقبت اندیشی است
بادشاہی ہے فقیری کی غلام	عاقبت بینی پس ہے حکم اے ہمام
در نگر و اللہ اعلم بالسادا	عاقبت بیناں بوند اہل شاد
غور کر، واللہ اعلم بالصواب	جو ہیں آخر میں۔ وہی ہیں کامیاب
قصہ آں مروزا بہد باز گوے	ایں سخن پایاں نمودار باز گوے
مروزاہد کی حکایت پھر سنا	راز گو، قصہ بہت ہے یہ بڑا
کاندراں کسار بودش خواہد	اکن تمام اکنوں حدیث شیخ فرو
ہاں۔ پہاڑوں میں وہ کرتا تھا بہر	شیخ کا قصہ ذرا اب ختم کر

پہاڑی زاہد کا قصہ

سیب امرود و انار بے شمار	اندر اں کہ بود اشجار و شمار
سیب امرود اور انار اچھے بھلے	کوہ پر تھے بیڑ اور میوے نکلے
غیر آں چیزے نخورے دامنا	وقت آں درویش بود آں میوما
اور کچھ کھاتا نہ تھا اُن کے سوا	میوے اس درویش کی تھے بس غذا

زابتدائے کار آخر ابیں

ابتدا میں کام کا انجام دیکھ

تا نہا شئی نویشیاں یوم دیں

حشر میں تا ہونے کو بدنام دیکھ

ایک شخص اور ایک سنار

اے ایک آمد پیش زر گرے

پاس زر گرے گیا اک آدمی

گفت: خواجہ مرا غرابانیت

بوللا۔ اے خواجہ یہاں چھلنی کہاں

گفت جابلے ندام بردکاں

بوللا۔ جھاڑو بھی نہیں دکاں میں

من ترا زونے کہ میخوام بدہ

میں ترا زو مانگتا ہوں مجھ کو شے

گفت بشنیدم سخن کر سیتم

بوللا سب سنتا ہوں۔ میں ہر نہیں

ایں شنیدم ایک پیری مرشد

یہ سننا۔ ہے جسم تیرا کا پتا

فہم کردم یک پیری ناتواں

جانتا ہوں۔ کہ ہے پیر ناتواں

داں زر تو نام قراضہ خورد مرد

اور سونا ریزہ ریزہ ہے ترا

اپس بگولی خواجہ جابلے پیار

پس کے تو مجھ سے لا جھاڑو ذرا

کہ ترا زودہ کہ پر سخم زرے

وے ترا زو تاکہ زر تو لوں انجی

گفت میزان ہ بریں سخرایت

دق نہ کر۔ بولا۔ ترا زو لا یہاں

گفت بس بس میں مضاحکہاں

بوللا۔ بس بس چھڑ دے یہ بھین

خوشیتن اگر ممکن ہر سو مجھ

یوں نہ بہرہ بن۔ نہ کر چلے سنے

تا نہ پنداری کہ بے مغیبتم

کہ یقین اسکا میں بے مغیبت

دست لہزاں جسم تو نامنقش

تو ہے بوڑھا۔ جسم لاغر ہے ترا

دست لہزہ ضعف لہزاں ہر زماں

ہاتھ لہزاں ضعف سے ہیں بیگیاں

دست لہزہ بین بیزور زخرو

ہاتھ کانپیں گے گئے گا بر ملا

کہ بگویم زرخو را از غبار

دھونڈ لوں سونا چ کوڑے میں گرا

در حدیث دیگر دل و اس چنان	کاجے شان آتش اند تارخان
ہے حدیث اک یہ کہ دل ہے بے سخی	دیگ میں جیسے ہو پانی جوش زن
در حدیث دیگر آدے شریف	ہست دل مانند کینک ضعیف
ہے حدیث اک یہ ذرا سن لے شریف	جسم میں یہ دل ہے اک چٹا ضعیف
کہ قرآنے نبودش بر یکاں	مے جہد و اتم از نیجا تا پداں
اک جگہ جس کو نہیں ملتا قرار	ہر طرف وہ ہے پھٹکتی بار بار
ہر زمان دل او گر لائے بود	آں نہ ازوے کیان جائے بود
رائے دل کی ہر گھڑی ہے فوسری	رائے وہ اس کی نہیں ہے اور ہی
پس چرا امین فتویٰ برائے دل	عہد بندی تاشوی آخر اجل
کیوں تو بے پروا ہو سن کر رائے دل	عہد کر کے ہو پشیمان اور نجل
لہنم از سنا شیر حکمت و قدر	چاہے مے بلینی و نتوانی حذر
یہ بھی ہے تاثیر حکیم کبریا	ہے کٹواں ظاہر، نہیں بچنے کی جا
فیست خود از مرغ پراں مرغ ب	کو نہ بنید دام و افتد در غلب
مرغ پراں سے تجب یہ نہیں	جو نہ دیکھے دام اور ہو غم نشین
اے عجب کہ دام بنید باوند	گر بخوابد ورنخواہد مے فتد
ہاں تجب یہ ہے کہ پھندا دیکھ کے	اس میں وہ خواہی نخواہی گر پڑے
چشم باز و گوش باز و دام پیش	سوز دامے مے پردا پڑے خویش
واہوں گوش و چشم، پھندا سامنے	خود پروں سے اڑ کے پھندے میں پھنسے
بند دام کی تشبیہ قصبات	
بنگر اندر دل مہتر زادہ	سر برہنہ در بلا افتادہ
دیکھ تو گدڑی میں مہتر زادہ کو	سر برہنہ اور بلا افتادہ کو

عہد کرو کہ بخیم در ز من	گفت آن رویش با تو من
ہے کیا عہد اب نہ میوہ توڑوگا	بلکہ وہ درویش بچے سے اے خدا
نیز غیرے را نکویم کہ بچین	خود بخیم میوہ را در کل عین
اور نہ تڑواؤنگا میوہ غیر سے	میں نہ خود توڑوونگا میوے پیڑ کے
من بخیم از ورخت مشتعل	جز از آن میوہ کہ باو اندازدش
میں نہ کچھ توڑوونگا اونچے پیڑ سے	ماسوا اسکے ہوا سے جو گرے
تا در آمد امتحانات خدا	مڈتے پر نذر خود بودش وفا
امتحان عہد کا وقت آگیا	تو توں وہ عہد پر قائم رہا
گر خدا خواہد بہیمیاں پرزید	زیں سبب فرمود استشنا کنید
عہد اگر چاہے خدا پورا کرے	اس لئے ہے حکم استشنا کرے
اختیار چلگاں پست من بہت	ز آنکہ حکم کار و دوست من است
پست تر ہے مجھ سے سب کا اختیار	کیونکہ میرے ہاتھ میں ہے حکم کار
ہر زمانہ پر دل ہم داغ جو	ہر زمانہ دل ادھم میل و گر
ہر گھڑی داغ جگر پر دل پر رکھوں	ہر گھڑی دل کو نیا اک ذوق دوں
کل شیء عن مراومی للحمید	کل صبح لانا شان جدید
کب جدا مقصد سے میرے کوئی شے	ہر صبح میری جدا ہی شان ہے
در بیابانے اسیر صرصریت	در حدیث آملہ دل پہنچان نیست
دشت کی آندھی میں جو ہے منتشر	قول پہنچتا ہے۔ دل ہے مثل پر
کہ چپ کہ است با خدا خلاف	باو پر را ہر طرف اندکراف
دائیں بائیں آگے پیچھے ہر ملا	پھینکتی ہے پر کو ہر جانب ہوا
اے بیفی حکم ہے۔ کہ جب تم کوئی عہد کیا کرو۔ تو "انشاء اللہ تعالیٰ" کہ	
لیا کرو	

از انکہ آہنگ مر آزا بشکند	حقہ گروہم خشت زنداں بر کند
بند ہو تو قوطے آہن گر آ سے	اینٹ زنداں کی نقب زن توڑے
ایں عجب یں بندینہاں گنج اں	عاجز از تکبیر آں آہن گراں
یہ عجب اک بند ہے سخت و نہاں	توڑنے سے عاجز آہن گر یہاں
دیدن آں بند احمد را رسد	بر گلوئے بستہ چیل من مسد
اگهی احمد کو ہے اس بند کی	رستی خرما کی گلے میں دیکھ لی
ادید بر پشت عیال یو لب	تنگ ہیز مفت جمال محط
لکڑیاں لاوے بھئی زوجہ یو لب	آپ نے فرمایا حال محط
جبل ہیر مارا جزا و چٹھے ندید	کہ پید آید برو ہر ناپید
رستی لکڑی کون آن رہن دیکھتا	آن پہ تھا ہر عمارت و باطن کھلا
باقیانش جملہ تادیلے کنند	کایں زہر و شہیت ایشاں چھند
باقی سب تادیلیں کرتے ہیں یار	یہ ہیں بیوقوف اور وہ ہیں پرچار
بیک ز تاثر آں شیش دو تو	کشتہ و نالاں شدہ و پیش او
بیچھے اُس کی قم بھئی اُس تاثیر سے	آیا وہ تالاں ہی اُسکے سامنے
اکہ دعا و ہمتے تاوار رسم	تا از یں بند نہاں مروں کھم
کہ تو بہت اور دعا، تاہوں رہا	قید سے باہر ہیں آ جاؤں ذرا
آئندہ اندا یں علامتہا پید	چوں زندان دوستی را از سعید
جو کہ دیکھے اس علامت کو غیاں	کہوں نہ پہچانے وہ نیکے پرکشاں
واندہ پوشد بامروا بحال	کہ زندان کشف را از حق حلال
دکھتا ہے پنہاں بچکے کبریا	جانے کشف راز کو وہ مارو

۱۔ یعنی زوجہ یو لب کے گلے میں +

۲۔ لکڑیوں کی اٹھانے والی +

دوسروئے نابکاری سوختہ	امتشہ و املاک خود بفرختہ
نابکاری کی ہوا میں ہے جلا	مال و اسباب اس نے بیجا پرلا
خوار گشتہ درمیان قوم خویش	مرہمش نایاب لب لبس و لبش
اور اپنی قوم میں بدنام و خوار	مقتا بس مرہم نہیں دل ہے فگار
خان مان فتنہ شد و بدنام و خوار	کام دشمن مہر و دوا بار دار
خانان برباد اور رسوا و خوار	بوچھ وہ ڈھوتا ہے دشمن کامگار
زادے بنید بگوید اے کیا	ہمتے میدار از بہر خدا
دیکھ کر زائد کو اس سے یوں کہے	گر مدد میری خدا کے واسطے
کاندیریں بازو زشت فدا وہ ام	مال و زر و نعمت ز کف اوہ ام
ہو گیا ادبار میں میں مبتلا	مال و زر سب ہاتھ سے جاتا رہا
ہمتے تا بول کہ من میں وار ہم	زیر گل تیرہ بود کلوہ ہم
کر دے ایسی کہ ہو جاؤں رہا	خاک تیرہ سے کروں خود کو جدا
ایں عامیخواہد او از عا و خاص	کا خلاص و خلاص و خلاص
ہر کس و نا کس سے تھی یہ انتہا	کر رہا ہاں کر رہا ہاں کر رہا
دست بازو پائے بازو بند نے	نے موکل پر سرش نے آہنے
دست و پا آزاد قید و بند سے	سر پہ تھا جی اور نہ لوہے کے کٹ
از کد میں بند میجوی خلاص	وز کد میں قید میجو ہی مناس
تو رہائی خواہ ہے کس قید سے	ہے ضروری بھاگنا کس سے بچے
بند تقدیر و قضائے مستحق	ہاں نہ بند آں بجز ذوات صغی
قید تقدیر اور پوشیدہ قضا	کون دیکھے اس کو بے مرور خدا
گرچہ پیدائش آں و رکنست	بدتر از زنداں بند آہنست
گرچہ وہ ظاہر نہیں پنہاں تو ہے	بدتر از زنجیر و صد زنداں تو ہے

غیرت حق کو بشمالش دوزو	ز آنکہ فرمود است و فواہا لعمود
غیرت حق نے سزا دی اسکو زو	کیونکہ فرمایا ہے او فواہا لعمود
درویش کا ہاتھ کاٹا جانا	
اتفاقاً دزد چنڈے تا خلتہ	واندر آں کہسار منزل ساختہ
اتفاقاً چنڈ چور آئے وہیں	اس پہاڑی میں ہوئے مسکین
بیست نوزدان برباد آںجاویش	بخش میگردند مسروقات غریب
بیس تھے وہ بلکہ زائد بیس سے	مال تھے چوری کا باہم بانٹتے
شحنہ راغما ز آگ کہ وہ بو	مردم شحنہ در افتادند زو
شحنہ کہ جاسوس نے وی تھی خبر	آگئے اس کے سپاہی جلد تر
ہم بد آنجا پائے چپ دست را	جملہ بریدند و غوغائے بجاست
کاٹے بابیں پاؤں سیدھے ہاتھ بھی	شور غل سے ایک پہل بچ گئی
دست ز اہم پریدہ شد غلط	پاشا میخواست ہم کو نہ غلط
ہاتھ زاہد کا بھی سہواً کٹ گیا	چاہتے تھے پاؤں بھی وہ کاٹنا
در زماں آمد سوائے بس گزین	ہانگت زو بر عواں کا گتیل
آگیا ناگاہ جس جا اک سوار	ہر سپاہی سے کہا - اے نابکار
ایں فلاں شخصیت ابدال خدا	دست و را تو چرا کردی جدا
ہے فلاں یہ شخص ابدال خدا	ہاتھ اس کا کیوں کیا تم نے جدا
آں عواں بدیدہ بدین ز رفت	پیش شحنہ دوا آگاہیش گفت
وہ سپاہی پھاڑ کو کپڑے چلے	دانتے سب جاگے شحنہ سے کہے

۱۷ اپنے عہد وفا کرو *

ایں سخن پایاں نداراں فقیر
از مجاعت شد زبون تن اسیر
بات طولانی ہے یہ اور وہ فقیر
بھوک سے لاعز ہے آلت میں اسیر

فقیر کا درخت سے امرود توڑنا

پنج روزاں باداموں نے زحمت
پانچ دلی تک جب نہ امرود اک گرا
بزرگ شاخ مروے چند و پید
دیکھ مرواس نے کچھ اک شاخ پر
بادام شاخ را سر زیر کرد
جب ہوا سے شاخ نیچے کو چلی
جوع و صنف قوت جذب قضا
بھوک اور ضعف اور پھر جذب قضا
چونکہ از امرود بن میوہ شکست
ہیڑ سے امرود کے میوہ لیا
ہم در آندم کو شمال حق رسید
گوشتالی حق سے آئی بے گمان
مخلصان ہستند دائم در خطر
جو ہیں غلصہ ہے سدا ان کو خطر
یا ممکن نہ کہ نتوانی وفا
عہد مت کر جب نہ ہو غلصہ وفا
باز چشم توئے قصہ کاں فقیر
پھر وہی قصہ سناؤں۔ وہ فقیر

ز آتش جوش صبور میگریخت
بھوک سے بے صبر آخر ہو گیا
باز صبر کے کرد خود او آتشید
صبر کر کے پھر چلا آیا ادھر
طبع را بر خوردن و چیر کرد
پھر طبیعت کھانے پر راعب ہوئی
کردا ہدرا زندرش بیوفا
عہد زاہد کا نہ قائم رہ سکا
گشت نذر عہد زنجوش سست
سست اپنے عہد میں وہ ہو گیا
چشم او بکشا و گوش او کشید
کھولیں آنکھیں اور مٹیں اُسے کان
امتحانا ہست راہ لے پیر
استمال ہیں راستے میں اے پیر
بر خط منشیں میروں جب ہلا
پڑ نہ خطرے میں۔ بلا سے باہر آ
عہد چوں شکست درم شد کیر
ٹوڑ کر یوں عہد ہو بیجا اسیر

لے بسا مستور و پر پردہ	شومی فرج و گلو رسوا شدہ
ہیں بہت سی عورتیں پردہ نشیں	جو گلو فرج سے رسوا ہوئیں
لے بسا قاضی جبر نیک خو	از گلوئے شوتے اوزر ورو
ہیں بہت قاضی وانا نیک خو	جو ہیں رشوت کے سبب سے زور ورو
لے بسا حاجی کج رفتہ بعشق	وقت باز آمد شدہ دیار نیک
حاجی اکثر شوقی سے جج کو گئے	لوٹ کر آئے تو فاسق ہو گئے
بلکہ در ہاروت و ماروت میں سر آ	از عروج چرخ شاں شد سدا بہار
حص سے ہاروت و ماروت اب یہاں	پا نہیں سکتے عروج آسمان
پایہ پڈاز بہر لیں کراختر از	وید در خود کاہلی اندر نماز
پایہ پڈاز اس سے بچے اسوج سے	کھلے نمازوں میں دکھستی دیکھتے
از بسدا بدیشہ کرد آں فوہا	وید علت خوردن بسیار آب
کاہلی کی اپنی دھونڈی وجہ جب	تھا زیادہ پانی پینا ہی سبب
گفت تاسا لے خواہم خورد آب	اچھاں کرد خدائیش اوتاب
بولے چھوڑا اک برس کو میں نے آج	پھر کیا ایسا ہی حق نے وی دوتا ب
ایں ہمیدہ جہاں وید بہر دیں	گشت سلطان قطب العارفین
یہ بھی ادنیٰ کو شش انکی ہر دیں	ہوئے سلطان و قطب العارفین
چوں بریدہ مند برائے ارحم	مروزا ہدر اور شکوئی بہت
تا جہ جرم خلق سے جب کٹ گیا	مروزا ہد کو نہ کچھ شکوہ رہا
اچھیں با شہد چو یکد رہنہ شد	صد در دیگر بڑا شکستہ مند
ایسا ہوتا ہے جب اک در بندہ	اور کھل جاتے ہیں متوار مومنو
شیخ قطع گشت نامش پیش خلق	کر معروفش بدیں القاب خلق
شیخ قطع نام آن کا ہو گیا	خلق نے مشہور یوں انکو کیا

کہ نہ انتہم خدا بر من گواہ	سختنہ آمد یا بہتہ عذر خواہ
بے خبر تھے ہم، خدا خود ہے گواہ	سختنہ آیا یا برہنہ عذر خواہ
اے کریم و سرور اہل بہشت	ہیں ہبل کن مر مر از نیگار زشت
سرور اہل بہشت اور اے کریم	عفو کر دے اس بدی کو اے سلیم
میشناسم من گناہ خویش را	گفت میدانم سبب این عیش را
اور ہوں اپنی خطا پہچانتا	بولد اس کی وجہ میں ہوں جانتا
پس مینم بودا داستان او	من شکستم حرمت پیمان او
ہاتھ سیدھا لے لیا اُسے انجی	توڑی میں نے حرمت اسکے عہد کی
تا رسید آں شومی جرات بدست	من شکستم عہد و دانستم بدست
شومی جرات میں ہاتھ آخر چھنسا	عہد توڑا میں نے اور جانا پڑا
باواری فداے حکم دوست	دست ماو پائے ماوغز دوست
سب ہیں اے حاکم فداے حکم دوست	ہاتھ پاؤں اور ہمارا مغز و پوست
تو نہ انسنی ترا نہ بود و بال	قسم من بودایں ترا کہ دم حلال
تجھ کو کیا معلوم، تیری کیا خطا	بجھ کو بجٹا، یہ مری قیمت میں تھا
با خدا سامان پیچیدین کراست	اسکے اودانست و فرما زو است
کون اچھے اس سے جو خود ہے خدا	جاننا تھا جو وہ ہے فرما زو
بر کنار ہا مجوس قفص	اے بسامرغاں ز معدہ و رقص
کوٹھے کے آؤ پر ہیں بھجڑے میں پڑے	ہیں بہت سے مرغ مارے چھوک کے
کہ یریدہ حلق او ہم حلق او	اے بسامرغ پرندہ دانہ جو
حلق کے باعث کٹے انکے گلو	ہیں بہت سے مرغ ایسے دانہ جو
گشتہ از حرص گلو ماخوشت	اے بساماہی در آئیے دوست
بچھنس گئیں حرص گلو سے خشست	پھیلیاں دریا میں کیا جرات کریں

من نخواستیم کالہ کافر شوند	وز ضلالت رگلمان بد روند
میں نے یہ چاہا کہ وہ کافر نہ ہوں	ہوں نہ گمراہ، بدگمانی کے یوں
ایں کرامت ابرو دیم آشکار	کہ مصیبت مست اندر وقت کا
یہ کرامت ہم نے کر دی آشکار	تا مدد کچھ تجھ کو پہنچے وقت کار
تا کہ ایں بیچارگان گماں	رونکر وند از جناب آسماں
یہ جو بیچارے نہ ہوتے بدگماں	رونکر دیتے فیض آسماں
من ترایے ایں کرامت ہمار پیش	خود تسلی و امے از ذات خویش
اس کرامت سے بھی پہلے میں تھے	خود تسلی دیتا اپنی ذات سے
ایں کرامت بہر ایشیاں امت	و ایں جہان از ہر این نہاوت
یہ کرامت دیا تجھے اُن کے لئے	یہ چراغ اب ہیں جلے اُنکے لئے
تو از آں بگذشتہ کو مرگ تن	ترسی از تفریق اجڑے بدن
تو ہے بالاتر، کہ مرگ جسم سے	عضو کی تفریق ہونے سے ڈرے
و ہم تفریق از مرایے نوریت	دفع وہم از سر رسیدت نیکیت
دہم تجھ میں ہے کہاں تفریق کا	دفع وہم اب تجھ کو باطن سے ملا

فرعون کے جادوگر

ساحراں اُٹنے کو فرعون لعین	کہ وہ تہدید و سیاست بزمیں
ساحروں سے ہوں کما فرعون نے	میں سزا دینا سیاست کے لئے
کہ ہم دست پاستاں از غلاف	پس در آویند از دانتاں معاشا
دست و پا کاٹوں جتنے ہو تم خلاف	اور لٹکا دوں۔ کروں میں کیوں صفا
ادجہاں پنداشت کایشاں ہما	و ہم و نحو یقیند و سواس گماں
وہ یہ سمجھا سب بے انہی ڈرتے رہیں	و ہم و سواس و گمان و خفی میں

اگر تو نام اولش خواہی واں
ہیں برو بوا بخیر نیسا پیش خواں
پہلا نام آن کا جو چاہے جانتا
کہ انہیں بوا بخیر نیسا قنا

شیخ افطع کی کرامت

در عرض و رایکے زاعرب یافت
کوہر و دست خود ز نیل منت
دیکھا اک زائر نے چھتر میں انہیں
مجھے تھے ز نیل جو مٹی ہاتھ میں
گفت وراے عدوئے جان خویش
در عرضم آمدی سر کردہ پیش
بولے۔ اپنی جان کا تو ہے عدد
ہیں چر اگر دی شتاب ندر سابق
تو نے سبقت کس لئے کی بے نفاق
پس بستم کرد و گفت اکنوں بیا
مشکدا کر پھر کہا اس سے۔ کہ آ
آنمیرم من مگو ایں باکسے
لکھنا میری زبیت تک اسکو نہاں
بعد از ازل قوم دگر از روزش
بعد از آں روزن سے قوم اک دوسری
گفت حکمت اتو دانی کردگار
بولے۔ حکمت تو جانے کردگار
آمد الہامش کہ بیکندے بد مذ
یوں ہوا الہام۔ تھے کچھ آدمی
کہ مگو سالوس بود او در طریق
اں طریق میں وہ اک مکار تھا

کوہر و دست خود ز نیل منت
مجھے تھے ز نیل جو مٹی ہاتھ میں
در عرضم آمدی سر کردہ پیش
آگیا کہو مگر مرے چھتر میں تو
گفت ز افراط مروا شتیاق
بولامجھ کو تھا بڑا ہی اشتیاق
ایک مخفی اربابیں اے کیا
ہاں مگر سب سے چھپانا ماجرا
نے قرینے نے جیسے نے خسے
اپنے بیگانوں سے کہ دینا نہ ہاں
مطلع گشتند بر ما فیدش
ان کے یوں مجھے سے واقف ہو گئی
من گتم نہاں تو کردی آشکار
ہیں چھپاتا ہوں۔ کرے تو آشکار
کہ دریں غم بر تو مگر مشیدند
جو کھلی تکذیب کرتے تھے تری
کہ خدا رسواش کرد اندر فوٹقی
اس نے رسوا خدا نے کہ دیا

روز و ر خوابی مگو کلا خواب نیست	سایہ فرعست اصل جز متا نیست
تو ہے سوتا یہ نہ کہ کب خواب ہے	سایہ ہے شاخ، اصل بس متا ہے
خوابیچہ اپیت کن اے عضد	کو بہ بیند خفتہ کو در خواب شد
خواب بیداری ہے گویا اے جواں	خفتہ کیا سمجھے کہ ہے خواب گراں
او گمان وہ کہ ایندم خفتہ ام	بیخیزاں کوست در خواب دم
وہ تو یہ جانے کہ ہوں سویا ہوا	اصل میں پر خواب ہے وہ دوسرا
کوزہ گر گر کوزہ را بشکند	بچوں بخواہد باز خود قالم کند
کوزہ گر، کوزہ کوئی توڑے اگر	پھر وہ جب چاہے بنا دے جوڑ کر
کور را ہر گام باشد ترس چاہ	با ہزاراں ترس مے آید براہ
اندھے کو ہے ہر قدم پر خوف چاہ	سیکڑوں خطروں میں چلتا ہے وہ راہ
مرد بنیاد پر عرض راہ را	پس بد اندام خاک چاہ را
مرد بنیاد دیکھتا ہے راہ کو	جاننا ہے ہر گڑھے اور چاہ کو
پاؤں زانویش نلزد و ہر دمے	رو ترش کے دار و اواز ہر غمے
پاؤں اور زانو لرزتے ہی نہیں	ترش تو وہ کب ہو اور اند و نگیں
خیز فرعون کہ ما آئیم ستیم	کہ بہر بانگے ز غولنے ستیم
دیکھ اے فرعون ایسے ہم نہیں	بانگ غولی پر ٹھہرتے ہیں کہیں؟
خرقہ مارا بد رو زندہ ہست	ورنہ خود مارا پر ہنہ تن بہست
پھاڑ خرقہ سینے والا ہے خدا	یوں بھی ہم خوش ہیں دگر اس نے سیا
بے لباس ایں خواب اندر کنار	خوش کبیرم اے عدوئے نابکارا
بے لباس اس خواب سے ہوں ہمنکار	خوش ہوں اس سے اے عدوئے نابکارا
خوشتر از تجرید از تن و مزین کج	نیست اے فرعون کے الہام کج
سب سے بہتر ہے جدائی جسم سے	سن تو اے فرعون بے الہام سے

از تو سمجھا دیندیرات نفس	کہ پود شاں لرزہ خوف و ترس
نفس کی دھکی سے وہ ڈرتے ہیں	خوف سے لرزاں بدن اُنکے رہیں
بزرگچہ لورول بنشستہ اند	اومیدانت کاایشان مستہ اند
لورول کے در پہ سب آہا وہیں	وہ نہ سمجھا تھا کہ یہ آزا وہیں
چاکب و چیت و کش و چستہ اند	سایہ خود را از خود دانستہ اند
شنا وہیں چالاک چستی ہیں بھرے	اپنا سایہ جسم کو ہیں جانتے
خرد کو بداندیں گلزار شاں	باوین گردول گرصد بار شاں
ریزہ ریزہ اھو کر دے دانہی	گر فلک کی اوکھلی سو بار بھی
از فروع وہم کم تر سیدہ اند	اصل آں ترکیب چون یہ اند
وہ ہمیں درے فروع وہم سے	اصل ہیں ترکیب کی دیکھتے ہوئے
گر رود و خواب دستے بالکفیت	ایںجہاں ہمست اندر ظن مالیت
خواب میں گر ہاتھ کٹ جلتے نہ ڈر	یہ جہاں ہے وہم ظن سے جاگد
ہم سرت پر جاست ہم عمرت و از	اگر خواب نہ سرت برید کار
عمر تیری بڑھ گئی۔ سر پہ ہکا	خواب میں گر سر چھڑی سے کٹ گیا
تندرستی چوں نخری بجے سفیم	اگر نہ نخری خواب خود را وہیم
جب اٹھے۔ ہو تندرستی بیشتر	خواب میں دو ٹکڑے گر آئیں نظر
فیت باکے از و صد بار شاں	حاصل اندر خواب نقصان بین
بچھ نہ ہو۔ گو سیکڑوں ٹکڑے کرے	القرض نقصاں بدن کا خواب سے
گفت ہنسیگر حکم نام ست	ایںجہاں کہ بصورت قائم ست
خواب کی صورت کہیں خیر الا نام	اس جہاں کا ہے جو صورت پر قیام
ساکاں میں یہ وہید بے رسول	از وہ تقلید تو کردی قبول
ساکوں نے اسکو دیکھا چلے رسول	کر یا تقلید سے تو نے قبول

یستوی الاعلیٰ لدیکم والبصیر	فی المقام والنزول والمبیر
ہے برابر کور اور بینا تمہیں	ہر جگہ ہر منزل اور ہر سیر میں
اچوں جنہیں اور رحم حق تعالیٰ دے	جذب اجزا اور مزاج او نہد
جب رحم میں بچے کو حق جان دے	جذب اجزا کا طبیعت میں رکھے
ان خورش او جذب جزا بکند	تار و پودہ جسم خود رائے تند
کھانے سے وہ جذب اجزا کو کرے	تانا بانا جسم کا اپنے تئیں
ساقچل سالش بجزب جزو ہا	حق حریصش کردہ باشد در نما
جذب اجزا کے لئے چالیس سال	ہے حریص اس کو بناتا فوج الجلال
جذب جزا روح را تعلیم کرو	چوں نہ اند جذب جزا شاہ فرو
جب سبق وہ روح کو دے جذب کا	جذب اجزا کیوں نہ جانے کبریا
جامع میں ذرہ ماخوشید بود	بے غذا اجزات ادا نہ رپود
جمع ان ذروں کو سورج نے کیا	نیرے اجزا کو چلائے بے غذا
اں زمانے کہ در آئی تو خواب	ہوش و حش رفتہ را خواہد تاب
جس گھڑی بیدار ہو تو خواب سے	ہوش و حش رفتہ کو پھر دیکھ لے
آبدانی کاں ازوغائب شد	باز آید چونکہ فرماید کہ غد
ہو یقین تجھ کو نہ کھے وہ منتشر	لوٹ آئیں جب وہ فرمائے کہ پھر

حضرت عزیز کا گدھا

ہیں عزیز اور نگر اندر خرت	کہ ہو سیدہ است فرینیدہ برت
اے عزیز! اپنے گدھے پر غور کر	سڑ گیا اور گل گیا پیش نظر
پیش تو گدھا وریم اجزاش را	اں سرود و دود و گوش و باش را
کہ میں اجزا جمع تیرے سامنے	کان - حوم سر پاؤں ہوں باہم پہلے

ایک منجر اور ایک ونٹ

گفت استر با شتر لے خوش وقت	درد از و شیب دور راہ عقیق
بولا چتر اونٹ سے کیوں اے رفیق	اونچا نیچا جب ہو رستہ یا عقیق
تو نیانی در سر و خوش میروی	من ہے آلم بسور چوں غوی
سر کے بل گرتا نہیں تو بے گماں	اور میں گرتا ہوں اکثر ناگماں
من ہے اقم برودر ہر مے	خواہ در خشکی و خواہ اندریے
منہ کے بل گرتا ہوں میں تو ہر گھڑی	خواہ وہ خشکی ہو کوئی یا تری
ایں سبب ابا زگو با من جڑست	تا بد ائم من کہ چون باست نیست
کچھ سبب اس کا بتا آخر مجھے	تا کہ رستہ مجھ کو جینے کا ملے
گفت از چشم تو چشم من نقیس	بیگماں و شترست و دور ہیں
بولا تیری آنکھوں سے آنکھیں مری	دور ہیں ہیں اور بہت ہے روشنی
بعد از ان ہم از بلندی نا ظرم	زیں سبب در رو چشم حاضر م
میں بلندی سے ہوں سب کچھ دیکھتا	منہ کے بل گرتا نہیں یوں برملا
خوش برلم بر سر کوہ بلند	آخر عقبہ بنیم ہو شمشد
خوش خوش آتا ہوں سر کوہ بلند	گھائی کو میں دیکھتا ہوں ہو شمشد
پس ہمہ پستی و بالائی مراہ	دیدہ ام را و انما ید ہم الہ
یہ بلندی راہ کی - یہ پستیاں	کرتا رہتا ہے خدا مجھ پر عیاں
ہر قدم من از سریش فہم	از عمار و اوقادون داریم
ہر قدم رکھتا ہوں میں دانائی سے	لغزش اور گرنے سے بچنے کے لئے
تو بہ بینی پیش خود یکدوسہ گام	وانہ بینی و نہ بینی رنج وام
دیکھتا ہے تو فقط دو تین گام	وانہ کو دیکھے نہ دیکھے رنج وام

سخت لہجہ بی بگوائے نیکو	ایک صبح گفتش اہل بیت او
سخت دل تو کیوں ہے اے مروجہ	اس سے یوں اک روز ہیوی نے کہا
نوحہ میداریم بالشت دو تو	مازہجو و مرگ فرزند ان تو
نوحہ خاں ہیں اور جاتے ہیں بچے	ہم ترے بچوں کے ہجو و مرگ سے
یا کہ رحمت نیست دل لے کیا	تو نے گری نے زاری چرا
رحم کیا دل میں نہیں تیرے ذرا	تو نہیں روتا نہ ہے تالہ سرا
پس چہ امید ہست دل تو کو کیوں	چوں تار حے نباشد در و دروں
تجھ سے کیا امید پھر کوئی رکے	رحم جب باکل نہیں دل میں نوسے
کہ نہ بگذاری تو مارا در عنا	ما با امید تو نیم اے پیشوا
رنج سے تو ہم کو کر دیگا رہا	ہم تری امید پر ہیں پیشوا
خود شفیع ما توئی آنروز سخت	چوں بیارایند بہر حشر سخت
آن شقاوت اس مصیبت میں کرے	سخت جب محشر میں داور کا بجے
ما با کرام تو نیم امید و ام	در چنوں و زو و شب بے زینہا
ہم ہیں تیرے کطف کے امید و ام	جب ہوں ایسے بے اماں ملی و نہا
کہ نام نہی مجرم را اماں	دست ما و دامن تست آنرواں
جب اماں پا ہیں نہ اسباب خطا	ہو ہمارا ماتحت اور دامن ترا
کے گذارم مجرم ام الشکیز	گفت پیغمبر کہ روز رستخیز
مجرموں کو کب رکھوں تالہ سرا	قول پیغمبر ہے میں روز جزا
تا رہا نام شاہ اشکنجہ گراں	امن شیعہ عاصیاں ہاشم بچاں
تا کروں آن کو مصیبت سے رہا	میں شیعہ عاصیاں ہوں بر ط
وارہ نام از عتاب نقض عہد	عاصیاں اہل کیا تر را بچہ
تا نہ نقض عہد کی پائیں مزا	دو خطا سب اہل نقض کا تر کو بجا

پارہا را اجتماع میدہم	دست پلے و جزو برہم مے نہم
جمع کر کے چو دیں ٹکڑوں کو ہم	باتہ باتوں اور کریں اجزا بہم
کوہے دوز و کہن بیسوز نے	در نگہ در صنعت پارہ ز نے
بے سوزی سیتا ہے ٹکڑے بر ملا	دیکھ پارہ دوز کی صنعت ذرا
آپینچناں دوز و کہن پیدافیت درز	رسمانے سونے نے وقت خرز
یوں سئے۔ باقی نہ چھوڑے درز بھی	وقت بیٹنے کے نہیں ڈورا سونی
تاما نہ شہلہ تار یوم دیں	چشم بکشا حشر را پیدا بہ بیں
تاقیامت میں تجھے پھر شک نہ ہو	آکھ کھول اور دیکھ ظاہر حشر کو
تاملری وقت مرن را ہتمام	لہا بہ بینی جامعہ تمام
وقت مرنے کے گھبرائے ہتمام	جتن کرنا تو مرا دیکھے تمام
از فوات جملہ حسائے دنی	ہچنانکہ وقت مٹتی اہمینی
اپنی حس کے فوت سے یہ خوف تو	جس طرح سوتے میں ہے اے میگو
گرچہ میگرد و پریشان مخاب	برجواس خود نلری وقت خواب
گروہ یہی ہیں پریشان اور خراب	اور حسوں کا ڈر نہیں کچھ وقت خواب
ایک شاگ کا اپنے بچوں کی موت نہ رونا	
آسمانی شیخ برائے زیں	بود شیخ رہنمائے پیش ازیں
جو زمیں پر آسمانی شیخ تھا	تھا بھی کوئی بزرگ رہنما
ورکشائے لہو و دارا بچناں	چون تمبر در میان امتاں
کھول دیتا ہے در بارے جہاں	جیسے فرس امتوں کے دریاں
چوں نبی باشد میان قوم خویش	گفت بہم کہ شیخ رفتہ پیش
قوم میں اپنی ہے مثل انبیا	ہے بچ کا قول۔ شیخ پیشوا

دریکے مومے سیکال وصف است	فیست بر روشنی مقبول است
گر نہیں چمے پے اک مومے سیاہ	شیخ ہے وہ اور ہے مقبول الہ
چوں بوموش سپیدار باخود است	اونہ پیرست نہ حاصل پردا
بال جس کے ہوں سپید اور ہو خودی	وہ نہیں پیر اور خاص ایزدی
در سر مومے زو صفش باقیست	اونہ از عرش خدا آفاقیست
بال بھر جو وصف باقی ہو کہیں	وہ ہے دنیا دار - مروج حق نہیں
ماہمہ امیداران تو ہم	رینہ چین خوان حاصل تو ہم
ہم تو ہیں امیدوار اب سب ترے	رینہ چین ہیں ماں ترے احسان کے
لیک با ایں جملہ چون حقیقتی	بہر فرزند اں چہ الے رافقی
با وجود اس کے بھی بے شفقت ہے تو	ایسے فرزندوں سے بے گفت ہے تو
یا مگر خود دل نے سوز و ترا	باز گولے شیخ مارا ماجرا
یا پھلتا خود نہیں ہے دل ترا	کچھ تو کہ اے شیخ ہم سے ماجرا
شیخ کا نہ رونے کے واسطے عذر کرنا	
شیخ گفت اور مہندارے رفیق	کہ ندارم رحم و مہر دل شفیق
شیخ بولایہ نہ تو جان اے رفیق	رحم سے میرا نہیں ہے دل شفیق
برہمہ کفار مارا رحمت است	گمچہ جان جملہ کافر نعمت است
رحم مجھ کو کافروں پر بھی ہے اب	کافر نعمت ہیں گو وہ سب کے سب
برسگام رحمت بختنایش است	کہ چہ از سنگھا نشانائش است
رحم کتوں پر بھی آتا ہے مجھے	کیوں انہیں پختہ سے سب ہیں مارتے
لے یہاں سے اس بزرگ کی بیوی کا قول پھر شروع ہوا	

از شفاعت تائے من و روز گزند	صالحان اہمتم خود فارغند
ہاں شفاعت سے مری روز چنا	صالح امت میں فارغ بر ملا
گفت شاں چوں حکم نافذ میرود	بلکہ ایشان اشفاعتنا بود
علم بن کر ہوگی جاری انکی بات	خود شفاعت وہ کریٹے نیک ذات
من نیم و از رخدا یم بر فراشت	ہیچ و از روز غیرے بزداشت
بوجھ اٹھواتا ہے مجھ سے کہہ رہا	بار اٹھاتا ہے کسی کا کوئی کب
در قبول حق جو اندر کف کماں	آنکہ بے وزرست شفیختاں کجاں
تا براج حق جیسے ہاتھوں میں کماں	جو کہ ہے بے بوجھ ہے شیخ ابکواں
معنی میں موبداں اے نا امید	شیخ کہ بود پیر یعنی موسیٰ پید
اس کے کو معنی سمجھ - اے نا امید	شیخ بوڑھا بال ہوں جس کے سفید
تا زہستیش من اند تار مو	ہست آں موعے سپہبستی او
تار ہے باقی نہ ہستی بال بھر	بال کالے اس کی ہستی ہیں پسر
مگر سیہ موباشد او خود یا دو موت	چونکہ ہستیش نماد پیر او ست
بال کالے ہوں کہ ہوں بل چالے	بیر وہ ہے جس کی ہستی خود میٹے
نہست آں موعے ریش موعے سر	ہست آں موعے سیہ صفیٰ بشر
کب وہ موعے ریش ہیں یا موعے سر	بال کالے کیا ہیں ؟ اوصاف بشر
کہ جواں ناگشتہ ماشیخیم پیر	ہند و عیسائی بر آرد صد نفیر
ہم ہیں شیخ و پیر اور کب ہیں جوان	تھا یہ گوارے میں عیسے کا بیان
شیخ بنو و گھل باشد اے پسر	مگر ہمید از بعض اوصاف بشر
بیر کامل وہ کہاں ہے اے پسر	کہ نہیں بعض اس میں اوصاف بشر

دعاشیہ صفحہ گذشتہ (کبیرہ گناہ کرنے والے لوگ) +

رہ بردتاہ بحر پیموں سیل جو	منتصل گردو بہ بحر آنگاہ او
لے کے جانے سیل بن کر بحر تک	بحر سے مل جائے۔ تو بے شبہ و شک
نزعیاں روحی و تاعیدے بود	ورکند دعوت بہ تقلیدے بود
کب عیاں بادجی تائیدی بنے	گر کرے تبلیغ تقلیدی بنے
ناچجو چوپانے بگروا میں رمہ	گفت پسین چوں لحم داری بڑہمہ
جیسے گلہ کے لئے ہر گلہ بان	بولی بیہوی۔ تو ہے سب پر مہربان
چو مکہ فضا و اہل شان و دبیش	چوں نداری نوحہ فرزند خویش
جن پر نشتر ہے اجل کا لگ چکا	کیوں نہیں پھر نوحہ خواں فرزندوں کا
دیدہ تو بے غم و گریہ چاہست	چوں گواہ رحم اشک دیدہ ہاست
تیری آنکھیں کیوں میں غالی اشک سے	ہیں گواہ رحم آنسو آنکھ کے
در سخن یکبارہ بے آزر مہ شد	میخ و انازیں عتابش گرم شد
بے مزوت ہو گیا یکبارہ گی	میخ کی غتے سے تیوری چڑھ گئی
خود شامند فضل نے پیموں تہوڑ	رہو بزن کرو و بگفتش کاے عجز
فضل گلہ ہوئی ہے کب فضل خزا	یولا عورت سے کہ سن اے پیر ناں
غائب بینہاں زہیم دل کا ند	جگہ گرمزندانیش درجی اند
چشم دل سے ہیں بھلا پوشیدہ کب	مرگئے ہیں جو۔ ہیں زندہ سب کے سب
از چہ زور و راکتم پیموں تہوڑ	من جو بہیم شان معین پیش
مہ کو تیری طرح بیٹیوں کس لئے	دیکھتا ہوں اُن کو اپنے سامنے
ہامند و گرد و من بازی کناں	گرچہ میرنند از دور زماں
کھیلا کرتے ہیں مرے چاروں طرف	گو نہیں دُنیا میں اب وہ ذی شرف
باغریز غم و صلاست و عناق	گر یہ از ہجراں بود یا از فراق
اور فرزندوں سے ہوں میں بھلا	ہجر سے روئی ہے جان بے قرار

کہ ازیں خود وار ہانشل بخدا	اے سنگے کہ میگز و گویم دعا
تو چھڑا دے اس کی یہ عادت خدا	کجا جب کاٹے ہیں کرتا ہوں دعا
کہ بنا شند از خلائی سنگسار	ایں سنگا ترا ہم دریل مذنیہ و
سنگسار اب ہوں نہ یہ مخلوق سے	تو کتوں کی یہ رہتی ہے مجھے
مکاند شاں رحمۃ للعالمین	زائے بیاد و اولیا را بر زمین
تا بنائے رحمۃ للعالمین	اولیا کو لائے وہ سوئے نہیں
حق را خواند کہ وافر کن خلاص	خلق را خواند سو در گاہ غص
صدق دافر ہونے کی مانگیں عافیت	وہ سوئے در گاہ حق سب کو بلائیں
بچوں تشد گوید خدا یا در مہند	جہد بنماید ازیں سو بہر بند
کچھ نہ ہو تو بولیں در کھول لے خدا	زور دیتے ہیں نصیحت میں بڑا
رحمت کلتی بود ہتمام را	رحمت جزوی بود مرعام را
رحمت کلتی ہے بہر ہر ہما ملہ	رحمت جزوی ہے بہر غلیق عام
رحمت دریاست ہادی سبل	رحمت جزوش قومیں گشتہ بکل
رحمت دریا ہے ہادی بالیقین	رحمت جزوی ہے گل سے بس قرین
رحمت کل را تو ہادی ہیں بود	رحمت جزوی بکل پیوستہ شد
رحمت کل کو تو ہادی جان انجی	رحمت جزوی ہے گل سے بل گئی
ہر خدیوے اکند اشباہ بحر	اما کہ جزو ہست و نداندر افو بحر
ہوتا ہے تالاب ہر شب بحر کا	جزو ہے جبک را و دریا جانے کیا
سوئے دریا خلق را چوں آورد	چوں نداندر را و یم رہ کے پرو
لائے کیونکہ سوئے دریا خلق کو	کیا کرے جب یا در را و یم نہ ہو

لے مقبول خدا ہے

لے دریا ہے

حس ابیخواب خواب ندر کند	تا کہ غیبت باز جاں سر پر زند
جس کو بیداری میں دیتی ہے سلا	غیب سے ہو رُوح تیری آسنا
ہم پہ بیداری بہ بیند خوابا	ہم ز گردوں پر کشاید باہا
خواب دیکھے عالم بیدار میں	آسماں سے تجھے پہ دروازے کھلیں

ایک شیخ نابینا کا قرآن پڑھنا

دیر در ایام آل شیخ فقیر	مصحف در خانہ پیر خیر
دیکھا اُن روزوں میں اُن روش نے	ایک قرآن گھر میں اندھے پیر کے
پیش و ہماں شد اوقات نماز	ہر روز اہد جمع گشتہ چند روز
اس کا وہ ہمان گرما میں ہوا	دونوں زاہد دل کے بیچے ایک جا
گفت نینا اے عجب مصحف چرا	چونکہ نابینا ست در وینست
سوچا ہے قرآن کا اس جا کام کیا	جبکہ نابینا ہے پیر با مصفا
اندریں اندیشہ کشوشش فرود	کہ جز اور نیست نینا باش بود
نکہ اس اندیشے میں اسکی برہ گئی	یاں سوار اس کے نہیں رہتا کوئی
اوست تنہا مصحف آویختہ	من نیم گسترخ یا آویختہ
وہ ہے تنہا اور قرآن ہے یہاں	میں نہیں گسترخ اور بے باک یں
تا بہرسم نے خمس صبرے کسم	تا بہ صبرے ہر اے بر زخم
تا کہ پوچھوں صبر کرلوں، چچا ہوں	صبر سے مقصود میں حاصل کروں
صبر کرو ہو چندے در حرج	کشف شد کالصبر مفتاح الفرج
صبر سے تھا کچھ دنوں مجھ حرج	کھل گیا ہے صبر مفتاح الفرج
صبر کجخت لے برادر صبر کن	تا شفا یابی تو زں کج کن
صبر ہے کج اے برادر صبر کر	تجھے کو علم سے ہو شفا حاصل کر

من بہ بیداری ہے بنیمیاں	خلق اندر خواب ہے بند شاں
جاگتے ہیں دیکھتا ہوں میں انہیں	خلق انکو دیکھتی ہے خواب میں
برگ جسے از درخت فشاں کنم	ز چنباں خود را دمے پنهان کنم
جس کے پتوں کو گرا دیتا ہوں میں	دہر سے خود کو چھپا لیتا ہوں میں
عقل سیر روح باشد ہم بدان	جس سیر عقل باشد لے فلاں
عقل ہوتی ہے اسیر روح ہی	جس اسیر عقل ہے سن اے اخی
کار ہائے بستہ را ہم ساز کرد	دست بستہ عقل را جاں باز کرد
اور بختے جو کام جاری ہو گئے	عقل کے عقدے کو کھولا جان نے
پہچو خس بگرفتہ روئے آب	چشما و اندیشہ بر آب صفا
ہو خس و غاشاک جیسے اے پیر	جس اور اندیشہ ہے آب صاف پر
آب پیدا میشود پیش خرد	دست عقل آں جس بکیسو میرد
آب پیدا ہو خرد کے سامنے	دست عقل اس جس کو جب بکیسو کرے
خس چ کیسو رفت پیدا گشت آب	خس بسا ہو بود و میرچوں جاب
خس ہٹی تو ہو گیا غا ہر پھر آب	جمع مٹی خس نہر پر مثل جاب
خس فزاید از ہوا بر آب ما	چونکہ دست عقل نکشاید خدا
خس ہمارے پانی پر بڑھتی رہے	کہ نہ خان ماتحت کھولے عقل کے
از ہوا خدان گریاں عقل تو	آب را ہر دم کند پوشیدہ او
ہستی روحی ہے ہوا سے عقل ہاں	پانی کو ہر لحظہ وہ کر لے نہاں
حق کشاید ہر دو دست عقل را	چونکہ تقوے بست دو دست ہوا
عقل کے ماتحتوں کو کھولے گا خدا	بندہ گئے جب زہد سے دست ہوا
چوں خرد و سالار و مخدوم تو شد	اپس حواس چہرہ محکوم تو شد
جب ہوئی سردار عقل لے حق شناس	ہو گئے محکوم وہ غالب حواس

دو صاف جنگ پیغ زخم را	گفت ای نیکو باست حق
جنگ میں پیغ جراحت کے لئے	بولے یہ پشش ہے ابھی دیکھ لے
کو پناہ و وافع ہر جا عنیت	گفت لقمائ صبر نیکو ہمد معیت
دافع فکر و پناہ رنج و غم	بولے لقمان صبر بھی ہے معتمد
آخر والعصر را آگہ بخواں	صبر با حق قریں کرو آ فلاں
آخر والعصر پڑھ اور غور کر	صبر سے نزدیک حق سے اے پسر
کیمیا ئے پچھو صبر آدم ندید	صد ہزاراں کیمیا حق آفرید
کیمیا ئے صبر ہے سب سے سوا	گرچہ لاکھوں قسم کی ہیں کیمیا

سرخ نابینا کا بانی قصہ

کشف کشف حال مشکل در زماں	مرو نہاں صبر کروونا کہاں
حال مشکل ہو گیا اس پر عیاں	صبر کہاں نے کیا اور نا کہاں
جست از خواباں عجائب را بدید	نیم شب آواز قرآن اشید
غید سے چونکا تو حیرت ہو گئی	نصف شب آواز قرآن کی سنی
گشت بے صبر ز کو راں حال جست	کہ ز نصف کو ریخو اندر دست
ہو گیا بے صبر۔ پڑچھا ماجرا	کو رہا قرآن فرز پڑھ رہا
چوں ہمے بینی ہے خوانی سطور	گفت چوں در چشمایت نیست نور
سطریں آتی ہیں نظر کیونکر اچھی	پڑچھا آنکھوں میں نہیں جب روشنی
ہست ایر حرفاں بہا وہ	آنچہ میخوانی بر آں افتادہ
اچھی ہے رکھے ہوئے ہر حرف پر	تو جو کچھ پڑھتا ہے اس پر ہے نظر

لے یعنی تو واصو بالحق و تو واصو بالصبر۔ حق کے اور صبر کے ساتھ وصیت کرتے ہیں

صبر تلخ آمد پراوشگرست

صبر سونے کشف ہر ہر بہرست

صبر کڑوا۔ بھل ہے میٹھا برلا

صبر کشف را ز میں ہے رہنما

حضرت لقمان کا صبر کرنا

دید کو میکرو ز آہن حلقما

رفت لقمان سونے اوڈ از صفا

دیکھا حلقے میں بنائے لوہے کے

خدمت داؤد میں لقمان گئے

ز آہن و پولاد آں شاہ بلند

جملہ را با ہمدگر درے فگند

وہ بنا کر آہن و فولاد سے

ایک کونچے دوسرے میں ڈالتے

در عجب میماند و سواشش نو

صنعت ز ادا و کم دیدہ بود

بڑھ گیا و سواس اور حیرت ہوئی

صنعت ایسی حلقے کی دیکھی نہ تھی

کہ چرمے سازی ز حلقہ تو بتو

کابیں چہ شاید بود و اپرسم ازو

حلقے کیوں رکھتے ہیں یہ او پر تلے

ان سے آخر پوچھنا تو چاہئے

صبر یا مقصود ز تو تر بہرست

باز با خود گفت صبر او بہرست

صبر ہی مقصود کا رہبر بنے

پھر کہا ہے صبر ابھی لازم مجھے

مرغ صبر از جملہ پراں تر بود

اچوں پر سی زودتر کشف شود

صبر کا ہے مرغ سب سے تیز تر

گر نہ پوچھے۔ بھید کھل جائے پسر

سہل از بے صبریت مشکل شود

اور پر سی میر تر حاصل شود

سہل ہے صبری سے ہو دشوار تر

اور جو پوچھے ہو پیر اسکا اثر

شد تمام از صنعت اوڈ آں

چو کہ لقمان تن بزواند زماں

صنعت داؤد پوری ہو گئی

جبہ لقمان نے کیا صبر اس گھڑی

پیش لقمان حکیم صبر خو

پس زرہ ساز پور پوشید او

سامنے لقمان صبر انگیز کے

ہن چکا جب چلتا پھر پہنا اُسے

در زماں ہچھوڑا غ شنب نوردا	باز بخشند بنیشیم آل شاہ فرد
اس گھڑی جوں شیخ شنب افزوں کے	مختصا ہے نور آنکھوں کا مجھے
ہر چہ بستاند فرستہ اعتیاض	زین سبب بنو ولی را اعتراض
وہ جو کچھ لے اسکا بدلہ خوب دے	معرض کب ادلیا ہیں اس لئے
در میان مامکت سورے وہد	اگر بسوزد باغنت انگور لے دہد
اور ماتم میں دل مسرور دے	گر جلا دے باغ - تو انگور دے
کان غمہارا دل متے وہد	آں شل بیدست اداستے وہد
مست اس کے رحم سے مغموم ہو	باقہ بچتے وہ جو اک بے دست کو
چوں عوض مے آید از مقصود	لا انکم واعتراض زما برفت
جب مراو دل عوض میں ہر حصول	اعتراض اس پر ہمارا ہے فضل
را خیمہ گر آتش مارا کشد	چونکہ بے آتش مرا گرمی رسد
ہوں میں راضی آگ اگر میری بجھے	جبکہ بے آتش مجھے گرمی ملے
ایںچیں کورسیت چشم روشن	چونکہ بے حقیقت بہ بخش دیدنے
ہے اس اندھے پن میں بینائی بڑی	جب وہ دے بے آئینہ چہ کوروشنی
گر چراغنت شد چراغ اہل کئی	بیچرے چوں ہوا روشنی
شیخ مجھ سے ہے پھر کیوں بیکی	بے چراغ اس سے بے جب روشنی

اولیاء اللہ کا قصہ

کہ نزارند اعتراض درجہاں	بشنو اکنوں قصہ آنر ہواں
جو نہیں ہیں معرض اسے با وفا	قصہ سنی اکی رہو دل کا اب ذرا
کہ بے دوزندو گاہے میدزد	زاویا اہل دعا خود دیگر ند
جو کبھی سیتا - کبھی ہے بھاڑتا	اولیا کا اک گر وہ اہل دعا

جمعیت در سیر پیدا میکند
 اعلیٰ کی حرکت سے ظاہر ہے مگر
 گفت اے شمشیر جہل تن جدا
 بولا جہل تن سے ہے تو تو جدا
 من زرق درخشاں کاے مستعان
 میں نے اپنے حق سے کی تھی اتنا
 قسمت حافظ مرا نور سے بدہ
 میں نہیں حافظ مجھے دے روشنی
 باز وہ دو دیدہ آرا آزمائیں
 میری آنکھیں پھر مجھے مقصوم کر
 آما در حضرت ندا کاے درو کا
 آئی طاق کی ندا اے مرد کار
 حسن ظن ہوں امیدے خوش قرار
 حسن ظن ہے اور امید بے بہا
 ہر زمان کہ قصد خواندن باشد
 قصد جب قرآن پڑھنے کا کرے
 من در اندم و او ہم حشیم ترا
 میں تجھے اس وقت دوں آنکھیں تری
 پہنچاں کر دہر آنگاہے کہ من
 اس نے ایسا ہی کہا، میں جس گھڑی
 آں جبیرے کہ شد غافل ز کار
 جو نہیں بندوں سے غافل وہ جبیر

کہ نظر حرف اسی مستند
 ٹھیک پڑتی ہے نظر ہر حرف پر
 این عجب میداںی از صنع خدا
 ہے تعجب صنعت خالق میں کیا
 بر قرانت من حصیم پہچو جان
 شوق ہے قرآن پڑھنے کا بڑا
 در و دیدہ وقت خواندن بیکہ
 پڑھتے وقت آنکھیں یہ کھل جائیں گی
 کہ گبیر مصحف خوانم عیاں
 تا پڑھوں قرآن میں اے داگر
 اے بہر کیجے بیا امیدوار
 ہم سے تو ہر غم میں ہے امیدوار
 کہ ترا گویم بہر دم بر تر آ
 تجھ سے کتابوں کہ آئے بڑھ کر آ
 یا ز مصحف قرانت بایست
 یا کہ قرأت مصحف اللہ سے
 تا فر خوانی معظم چو خدا
 جو ہر اعظم پڑھے تو با غرض
 و اکشایم مصحف نذر خواندن
 کھول کر قرآن پڑھتا ہوں کسی
 آں گرانی بادشاہ کروگاہ
 مان وہ سلطان گرامی و بصیر

خیل جو ماہر مراد اور وند	اختر اس زانسا مکہ افواہ شونہ
خیل دریا اس کی خواہش پر چلیں	اور ستارے اس کی مرضی پر رہیں
زندگی و مرگ سر ہنگام اور	بر مراد اور روانہ کو بکو
اور پیادے زندگی و موت کے	اس کی خواہش میں ہر دم پھر رہے
ہر کچا خواہد فرستد تعزیت	ہر کچا خواہد بہ بخشد تہنیت
وہ جہاں بھی چاہے بھیجے تعزیت	اور جہاں بھی چاہے بھیجے تہنیت
سالکان راہ ہم برگام اور	ماندگان راہ ہم درد ام اور
اس کے قدموں پر ہیں سالک اہ کے	اور واماندہ ہیں پھندے میں پڑے
یہیچ دندائے بخند درد ہاں	بے رضا و امرا و فرمانرواں
دانت بھی ہن نہیں منہ میں کوئی	بے رضا و حکم اس کے ہر گھڑی
بے رضا کے و بنفیدہ ہیچ برگ	بے قضائے او نیاید ہیچ مرگ
بے رضا اس کی نہ اک پتا گرے	غیر حکم اس کے نہ کوئی بھی مرے
بے مراد او بخند ہیچ رگ	در جہاں زاویج ثریا تا سماں
بے مراد اس کے نہ کوئی رگ بے	اس نہیں تک لے کے ایچ چرخ سے
گفت آتش راست گفتی بچیں	در فرسیماں تو پیدا ست اس
بولا اے شہ بہو نے باطل ہیچ کہا	تیری پیشانی سے ہے جلوہ نما
آن صد چنان اے صادق و یک	شیخ کنیں ابیاں کن نمیک نیا
یہ اور ایسے سو سخن ہیچ ہیں مگر	گھوڑی گھوڑی اس بیاں کی شرح کر
آپنا مکہ فاضل و مراد مفضل	چوں بگوش اور سد آرد قبول
تاکہ کوئی فاضل اور مراد مفضل	گرے نہ کرے م سے فوراً قبول
آپنا نش شرح کن اندر کلام	کہ از آن ہم بہرہ یابد جان عام
اس طرح کر شرح میں اس کی کلام	جس سے بہرہ یاب ہوں سب خاص عام

کہ وہاں شاں بستہ باشد از دعا	قوم دیگرے شناسم ز اولیا
جو ہے خاموش اور نہیں کرتی دعا	ایسی بھی ہے ایک قوم اولیا
جستجوئے قضا شاں شد حرام	از رضا کہ بہت کم آں کر آم
ڈھونڈنا دینے قضا کا ہے حرام	اس رضا سے جو کہ ان کو ہے محام
کفر شاں آید طلب کردن خلاص	در قضا ذوق ہے ہمے بنید خاص
کفر ہے چاہیں اگر اپنی خلاص	ہے قضا میں بھی انہیں ان ذوق خاص
کہ نہو شد از غمے جامہ کہو	حسن ظننے برداںیشاں کشو
نیلا جامہ غم میں ڈھ رکھیں جدا	حسن ظن سے آنکے دل پہ ہے کھلا
آب حیاں گردوارا کش بود	ہر چہ آید پیشاںیشاں خوش بود
آگ بھی آئے تو ہو آب حیات	سامنے جو آئے خوش ہیں نیکذات
سنگ اتر راہشاں گوہر بود	زہر در حلقوم شاں شکر بود
پتھر ان کی راہ میں گوہر ہے	زہر ان کے حلق میں شکر ہے
از چہ باشد ایں ز حسن ظن خود	جملگی یکساں بود شاں نیک
حسن ظن سے ان کو یہ رہتے تھے	نیک و بد یکساں ہیں سب اکٹھے تھے
کامے الہ از ما بگرداںیں قضا	کفر باشد نزد شاں کردن دعا
اے خدا تو پھر لے ہم سے قضا	نفر ہے ان کے لئے ایسی دعا

بہلول و ایک صاحب دل

چونی اے درویش افکن مرا	گفت بہلول آں کچے درویش مرا
حال کیا ہے کچھ پتہ مجھ کو دے	پوچھا اک درویش سے بہلول نے
برمرا اور وود کا یہ جہاں	گفت نہیں باشد کسے کہ جوداں
ہو گستا پر کسی کی یہ جہاں	بولا ایسا ہے کہ جیسے جاوداں

اس قدر بشنو کہ چوں گئے کار	مے نگر دو جز بامیر کہ دو کار
اس قدر سن لے کہ جلد کار و بار	پس فقط توقف حکم کر و کار
چوں قضا نے حق رضائے بند شد	حکم اور اربندہ خواہندہ شد
جب قضا نے حق ہے بند کسی رضا	حکم اس کا بندہ کی خواہش بنا
بے تکلف نے پئے مغزو ثواب	بلکہ طمع او چیں شد مستطاب
بے تکلف بہو نہ کچھ فکر ثواب	ہوتی ہے خود طبع اس کی مستطاب
زندگی خود بخود بہر خود	نے پئے ذوق حیات مستند
زندگی چاہے نہ خود اپنے لئے	اور نہ ذوق زندگی کے واسطے
ہر کجا امر قدم را مسلکست	زندگی و مغزو کی پیشکش بحسبیت
جس طرف ہے امر حق کا راستا	جینا اور مرنا اسے یکساں ہوتا
بہر یزدان مے زید نے بہر گنج	بہر یزدان مہر و خوف و رنج
حق سے جیتا ہے نہ فکر گنج سے	حق پہ مرتا ہے نہ خوف و رنج سے
ہست میانش برائے خواہ او	نے برائے جنت اثمار و جو
اس کو ہے ایمان صرف اللہ کا	جنت اور نہروں بھلوں سے کام کیا
ترک کفرش ہم برائے حق بود	نے زہیم آنکہ در آتش شود
ہے برائے حق ہی ترک کفر بھی	آگ کا اس کو نہیں ہے خوف ہی
انہیں آمد زلالاں خئے او	بے ریاضت نے حیرت و جئے او
فطرتا خوگر ہے وہ اس بات کا	بے ریاضت بے غم و دوبرطا
آنگہاں خند کہ او بند رضا	ہچو حلوائے شکر اور اقضا
وہ جیسے اسوقت جب دیکھے رضا	اور علوا ہے اُسے حکم قضا
بندہ کش خئے و خلعتیں بود	نے جہاں بر مرقع مائش بود
بندہ جس کی خود خلعت یہ رہے	کیوں نہ دنیا حکم پر آسکے چلے

بر سر خوانش زہر آتشے بود	ناطق کا ملجہ خواں باشے بود
ہر غذا موجود ہو اس خوان پر	ناطق کا ملجہ بچھائے خوان اگر
ہر کسے یا بد غذائے خود جدا	کہ نمائندہ سچ کہاں بینوا
ہر کوئی پائے غذا اپنی جدا	وہ نہ چائے کوئی کہاں بے نوا
خاص او عام را مطعم دروست	بچھو قرآن کہ بمعنی ہفت قسمت
بہرہ در سب خاص و عام اس بھت	سات باطن جیسے ہیں قرآن کے
کہ جہاں امریزداشت رام	گفت میں بارے تقدیر پیش عام
یہ جہاں ہے زیر حکم کبریا	بولاس کا تو یقین سب کو ہوا
بے قصا و حکم اس سلطان بخت	بیچ بر گئے زنفید از دخت
حکم جب تک دے نہ خود اللہ ہی	پیر سے گریتا نہیں پتا کوئی
تا نگوید لقمہ راحی کا دغلا	از دہاں لقمہ نشد سونے گلو
گر نہ لقمے سے کہ وہ کا دغلا	منہ سے لقمہ جائے کب سونے گلو
جنش و آرام امر اس غنی ست	میل و غنیت کاں ملکا آدمی ست
جنش و آرام ہے حکم غنی	میل و رغبت باگ ہے انسان کی
پر جنش باند نگر دو پردہ	در زمینہا و آسمانہا ذرہ
از نہیں سکتا کرے جنش اگر	ایک ذرہ بھی زمین و چرخ پر
منج نتواں کرو جلدی نیست جنش	جز بفرمان قدیم نافذ نش
شرع کب ممکن ہے جلدی ہے	کہ نہ ہو زبان نافذ کی فتنی
بے نہایت کے شود در نطق رام	کہ اشم و برگ درختاں اتمام
جو ہو بے حد نطق میں وہ کب کرے	کون سب پیڑوں کے پتے کن نیچے

شب روز آگشتہ زور و زوریاں	برز میں میشد چومہ بر آسمان
اور شب روزان سے تھے دوشیزاں	تھے زمیں پر جیسے ماو آسمان
کچھ دور روز اندر ہے انداختے	در مقامے مسکنے کچھ سانچے
گاؤں میں دو دن سے کم بہتے دنا	کم کسی جا اپنا کرتے تھے مقام
عشق آں مسکن کند و زن فروز	گفت ریکشانہ باشم مگر دور روز
عشق اس مسکن کا ہودل میں فروز	کہتے تھے ہاں گھر میں گر دو دن رہوں
انقلی یا نفس سافر للغنا	غزۃ المسکن احاذرنا انا
کر سفر اسے نفس تو بہر غنا	ہونہ جاؤں اک جگہ کا شیفنا
کی کیون خالصا فی الامتحان	لا اعود فخلق قلبی بالمكان
تا رہے خالص یہ وقت امتحان	دل نہ لوٹے گا مرا سونے مکاں
چشم اندر شاہین باز او بچو باز	روز اندر سیر عید شہد نماز
بھی تھا شہباز بہر وہ مثل باز	دن کو پھرتے رات کو پڑھتے نماز
منفرد از مردوزن نے اردوئی	منقطع از خلق نے از بد خوئی
مرد وزن سے تھے جدا کیسی دوی	تاری دنیا تھے، خوںے نیک بختی
خود شفیق و وعالیں مستجاب	مشفق بر خلق نافع بچو آب
تھے شفیق اور تھیں دوائیں مستجاب	نہاں شفقت پہ نافع مثل آب
بہتر از مادر شہی تر از پدر	نیک بدر امہرمان و مستقر
ماں سے بہتر، باپ سے بڑھکر شفیق	نیک و پدر مہرباں تھے اور رینق
چوں پدر، مستم شفیق و مہرباں	گفت پیغمبر شمارا لے مہاں
باپ کی صورت شفیق و مہرباں	مصلحت کہتے تھے میں ہوں بیگماں
جزوہ از کل چار برے کنید	ز آل سبب کہ جملہ اجزائے منید
کیوں جدا کرتے ہو کل سے جز جلا	کیونکہ تم ہو مے اجزا بر ملا

کہ بگڑاں لے خداوندائیں قضا	پس چرا لا بہ کند او یا دعا
یا الہی پھیر دے تو یہ قضا	کیوں کہنے پھر وہ غشاہ اور دعا
بہر حق پیش چو حلوا در گلو	مرگ او و مرگ فرزندان او
بہر حق ہے مثل حلوا خوش گوار	اسکی موت اور اس کے فرزندوں کی یا ر
چوں قطف پیش مرغ بینوا	ازرع فرزندان پر آں با وفا
جیسے کھوڑینہ گدا کے واسطے	جاں کی بیٹوں کی اس کے سامنے
در دعا بیند رضائے دادگر	پس چرا گوید دعا را لا مگر
دیکھے جو اس میں رضائے دادگر	پس دعا وہ کیوں کرے کوئی مگر
میکند آں بندہ صاحب شد	آں شفاعت اں عازر رحم خود
وہ کرے بہر ہدایت بر ملا	وہ شفاعت ہے نہیں بہ کچھ دعا
کہ چراغ عشق حق افروختہ است	رحم خود را او همان مہ سوختہ است
جب چراغ عشق حق روشن کیا	اس نے رحم اپنا جلایا بر ملا
سوخت مرا و صاف را مہو	دورخ اوصاف و عشق است او
بھونک ڈالے آسنے اوصاف اے انجی	عشق دورخ اسکے ہے اوصاف کی
چوں قوتی کو در ایندولت بخت	ہر طوقے این فریقے کے شناخت
جس طرح جانا و قوتی نے سمنو	جانا ہر سالک نے کب اس فرق کو

حضرت قوتی اور اُن کی کرامت

عاشق و صاحب کرامت خواجہ	اُن و قوتی داشت عشق دیباچہ
عاشق و صاحب کرامت تھے فنا	چہ زیبا تھا دوقوتی کو ملا

لے وہ لذیذ حلوا جس میں بادام پڑتے ہیں +

کہ دے باہدہ خاصے زوے	درسفر معظم مرادش آں میںے
کوئی خاصان الہی سے بے	تھا یہ مقصود سفر آں کے لئے
کن قربین خاصا گام اے الہ	ایں ہمے گفتے چو میرفتے براہ
خاص بندوں سے ملا دے اے خدا	راستہ ملتے تو کرتے تھے گوا
بندہ بستہ میان و محکم	یا رب آنہارا کہ بشناسد ولم
جان سے اور دل سے ہیں بندہ ہوا	یا رب ان کا جی کو دل ہے جانا
برمن محبوب شاں کنی مہراں	وآنکہ شناسد تو اے زرداں جان
آن کو بھی کر دے تو مجھ بد مہراں	جن کو پہچانے نہ میرا دل یہاں
ایں عشقت چہ استقا ستاں	حضرتش گفتے کہ اے صدر میں
تشی کی کیسی ہے یہ اور عشق کیا	ان سے کہتا تھا خدا اے با صفا
چوں خدا باتست چہ جوئی بشر	ہر من اسی چہ میجوئی وگر
ساتھ ہوں میں، پھر بشر سے واسطہ	میں ہوں تیرا، پھر تلاش عیز کیا
تو کشو می ورو لم را و نیاز	او بگفتے یا سب اے امانے از
تو نے دل میں کھول دی را و نیاز	وہ یہ کہتے حق سے اے دانائے راز
طمع در آب سبوح ہم بستہ ام	در میان بحر اگر بنشستہ ام
طمع ملے کی بھی ہے پھر لازمی	میں جو ہوں دریا میں بیٹھا اے غنی
طمع در فحہ حریفیم ہم بجا ست	پہنچو او دم نو در فحہ مرا ست
طمع ہے بخت مقابل کی بجا	عورتیں تو ہے ہیں، ہوں دھڑ سا
حرص اندر عزیز تو تنگ و تباہ	حرص اندر عشق تو فخر ست و جاہ
ماسوا کی حرص ہے شرم و گناہ	حرص تیرے عشق میں ہے فخر و جاہ
وآن حیزاں تنگ و رویشی بود	شہوت حرص نراں چویشی بود
ننگ و خواری ملک ہے نامرد کی	حرص و شہوت نہ کی آگے ہی رہی

لے یعنی زینِ حریف کی طمع بھی درست ہے +

عضو از تن قطع شد مزار شد	جزو از کل قطع شد بکار شد
عضو جب تن سے کٹا۔ مردار ہے	جو جب تن سے ہٹا۔ بیکار ہے
مردہ باشد بنود مثل زجاں خبر	تائہ چہ بنود و بکل بار و خبر
مثل مردہ بے خبر جاں سے ہے	مثل سے جا کر پھر نہ وہ جیتک ہے
عضو نورہ سیریدہ ہم جنبش کند	وہ بجنبہ نسبت خود اوہ سند
عضو نورہ بٹتا ہے کٹ کر پالیقیں	گر کہے جنبش سند اس کی نہیں
این نہ آں کل بست ناقص شود	جزو ازیں کل گر بر و عیو شود
یہ نہیں وہ کل جو ناقص ہو فنا	جزو اس کل سے کٹے تو ہو جدا
چیز ناقص گفتہ شد بہر مثال	قطع و وصل او نیاید و مثال
اس نے ناقص رہی اس کی مثال	قطع و وصل اس کا ہے برون مثال
شیر مثل او نباشد گر چہ رائد	مر علی را بر مثال شیر خواند
شیر ان کا پا نہیں سکتا کمال	شیر سے دیدی علیہم کو گر مثال
جانب قصہ وقوی بازاریاں	از مثال مثل فوق آن ایاں
قصہ خواجہ وقوی کر بیان	چھوڑ بھی فوق و مثل کی بحث ہاں

حضرت وقوی کا قصہ

گوئے تقوئے از فرشتہ میر بود	آفکدہ در تقوئے ایم خلق بود
تھے فرشتوں سے بھی تقوئے میں بے	وہ چہ تقوئے میں ایم خلق تھے
ہم زوینداری او میں شک خورد	آنگہ اندر سیرمہ رامات کرد
ان کی دینداری میں پوئی کو رشک تھا	سیر میں چاند ان سے پیچھے ہی رہا
طالب صانع حق بقوئے مدام	باچیں تقوئے او را دو قیام
حق طلب خاصان مولا کی مدام	باوجود نہاد او را دو قیام

آفتاب ماہ را رہ کم ز نید	گفت موسیٰ ایں ملامت کم کنید
چاند سورج کے نہ تم رہن بنو	بولے موسیٰ۔ یہ ملامت کم کرو
نامشوم مصحوب سلطانِ رمن	میر و تاج جمع البحرین من
بادشاہِ حضرتِ تہاہم سے ملیں	جمع البحرین کی دھن ہے نہیں
ذاکل و امضیٰ و اسریٰ حقبا	اجعل الخضر لامری سببا
یا کروں سیر و سیاحت سا لہا	ہے وسیلہ خضر میرے کام کا
سا لہا چہ بود ہزاراں سالہا	سا لہا پر تم ز پر و بالہا
برسوں کیسے گو ہزاروں سال اڑوں	میں جو برسوں لے کے پڑو بال اڑوں
عشقِ جاناں کم مداںِ عشقِ نا	میر و یعنی نئے ارز و بداں
عشقِ جاناں عشقِ ناں سے کم نہیں	پر یہ پھر نا عشق سے کم ہے کہیں
داستانِ آں و قوتی باز گو	ایں سخن پایاں ار دے عمو
قصہٴ شیخِ و قوتی پھر سننا	کیا ٹھکانا اے انجی اس بات کا

قصہٴ حضرتِ و قوتی کی طرف رجوع

گفت سافرت ندیٰ فی خانقہ	آں و قوتی رحمۃ اللہ علیہ
مشرق و مغرب میں ہوں برسوں پھرا	کہتے ہیں وہ اُن پر ہو فضیلِ خدا
بے خزاں راہ و حیراں در آلہ	سا لہا رنم سفر از عشقِ ماہ
تھا میں حیراں راستے سے بے خبر	عشقِ تم میں ہے کیا برسوں سفر
ز انکہ من حیرانم و بیخوش و دنگ	پا پر نہ رفته ام بر خار و سنگ
کیونکہ میں حیراں ہوں اور وارفتہ ہاں	میں تھانگے پاؤں کانٹوں پر رواں

اے یعنی و قوتی علیہ الرحمۃ

درخت حوص سوتے پس رو	حوص مرداں زرہ پیشی بود
ہیچے کی حوص ہے تیچے نہاں	حوص ہے مردوں کی آگے بیگماں
واں مگر حوص فضل و سروسیت	اں کے حوص زکماں مرویت
دوسری رسوائی و نامرؤمی	حوص پینی باعث مردانگی
کہ سو خضرے شود موسیٰ دواں	آہ برترے بہت اینجا بس نہاں
خضر کی جانب ہوئے موسیٰ رواں	اس میں بھی اک جید تھا بیش نہاں
برہر آنچہ یافتی باللہایت	ہمچو مستحق کر آبش سیریت
جولے۔ اس پر نہ ہو قائم بدو	جیسے مستحق نہ ہو پانی سے سیر
صدر ابجد اصد رشت راہ	بے نہایت خضر تستیں بارگاہ
صدر کیسا یہ تو صرف اسکی ہے راہ	بے حد و پایاں ہے اس کی بارگاہ

حضرت موسیٰ کی راز طلسمی

ہیں چہ میگوید زشتا قے کلیم	از کلیم حق بیاموز اے کریم
کہتے اک مشتاق سے ہیں یوں کلیم	کچھ کلیم اللہ سے سیکھ اے کریم
طالب خضرم ز خود بینی بری	باچہیں جاہ و چشمین سیمبری
خضر کا طالب ہوں نخت سے بری	مرتبیہ اور یہ سیمبری
در پئے اں نیوے سرگشتہ	موسیا تو قوم خود را ہشتہ
اک بزرگ نیک کے تیچے پڑا	تو نے اپنی قوم چھوڑی موسیا
چند گروی چند جوئی تا کجا	کیقبادی رستہ از خوف رجا
ڈھونڈتا کب تک پھرگا جا بجا	تو ہے سلطان خوف سے چھوٹا ہوا
آسمانا چند ہیما فی زمیں	آن تو باست تو واقف بریں
آسماں اکب تک تو ناچے گا زمیں	اینا حصہ تو نے پایا بالیقین

سائل رب پر سات شمعوں کا نظر آنا

اندر اں ساحل شیتا بیدم ہاں	ہفت شمع ارڈو دریم ناگہاں
دور سے پہنچا کتاے تنگ دواں	سات شمعیں میں نے دیکھیں ناگہاں
بر شدہ خوش تا عنائیں آسماں	نور و شعلہ ہر یکے شمعے ازاں
آسماں پر تھا درخشاں بر ملا	روحانی اور شعلہ ہر اک شمع کا
موج حیرت عقل از سر گذشت	خیرہ گشت خیرہ کی ہم خبر گشت
موج حیرت عقل کے سر سے بڑھی	تھا میں حیراں ، خیرہ کی حیرت کو تھی
وین ویدہ خلق از آندا دوشہ	کایں چگونہ شمعہا افزہ
اور میں لوگوں کی آنکھوں سے نہاں	کس طرح شمعیں یہ روشن ہیں یہاں
پیش آں شمعے کہ بر مرد میفرود	خلق جویاں چراغ گشتہ بود
شمع کو چھوڑا جو مد سے بڑھ گئی	خلق ہے عیا چراغ گشتہ کی
بند شاں میگر ہیدی من یشا	چشم بندی ہو تجب بر وید ما
بند ہے ہر آئینہ ، یدتی من یشا	کیا ہے آنکھوں پر نظر بندی تھا

اُن ساتوں شمعوں کا ایک ہو جانا

نور اویشکا فتنے جیب فلک	باز میدیم کہ میشد ہفت یک
چرخ پر بے حد تھی اس کی روشنی	مل کے ساتوں شمعے سے پھر اک بنی
مستی و حیرانی من رفت شد	باز آں یکبار دیگر ہفت شد
مستی و حیرت مری حد سے بڑھی	سات پھر ہو گئیں یکبارگی

لے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے

زآنکہ بر دل میر و عاشق نقیض	تو بیل میں باہار بزمیں
کیونکہ عاشق دل پہ کرتے ہیں سفر	تو نہ دیکھ راں پاؤں کو یوں خاک پہ
دل چہ اند کوست مست لنوار	از رہ و منزل ز کوتاہ و دراز
سمجھ گیا دل جو ہے مست و لنوار	راہ و منزل اور کوتاہ و دراز
رفتاری روح دیگر رفتی مست	ایں راہ کو تہ او صافی تن مست
روح کا جانا ہے - جانا دوسرا	وضو تن ہے یہ دراز و کم - فنا
نے بگامے بو و منزل نے نقل	تو سفر کر دی ز لطف تا بعقل
یہ سفر بے نقل اور بے پاؤں تھا	لطف سے تو عقل تک آیا چلا
جسم ما از جاں بیا موزید سیر	سیر جاں نیچوں بو و زور و دیر
سیر کرنا جاں سے سیکھا جسم نے	سیر جاں ہے پاک دور و دیر سے
لیک سیر جسم باشد در علن	سیر جاں ہر کس نہ بندی جاں من
اور سیر جسم ہوتی ہے عیاں	سیر جاں ہوتی ہے جاں میں نہاں
میر و نیچوں نہاں شکل ہیں	سیر جسمانہ رہا کرد او کنوں
شکل چوں میں پائے بے چوں بے گماں	سیر جسمانی جو چھوڑے ناگماں
تا بہ بینم در بشر انوار یار	گفت و رے مشتم مشتاق دار
تا بشتریں دیکھ لوں انوار یار	کہتے ہیں - اک دن چلا مشتاق دار
آفتابے درج اندر ذرۂ	تا بہ بینم قلمی در قطرۂ
ذریعہ میں سورج کا جلو دیکھ لوں	تا کہ اک قطرے میں دریا دیکھ لوں
بو و بیکہ گشتہ روز و وقت شام	چوں سیم سوئے یک ساحل یکام
دو حل چکا تھا دن ہوا تھا دھنشا	آخر اک ساحل پہ پہنچا شاد کام

مے یعنی جب تو جسم کی سیر چھوڑ کر روح کی سیر کر گیا - تو تجھ سے نور چمکے گا۔

کا پتھر میں شکر گڑھ است عجیب	باز حیران کستم اندر صنع رب
کیوں ہوا ایسا یہ کیا ہے ماجرا	صنع رب سے میں بہت حیران تھا
ساجہ حالست اینکہ میگردد سرم	پیشتر رفتم کہ نیگو بسکرم
واقعہ کیا ہے کہ سر پھرتے لگا	دیکھنے کو اور کچھ آگے بڑھا

پھر ان لسات مردوں کا شالخت خست بن جانا

چشم از سبزی ایشاں نیکیخت	باز ہر یک مرد شد شکل خست
آنکھ تھی سبزی سے اٹھی نیک بخت	بن گیا ہر مرد پھر شکل درخت
برگ ہم خم گشتہ از میوہ ذراخ	ز انہی برگ پیدا نیست شاخ
پتے بھی میوہوں میں پوشیدہ تھے ہاں	پتوں کی کثرت سے شاخیں تھیں ناں
سدرہ چہ بود از غلا بیروں شدہ	ہر درخت شاخ بر سدرہ زدہ
سدرہ کیہ تھیں وہ تو بیرون غلا	پیر کی شاخیں تھیں سدرہ تک رسا
زیر تر از گاو ماہی بدقیں	نیخ ہر یک رفتہ از قعر میں
گائے اور مچھلی سے نیچے بالیقین	تھیں جٹیں اٹھی سوئے قعر زمیں
عقل زان شکالہا زیر و زبر	نیخ شان از شاخ خنداں روئے تر
عقل تھی زیر و زبر بے اختیار	جز تھی شاخوں سے زیادہ پڑ بار
ہیچو آب زمیوہ جستہ نور آں	میوہ کہ بر شاخ فیدے عیاں
نور مثل آب جاری اُن سے تھا	جو کہ میوے پھٹ گئے تھے غلا ہرا

ان درختوں کا مخلوق کی آنکھوں سے پوشیدہ ہونا

صد ہزاراں خلق از صحرادشت	آں عجبت کہ بر ایشاں میگیدشت
لوگ ادھر لاکھوں سواد دشت سے	پھر تعجب یہ گذرتے رہتے تھے

انصلا لاتے میان شمعها	کہ نیا پید بر زبان و گفت ما
انصال آن شمعوں میں ایسا ہوا	کہ نہیں سکتی زبان جس کو ادا
انگہ بیک دیدن کند ار اکاں	سالہا نتواں نمون از زبان
ایک ہونا ان کا جس پر ہو عیاں	مذقوں تک بند ہو اُس کی زبان
انگہ یکدم بیدار دراک ہوش	سالہا نتواں نمون آں گوش
ہوش و ادراک اس کو دیکھیں ایک بار	کان تک پہنچے نہ رقصہ زینہار
چونکہ پایا نے نادر و والیک	ز انگہ لاهے ہنار ما علیک
نور بے پایاں ہے اسکا اور بسیط	ہو نہیں سکتی صفت اس کی محیط
پیشتر رقم دواں کاں شمعها	تا چہ چیست ز نشان کبریا
دیکھتے تھمیں کو میں آگے بڑھا	دیکھوں کیا ہے یہ نشان کبریا
میشم مد ہوش و بیخوش و خراب	تا پیغمبا دم ز تعمیل و شتاب
تھا میں مد ہوش اور بیخود اور خراب	گر پڑا جلدی میں اور دوڑا شتاب
ساعتے بیقفل و بیہوش اندریں	اوقا دم بر سر خاک زمیں
اک گھڑی بے ہوش اور بے عقل سا	خاک میں غلطان زمیں پر تھا پڑا
باز بار ہوش آدم بر خاستم	در روش گوئی نہ سر نہ پاستم
پھر جوش ہوش آیا وہاں سے میں اٹھا	بے سرو پا تھا، میں گویا چل رہا

سات شمعوں کا سات مرد بن جانا

ہفت شمع اندر نظر شد ہفت مرد	نورِ نشان میشد بسقف لا جور و
سات شمعوں ہو گئیں سات آدمی	آسمان تک نور تھا ان کا اخی
پیش آں انوار نور روز و رند	از صلابت نور ہمارے سپرد
انگے ان کے ماند و ن کا نور تھا	تیز یوں سے نور تھا پھیلا ہوا

از قضا لاشہ دیوانہ شد است	جگہ میگفتند کاین مسکین مست
ہے قضائے حق سے باطل ہو گیا	سب یہ کہتے تھے کہ یہ مست و گدا
وزیر ریاضت گشت فاسدین بیاز	مغز این مسکین سودائے دراز
ہے ریاضت سے سڑا مثل پیاز	مغز میں اس کے ہے سودائے دراز
خلق را این پڑہ اضلال صیت	اوجہ میماند یارب حال صیت
ان پر گمراہی کا ہے یہ جال کیا	وہ تھے حیراں، اے خدایہ حال کیا
یکھم ایں سونے آرنڈ نقل	خلق گوناگون با صد رائے عقل
اس طرف آتی نہیں اک کام بھی	سیکڑوں راہیں ہیں اس مخلوق کی
گشتہ منکر او پچنیں باغی و عاقل	عاقباتِ دیر کا کمال زلفاق
منکر اور اس درجہ باغی ہو گئے	عقل و دانا میں کیا جھگڑے پڑے
دیو بدمن غالب چہرہ شدہ	یا منم دیوانہ و خیرہ شدہ
اور غالب مجھ پر ہے شیطان ہوا	یا ہوں میں دیوانہ و حیراں ہوا
خواب می نیم خیال اندر ز من	چشم می سالم بہر لحظہ کہ من
دیکھتا ہوں خواب یا ہے یہ خیال	آنکھ ملتا ہوں میں ہر دم حیرت حال
میوہا شاں میخوم چوں مگروم	خواب چہ بود ویر خفاں میروم
میوے کھاتا ہوں غلط کیوں ہوتی اس	خواب کیا جاتا ہوں میں بڑے دنگے پاس
کہ ہے گیرند ازین لیستان کراں	باز چوں من بگرم در مشکراں
وہ کمارہ کش ہیں گلشن سے اوجر	منکدوں پر ڈالتا ہوں جب نظر
زار زوے نیم غورہ جاں سپار	با کمال احتیاج و افتقار
نصف نصف انگور پر دیتے ہیں جان	با وجود احتیاج و فقر ہاں

لہ یعنی وقوفی علیہ الرحمۃ

از گلے سائباں مے ساقند	زار زوئے سایہ جاں میباختند
تھے وہ کبیل کا بنائے سائباں	آرزوئے سایہ میں دیتے تھے جان
صد تقوٰی پروردگار تھے پیچ پیچ	سایہ آزار آنے دیدند پیچ
لعلت ایسے دیدے تھے پیچ پیچ	سایہ آن کا آد سکتا تھا نظر
کہ نہ بنید ماہ را بنید سہا	ختم کردہ قہر حق پر دیدے ما
تا نہ دیکھیں چاند اور دیکھیں سہا	ختم آن آنکھوں پہ تھا قہر خدا
لیک از لطف و کرم نو میدے	ذرتہ را بنید و خورشید نے
نا امید اس کے کرم سے تھے نہ گو	ذرتہ کو دیکھیں نہ دیکھیں ہر کو
پختہ میریز و چہ حسرت ایچدا	کاروانہا بنیوا دیں میو ما
یک چکے ہیں، یہ ہے جاؤ کا سماں	تلاطم مہلس ہیں اور میوے یہاں
درہم افتادہ زینما خشک خلق	سیب بوسیدہ ہے چیدند خلق
لوٹ میں سب کا ہوا ہے خشک خلق	چن رہی ہے سیب بوسیدہ کو خلق
وہ دم یا لیت قومی یلیمون	گفت ہر برگ شکوفہ آن غصون
دم بدم "یا لیت قومی یلیمون"	کہتے تھے پتے شکوے سرنگوں
سوئے ما آئید خلق شور و خجست	بانگ می آید ز سوئے ہر درخت
شورہ بختواتم ادھر آؤ ذرا	ہر درخت سبز دیتا تھا صدا
چشم شاں بستیم کلا لا و زر	بانگ مے آید ز غیرت بر شجر
کردیں آنھیں بند - کلا لا و زر	یہ ندامت سے تھی ہر پیر پیر
تا ازیرل شجار مستعد شو بد	گر کسی می گفت شاں کا یثو وید
ان درختوں سے رہو تا بہرہ ور	کوئی کہتا تھا اگر دوڑو ادھر

اے کاش میری قوم مجھے پہچانتی ؟
 آگے آن سو - یہ قیامت نہ چھوڑے گی ؟

کے ہنر و یک شہما باغست و خاں	میں کشتہ از دم سودا نیان
ہے تہا رے پاس گلشن اور خان	تک ہوں کرتے ہیں سودا نیان
یا بیا با نیست یا مشکل نیست	چشم میمالم کہ اینجا باغ نیست
یا ہے جھگل یا ہے مشکل رہگذر	آنکہ کتا ہوں کہ گلشن ہے کدھر
چوں بود یہود ہزل و خطا	العجب چندیں در ادا میں ماجرا
کس طرح ہو ہزل کیونکہ ہو خطا	ہے قحب ماجرا اتنا بڑا
ایچنین تہرے چار و صانع رب	من ہے گویم چرا ایشان عجیب
صانع رب کی تہرے ایسی کیوں گئی	مثل اُن کے میں بھی کتا ہوں انہی
در قحب نیز ماندہ بو لب	زیر تہا ز عہما محمد اور عجب
اور قحب میں رہا تھا بو لب	تھا انہیں جھگڑوں سے احدا کو عجب
ساچہ خواہد کرد سلطان شگرف	زیر عبتا آنجب فرقیست نرف
دیختہ کرتا ہے کیا وہ بے نیاز	اس میں اور اس فرق میں ہے امتیاز
چند گوئی چند چوں مصلحت گش	لے قوتی تیز دو تر ہیں خموش
کب تک آخر یہ بیاں ہے حق گوئی	تیز دو ہے تو دقتی ہم رہ خموش
ساتوں رختوں کا پھر ایک رخت ہو جانا	
باز شد آں ہفت جملہ یکہ رخت	گفت اندم بیشتر من نیکیخت
ساتوں رخت کر ہو گئے پھر اک درخت	بولے جب آگے بڑھا میں نیک بخت
من چہاں بیشتر از حیرت ہے	ہفت میشد فرو میشد ہر دے
دیکھ کہ میں تھا خیر بہا و یک	سات ہو جاتے تھے پھر ہوتے تھے ایک
صف کشید چوں جماعت کرد ہزار	بعد از آن دیدم در خاں نماز
صف بصف مثل جماعت خاک پر	پھر عبادت میں رخت آئے نظر

میزند این بنویا ازل و سخت	ز اشتیاق و حرص یک گداز
مجلسی میں بھر رہے ہیں آہ سخت	پتوں کا ہے شوق اور حرص و سخت
ایں خلایق صد ہزار اندر ہزار	در ہر ملکیت میں در سخت زین تار
لوگ لاکھوں اور کروڑوں دیکھتے	ان پھلوں پیڑوں سے وہ ہیں بھانگتے
وست بر شاخ خیالی در زوم	باز میگویم عجیب ہیں بن خودم
ہاتھ ہے شاخ خیالی پر مرا	پھر یہ کتا ہوں کہ ہوں بن خود ہوا
تا بظنوا انهم قد کذبوا	ہیں بچوں اشتیاق اسل رسول عمرو
اپنے کو جھوٹا گمان کرنے لگے	پڑھ۔ کہ نا امید پیغمبر ہوئے
ایں بود کہ خویش بنید مجتوب	ایں فرات خواں بخفیف کذب
صاف معنی میں وہ نام ہو گئے	کہ بوا پڑھ ذال کی خفیف سے
ز اتفاق مشکرتی اشتیقا	در گماں افتاد جان ابنیا
کافروں کے جیلہ و انکار سے	ابتلا کیا کیا گماں میں پڑ گئے
ترک نشاں گو بر رخسار جاں برا	جار ہم بعد التشنک نصرتا
آدرخت جاں پہ تو اور چھوڑا نہیں	آئیں بعد شک ہماری نصرتیں
ہر دم و ہر لحظہ سحر آموزست	مینجو رد میوہ ال کش و زیت
سحر آموزی ہے ہر دم اے حبیب	میوہ وہ کھاتا ہے جو ہے خوش نصیب
چونکہ سحر از درخت بر تہیت	خلق گویاں العجب میں با تہیت
دشت تو خالی ہے پیڑوں سے پڑا	لوگ کہتے تھے یہ کیسی ہے صدا
لے سورہ یوسف کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ حتی اذا استیاسل الرسل وظنوا انهم قد کذبوا یعنی جب کافروں کی ہمت اور انکار اس حد تک پہنچ گیا۔ کہ پیغمبر بلوے ہو گئے۔ اور اپنے جھوٹا ہونے کا گمان کرنے لگے۔ یعنی انکے عذاب اور سزا سے مایوس ہو کر قیامت کے وعدے میں شک کرنے لگے۔	

از ضمیر من بدانتند زود	یکدگر را بگردیدند از فرود
وہ ضمیر اور حال دل پہچان کے	پھر ملے اک دوسرے کو دیکھنے
پاسخ دواوہ کہ سلطان عزیز	چوں ہوشیہم تینہا بر تو نیز
یوں دیا مجھ کو جواب اے با صفا	تجھ پہ بھی یہ راز پوشیدہ ہے کیا
بروئے کو در تحیر باخداست	کے شود پوشیدہ از چہ ہے است
اپنے دل پر، ہے جو حیران خدا	راز پوشیدہ ہے کوئی کب رہا
گفتم از سونے حقایق بشکفید	چوں ز اسم و حرف اسمی و اتفید
بولائیں، آخر حقیقت کچھ کہو	تم جو اسم و رسم سے آگاہ ہو
گفتا اگر اسے شود عین دل	آں ز استغراق الٰہی نزدجاہلی
بولے کوئی نام اگر بھولے دل	وہ ہے استغراق، کب ہے جاہلی
بعد ازاں گفتہ مارا آرزوست	اقتدا کردن بتو اے پاک و دستا
پھر وہ سب بولے ہمیں ہے آرزو	مقتدی بننے کی اے فرخندہ عثر
گفتم آئے یکک سلامت کہ من	مشکلاتے دارم از دور ز من
میں یہ بولا، امان مگر عثر و ذرا	ہے ابھی کچھ مشکلوں کا سامنا
آتا شود آں حل بصحتہائے پاک	کہ بصحت ویدانگوئے ز خاک
تا وہ حل ہوں آج قریب پاک سے	آگتے ہیں انگور بل کر خاک سے
وانہ پڑے مغز را خاک و ذرم	خلونی و صحتی کرد از کرم
دار پڑے مغز کو بھی خاک نے	اپنا ہم صحت بنایا کف سے
خوشی تن در خاک کئی محو کرد	تا نمازش رنگ و بوئے سرخ و زرد
خاک میں جب محو باطل ہو گیا	رنگ و بو کی قید سے بس وہ چٹا
از پس آں محو فیض و نمائند	بر کشاد و بست شد مر کب اند
ہر گیا پھر حق اس کا وہ فنا	وہ کشاد و بست سے تھا آشنا

دیگر اہل مذہب اور قیام	یک رخت از پیش مانند امام
کر رہے تھے دوسرے پیچھے قیام	آگے بھاڑاں پیڑ مانند امام
از درختاں بس شکستہ مٹو	اُن قیام و اُن رکوع و اُن سجود
کیا کہوں میں، سخت حیرت مٹی مجھے	اُن درختوں کے رکوع و سجدہ سے
گفت ابغم الشجر السجداں	یا و کروم قول حق را از زمان
سجدہ کرتے ہیں مجھے بجم و شجر	قول حق یاد آگیا، مجھ کو اور
ایں چہ ترتیب نماز است انجان	ایں درختاں اور زمانہ میاں
ایسی ترتیب نماز آئی نظر	تھے نہ زانو اور نہ پیڑوں کی کمر
مے عجب اسی زکار ماہنوز	آمد الہام خدا کاے با فروز
تو مرے کاموں سے حیراں ہے ہنوز	آیا الہام خدا، اے با فروز
اُن سات رختوں کا سات مردین جانا	
جملہ درقعدہ پہنیزوان فرد	بعد دیرے گشتہ آہنا ہفت مرو
کرتے تھے قعدہ میں یاد اللہ کی	بعد از اُن وہ ہو گئے سات آہی
تا کیا نندوچہ از داز جہاں	چشم میمالم کہ اُن سخت رسلان
کون ہیں، گتے ہیں پیچھے ہیں کہاں	آنکھ ملتا تھا کہ یہ ساتوں جہاں
کروم ایشان اسلام از انتباہ	چوں نبرد کی رسید من ز راہ
با ادب ہو کر کیا میں نے سلام	جب میں پہنچا پاس اُن کے کلام
اے قوی ہمنظر و تاج کرام	قوم گفتہ دم جواب اُن سلام
اے قوی؟ فقر والوں کے امام	بلے کر کے وہ جہاںی پھر سلام
پیش از بس بر من نظر نہا خند	گفتہ آخر چوں مرا بشنا خند
اس سے پہلے تو نہ دیکھا تھا مجھے	پوچھا میں نے۔ کیسے پہچانا مجھے

اختیار اکر نہ بینی اے عیار	اختیارات ابیں بے اختیار
کر نگہبانوں سے ہوں آنکھیں نہ چار	اختیار آئیں نظر بے اختیار
اختیار سے مئی کنی دوست و پیا	بر کشادہ منت چرا جسی چرا
ہے جو زعم اختیار اور دست و پا	کھول ماتہ اپنے، مقید کیوں ہوا

دوقی کا اس جماعت کی امامت کرنا

روئے در انکار حافظ بروہ	نام تهدیدات نفس کر وہ
تو نگہبانوں سے ہے منکر ہوا	نام ہے تهدید نفس اسکا رکھا
ایں سخن پایاں نثار و تیز رو	ہیں نماز آمد دوقی پیش مشو
یہ سخن لہا ہے چل جلدی ذرا	اے دوقی! پڑھ نماز، آئے تو آ
اے یگانہ ہیں دو گانہ برگزار	تا مزین گرد از نور و زگار
اے یگانہ کر دو گانہ تو ادا	تا یہ عالم تجھ سے ہو آراستہ
اے امام چشم روشن، الصلا	چشم روشن باید اندر پیشوا
اے امام چشم روشن، الصلا	پیشوا کو چشم روشن ہے روا
در شریعت مہست مکروہ اے کیا	در امامت پیش کردن کور را
ہے شریعت میں یہ مکروہ و خطا	اندھے کو کرنا امامت میں کھڑا
گرچہ حافظ باشد و حجت و فقیہ	چشم روشن بہ اگر باشد سفیہ
گرچہ وہ حافظ ہو اور حجت و فقیہ	آنکھ بینا چاہیئے گو ہو سفیہ
کور را پر ہمیز نبود از قدر	چشم باشد اصل پر ہمیز و حذر
کیا نجاست سے بچے کور اے انجی	آنکھ ہی تو اصل ہے پر ہمیز کی
او پیلیدی را نہ بیند در عبور	ز آنکہ اندر فعل و قول نیست نور
گندگی کو دیکھ چلے میں نہ کور	اُس کا فعل و قول ہے محرم نور

رفت صورت جلوہ عینش شد	پیش اصل خویش عین بخودیش شد
مٹ گئی صورت، تو پھر معنی ملے	آگے اپنی اصل کے بے خود ہوئے
لف لال آن سرخیں کروں بخت	سرخیں کروند ہیں فرماں پرست
دل کی گرمی بڑھ گئی جب سر ہلا	سر ہلا کر سب یہ بولے۔ ہے بجا
چوں مراقب کشتم و از خود جدا	ساعتے با آن گروہ مجتہدے
ہو کے بیخود جب مراقب نہیں ہوا	اس گروہ با صفا میں اے فنا
ز آنکہ ساعت ہرگز اندھاں	ہم در آن ساعت ساعت مرعیاں
کیونکہ ساعت بھجواں بوڑھا ہوا	جان ساعت سے ہوئی میری جدا
رست از ملکوں کہ از ساعت پرست	جملہ تلوئیہا از ساعت غاسست
جب چٹھا ساعت سے پھر۔ حتمیں کہاں	ہیں یہ سب ساعت سے گونا گوناں
چوں نماز محرم بھجوں شوی	چوں ز ساعت ساعتے بیرون شوی
محرم اسرار بے چوں ہو گیا	جبکہ ز ساعت سے اک ساعت چٹھا
ز آنکہ آنسو جز تحیر را نیست	ساعت نے بے ساعتی آگاہ نیست
بجز تحیر کون ہے اس را پر	ساعتی ہے ساعتی سے بے خبر
بستہ اند اندر جہان جستجو	ہر نفر را بر طویلہ خاص او
جستجو سے وہ ہے رکھتا ہاندھکے	ہر نفر کو اک طویلہ خاص پر
جز بدستورے نیاید رافضے	منقصت ہر طویلہ را یعنی
بے اجازت کچھ نہیں ہوتا ہے کار	ہر طویلے میں ہے اک چابک سوار
در طویلہ دیکھے اندر شود	از ہوس از یک طویلہ گروو
دوسرے دیسے طویلے میں پھر آئے	گر ہوس میں اک طویلے سے وہ جائے
گوشتہ افسار او گیرند و کش	در زماں آخر چہاں چیت خوش
باگ ڈوران کی وہ کھینچیں نیکیاں	مستعد داروغے پھر آئیں وہاں

ہم شنیدی! است نہادی قدم	امر تفتوا غنۃ البصار کم
اس کو سن کر بھی نہ تم سنبھلا ذرا	بند کر لو آنکھ - حق نے کہہ دیا
گوش چوں رنگست فہمت اخرو	از دہانت نطق فہمت ابرو
کان مثل رنگ کھائے فہم کو	نطق منہ سے لے کے جائے فہم کو
میکشاید آپ فہم مضمرت	اچھنیں سوراخنائے دیگر ت
فہم کا پانی بہاتے ہیں ترے	اس طرح سوراخ جو ہیں دوسرے
بیعوض آں بجر راہاموں کنی	اگر زور یا آب اسیروں کنی
لاجرم دریا کو مثل بزرگے	پانی دریا سے جو تو باہر کرے
مدخل اعواض ادا ہال را	بیگستار نہ بگویم حال را
مدخل اعوامی و ابدال ایچواں	ہوتا کہ موقع تو میں کرتا بیاں
از کجا آید ز بصر خرمجا	کاں عوضہاواں بدلما بجر را
خرج کے بعد آتے ہیں کس سمت سے	وہ عوض اور وہ بدل اس بجر کے
ابرہا ہم از بروش میسرند	صد ہزاراں جانور زومی چرند
ابر لے جاتے ہیں پانی کھینچکر	سیر ہو جاتے ہیں لاکھوں جانور
از کجا رواند اصحاب رشدا	باز دریا آں عوضہا میکشد
جو ہے نیوکا را سے ہے جانتا	پھر ہے وہ دریا عوض کو کھینچتا
ماند بے مخلص اولیٰ یں کتاب	قصہ ہا آغاز کریم از شباب
مثنوی میں رہ گئے وہ محقق	کہ دے آغاز قصہ زود تر
کہ فلک را کاں چو توشا ہے زواہ	اے ضیاء الحق حسام الدین اد
کہ فلک نے دی کسی کو یہ ضیاء	اے ضیاء الحق حسام الدین سخی

لے اپنی آنکھوں کو مچھاؤ ؟
 لے یعنی عوض اور تبدیلیوں کے مدخل کا بیان کرتا :

کو رہا طعن رخاست برست	کو رہا طعن رخاست ظاہرست
کو رہا طعن کی سخاست باطنی	کو رہا طعن کی سخاست ظاہری
واں سخاست باطن افروں مشہود	ایں سخاست ظاہر از آبے ود
ہاں مگو تا پاکی باطن کی برے	ظاہر تا پاکی پانی سے مٹے
چوں سخاست باطن خوشگیاں	جز با آج چشم متواں مستن آں
باطنی جب اک سخاست ہو عیاں	آنکہ کے پانی سے محل سکتی ہے ہاں
اں سخاست نیست ظاہر ورا	چوں جس خواندہ است کفر اخدا
وہ سخاست اسکی کب ہے ظاہر	جب جس کتا ہے کافر کو خدا
اں سخاست بہت اخلاق میں	ظاہر کافر ملوث نیست زیں
ہے جس اخلاق میں وہ ہوتا	ظاہر کافر نہیں اس سے بھرا
واں سخاست بکوش از رستہ تاشم	ایں سخاست بکوش از رستہ تاشم
اور اس کی بڑ ہو کرے سے تا بہ شام	اس سخاست کا ہے پر ہو میں کام
بر و مارغ حور و رضواں بر شود	بلکہ بکوش آسمانہا پر دود
تا و بلع حور و رضواں مٹو	بلکہ جائے آسمان ہم کی بڑ
مردم اند حسرت فہم درست	آنچہ میگویم بقدر فہم درست
فہم کامل کی مجھے حسرت رہی	وہ بقدر فہم ہے باتیں مری
چوں سبو بکشت لیزد آب او	فہم آہست وجود تن سبو
جب سبو ٹوٹے ہو پانی سبب	فہم پانی ہے۔ وجود تن سبو
اندرونے آب ماند خود نہ یرن	ایں سبب را بنج سوخت ژرف
پانی بھڑے گمانہ اس میں اور دیرن	اس سبب میں پانچ ہیں سوراخ ژرف
لے سخت اور بڑے +	

دوقوی کا امامت کے لئے آگے بڑھنا

برنویں اکوں دوقوی کش رفت
اب یہ نکر، آگے دوقوی بڑھ گئے
مدرج جملہ انبیاء آمد عجیب
مدرج جملہ انبیاء ہے بالیقین
کوزما دریک لگن درخت
اک لگن میں جمع دس کوزے یہاں
کیشاڑیں رستے جزیک کشیت
سب مذاہب ایک ہیں اس نوع سے
برصور و اشخاص عاریت بود
جسم و صورت کی ہے محنت عارضی
لیک برہنداشت گرہ میثوند
ہے مگر پندار سے اک گرہی
حافظ آں انوار راجوں رابطے
رابطہ انوار دیوار اے پسر
حال مرگم کرد و استایش باند
گم کیا کرہ نے چاند اور چپ رہا
سرچہ در کرد و آزارے ستود
جھانک کر تعریف وہ کرنے لگا

مدرج تو گویم بردوں زوج ہوت
مدرج تیری بڑھ کے سات اور پانچ سے
درتجیات و سلام الصالحین
یہ تجیات اور سلام صالحین
مدرج ہا شد جملگی آمیختہ
مدرجیں سب مل گئیں آپس میں ہاں
نرا نکر شد مدرج جزیک کشیت
کون ہے مدرج یاں جز ایک کے
زآنکہ ہر مدرجے بر نور حق رود
ہے ہر اک محنت خدا کے نور کی
مدرج جز سختی را کے کنند
سختی کی مدرج ہوتی ہے انجی
نہمحو نورے تافہ بر حائلے
نور کے جس طرح دیوار پر
لاجرم چوں سایہ سوئے حل رائد
سایہ سوئے اصل جب آخر گیا
یا زجا ہے عکس ما ہے وانمود
یا کوئیں میں عکس مر کا جب چڑا

لے سات آسمان اور پانچ حواس
لے رہہ رکھنے والی ہے

اے دل جان ز قدوم تو مجھ	تو بناد آمدی در جان دل
جان دل ہیں تیرے جلوں سے مجھ	ہاں تو ہی تو ہے بنائے جان دل
قصہ من ز آہنا تو بدمی ز اقصا	چند کرم درج قوم ماضی
مقتضائے قصہ تیری ذات علی	اگلی قوم کی جو میں نے درج کی
تو بنام ہر کہ خواہی کن شننا	حادثہ خود را شناسد خود دعا
چاہے جس کے نام سے تو کر شننا	اپنا گھر پہچانتی ہے خود دعا
حق نہایتیں حکایات و مثل	بہر کتمان مدح از نا محل
دیں حکایات و مثل اللہ نے	مرح بے جا کے چھپانے کے لئے
کز دو دیدہ کور و قطرہ کفاف	حق پذیر و کسرہ وار و معاف
ہو جو کور آھوں سے اشکوں کا نزل	کرتا ہے خالق شکستہ کو قبول
لیک بندیر و خدا جہد المقل	گرچہ آمد درج از تو ہم آمد مجھ
ہے قبول حق مگر سبھی فقیر	تو مجھ بے تجھ سے خود درج حقیر
کہ ستودم مجھ لیں خوش نام را	مرغ و ماہی اند آئی بہام را
مجھلا میں نے سرالہ نام کو	مرغ و ماہی جانیں اس بہام کو
تا خیالش ابدنداں کم گزو	تا بر و آہ حسوداں کم وزو
دانت ہو تخنیل کا اس سے چڑا	حاسدوں کو کم ہو موش آہ کا
در وثاق موش طوطی کے عنود	خود خیالش انکجا یا بد حسود
طوطا کب سوراخ میں چرے کے چلے	لب خیال اس کا حسود زار پائے
موتے ابروئے وسیت آں ہلال	اُس خیال و بود از احتیال
چاند کب ہے اُسکے ابرو کا ہے بال	مکر و حیل سے ہے اسکا ہر خیال

باز گروم زانکہ قصہ شد دراز	وقت تنگ و خلق موقوف نماز
لوتھا ہوں کیونکہ ہے قصہ دراز	وقت تنگ اور خلق مشتاق نماز
دوقتی کے پیچھے اس جماعت کا مقدی ہونا	
پیش در شد آں دوقتی در نماز	قوم پہچوں اطلس آمد او طراز
پس امام اُن کے دوقتی ہو گئے	قوم کھٹی اطلس وہ اس پر نقش کئے
اقتدا کروند آں شاہاں قطار	در پہ آں مقتدا سئے نامدار
اقتدا کی باندھ کر سب نے قطار	مقتدا کے پیچھے جو تھا نامدار
چونکہ بابتکیر ہا مقروں شدند	ہاچو قرباں ز جہاں بیرون شدند
کہ کے جب تکبیر وہ باہم سے	مثل قرباں دہر سے باہر ہوئے
معنی تکبیر ایست اے ایمم	کاے خدا پیش تو ما قرباں شدیم
معنی تکبیر یہ ہیں اے فنا	مجھ پر ہم ہوتے ہیں قرباں ایچنا
وقت ذبح اللہ اکبر مے کنی	ہچنیں در ذبح نفس کشتنی
وقت ذبح اللہ اکبر تو کئے	ایسے ہی جب نفس کو قرباں کرے
گوئی اللہ اکبر و ایں شوم را	سر برتا وار بد جان از عنا
اور کئے اللہ اکبر جس کا	کاٹ سر تا جان غم سے ہو رہا
تن چو اسماعیل جان پہچوں خلیل	کہد جاں تکبیر بر جسم بئیل
جسم اسمعیل جاں مثل خلیل	جاں نے کی تکبیر تن پر اے بئیل
گشت گشتہ تن ز شہوتہا و آرز	شد بر بسم اللہ بسمل در نماز
ہو گیا تن کشیدہ ممد حمس و آرز	ہو کے بسم اللہ سے بسمل در نماز
چوں قیامت پیش حق صفائے وہ	در حساب در مناجات آمدہ
چوں قیامت پیش حق باندھیں صفیں	پھر مناجات اور حسابوں میں اپڑیں

گرچہ جبل او بکسش کرور	و حقیقت ماورج ماہست او
جبل سے ہے عکس کی جانب بھرا	اصل میں تدرج ہے وہ ماہ کا
کفر شد آں چوں غلط شد ماجرا	مدح او مدہ است نے آں عکس را
کفر ہے کھایا جو دھوکا اے اچھا	چاند کی ہے مدح کب ہے عکس کی
مہ ببالا بود آں پنداشت زیر	کز شقاوت گشت مگرہ آں لیر
چاند تھا او پر وہ سمجھا اسکو زیر	ہو گیا مگرہ شقاوت سے دلیر
شہوتے راندہ پیشیاں مے شونہ	ازیں بہاں غلطان پیشیاں مئی شونہ
جربش شہوت سے پیشیاں ہو گئے	ان بہتوں سے لوگ حیاں ہو گئے
وز حقیقت دور تر و ماندہ اند	ازانکہ شہوت با خیالے اندہ اند
وہ حقیقت سے پڑے ہیں دور تر	کیونکہ شہوت ہے خیالوں سے لیر
تا ہاں پر بر حقیقت بر شود	با خیالے میل تو چوں بر بود
تا کہ اس پر سے حقیقت تک آئے	میل ہے جوں پر خیالوں سے چتے
لگ گشتی و انخیال از تو گر بخت	چوں پر اندی شہوتے پرت بخت
ہو گیا لنگڑا خیال ابتر ہوا	جب ہوئی شہوت ترا پر گر گیا
تا پرمیلت بر دسوائے جٹاں	پر نگہدار جنیں شہوت مران
تا کہ لے جائے یہ بر سوائے حال	پر بجائے رہ اند بھر شہوت میں ہاں
بر خیالے پڑ خود پر میکند	عشق پیدار نہ عشرت میکند
اس گماں پر ٹوٹتا ہے پڑ یہاں	عشق کو ہے اپنی عشرت کا گماں
مہتمم وہ معسر ز آں تن زوم	واما دایہ شرح لیں نکتہ شدم
دے تو ہمت عشرت سے ہوں ترسا	اس بیاں کی شرح کا ہوں قرضدار

از سجد و وادہ زکودہ خبر	باز زمان آید من بردار سر
کیا کیا سجدے میں دے اس کی خبر	مگر چہ آئے اٹھا تو اچھا سر
اندر اقد باز در رو بچھو مار	سر بر آرد او در گہر شمسار
منہ کے بل پھر گر پڑے مانتہ مار	سر اٹھاے پھر وہ اپنا شمسار
کہ بخا اہم جست از تو مو بگو	باز گوید سر بر آرد باز گو
تجہ سے استفسار کرتا ہوں میں ناں	علم پھر ہو سر اٹھا اور کہیاں
از نہیب و سہم یرواں راہیں	رکعت دیگر بیمار و بچہ نہیں
طوفان قحط کی امانت لے لے	دوسری رکعت بھی ایسے ہی پڑھے
تا چہ کروستی زباں بکھائے تیز	چوں خطاب آمد و گیارہ کہ خیز
کیا کیا تو نے کیاں کر یہ ظا	جب دوبارہ علم آئے ہو کھڑا
کہ خطاب پہنچتے برجاں زوش	قوت پائے تادون نمودش
ہاں ہے ہر بیت تحاطب کی گراں	اب کھڑے ہوئے کی قوت ہو کہاں
حضرتش گوید سخن گو یا بیال	پس نشیند عقدہ زائل بارگراں
کہ بیاں کیا حال ہے پھر حق کے	عقدہ میں بیٹھ وہ پھر اس بار سے
داومت سراپا یہیں بنجائے سودا	تعمیت آدم بگو شکت چہ بود
جو دیا سرمایہ سود اس کا دکھا	دی جو نعمت شکر کیا اس کا کیا
شفاقے خواہد کہ آرد عذر زود	بچاں سرمایہ بود اور اندر سود
ہو شفاعت کے لئے بیم و ہراس	سود و سرمایہ زجب دیجئے وہ پاس

سید سے ہاتھ کی طرف سلام پھینکا

سئے جان انبا و آں کرام	رو بہت است آرد در سلام
یعنی سئے انبا کے ذری العرام	پھر سے سید سے ہاتھ کی جانب سلام
سخت و رمل اندش پالے کلیم	یعنی اے شاہان شفاعت کلیم
سخت عاجز ہوں غایت کیجئے	اور کہ میری شفاعت کیجئے
چارہ آخیا بود دست فراز رفت	ابنا گویند روز چارہ رفت
چارہ کھا دیا میں اب ہوتا ہے کیا	وہ کہیں تدبیر کا دن تو گیا

بر مثال راست خیزر مستخیز	ایستاد پیش یزدان شک یز
ہو قیامت جس طرح دلی شکر کے	سانے خالق کے روئے ہوں کھڑے
اندیش ہنلت کہ دادم مرترا	حق ہے گوید چہ آوردی مرا
ایسی فرصت میں جو میں نے دی تھی	پوچھ رہ لایا ہے کیا میرے لئے
قوت و قوت در چہ فانی کر دے	عمر خود را در چہ پایاں بردے
تیری وہ قوت فنا کیونکر ہوئی	عمر اپنی غم کیونکر تو نے کی
پانچ حس را در گنج پا لودے	گوہر دیدہ کجا فرسودے
پانچ حس کو صافی کس جا ہے کیا	آنکھ کا موتی کہاں تو نے کھسا
خرچ کر دی چہ خریدی تو ز فروش	گوش حشیم و ہوش گوہر ہوش
خرچ کر کے کیا خریدا تو فروش سے	آنکھ کان اور ہوش گوہر عرش کے
من بخشیدم ز خود آں کے شدند	دست میا و ادمت چوں پیل کلند
میں نے بخشے خود کہاں سے آئے تھے	دست و پا عیشہ کی صورت میں بچتے
صد ہزاراں آید از یزدان کب	بہمنیں پیغام ہائے دروناک
بھیجے گا مخلوق کو یزدانی پاک	ایسے ہی پیغام لاکھوں دروناک
وز خجالت شد و تا اندر رکوع	در قیام اس گفہتا دار و رجوع
پھر خجالت سے ہوا محو رکوع	تا قیام اس گفہتو میں تھا رجوع
در رکوع او شرم بے بجا	قوت استادن از خجالت نماد
تو رکوع اس نے کیا شج کی	شرم سے قوت اقامت کی نہ تھی
از رکوع و پارسخ حق بر شمر	باز فرماں میرسد بردار سر
اور سن جو ہے جواب اللہ کا	حکم خالق آنے گا پھر سر اٹھا
باز اندر رو قد آں غامکار	سر بردار و از رکوع آں شمر
منہ کے بل پھر گر پڑے عصیاں شہا	سر اٹھائے وہ جبل اور شمر

چوں شنید از سونے دریا داؤاد	ناگہاں شمشیر سو دریا فنا د
آئیں دریا سے صدائیں شور کی	ناگہاں آنکھ انکی دریا پر پڑی
ورقضا و در بلا و ز شقیے	در میان موج دید او کشتیے
جو قضا میں اور بلا میں کتنی ادھر	موج میں آئی انہیں کشتی نظر
اُس سہ تار کی از غرقاب نیم	ہم شب ہم ابرو ہم موج عظیم
تین اندھیرے اور پھر در غرق کا	رات کتنی بادل تھے اور طوفان تھا
موجہا آشوب فلند چپ است	شد بادے ہچو عزم ایل سخت
موجیں ہر سواٹھ رہی تھیں شورخیز	تھیں ہوائیں مثل عزا ایل تیز
نعرہ ووا ولبا برخاستہ	ایل کشتی از مہابت کا ستہ
کر رہے تھے شور اور آہ و فغان	کشتی والے خوف سے تھے ناتواں
کافرو ملحد ہمہ مخلص شدند	دستہا در فوجہ بر سر میزدند
کافرو ملحد ہوئے تھے ہمزبان	ہاتھ سر پر مارتے تھے فوج خواں
عہد ہا و نذر ہا کردہ کجاں	با خدا با صد تصریح آرزواں
عہد کرتے ، اور نذر میں ماننے	عاجزی کرتے تھے سب اللہ سے
روئے شاں قبلہ دید از بیچ تیج	سر بر نہ در سجود آ نہا کہ نیج
قید دیکھا ہی نہ تھا بس جیل سے	نگے سر وہ سب تھے سجدے میں بیٹھے
وال زمان دیدہ در آں صد زندگی	گفت کہ بیفادہ است میں بندگی
تم توجب تھے مالک صد زندگی	کئی ندائے حق جہت ہے بندگی
دوستان و خال و عم بابا و مام	از ہمہ امید ہریدہ تمام
رشتہ داروں دوستوں سے باقیوں	منتقلے سب سے امیدیں ہو گئیں
ہیچو در ہنگام کجاں کنون شقی	زاہد و فاسق شد اندم متقی
طیغ و قہر نزع ہو کوئی سقی	زاہد و فاسق بنے سب متقی

ترک ماگو خون ما اندر مشو	مرغ بے ہنگامی اے بدسترو
چھوڑ ہم کو، ہم سے اب کیا کام ہے	جا کہ اب تو مرغ بے ہنگام ہے
در تہار و خویش گونیدش کہ خج	رو بگردان لبوئے دست چپ
خجور ہو مکار۔ بولیں او تر	مژ جو بایش سمت پھرے، بمقتلا
ما کہ ایم اے خواجہ بست زما بدار	ہیں جواب خویش گویا کردگار
کون ہیں ہم، کہ نہ ہم سے بار بار	دے جواب اللہ کو اے نابکار
جان آن بیچارہ دل صیاد ہند	نے از این سوئے از آنسو چار ہند
دل ہوا مٹوئے ہوئی مغموم جاں	بر عطف سے جب ہویش مایوسیاں
پس بر آرد سر و دست اندر دعا	از ہمہ نو امید گردو آں دعا
ہاتھ اٹھا لب پر دعا یہ لائے وہ	سب سے نا امید جب ہو جائے وہ
اول و آخر توئی و منتہا	آز ہمہ نو امید گشتم اے خدا
اول و آخر ہے تو اور انتہا	میں ہوں اب مایوس سب سے ایخدا
تا بداتی کایں بخوابد شد یقین	در نماز این فرشتہ شارتہا ہیں
ایسا ہونا ہے یقین کہ بیگماں	دیکھ اشارے یہ نمازوں میں عیاں

دقوتی کا اہل کشتی کی فیاض سننا

سر سوزن چوں مرغ بے تعلیم و ساز	بچہ بیروں آرزو بیضہ نماز
مرغ ناکارہ کی صورت سر نہ مار	بچہ اس بیضہ سے کر لے آشکار
اندر آں ساحل درآمد در نماز	آل دقوتی فور امامت کو ساز
ساحل دریا پہ پڑھتے تھے نماز	کی دقوتی نے امامت با نیاز
اہیت زیبا قوم و بگزیدہ امام	واجتماعت دینے اور قیام
منتخب اچھا کیا تھا یہ امام	اُن کے پیچھے تھا جماعت کو قیام

حزم را سیلاب کے اندر بود	در بر بینی اقمہ غیب آ عنود
حزم کو کب سیل لیجائے پس	ماقات جنب اگر آئیں نظر
و مہم ویدن بلائے ناگہاں	حزم چہ بود بدگمانی درجاں
دیکھنا بروم بلائے ناگہاں	حزم کیا ہے ہر گز نہاں
مرد را بدرید دور بیشہ کشید	آہنچا نکد ناگہاں شیرے رسید
مرد کو دے پھاڑ۔ جھگڑ لے کے چلے	بس اچانک جس طرح اک شیر آئے
تو ہماں نڈش لے استادویں	اوچہ اندیشہ در آن کون بدیں
تو بھی سوچ ایسا ہی لے مرد خدا	اس کو لیجانے میں اندیشہ ہو کیا

مردِ حازم کے قصوات

جان مامشغول کار و پیشہ	امیکشد شیر قضا در پیشہ
کام میں مشغول ہیں ہم بر ملا	جینمنا جھگل میں ہے شیر قضا
زیر آب شور زرقہ تا بکلی	آہنچاں کہ فقری تر بند خلق
بحاری پانی میں ہے ڈوبی تا بہ خلق	ایسے ہی یہ فقر سے ڈرتی ہے خلق
گنجماشاں کشف گشتہ در زیاں	اگر تر سیدے از آں فقر آفریں
گنج ان کو خال میں آتے نظر	ہوتا کچھ فقر آفریں سے خوف اگر
در پئے ہستی دودیدہ در عدم	جملہ شاں ز خوف غم و عین غم
ہے عدم کی سیر ہستی کے لئے	بخوف غم سے عین غم میں ہیں پئے

لے حزم و حازم کی تصریح و تفسیر میں پہلے کی جہت کی ہے *

جیلہا چوں مرو بہنگام حاست	نے زچشپاں چارہ چوڑے زرت
مٹ گئے جیلے تو یاد آئی موعا	دائیں بائیں سے کوئی چارہ نہ تھا
برفلک لیشاں شدہ دوو سیاہ	دردعا ایشاں دوزاری آہ
آسماں پر چھا گیا کوڑو سیاہ	سب دعا کرتے تھے اور زاری و آہ
بانگ زد کاے سگ پریشان بے	دلو آندم از عداوت تیز میں
اور کہا اے سگ پرستو بیوفا	دیکھا شیطان نے عداوت سے ذرا
عاقبت خواہد بدن میں اتفاق	مرگ جسکے اہل انکار و نفاق
ایک دن بس ہوگا ایسا اتفاق	موت، سرج، اے اہل انکار و نفاق
کہ شہید از بہر رشوت دیو خاص	چشم تماں تر باشد از بعد خلاص
اور بنو تم بہر رشوت دیو خاص	تر تباری آنکھیں ہوں بعد خلاص
دستماں بگرفتیز دال از قدر	پاؤتال ناید کہ روزے در خطر
ہاتھ پکڑا تھا خدا نے دوڑ کر	کیا نہیں ہے یاد۔ اکدن تھا خطر
ایں سخن افسنہ و جزو گش نیک	ایں ہے آمدند از دیو یک
لیکن اس کو کوئی سنتا ہی نہ تھا	دیو سے آئی تھی یہ پیہم ندا
قطب شاہنشاہ دریائے صفا	راست فرمودست بایا مصطفیٰ
قطب و شاہنشاہ دریائے صفا	تج ہے یہ قول جناب مصطفیٰ
عاقلاں بینند زاؤل مرتبت	کانشچہ جاہل دید خواہد عاقبت
عافل اس کو ابتدا میں دیکھ لیں	دیکھے گا جاہل جو کچھ انجام میں
عافل اول دید و آخر آں صر	کار باز آ غاذا رغیب سے سر
عافل اول دیکھے، عافل بعد سے	ابتدائی کام غیب و راز کے
عافل و جاہل بہ بیند در عیاں	اولش پوشیدہ باشد آخر آں
عافل و جاہل پہ آخر ہو عیاں	ابتدا ہوتی ہے بس اسکی نہاں

آں زمان چل ماوران با وفا	بہنچیں میرفت بر لفظش دُعا
جس طرح کرتی ہیں مائیں با وفا	اس طرح سے کر رہے تھے وہ دُعا
بیخود از وسعی بر آمد بر سما	اشک میرفت زد و چشمش دُعا
بیخودی میں جاتی تھی سو سے سما	آنکھ سے آنسو رواں تھے اور دُعا
آنداز و نیست گفت اور است	آں عنائے بیخوداں خود گیر است
یہ سنن ان کا نہیں - اللہ کا ہے	بیخودوں کی یہ دُعا ہے اور شے
آں عدا و آل جابست ز خدا	آں عاقلی میکند چوں وفات
وہ دُعا مقبول کرتا ہے خدا	وہ دُعا نے حق ہے - داعی ہے فنا
بیخیز ز آں لا بہ کُرن جسم جہاں	واسطہ مخلوق نے اندر میاں
بے خبر ہیں افرا سے جسم دجاں	واسطہ کوئی نہیں ہے درمیاں
خونے حق دارند در اصلاح کار	بندگان حق رحیم و بردبار
خونے حق رکھتے ہیں اور اصلاح کار	حق کے بندے ہیں رحیم و بردبار
در مقام سخت در رو گر آں	تمہاراں بے رشوتاں یاد کیں ناں
جب ہو سختی اور ہو رو گر آں	ہوتے بے رشوت کے ہیں وہ تمہاراں
ہیں عنایت ارشاد پیش از بلا	ہیں بجوایں قوم راے مبتلا
اور عنایت جان انہیں پیش از بلا	دھونڈتے اس قوم کو اے مبتلا
و اہل کشتی را بکشد خود گماں	رست کشتی از دم آں پہلواں
اہل کشتی کو گماں کو کشتی کا تھا	اٹکی برکت سے ہوئی کشتی رہا
بر پداف انداخت تھے از ہمز	کہ مگر بازوئے ایشاں در حذر
تیر مارا ہے ہدف پر کارگر	جیسے ان کے بازوؤں نے کینچنگ
و آں زود و اندر و باہاں غرار	پارہ اندر و بہا نرا و رشکار
اور سمجھے ہم ہونی کشتی کار	پاؤں سے آں لومڑی ہو رشکار

دُعا کی دعا کرنا

رحم او جو شیڈ اشک او دوید	چوں دُعا کی آں قیامت ابدید
رو دے وہ - رحم اُن کو آگیا	حزین چپ دیکھ دُعا کی دے بیا
دست شاں گیر لے شینیکو شاں	گفت یارب منہ را نذر فعلشاں
دستگیری کر کہ تو ہے کبریا	ہوے۔ دیکھ اُن کے نہ فعلوں کو خدا
اے رسیدہ دست تو دوزخ و بر	نوش سلامت شاں بسا حل بازو
بحر و بر دونوں ہیں تیرے ہاتھ میں	خیریت سے لاکتا ہے پر اُنہیں
درگزار از بد سگالالین بی	اے کریم واسے رحیم سرمدی
در گذر کہ اہل عصیاں کی ہدی	اسے کہیم اور اسے رحیم سرمدی
نے زرشوت بخش کردہ عقل و ہوش	اے بادہ انگاں صد شیم و گوش
اور بے رشوت کے بخش عقل و ہوش	مفت ہیں تو لے دے شوش و گوش
دیدہ از ماجلہ کفران و خطا	بیش از استحقاق بخشیدہ عطا
دیکھ کر ہم سب کے کفران و خطا	حق سے پہلے ہم پہ کرتا ہے عطا
تو توانی عفو کر دن در حریم	اے عظیم از ما گناہان عظیم
عفو کر سکتا ہے تو اکرام سے	بہ سے ہوتے ہیں گنہ اکثر بڑے
دیں عار اہم ز تو آموختیم	ما ز حرص از خود را سوختیم
تو نے ہی ہم کو سکھائی ہے حیا	حرص سے ہم نے لیا خود کو جلا
در جنیں ظلمت چراغ افروختی	حرمت آں کہ دُعا آموختی
سچ کر دی ایسی ظلمت میں عطا	مدد تعلیم دُعا کا اے خدا
جرم بخش و عفو کن بکشا گرہ	دستگیر و رہنما توفیق وہ
جن مشکل کہ خطا میں بخش کے	دستگیر و رہنما توفیق دے

بوسہ گاہے یافتی با راہبر	اے چو خربندہ حریف کون خ
بوسہ گر ہائی، اسی کو چاٹا کر	میل احمق اسے حریف کون خ
میل شاہی از کجایت خاست	چوں ندادت بندگی دوست
میل شاہی پھر ہے کیوں لے لکھیں	بندگی دوست جب یاد نہیں
بستہ برگردن جانت رہے	در ہوائے آنکہ گوشت زہے
راستہ ڈھونڈا ہے اپنی جان میں	طرح میں اس کی کہ سب اچھا ہیں
وقف کن دل بر خداوندان	رو بہا این دم حیلست اہل
رشتہ اپنے دل کا اہل دل سے جوڑ	لومڑی! چلے کے اس پھنکے کو چھوڑ
رو بہا تو سونے جیفہ کمشتاب	در پناہ شیر کم ناید کباب
از پتے مردار تو مت موخا ص	کیا پناہ شیر میں کم میں کباب
کہ چو جزوی سوتے کل خود رو	تو دلا منظور حق آگہ شوی
جب طبع کا کڑ سے نیشل جزو جا	ہوگا تو منظور حق اس دم دلا
نیست بر صحت کہ آں بگست	حق ہے گوید نظر ماں بردارست
آب و گل صورت ہے، کیوں دیکھو دل و	حق یہ کہتا ہے۔ دلوں پر سے نظر
دل فراز عرش با شہ نے بست	تو بے گونی مرا دل نیز بہت
عرش پر سے دل نہیں سے فرش پر	تو کے دل پاس ہے میرے مگر
بیک زان بیت نشایا بہت	ورگل تیر و نقین ہم آب بہت
آب دستہ جس سے نہ پٹا جا بیٹے	مٹی میں ہائی یقیناً سے وے
پس ل خورامگو کا ہم دولت	از آنکہ گر آبست مغلوب بگست
اس لئے دل کو نہ اپنے کہ تو دل	کیدلہ ہائی ہے مگر مغلوب بگل

لے صفحہ گذشتہ عارضے عن ہر اربعہ پانچ سے حواس خمسہ درخشش سے شش جہت مراد
ہیں :

میرا مذہب جان مارا از کیس	عشق با دم خود باز نہ کیس
جانتی ہے یہ بجاتی ہے مجھے	عشق لہنی دم سے ہوتا ہے اُسے
رقص گیرند وز شادی پر ہند	از ضلالت بوسہا بر دم دہند
رقص میں آتی ہے اور ہے محبوبی	لکھی سے دم کو ہے وہ بچھتی
پاچہ نمودم چہ سوداچہ شمع شوخ	روہا پار انگہ دار از کلوخ
ہوں نہ پا، تو دم ہو کیا غمہ ہار	لڑی! پاؤں سے رہنا ہوشیار
میرا مذہب از صد گوں انتقام	ماچر و پامان پائے ما کر ام
کرتے ہیں جو رستگار انتقام	لڑی ہم پاؤں میں اہل کرام
عشق با زلم با دم چپ آست	حیلہ باریک ماں چوں دم ماست
انیت دم سے ہیں ہے واقعی	حیلہ باریک دم سے اے اخی
تا کہ حیراں گرد و از ما زید و بکر	دم بچنہ نیم ز راستہ لالہ مکہ
تا کہ ہوں حیراں ہم سے زید و بکر	دم ہلا نا کیا ہے استدلال و بکر
دست طمع اندر الوہیت زولیم	طالب حیرانی غلغاں شدیم
اور الوہیت میں حرص آرا ہیں ہم	طالب حیرانی دنیا ہیں ہم
ایں نے بنیم ما کا نذر گویم	سا با نسوں مالک دنیا شویم
یہ نہ سوچھے ہیں گڑھے میں بیش ولم	تانسوں سے مالک دنیا ہوں ہم
دست ادا راز سہاں و گہراں	در گوے و در تھے اے قلندراں
کردہ اوروں کی خوشامد زینہار	اس گڑھے اور چاہ میں اے ہرزہ کار
بعد ازاں امان غلغاں آتش	پہوں بہستانے رسی بیا و خوش
ہو جا پھر مخلوق کا دامن کشاں	گلشن شاداب میں پہنچے تو یاں
نعرہ جلے و گہراں اہم بخش	اے مقیم جس چار و پنج و شمش
ہو جگہ نادر، تو کھینچ اوروں کو بھی	قیلہ چار و پنج و شمش تو ہے اخی

چوں نیابی آن خمارت نشکند	ہر یکے ز آہنا ترا ہستے کند
گر نہ پائے تو خمار اس کا رہے	ان میں سے ہر ایک مستی دے مجھے
کہ بد اں مقصود مستی ات بُد است	ایں خمار غم دلیل آں شد است
تجھ کو بس مقصود مستی اس سے تھی	بے غمار غم ، دلیل اس بات کی
سا تمکد دو غالب ویر تو اُمیر	جز با اندازہ ضرورت زیریں مگیر
منجھ پر وہ غالب نہ ہو جائے کہیں	لے ضرورت سے نہ زائد بالیقین
حاجت غیرے نہ دارم واصلم	سرکشیدی تو کہ مصلح صاحب ولم
غیر کی حاجت نہیں ، واصل ہوں میں	بوسے سرکش ہو کے ، اہل دل ہوں میں
کہ منم آب چرا جویم مدد	آپنچا نکہ آب و رگل سرکشد
خود ہوں پانی ، کیوں مددوں غیر کی	آب مٹی میں کرے جوں سرکشی
لاجرم دل ز اہل دل برداشتی	دل تو ایس آلودہ را پنداشتی
اہل دل سے ، دل اٹھایا ہیگاں	دل تو سمجھا ہے اس آلودہ کو پاں
کہ بود در عشق شیر و انگلیں	خود روا داری کہ آندہ ان شد ایں
جو محبت میں ہو شیر و انگلیں	خود ہی کہ انصاف۔ یہ دل ہے کہیں
ہر خوشی آں خوش از دل صلت	لطف شیر و انگلیں عکس دست
حاصل بریش اس حاصل میں ہے	لطف شیر و شہد عکس دل میں ہے
سایہ وان چون بود دل اغرض	اپس بود دل جو پر عالم عرض
سایہ دل ہو گاں دل کی غرض	دل ہے جو ہر اور ہے عالم عرض
یا ز بون ایں گل آب سیاہ	آندے کو عاشق مالست جاہ
یا وہ ہے فوق گل و آب سیاہ	ہے جو دل سرشار و مست حبت جاہ
مے پرست شاں برائے گفتگو	یا خیال لاتے کہ در ظلمات او
پوچھتا ہے تاکہ وہ بائیں کہیں	یا خیال ایسے کہ ظلمت میں انہیں

آنند لے کو آسمان ہا برترست	آنند ابدال یا پیغمبرست
آسمان سے بڑھ کے جس کا حال ہے	وہ دل پیغمبر و ابدال ہے
پاک گشتہ آں زر گل صافی شدہ	ورفرونی آمدہ وانی شدہ
مٹی سے وہ پاک ہو کر ہے صفا	پانی افزونی، نہایت بڑھ گیا
ترک گل کر وہ سوئے بحر آمدہ	رستہ از زندان گل محرمی شدہ
چھوڑ کر مٹی سوئے دریا چلا	چھوٹا قیدر خاک سے بحری بنا
آب مجوس گل ماندہست ہیں	بحر رحمت جذب کن راز طیں
قید ہے مٹی میں پانی اس لئے	بحر رحمت! لینچ ہم کو خاک سے
بحر گوید من ترا و خود کشم	لیکے لانی کہ من آنجی شدم
بحر کہتا ہے، تجھے میں پھینچ لوں	پو تو کہتا ہے، میں آب صافی ہوں
لاف تو محرومے وارو ترا	ترک آں بنداشت کن مرن ترا
لاف نے محروم ہے تجھ کو رکھا	چھوڑ دے پندار اور مجھ میں سما
آب گل خواہد کہ در دیار و د	گل گرفتہ پائے اورا میکشد
سوئے دریا آب گل کی ہے خوشی	پاؤں کو اس کے ہے مٹی کھینچتی
اگر ہاند پائے خود از دست گل	گل بماند خشک و شد منتقل
دست گل سے پاؤں گر وہ لے چھڑا	خشک گل رہ جائے، اور وہ ہورہا
آن کشیدن چسپیت آں گل آب	جذب تو نقل و شراب ناب
لینچ کیا ہے وہ گل سے آب کا	جذب ہے نقل و شراب ناب کا
ہمچیں ہر شہوتے اندر جہاں	خواہ مال خواہ آب خواہ نان
بس یونہی جتنی ہیں شہوات جہاں	خواہ مال، اور خواہ آب اور خواہ نان
خواہ باغ و مرکب تیغ و محن	خواہ ملک خانہ و فرزند و زن
خواہ ٹھوڑا، مانع، تلوار اور سیر	خواہ فرزند و زن اور ملک اور گھر

پیر عقل آمد نہ آں مومنے چو شیر	مومنے گنجد ورنجا اے فقیر
عقل ہے پیر اور نہ وہ مومن شیر	مومن کی گنجائش نہیں یاں لے فقیر

اس جماعت کا دقویٰ کی عمارت

چوں سہیل آں کشتی و آمد بکام	شد نماز آں جماعت ہم تمام
جب رہا کشتی ہمیں اے شکام	پڑھ چکے تھے یہ نماز اپنی تمام
بخشنے افتادشاں باہمدگر	کیں فضولی نسبت از ما باہدگر
چرا آپس میں دیاں ہمنے لگا	واقعہ ہم سے نہیں ایسا ہوا
ہر یکے با یک دگر گفتند بسر	از نہیں پشت دقویٰ ہست
چلے چلے کہ ہے تھے سر بسر	یوں پس پشت دقویٰ تہمت کر
گفت ہر یک من محمد منوں	ایں عانے از بریں از دوروں
کتنا تھا ہر اک نہ یہ میں نے کیا	اور نہ مقلی ظاہر و باطن دعا
گفت ماں اکایں امام مازورو	بوالفضولانہ منا جاتے بکرو
بولے تحقیق اس امام پاک نے	کی دعائے بوالفضولانہ - ارے
گفت آں دیگر کہ اے یار قرین	مر مرا ہم جی نماید این چنین
دوسرا بولا کہ اسے یار قرین	مجھ کو بھی ایسا ہی ہوتا ہے عین
اوفضولے بود است از نقابش	کر و بر مختار مطلق اعتراض
ہے دقویٰ سے جو اس کو انقباض	کر و بر مختار کل پر اعتراض
چوں نگہ کرو اسپس تا بکرم	کہ چہ می گویند آں اہل کرم
چشمے پھر کریں نے جب ثانی نظر	کہے رہے ہیں کیا یہ سب عالی کر
ایک زایشاں آمدیم در مقام	رفقہ بودند از مقام خود تمام
ایک کو میں نے نہ دیکھا پہ دیاں	بوچکے تھے اس جگہ سے سب دعاں

دل نظر گاہ خدا و آنگاہ کور	دل نباشد غیر آں دریائے نور
کور کیونکر ہو نظر گاہ خدا	کیا ہے دل یہ دل ہے دریا نور کا
دریکے باشد کد مست آں کد آں	نے دل اندر صد ہزار خاص عالم
ایک میں ہے ڈھونڈ اسے کر چشیں	دل نہیں ہے لاکھوں خاص عالم میں
آتش و آں ریزہ چوں کہ ہے آتش	ریزہ دل ابھل دل راہ کو
تا کہ وہ ریزہ مثال کور ہو	ریزہ دل چھوڑ، ڈھونڈ اس قلب کو
زر ہے افشاند از احسان جود	دل محیط است اندرین خطہ وجود
زر نشانی ہے اسی کے حلقے میں	دل محیط اس جسم کے ہے خطے میں
میکند بر اہل عالم را اختیار	از سلام حق سلامت ہا نثار
اہل عالم پر وہ کرتا ہے نثار	ہے سلام حق پر اس کو اختیار
آں نثار دل بر آئیں میرسد	ہر کرا و امن در دست و معد
فیض اس دل کا وہی حاصل کرے	جس کے دامن کو فراہمی کچھ ملے
ہیں منہ در دامن آں سنگ جو	دامن تو آں نیاز مست و حضور
ایسے دامن میں نہ رکھ سنگ جو	تیرا دامن ہے نیاز اور ہے حضور
تا بدانی نقد را از رنگہا	تا نذر دامن است آں سنگہا
فرق نقد و رنگ سمجھے ہر ملا	پخت نہ جائے اُن سے یہ دامن ترا
ہم ز سنگ سیم و زر چوں کو گویں	سنگ پیر کر دی تو دامن از جہان
مثلاً کچھ بچوں کے سنگ سیم و زر	بچہ بیٹے دامن میں پختہ رول کر
دامن صدقت و درید و غم فرو	آں خیال سیم و زر چوں ربو
صدق کا دامن پھٹا، غم بڑھ گیا	وہ خیال سیم و زر تھا۔ زر نہ تھا
تا نگیر عقل من شاں بچنگ	کے نماید کو و کاں اسنگ سنگ
عقل سے جب تک نہ ہوں دو آتشا	بچوں کو بچہ ہو کب پختہ بھلا

ہیں مہر امید ایشاں را بجو	اے دقویٰ جا دو چشم پہنچو جو
ہو نہ مایوس اور انکو ڈھونڈ تو	اے دقویٰ؟ رو نہ یوں مانند جو
ہر کشائے درد دل نذر سبست	ہین بجو کہ رکن دولت جستن است
دل لگانے میں فراخی ہے قفا	ڈھونڈ تو ہے رکن دولت ڈھونڈنا
کو و کوئی گو بجائ چوں فاختہ	از ہمہ کار جہاں پر و اختہ
دل سے گو گو کرتا پھر چوں فاختہ	چھوڑ کر دنیا کے کاموں کو ذرا
کہ دعا را بست حق بر اسبج	نیک بنگر اندریں لے محجب
ہے دعاؤں کو نوید استبج	غور کر دل میں ذرا اے محجب
آن عایش میر و دتا ذوالجلال	ہر کہ اول پاک شدا ز اغدال
جاتی ہے بے اشک خدا تک پر دعا	علتوں سے پاک جب دل ہو گیا

بے محنت طالب بڑی کا قصہ

روز و شب میکروافشاں فقیر	یاد ام آمد آں حکایت کاں فقیر
روز و شب تھا آہ و نالہ میں آسیر	یاد آئی وہ حکایت اک فقیر
بے شکال رنج و کسب انتقال	از خدا میں خواست روزی حلال
وہ بغیر کسب و محنت بے ملال	چاہتا تھا حق سے روزی حلال
لیک تقویٰ آمد و شد رنج تو	بیش ازیں گفتم بعضے حال و
دیر اس میں ہو گئی ادرہ گیا	پہلے ہم نے حال کچھ اسکا لکھا
چوں زار فضل حق حکمت بخت	ہم بگو ہمیش کجا خواہد گر بخت
فضل حق کا ابر ہے حکمت نشان	میں کہوں وہ قصہ جانے کا کہاں

لے پتہ بیان
 اللہ تعالیٰ عزوجل :- اے دعویٰ اس بچے کی تم مجھ سے دعا کرو یا مجھے بچارہ رو میں تمہاری
 دعائیں قبول کرو یا نہ

چشم تیز من بشد بر قوم خیر	نے چوٹ نے است نے بالا و زبر
تیز نظریں میری عاجز تھیں۔ دلیلا	دائیں بائیں تھے۔ نہ اوپر اور نہ زبر
نے نشان پاؤں گروے ہشت	دور با بودند گوئی آب گشت
ہشت میں آنکے نشان پاؤں تھے	تھے وہ کچھ دورے کہ پانی ہو گئے
ورکد امیں وضہ قند آل مہ	در قباب حق شدند آندم ہمہ
کون سے روضے میں پہنچے شاوہاں	حق کے قبوں میں ہوئے وہ سب نہاں
چوں ہوشاں دید حق از چشم ما	در ستیخہ ماندہ ام کایں قوم را
کیوں لیا اللہ نے ان کو چھپا	اس باعث سے ہیں حیران رہ گیا
مثل عوطہ ماہیاں در آبجو	آپنچھاں نہاں شدند از چشم او
جیسے چھپی مار کر عوطہ چھپے	اس طرح وہ آنکھ سے پنہاں ہوئے
عمر با در شوق ایشان شکراں	سالہا و حسرت ایشان پناں
دوتوں روتے رہے اس شوق سے	سالہا حسرت میں وہ اٹکی رہے
کے در آید با خدا ذکر بشر	تو نگوی مرد حق را در نظر
کہ خدا کے ساتھ ہو ذکر بشر	مرد حق دیکھے۔ بشر مت کہ پس
کہ بشر دیدی تو ایشانرا نہ جاں	خرازیں میخند و اینجاے فلاں
بس بشر دیکھا نہ دیکھی تو نے جاں	بچھ پہ ہنستا ہے گرد جا بجا لے فلاں
کہ بشر دیدی تو ایشانرا ہجو عالم	کارا زیں دیراں شد سکہ مردم
ان کو تو سمجھا بشر مانند عام	ہم یوں اترتے اے مرد خام
گفت من را ز چشم آدم ز طیں	تو ہماں دیدی کہ ابلیس عیں
آگ سے میں ہوں۔ اور آدم خاک سے	تو نے دیکھا۔ جوں کہا ابلیس نے
چند مہنی صورت آخر چند چند	چشم ابلیس اندر آیدم بہ بند
دیکھے گا ظاہر کی جانب تا بہ چند	چشم ابلیس کو اپنی کر لے بند

اندریں لاپہ بسے غل خورہ ام	گفت من با حق دعا کر وہ ام
غریب دل ہے اس خوشامد میں یہا	بولیں نے کی ہے خاق سے دعا
سرزن بر سنگ کے منکر خطاب	من یقین ام دعا شد مستجاب
مار سر پھتر پہ تو فدا خراب	ہے یقین میری دعا حق مستجاب
ترا اثر بینید و فشار اس لعین	گفت گرد آئید میں امے مسلمین
اس لعین کی بہکی باتیں دیکھ لو	بولا دوڑو اے مسلمانو! چلو
حجت قاطع بگو چہ بود دعا	اے غامنا چند غانی ترا اثر را
لا دلیل اچھی کوئی - کیا ہے دعا	اے فریبی بیہدہ کوئی ہے کیا
چوں از آں او کند ہر خدا	اے مسلماناں دعا مال مرا
اس کا کر دینی - کہو ہر خدا	مال میرا مومنو کیونکر دعا
یک دعا اطلاق پڑے بہ کیس	اگر چیں بودے ہر عالم بدیں
سب دعا سے چھین لیتے جائدا	ایسا ہی ہوتا اگر - نہو المراد
مختتم گشتہ پندے وامیر	اگر چیں بودے گدایان ضریک
ہفتے دولت دالے اور ہوتے امیر	ایسا گر ہوتا - تو یہ سارے فقیر
لاپہ گویاں کہ تو وہ مال ایچدا	روز و شب نذر دعا و اندر نہا
دے ہیں تو مال و دولت ایچدا	روز و شب جو کرتے بہتے ہیں دعا
اے کشا تیدہ تو یکشا بنداں	انا تو ندہی ہیچکس نہ بد یقین
کھول اے مشکل کشا عقدہ کہیں	تو دے تو کون دیگا بالیقین
جز لب نلے نیا بند از عطا	مکسب کوران و لاپہ و دعا
صرف روٹی انکر ہوتی ہے عطا	سب اندھوں کا خوشامد اور دعا
وہیں ٹر و شدہ دعا با ظلم جوست	قوم گفتند اس مسلمانست گوست
ہے فرود شدہ دعا کا بالیقین	قوم بولی یہ مسلمان بھی نہیں

اے نطمت گاومن گشتہ زمین	صاحب گیش بدید گفت بین
گائے میری ظلم میں تیرے پھسی	گائے والے نے کہا بس۔ دانی
ابہ طرار انصاف اندر آ	ہین چراگشتی بگو گاومرا
بیوقوف اب مایل انصاف ہو	تو نے کیوں مارا ہے میری گائے کو
قیدہ را ازلا بہ مے آراستم	گفت من روزے زحق میخواستم
تھا خوشامد سے دھلیں کر رہا	بولائیں حق سے تھا روزی مانگنا
تا کہ بفرستاد گاومے اخدا	سالمہا بودست کارے من دُعا
گائے یہ بھی حق خدا نے بر ملا	سالمہ مانگی جو میں نے یوں دُعا
روزی من بودکش میخواستم	چوں بدیدم گاورا برخاستم
میری روزی تھی، جو تھا میں چاہتا	گائے کو میں نے جو دینا تو آٹھا
روزی من بودکشم نکجاب	آں دُعا نے کہ نہ ام شد مستجاب
میری روزی تھا یہ ہے سن لے جواب	میں پڑاتی وہ دُعائیں مستجاب
چند مشتے زوبرویش ناشکست	اور خشم آمد گریانش گفت
چند گھونٹے اس کے منہ پر جڑے	اس نے بس پکڑا گریباں غصہ سے
دواؤں کا عیول کا حضور شاہ کے پاس جانا	
کہ بیا ایں ظالم کیج غنی	میکشیدش تا باد او زونی
چل ادھر او ظالم جیلہ بنا	پاس چل داؤد کے اس نے کہا
عقل در تن آور و بانویش آ	حجت بار در ہاکن اے دُعا
عقل سے لے کام اور اپنے میں آ	کر نہ بے معنی دلیلیں پڑ دُعا!
بر فریش من فریش اے لوند	ایں جہ بیگونی دُعا چہ بود مخند
اپنی میری فریش کو رسوا نہ کر	کیا تو کہتا ہے دُعا، خذہ نہ کر

کہ چو شمع میفروریش ز پیش	اتمک در داشت دل و خراب ز پیش
سج کے مانند آتا تھا نظر	اعتماد اٹک تھا اپنے خراب پر
بانگ آسمن اور از آلہ	چوں افکند یوسف را بجہ
تو انہوں نے یہ ندائے حق سنی	چاہ میں یوسف کو ڈالا جس گھڑی
تا بمالی اس جابر روئے مثال	کہ تو رونے شہ شوی لے پہلو
لے گا ہر اس جفا کا بیگیاں	لیکن تو شاہ ہوگا اسے جواں
نیک لٹناخت قائل از اثر	قائل میں بانگ بدور نظر
قلب میں لیکن تھا قائل کا اثر	کین والا گونڈا تھا نظر
در میان جان فداش ز ان بند	قوتے و راختے و مسندے
اس نداسے روح کو انہی دلا	اعتماد اور قوت اور آرزو سا
گلشن بزمے چراغش بر غلیہ	چاہ شد بڑے دیاں بانگ جلیل
ہر جوں گلشن غلیہ اللہ پر	اس صدا سے تھا کنواں شاداب
اوپر اں قوت بشادی میکشید	ہر جفا کہ بعد از آتش میرسد
وہ بدلتی تھی خوشی سے بر ملا	بعد اس کے جو پہنچتی تھی جفا
در دل ہر مومنے تاحشہ است	ہمچنانکہ ذوق آں بانگ است
حشر تک رکھے گا ہر مومن کو مست	جس طرح سے ذوق آواز است
نے ز امر و نہی حق شان اقباض	تا تابا شد در بلا شان اعتراض
ہو نہ امر و نہی حق سے اقباض	تا نہ ہو انکو بلا سے اعتراض
خارجیاں سنگ گوہر میشو	لقمہ تلخ چو شکرے شو
خارجی ہو اور پتھر ہو گھر	تلخ لقمہ جس سے ہو جائے شکر
لے "بے" سے مشابہ وہ لفظ جو "است برکم" کے جواب میں کیا گیا	تھا

کے کشادیں اشریت خود بسک	ایں دعا کے باشد از اسباب
یہ شریعت میں کہاں یہ قاعدہ	یہ دعا ہوگی سبب کب بک کا
یا زجنس ایں شود ملکہ مٹا	بیع و بخشش یا وصیت یا عطا
یا ہو اس کی جنس پر قابو نہ	بیع و بخشش یا وصیت یا عطا
گاؤرا تو بازوہ یا جس کو	در کد میں فترت ایں شرع نو
قید ہو یا گائے واپس لا یہاں	کون سے فقہیں ہے یہ شرع ہاں
ورنہ گاوش را بدہ حجت مگو	اندر آدر جس در زندان او
ورنہ اس کی گائے دے حجت نہ کر	قید ہو چل سوئے زندان حیلہ گر
کا بچاؤند کریم لطف خو	اول سوئے آسماں میکہ درو
اسے کریم لطف خو - اسے کبریا	وہ یہ کہتا دیکھد سوئے سما
واقعہ مارا کہ واند خیر تو	من دعا کردہ ام زیں آرزو
کون جانے واقعہ تیرے سوا	تھا دعاؤں میں یہ میرا مدعا
صد امید اندر ولم افزا حتی	در دل من آں دعا انداختی
جس نے ڈالی سو امیدوں کی رہنا	تو نے میرے دل میں ڈالی وہ دعا
بچھو یوسف دیدہ اُبس خواہا	من نے کر دم گزارا آں دعا
بچھو یوسف خواب ہوں دیکھا کیا	میں نے بہودہ نہ کی تھی وہ دعا
پیش او سجدہ کمان چرخ کافراں	دیدہ یوسف آفتاب اختراں
کافروں کی طرح سا جد ہیں شتاب	دیکھا یوسف نے کہ نجم و آفتاب
ورچہ زنداں جز آزار مجھے نجات	اعتمادش بود بر خواب رست
چاہ زندان میں خیال اسکا نہ	خواب پر اپنے بھروسہ اٹکو تھا
از غلام و از ملائم بیش و کم	ز اعتماد او نبودش هیچ عثم
اس غلامی اور ملامت کا بہم	اس بھروسے سے نہ تھا کچھ اٹکو عثم

چوں نذار و شرح این معنی کر	خزلبوسے مدحی گا و راں
شرح اس معنی کی تہہ بے کر اس	مدحی گا و کا پھر کہ بیان
گفت کورم خواند ز لجرم آن غا	بس بلبیان قیاس ست ایخدا
کتاہ تھا۔ کتا ہے پچھ اندھا مجھے	کیسے شیطانی ہیں اس کے دوسے
من عاکورانه کے مے کردہ ام	جز بخالق گدیہ کے آوردہ ام
میں نے کب کورانہ کی تھی وہ دعا	بھیک کس سے مانگی تھی غیر خدا
کوراز خلقاں طمع دارد ز جہل	من ز کو کو تست ہر شوار سہل
کور کو ہے طمع خلق از روئے جہل	اور مجھے تجھ سے کہ ہر مشکل ہو سہل
آں یکے کورم ز کوراں بشمرید	او نیاز جان و اخلاصم ندید
خود ہے اندھا کور جو سمجھا مجھے	وہ نیاز اخلاص کیا جانے مرے
اکور می عشق ست این کوری من	حب لیم می و لیم ست اے حسن
عشق کی کوری ہے یہ کوری مری	عشق کر دے اندھا بہرا و اشقی
اکورم از غیر خدا بینا بدو	مقتضائے عشق این باشد نکو
غیر سے اندھا ہوں بینائے خدا	عشق کا بیشک یہی ہے مقتضا
تو کہ بینائی ز کور انم مدار	دایم برگرد و نقطہ این مدار
تو ہے بینا مت بنا اندھا مجھے	گھومتا ہوں گرد میں اس نقطہ کے
آینچنانکہ یوسف صدیق را	خواب بنمودی و کشتش تمکا
یوسف صدیق کو جس طرح تھا	خواب ہر اک اعتماد اے کبریا
<p>لے یعنی وہ شخص کتا تھا۔ جس نے گائے کو ذبح کر ڈالا تھا + شیخ</p> <p>لے یعنی مدعی + لے اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے کہ ”حب لیم می و لیم معنی</p> <p>کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے +</p> <p>لے یعنی اے خدا ! میں تیرے ہی گرد گھومتا ہوں +</p>	

گل شکر آں آوارش میں رہا	لقمہ حکی کہ تلخی مے نہد
کرتا ہے گلشن انہیں شیریں بیان	علم کے تھے ہیں ہیں جو منہ بیان
لقمہ راز انکار اوتے میکند	گل شکر آں کہ بنو مستند
لقمہ کھا بھی لے تو فوراً تھے کرے	ہو وہ اس گلشن پر تمہیہ جسے
مست باشد در رہ طاعت	ہر کہ خوابے دید از روز است
طاعت حق سے رہا ہر وقت مست	بس نے دیکھ خوابہ محمور است
بے فتور بے گماں بے ملال	میکشد چو شتر مست انجھال
بدگمانی ہے نہ سستی ہے اسے	لیسیت ہے بار مانند اونٹ کے
شد گواہ مستی ولسوز او	اکشک نشد نقیش بگر و پیر او
مستی ولسوز کے شاہد بہت	اس کے منہ میں جھاگ ہیں صدیقی
زیر ثقل بار اندک خور شدہ	اشتراقت چو شیر ز شدہ
بوجھ بھاری تھا تو کم کھانے لگا	اونٹ قوت سے جو شیر نہ ہوا
مینماید کوہ پیشش تاریمو	ز آرزوئے ناقہ صداقتہ برو
کوہ آتا ہے نظر چوں ہاں کے	اونٹنی کے شوق میں قاتلے ہوئے
اندریں دنیا نشد بندہ مرید	در است آنگوہیں خزانے ندید
وہ نہ دنیا ہیں مرید آ کر ہوا	خزان ازل میں جس نے یہ دیکھا نہ تھا
یک ماں شکر شش و سالہ گلد	ویر شد اندر تر و دود و دل
اک کھڑکی کا شکر برسوں کا گلا	جو ہو نہ بھی تو تر و دود میں رہا
مے نہد با صد تر و دود بے لقیں	پائے پیش و پائے پس در راہ دیں
رکت ہے بے حد تر و دود سے بہم	رہ دیں میں آگے پیچھے وہ قدم
ورستابست از الم نشرح شفو	وام و از شرح ایتم تک گر و
گر ہے جلدی سن الم نشرح فدا	ایں تر و اور قرضدار اس شرح کا

حضرت داؤد کا مدحیوں کے بیانات سُننا

گفت میں محنت میں احوال چوں	چونکہ داؤد نبی آمد بروں
پوچھا اُن سے کیا ہے حال دہی	باہر آئے جب کہ داؤد نبی
گاؤ من درخانہ آوا و فنا و	مدعی گفت لے نبی اللہ داد
گائے میری اس کے گھر میں گس گئی	مدعی بولا کہ فریاد اے نبی
گاؤ من کشت و بیان کن ماجرا	کشت گاؤں را پیرش کہ چرا
پوچھے اس سے کہ کیا تھا ماجرا	دعج اس نے گائے کو میری کیا
چوں تلف کہ عی تو ملک محترم	گفت داؤد میں بگولے بول اکرم
کیوں تلف کی تو نے ملک محترم	بولے داؤد اس سے بول اے نیکم
تا بیک سو گمردا میں عی و کار	ہیں پر آگندہ مگو حجت بیار
تا ہو اس دعوے سے حاصل بیسوی	دے جتوت اور بات کہ سمجھی ہوئی
روز و شب نذر دعا و نذر سوال	گفت لے داؤد بودم ہفت سال
رات دن حق سے کیا تھا یہ سوال	بولا اے داؤد میں نے سات سال
روز بے خواہم حلال بے عنا	ایں بے حستم زبزدال کا یحذا
رزق بے محنت کچھ تو کر عطا	چاہتا تھا میں خدا سے اے خدا
کو دکاں میں ماجرا را و صفتہ	مردوزن برنالہ من واقفند
نچے بھی آگاہ ہیں محذور من	میرے رونے سے ہیں واقف مردوزن
تا بگوید بے شکینہ بے حذر من	تو پیرس از ہر خواہی میں خبر
وہ گواہی دے گا اسکی بے خطر	جس سے جانیں پہنچیں اسکی خبر
کہ چہ میگفتیں گدائے ژندہ حق	ہم ہویدا پرس ہم نہاں ز غفلت
گداری والا کرتا تھا فریاد کیا	ظاہر د باطن کا لے لیجھ پتا

آن وعائے بیدم بازی نہو	مر مر الطف تو ہم خوابے نمود
کھیل کب تھی وہ وعائے بے حساب	نطف نے تیرے دکھایا مجھ کو خواب
اڑاڑ میدا نند گفتار مرا	مے نداند خلق اسرار مرا
بہیدہ سمجھی ہے وہ باتیں مری	بھید میرے خلق ہے کب جانتی
غیر علام ہر وس تا رعیب	حق نہانت کہ انداز غیب
ہاں مگر خالق جو ہے ستار عیب	حق نہاں ہے کون جانے راز غیب
روحہ سوئے آسماں کردی عمو	مخمس گفتش رومن کن حق بگو
دیکھتا ہے آسماں کی سمت کیا	ہوا و دشتن، ربکہ ادھر اور کج بنا
لاف عشق لواف قربت میزنی	شیدے آری غلطے انگلی
زعم میں ہے اپنے قرب و عشق کے	مگر کر کے دھوکا دیتا ہے مجھے
روئے سوئے آسماں نہا کر دہ	یا کد میں روئے چوں دل مردہ
آسماں کی سمت تو نے رخ کیا	تو ہے دل مردہ تو کس مژدے پتا
آن مسلمان فی ہندو برز میں	غلغلے در شہر افتادہ ازیں
سر بسجدہ ان مسلمان ہے پڑا	اس کا سارے شہر میں چرچا ہوا
گر بد م من ستر من پیدا ممکن	کائے خدا میں بندہ ارسوا ممکن
ہوں جو پدا میرا یہ راز افشا نہ کر	کہ رہا ہے۔ اے خدا رسوا نہ کر
کہ ہے خواندم ترا با صد نیاز	تو نے دانی و شب پاسے راز
میں دعائیں کر رہا تھا ہا نیاز	حاشا ہے تو کہ راہیں تجس دراز
پیش تو پہچوں چرخ روشنیست	پیش خلق میں اگر خود قدرت
اور ترے آگے ہے روشن بالیقین	قدر اس کی خلق کر سکتی نہیں
چوں فرستادی کدوم من خطا	گامیخواہند از من اے خدا
تو نے بھیجی تھی اے میری کیا خطا	کائے تہ سے مانگتے ہیں اے خدا

فقیر کا خدا کے سامنے زاری کرنا

اپنے خدا نے ہر کجا طافی جفت	اپس نہ دل آپے بڑا درو گو گفت
طاق ہے اور جفت ہے تو اے خدا	دل سے اک آہ اسنے بھیجی اور کہا
درو دل داؤدا انداز آں فروز	سجدہ کر دو گو گفت اے اٹائے سوز
کہ دل داؤڈا پر آفتاب نے راد	سجدہ کر کے بولا اے دانائے راز
اندر انگہ می برا اے مفضل	درویش نہ آنچہ تو اندر دم
مجھ میں جو پیدا کیا اس راز سے	جو مرے دل کو دیا اسکو بھی دے
تا دل داؤڈا بیروں شذر جائے	ایں گفت مگر دیر شد ہا یہاں سے
حضرت داؤڈا کا دل ہل گیا	ہائے ہائے کر کے جب رونے لگا
ہلتم وہاں عاصی رامکا و	گفت ہیں امروز اے خواہاں گو
دیدے ملت کچھ نہ کر دعویٰ ابھی	بولے اس کو آج تو اے مدعی
پر سہم ایں حوال از دانائے راز	تا روم من سوتے خلوت و رمان
یہ جھوٹ کیا ہے از اے دانائے راز	تا پڑھوں خلوت میں جا کر میں ناز
معنی قرۃ عینی فی الصلوٰۃ	خوئے دارم در نماز آں لغات
روشنی ہے میری آنکھوں کی نماز	وہ نمازیں میری ایسی چر نیاز
میرے دلے واسطہ نامہ خدا	روحان جاںم کشاد است ز صفا
آگنی ہے بے واسطہ دجی خدا	روزین جاں ہے صفائی سے کھلا
میفتد در خانہ ام از منہ یلم	کامہ و باران نور از روزم
میرے گھر میں ہے برستا بر ملا	چاندنی انوار کی میٹھ نور کا

لے یعنی اے خدا تو سب سے علو ہے اور سب کے ساتھ بھی +

لے نماز میں میری آنکھوں کی روشنی ہے

بعد ازین جلد دعا و این فقاہ	گاؤ اندر خانہ دیدم ناگہاں
کر چکا جب یہ دعا اند یہ فقاہ	کائنات میں نے گھر میں دیکھی ناگہاں
پیشہ من ہماریکشت نے بہر قوت	شادی آں کہ قبول آمد قنوت
مٹی نہ تاریکی وہ ہرگز قوت کی	غرض تھا، میری اتجا پوری ہوئی
کشتہ آں اماند ہم در شکر آں	کہ دعائے من شنید آں غیبیاں
شکر کرنے کے لئے مارا اسے	ہاں دعا میری سنی اللہ نے
فقیر کو حضرت اود کا حکم سنانا	
گفت اود ایں سخنہا را بشو	حجت شرعی دیں دعوے بگو
بوسے داؤد اب یہ باتیں چھوڑ تو	حجت شرعی بیاں کر مو بگو
تو روا داری کہ من بے جتھے	بنہم اندر شرع باطل سنتے
غیر حجت تو روا رکھتا ہے کیا	شرع میں دوں کھول باطل رہا
ایں کہ بخشیت خریدی وارعی	ربیع را چوں میستانی حارعی
کس نے بخشی اسکا تو وارث ہے کیا	تو جو حاصل لیتا ہے حارث ہے کیا
کسب اپھچوں راعت اں عمو	مناہ کاری دخل بنود آلی تو
کسب ہے مثل زراعت اسے انی	بوسے بن وہ ملک ہو کیو مگر حری
آنچہ کاری باہوئی آل ابن نست	ورنہ ایں پیداو بر تو شد درت
تو جو بوسے اور کائے ہے ترا	ورنہ یکسر ظلم ہے یہ اور خطا
رو بدہ مال مسلمان کثر مگو	رو بچو دام و بدہ باطل مگو
بچیرے مال مسلمان! جلد جا	قرض لے کر دے اسے، بچتا ہے کیا
گفت آتشہ تو ہم ایں میگویم	کہ ہمے گویندا اصحاب ستم
ابلا اسے شہ تو نے بھی وہ ہی کہا	ظلم والوں نے کہا جو بر ملا

حضرت داؤد کا خلوت میں تشریف لیجانا

لب پہست و عزم خلوت گاہ کرد	با خود آمد گفت اکوتاہ کرد
اور چلے خلوت کو داؤد نبی	ہوش میں آگفتگو یہ ختم کی
سوئے محراب دعائے مستجاب	در فرو بست برفت آنگہ شتاب
اور دعا محراب میں کرنے لگے	بند دروازہ کیا ، اندر گئے
گشت واقف بر سزا و انتقام	حق نمودش آنچہ بنمودش تمام
کر کے بدلے اور عوض سے آشنا	جو دکھانا تھا دیا حق نے دکھا
راز پہنہائے کہ حیرانی فرود	دید احوالے کہ کس اقف بنود
راز پہنہاں جس سے دل حیراں ہوا	دیکھا وہ جس سے کوئی واقف نہ تھا
پیش داؤد پیغمبر صاف زدند	روز دیگر جملہ خلقال آمدند
پیش داؤد پیغمبر صاف جمعی	دوسرے دن جمع پھر خلقت ہوئی
زود زو آں مدعی تقنیخ رفت	نہیں میں با جرایا باز رفت
مدعی نے طعن پھر اسکو دے	بر وہی تھے وہاں ہونے لگے
از خدائے خوشنشین شرمے ہزار	زود گام را بدہ اے نابکار
اور ہوا اپنے خدا سے شرمسار	جدید ہی گائے دے اے نابکار
میر و دور عہد پیغمبر ہلا	انچنین ظلم صریح ناسزا
عہد پیغمبر میں کیونکر ہیں روا	یہ ظلم اور باتیں نا کمزا
در جواب فرودہ ترویر آں لعیم	گاؤ کشہ خور وہ بے ترسے بیم
یوں جواب اسکا دیا اُسے مگر	گائے ماری ہو گیا کھا کر منڈر
من طلب کردم رختی داد مرا	کہ چہ چندین سال بود در دعا
میں نے بڑ مانگا۔ مجھے حق نے دیا	تقوں سے میں تو کرتا تھا دعا

اصل دین آئندہ وزن کدوست	وزن است آئندہ کال بر وزن
اصل دین روزن بنانا ہے پس	ہو نہ روزن جس میں وزن ہے وہ گھر
تیشہ زن در کندن وزن ہلا	تیشہ در ہر تیشہ کم زن بپا
تیشہ سے روزن بنا کر مردی	تاش تو کر جنگل میں کم تیشہ گری
عکس خورشید بر وقت از حجاب	ایا نمیدانی کہ نور آفتاب
عکس اس سوچ کا ہے پر یا حجاب	کیا نہیں سمجھتا کہ نور آفتاب
پس چہ کر منا بود بر آدم	نور آنانی کہ حیاں دید ہم
کیوں ہے کرشنا سے آدم کا علم	دیکھ جو حیاں لکے تو اسکو نور
می نمازم خورشید کرد از نور فرق	من جو خورشیدم و درین نور غرق
میں نہ پاؤں نور میں اور خود میں فرق	نور میں ہوں صورت خورشید غرق
سر تعلیم ستارہ مر خلق را	رفتیم سوئے نماز و آل خلا
خلق کی تعلیم کا گویا ہے راز	جانا یہ غلوت میں اور سوئے نماز
حرب خد علمیں بولے پہلوں	کہ نہ ہم تا راست گرد و اینچہاں
ہے یہی "الحرب خدعتہ" اے جواں	میں ہوں پیرھاں کہ سیدھا ہو جاں
گرد از دریا نے را ز اینچہم	نیست ستوئے و گرد نہ رنجیم
راز کے دریا سے دیتا گرد و اڑا	لب اجازت ہے مجھے در نہ فتا
خواست گشتن عقل خلقاں محرق	پہچین داؤد میگفت این نشق
عقل جس سے جل گئی مخلوق کی	اس طرح کہتے تھے داؤد نبی
کہ نہ ارم در بچے اش من شکے	پس گر بیانش کشید از پس بچے
بس نہیں اک بات میں بھی شک ہے	مجھے سے کھینچا گریوں ایک نے

لے یعنی ہم نے بزرگی دی ۶

اسکے شانی دھوکا ہے ..

گائے والے کو حضرت داؤد کا حکم دینا

بعد از آن داؤد گفتش ای عنود	جملہ مال خویش اور بخش زود
بعد ازاں اس سے کہا داؤد نے	اپنا سارا مال اسکو بخش دے
ورنہ کارت سخت گردو گفتنت	تا مگر دو ظاہر ازوے استمت
ورنہ ہوگا مشکلوں کا سامنا	تخلّم کھل جائے گا میں نے کہ دیا
خاک بر سر کرد و جامہ بردریہ	کہ بہر دم میکنی تخلّم مزید
خاک اڑا کر اور کپڑے بھاڑ کر	بولا ہے بیداد مجھ پر بیشتر
ایکدمے دیگر بدیں تشنیع رائد	باز داؤد پیش ہمیش خویش خواند
طعن وہ دیتا رہا اس قسم کے	پھر بلایا باس آسے داؤد نے
گفت چوں بخت نبود آ بخت کو	ظلمت آمد اندک اندک در ظہور
بولے اندھے میںے نصیب اندھا ترا	ظلم تیرا بھوڑا بھوڑا ہے کھلا
دیدم آنکھ گاہ صدر و پیش گاہ	اے دروغ از چوں تو خرافشاں اے
دیکھی اس دم تو نے یہ اصف گاہ	مجھ پہ افسوس اے کہ سے لے خانہ
رو کہ فرزند ان تو با جفت تو	بندگان او شدند افزوں مگو
ابا کہ تیرے بچے اور بیوی تری	ہو گئی اسکی غلام اب والہی
سنگ بر سبھ ہمیز و باد و دست	مید وید از جہل خود بالا و پست
پتھروں سے کوٹتا سینے کو کھتا	جہل سے بتا آگے پیچھے بھگتا
خلق ہم اندر ملامت آمدند	کز ضمیر کار او غافل بدند
لوگ بھی تھے سب ملامت کر رہے	وہ تھے نادان و غافل ضمیر کار سے
ظالم از مظلوم کے داند کسے	کہ بود ستخرہ ہوا پتھروں خسے
ظالم و مظلوم جانے کوئی کیا	میں کس جب ہو ہوا میں مبتلا

ایک من عبد کاوچوں اوش خدا	اے رسول حق چنیں باشد روا
گائے میری کیونکہ اس کو دے خدا	اے رسول حق بھلا یہ ہے روا

گائے والے کا حضرت اوڈ کو طعنہ دینا

ایں مسلمان از گاوٹ کن بجل	اگت اوڈش خمیش کن روہل
کر صاف اس میرو مومن کو اخی	تدعی سے بولے داوڈ بنی
رو خمیش کن حق ستاری بدیاں	چوں خدا پوشید بر تلے جواں
حق ستاری سے رہ خاموش ہاں	جب چھپاتا ہے خدا راز نہاں
از پتے من شرع تو خواہی نہاد	اگت اوڈلا چھگستیں چہ اوڈ
شرع تو ہے اور نیا اضاف ہے	بولے داوڈلا یہ کیا اضاف ہے
کہ مہر شد زمین و آسماں	رفتہ است آوازہ عدالت چناں
جس سے ہیکے ہیں زمین و آسماں	ایسی تیرے عدل کی شہرت ہے ہاں
زین تقدی سنگ کہ نشافت مت	بر سنگان کور لیل استم نہ رفت
ظلم سے بھاگیں نہ سنگ و کہ کہیں	اندھے کتوں پر بھی جبر ایسا نہیں
کا الصلا بہکام ظلمت الصلا	پہنچیں شمع میزد بر ملا
الصلا ہے ظلم مجھ پر الصلا	طعنہ وہ ایسے ہی کچھ دیتا رہا
یا نبی اللہ مگوز فیساں سخن	ایں چنیں ظلم و جفا بر من مکن
یا نبی اللہ اس سے در گذر	اس قدر جور و جفا مجھ پر نہ کر

لے یعنی اے لوگو!

لوئے خوں مے آیدم از بچ او	سخت اسخ نیمہ گاہ و میخ او
جڑے آتی ہے مجھے بو خوں کی	میخ بھی ہے سخت نیمہ گاہ بھی
خواجہ آشتت میں مخوس بخت	خوں شد است ندرتن انخوش
کا کا اس نے اپنے آقا کا کلا	اس کے نیچے خوں ہے اک ہر گیا
وہیں غلام دوست لے آزاد گاں	مال و بر آشتت میں قلباں
اور اس مقتول کا ہے یہ غلام	مال اسکالے لیا آسنے تمام
ظکھن بو دا و وندا روزیں خبر	ایں جہاں مرخواجہ را باشد پسر
تھا یہ بچہ اور نہیں اس کو خبر	یہ جہاں ہے مرنے والے کا پسر
آخا زنا شکریا میں قلباں	تا کنوں حکیم خدا پوشید آں
ہو گیا نا شکریوں سے سب عیاں	حکم حق نے کی تحفیں پردہ پوشیاں
نے بنور روز و موسماں عید	کہ عیاں خواجہ روز سے ندید
عید اور نور سب گزرے یونہی	خواجہ نادوں کو نہ بھیجا کچھ کہی
یا دنا و روا و زہتاں سخت	بنیویاں ابیک لقمہ بخت
اگلے بکچلے حق دے سارے بھلا	بنیواؤں کو نہ اک لقمہ دیا
میزند فرزند اور را بر نہیں	تا کنوں زہر یک گاو آں نہیں
اس کے بیٹے کو کرے رسوا ہیں	اور اب اک گائے کے بیچھے لیں
ورنہ می پوشید جرمش را لہ	او بخود بر آشت پردہ از گناہ
گو چھپا رکھے تھے ظلم اللہ نے	آسنے خود اپنے گنہ ظاہر کئے
پروہ خور انجو بر میدرند	کافرو فاسق میں دور گزند
اپنا پردہ آپ دیتے ہیں اٹھا	کافرو فاسق جہاں میں بر ملا
مے نہند ظالم ہمیش مرماں	ظلم مستورست در اسرار جاں
ظالم اسکو کر رہا ہے خود عیاں	ظلم تو اسرار جاں میں ہے نہاں

ظالم از مظلوم آن محسوس ہے برو	کہ سر نفس مظلوم خود برو
ظالم و مظلوم کو جانتے وہی	جو اڑا دے صاف گردن نفس کی
ورنہ آں ظالم کہ نفس ہر وقت میں	خضم ہر مظلوم باشند از جنوں
ورنہ وہ ظلم جو ہے نفس نہاں	ہے جنوں سے دشمن مظلوم ہاں
سگ خمارہ حملہ پر سکین کند	تا تواند زخم بر سکین زند
تا حملہ کرتا ہے مسکین	زخم پہنچاتا ہے اسکو بے خطر
شرم شیراز است نے سگ پداں	کہ نہ گیر و صید از ہماں گال
شرم شیروں کو ہے۔ لکڑوں کو کہاں	صید ہمسایہ نہ کھائے شیر ہاں
اولیں سگ ساجھے داؤد و جت	عامہ مظلوم کش ظالم تر است
جانب داؤد وہ جوں سگ بڑھ	عام ہے مظلوم کش ظالم بڑا
لے پداؤد کردند آں فریق	کالے بنی مجتبیٰ بر ماضیق
بولائیوں داؤد سے بھر وہ فریق	اے بنی ہم پر ہے تو بید شفیق
ایں نشانید از توکین طلست فاش	قدر دی یگینا ہے را بلاش
م کو ظلم فاش یوں زیبا ہے کب	بے گند پر ہر ہے یہ بے سبب

حضرت داؤد کا بھید ظاہر کرنے کا ارادہ

گفت اے پادشاہان آں سید	گال پر مکتوم او گرد پدید
پوئے داؤد آ گیا وہ وقت ہاں	بھید اس کا سب پہ ہو جائے عیاں
جملہ بر خیزید تا بیرون ویم	تا از آں سر نہاں اقف شوم
لو اٹھو سب مل کے ہم باہر چلیں	تا کہ اس کے بھید سب ہم پر چلیں
در فلاں صحرا دختے ہست نت	شاخا بل نہ بسیار جفت
ہے فلاں صحرا میں اک بڑا اے اخی	جس کی شاخیں ہیں خمیدہ اور کھنی

نفس تو ہر دم بر آرد صد شرار	کہ بہ بینند منم اصحاب نار
نفس سے اڑتے ہیں تیرے سو شرار	دیکھ لیں سب، ہیں یہیں اصحاب نار
اجز و نام سوئے گل خود روم	من نہ نورم کہ سوئے حضرت مہنوم
سوئے گل جاتا ہوں جزو نار ہوں	نور ہوں تو جانب خالق بڑھوں
ایچناں کا یں ظالم حق ناشناس	بہرگا وے کہ و چند یں اعتبار
جس طرح یہ ظالم نا آشنا	گائے کی خاطر ہے قبہوں میں پڑا
اواز صد گاو برد و صد شتر	نفس انیسٹ کی دیرازے بہر
اونٹ اس سے سوئے سو گائیں بھی	چھوڑ اس کو، نفس ہے یہ لے اخی
اینز روزے با خدا زاری نکرو	یا ربے نامدا ز روزے بدرو
رو یا پیش حق نہ اک دن یہ کبھی	اور صد ایام رب کی بھولے سے دی
کایہ خدا خصم مرا خوشنود کن	گر منش کردم زیاں تو نمود کن
تو مرے دشمن کو خوش کر ایہ خدا	گر بُرا میں نے کیا تو کر بھلا
اگر خطا کشتم دیت بر قلعہ است	عاقلہ جامع تو بودی از است
کی خطا تو عاقلہ پر توں ہوا	عاقلہ تو ہے نزل سے اسے خدا
اسنگ میگردد با استغفار و ر	ایں بود از انصاف فضل یکا این
سنگ استغفار سے موتی بنے	ہو یہ سب کچھ نفس کے انصاف سے
لوگوں کا اس رخسار کی طرف جانا	
چون وں نقد سوئے آل رخسار	گفت و نشست از بین بندہ سخت
جب وہ باہر پیڑ کی جانب گئے	بونے بازہو با تو اسے پیچھے سے
ساگناہ و جرم او پیدا کتم	سالموائے عدل بر صحرا زلم
تا کہ میں اس کا گنہ پیدا کروں	عدل اپنا ہی بہر صحرا کروں

اگر برہمنیہ کہ دارم شاخہا	گاؤ دوزخ را بینید اوملا
دیکھو ہیں یہ میرے سر پر سیٹنگ کیا	بلکہ میں ہوں گاؤ دوزخ بر ملا
دُنیا میں بھی اعضا کا گواہی دینا	
پس ہیں جادو ست پاریت در گزند	بر ضمیر تو گواہی دے دہند
پس یہیں ہے ہاتھ پاؤں کا زیاں	تیرے دل کے بھید کا جو میں نشان
اچوں موکل مے شود بر تو ضمیر	کہ بگو تو اعتقادات و انگیر
جب موکل تجھ پہ ہو تیرا ضمیر	اور کہے کہ صاف اے مرد حقیر
خاصہ در ہنگام خشم و گفتگو	میکند ظاہر سرست را موبو
خاص کر غصہ میں ہو جب گفتگو	بھید کھل جائیں تیرے سب موبو
اچوں موکل مے شو و ظلم و جفا	کہ ہوید اکن مرا لے ست پیا
جب موکل تجھ پہ ہو جو ر و جفا	کہ دے کہ ظاہر کچھ اے ست پیا
اچوں ہے نیر و گواہ سر گام	خاصہ وقت جویش خشم و انتقام
چینچتا ہے جب لگام ایسا گواہ	خاص کر ہو جبکہ غصہ بے پناہ
پس ہما نخس کہ موکل میکند	تا لوائے راز بر صحرا زند
جو کرے اس کو موکل بر ملا	بھید خود جنگل میں دبتا ہے کڑا
پس موکلہائے دیگر روز حشر	ہم تو اند آفرید از بہر نشر
پس موکل دوسرے بھی روز حشر	یونہی کہہ سکتا ہے پیدا بہر نشر
اے بد و دست آمدہ در ظلم و کس	کو ہر ت پیدا ست حاجت نیست لیں
دونوں ہاتھوں سے تو کرتا ہے جفا	ہیں عیاں جو ہر ترے حاجت ہے کیا
نیست حاجت شہر کشتن در گزند	بر ضمیر آتشیت و اقفند
ظلم کی تشہیر سے کیا فائدہ	سب ضمیر آتشیں جانیں ترا

گفت زین حالت چه میدانی بگو	داغ لگے سوئے درخت اور درو
اس تعلق میں ہے تو کیا جان	کر کے رخ پھر پیڑ کی جانب کہا
آواز صغ خدا آواز سخت	اور زمان از شاخ و برگ لگان درخت
آئی شان حق سے اک آواز سخت	بول اُنھیں وہ شاخیں اور برگ درخت
صلیغ عالم بریں گفت گواست	کا لے رسول حق ہے گفتی تورا
اور شاہد اسکا خود ہے وہ خدا	اے رسول حق یہ تم نے سچ کہا
از فلاو کی تنہا بدوش بدست	خواجہ ایں سگندہ نیچا چوں بخت
تھی چھری فلاو کی ہاتھوں میں ہوں	خواجہ کو اس شخص نے مارا یہاں
ز آنکہ بدظن گشتہ بودند و تباہ	جملہ از داؤد و گشتہ عذر خواہ
کیونکہ اپنی بدظنی سے تھے تباہ	وہ ہونے داؤد سے سب عذر خواہ

حضرت داؤد کا خون سے بدلہ لینا

داؤد خوبستاں تو از ایں رو سیاہ	بعد از ایں گفتش یالے داؤد
داد اپنی لے کہ ہے یہ رو سیاہ	پھر یہ فرمایا کہ اے داؤد خواہ
کے کند مکوش ز حاکم حق خلاص	ہم ہدای تنیش بفرمودا و قصاص
مکوش حاکم حق سے سب دے غلطی	اس چھری سے لے لیا بدلہ اخی
چونکہ از حد گذر و رسوا کند	حاکم حق رچہ مواسا ہا کند
حد سے جب جائے گذر رسوا کرے	اور رعایت علم خالق کا کرے
میں جیت مجھے و کشف مشکے	خون خشید و رفتہ در پرو لے
جستجو کی خواہش اور رعیت ہٹے	لب چھچھے غل بلکہ ہر دل میں ہٹے
سرہ آرد از خمیر آن و امیں	اقتضائے داور پی رب دیں
سر کرے اپنا خمیروں سے بند	اقتضائے داور پی اے درد مند

تو غلامی خواجہ زیں کو گشتہ	گفت لے سگت چلے اس کشتہ
بندے سے خواجہ بنا تو بے خط	بولے اے سگ اس کے چہ کو مار کر
کر دیڑواں آشکارا حال و	خواجہ گشتی و بزمی مال او
حق نے خود آخر عیاں یہ بات کی	مار کر خواجہ کو دولت لوٹ لی
باہیں خواجہ جفا بنمودہ است	آن نہت اور اکنیزک بودہ است
ہے جفا تو نے اسی خواجہ پر کی	ہے کیزا کسی جو ہے بیوی تری
ملک ارث باشد آہنا سرسہر	ہرچہ زوزائید مادہ یا کہ ز
ملک وارث کی ہے وہ بس سرسہر	اس سے جو پیدا ہوا مادہ کہ ز
شرع جتنی شرع بتاں و حکمت	تو غلامی کسب کا رت ملکاں
چاہتا تھا شرع، یہ ہے شرع یار	تو غلام، اور ملک اسکی کسب و کار
ہم پرہنجہ خواجہ گویاں زنیہار	خواجہ را گشتی با ستم زار زار
”الاماں“ خواجہ بہت کہتا رہا	ظلم زکے قص خواجہ کو کیا
از خیالے کہ بدیدی سہناک	اکار و راز اشتاب کدوی زیر خاک
تھا تردد سے جو تجھ کو خوف جاں	خاں میں تو نے چھری کر دی ناں
باز کاویدیں زیں لہنجیں	انک سرش با کار و زہیر زمین
اس زیں کو کھود - غلیں گے بیہیں	سے بیہاں سر اور چھری زیر زمین
کر دیا خواجہ جنیں مکر و ضرر	ان میں سگ نم زوشہ کار و بر
راستے ہی ایسی دغا خواجہ سے کی	ہے چھری پر کندہ اس کا نام بھی
در زیں آں کار و پاسد افتد	بہنجین کر وند و چوں بشکافتد
وہ چھری اور سر ملا ان کو وہیں	سب نے ایسا ہی کیا خدہ دی زیں
ہر کے ز قمار پرید از میاں	ولور و خلق افتاد آں ناں
تھا ہر اک ز قمار اپنی توڑتا	اشور: فل مخلوق میں اُسدم چھو

کہو بابا تو رسائل شد شکور	با تو میخواند چوں متری زبور
کہو بختے سب آپ کے شاکر ضرور	مخل قاری ساتھ پڑھتے بے زبور
صد ہزاراں چشم ول بکشاہ شد	از دم تو غیب آ آماہ شد
لم نے لاکھوں دل کی آنکھیں کھولیں	ہے عتیں سے غیب کا انو یقین
واں قوتیر از ہمہ کاں الم است	زندگی بجھتے کہ سرمد قائم است
ہے وہی دایم جو سب سے قوی	زندگی بخش اور قائم سردی
جانِ مجملہ معجزات انیت خود	کہ یہ بخشد مژدہ را جان ابد
جان سارے معجزوں کا ہے یہی	جاودانی زندگی مرکوں کو دی
کشتہ شد ظالم چمانے زندہ شد	ہر یکے از ما خدا را بندہ شد
جب مرا ظالم ، جاں زندہ ہوا	حق کا ہم میں سے ہر اک بندہ بنا

نفس خونی ہے

نفس خود را کس چہلے زندہ کن	خواجه اکشتہ است لہو را بند کن
نفس کو مار اپنے ، دنیا کو جلا	قاتلِ خواجه ہے ، بندہ لے بنا
مغنی کا نفس تست میں	خوشیہن اخراجہ کر است میں
نفس تیر امتدعی ہے گائے کا	اور لیا ہے اپنے کو خواجه بنا
آں کشندہ گا و عقل تست رو	بر کشندہ گا و تن منکر مشو
عقل نے تیری ہے مارا گائے کو	تو کشندہ گا و سے مفرد ہو
عقل سیر است ہے خواہد ز حق	روزی ہے بیخ نعمت بر طبق
عقل قیدی ہے خدا سے مانگی	روزی ہے رنج اور نعمت ہلی
روزی بندہ رنج او موقوف صیت	آنکہ بکشد گا و را کاصل بیت
روزی ہے رنج نیا ہے اے انی	گائے کا مرنا جو ہے اصل ہی

اگال فلاں خواجہ چھہ حالش چھہ گشت	ہچنا نکمہ چھہ شد از گلزار گشت
کیا ہڈا وہ خواجه حال اسکا ہے کیا	جیسے سبزہ جوش میں ہو باغ کا
ہو چھش خون باشد آل جہشتا	خارشش ولما و جہشت ما جرا
چہ پیش خوں ہوتی ہے ایسی جستجو	دل میں خارش اور بحث و گفتگو
چونکہ پیدا گشت سرکار او	معجزہ او و شد فاش و دو تو
بھید جب اس کام کا سب پر کھلا	معجزہ داؤد سے ظاہر ہوا
خلق جملہ سر بر ہمنہ آمدند	سر بسجدہ بر زمین ہا میزدند
سر بر ہمنہ دوڑی وہ خلقت تمام	گر پڑے سجدوں میں سائے خاص عالم
ماہمہ کوران اصلی بودہ ایم	وا انچہ میفرمودہ نشنودہ ایم
ابو کما در اصل ہم اندھے رہے	آپ کے فرمان ہم نے کب سنے
وز تو ما صدگوں عجائب یدہ لم	لیک معذویم چوں بے یدہ ایم
سیکڑوں دیکھے عجائب آپ سے	بچے اندھے ہیں سے پر معذویم
سنگ باتو در سخن آمد شہیر	کز برائے غزو و طاقم بگیر
اے نبی! کہیں تم سے باتیں سنگ نے	کو مجھے تم لڑنے کو طاقت ہے
آ تو بسہ سنگ فلاخن آمدی	صد ہزاراں خصم را بر ہم زدی
تین پتھر ایک کو چھن سا تو تھا	لاکھوں ہی اعدا کو برہم کر دیا
سنگا بیت صد ہزاراں رہہ شد	ہر یکے مرخصم را خونخوارہ شد
پتھریں کے لاکھوں ٹکڑے ہو گئے	خون دشمن کا پیا ہر ایک نے
آہن اندر دست تو چوں نوم شد	چوں زرہ سازی ترا معلوم شد
رم دست پاک میں لوبا ہوا	جب زرہ سازی ہوئی دست آشنا

۵۔ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ گذرا ہے *

پیشم بزا پریشم آمد شکشاں	ریگیا ہم آروشد از سعی شاں
اون ریشم بن گئی ہر بھیڑ کی	ریت اٹھی سعی سے آٹا ہوئی
عزت درویش ہلاک ہو لہب	جملہ قرآنست در قطع سبب
عزت فقرا اور ہلاک ہو لہب	مقصد قرآن ہے بس قطع سبب
مشال	
لشکر زفت حبش را بشکند	مرغ با بیلے دوسہ سنگ افگند
سخت لشکر کو حبش کے توڑ دے	وہ ابامیل ایک دو کند ہی سے
سنگ مرغ کو بالابر زند	بیل اسوراخ سوراخ افگند
مرغ اک بہتر جو اوپر سے گرائے	جسم کو ہر فیل کے چھلنی بنائے
ناشود زندہ ہماندم در کھن	اٹم گاؤ کشتہ بر مقتول زن
مار دیں تو جی آٹھے وہ سر بسر	گاؤ مردہ کی جو دم مقتول پر
خون خود جو یہ خون بالابر خویش	حلق بربریہ چہ از جائے خویش
اپنے قاتل سے وہ مانگے گل بہا	سر بربیدہ پھر ہو زندہ برلا
فضل اسبابست عدلت اسلام	بہنجیں ز آناز قرآن تا تمام
ترک سباب و علل ہے اسلام	آئی قرآن سے یوں ہی تمام
بندگی کن تا ترا پیدا شود	اکشایں نہ عقل کار افزا شود
بندگی کرتا تو سمجھے با بیقیں	لشف اسکا عقل سے ممکن نہیں
شہسوار عقلم عقل آمد صفی	بندہ معقولات آمد فلسفی
شہسوار عقل میں لیکن نبی	قید معقولات میں ہے فلسفی
معدہ حیوان ہمیشہ پوست جو	عقل عقلت مغزو عقل تست پلو
معدہ حیوان ہے محو پوست و معدہ	مغزو عقل عقل ہے اور عقل پوست

نفس گوید چونکہ گشتی گاوسن	ز آنکہ گاو نفس باشد نفس تن
گائے ماری، نفس کرتا ہے سخن	گائے کیا ہے نفس کی یہ نقش تن
خواجہ زادہ عقل ماندہ بینوا	نفس خونی خواجہ گشت و پیشوا
خواجہ زادہ عقل ہے بس بینوا	نفس خونی خواجہ بن بیٹھا رزا
روزی میرنج میدانی کہ چیت	قوت ارواح است از انا نیست
روزی بے کوچ کیا ہے اے فنا	رزق نوری اور رعوں کی غذا
ایک توشت بر قربان گاو	گنج اندر گاؤں لے گنج کاو
گائے کی قربانی پر ہے منحصر	گائے میں ہے گنج اے جوائے راز
دوش چیزے خورد ام ورنہ تمام	دامے در دست فتم تو زمام
کھا لیا کچھ میں نے کل ورنہ تمام	تیرے دست فتم میں دیتا لگام
دوش چیزے خورد ام افسانہ است	ہر چہ مے آید ز نہاں طاعت
کل جو کچھ کھا یا وہ ہے افسانہ سا	راز کے پردے سے ہے بس پرلا
چشم بر اسباب ارچہ دو چشم	کہ ز خوش چشماں کرشم آموختم
آنکھیں میں نے بند کیں اسباب سے	اچھی آنکھوں سے کرشمے سیکھے
ہست بر اسباب سب بے دگر	در سبب منکر در آن افکن نظر
کچھ سبب ہیں اور ان اسباب پر	اس سبب کو چھوڑا، ان پر غور کر
انہی در قطع اسباب آمدند	معجزات خلش پر کیوں زدند
انہی قطع سبب کو آئے تھے	آسمان تک جن کے پہنچے معجزے
اب سبب مہر را بشکا فتند	بے زراعت چاش گندم یافتند
بے سبب دریا کو ٹکڑے کر دیا	صاف غلہ بے زراعت کے لیا

لے یعنی میں نے روزاں میں عشق کی کچھ نعمت کھائی ہے۔ اس لئے بھید نہیں کہ
سختی - ورنہ تجھ پر ظاہر کر دیتا ہوں

بلکہ رزقے از خداوند بہشت	بے صانع باغبان ہیرنج و کشت
بلکہ روزی خالق فردوس دے	کر کے فارغ باغبان و کشت سے
از آنکہ نفع نان آن نان داوست	بدہت آن نفع بے توسیط پوشت
رکھا روٹی میں اسی نے فائدہ	فائدہ دیگا وہی بے واسطہ
ذوق پنہاں نفس نان چن سفرہ است	نان بے سفرہ ولی ابرہہ است
ذوق پنہاں نفس، چوں سفرہ پنہاں	نان بے خماں اولیا کو ہے یہاں
رزق جانی کے بری باسحقیت	جز بعدل شخم کو داؤد تست
رزق بدی سہی سے ہے حاصل کیا	غیر مرشد جگہ بے داؤد ہاں
نفس چوں بیشع بنید کام تو	از بن زنداں شود اور ام تو
یشع سے وابستہ جب دیکھے بچھے	نفس تیرا رام ہو، بندہ بنے
صاحب یں گا ورام آگاہ شد	کز دم داؤد او آگاہ شد
گائے والا اس کھڑی بندہ بنا	جب دم داؤد سے واقف ہوا
عقل گاہے غالب ہر شکا	برسگ نفس کہ باشد شیخ یار
عقل غالب آئے گی وقت شکار	نفس کے کتے پہ جب ہو شیخ یار
نفس اثر و راست بصدور و فن	رہنے شیخ اور از مزد و دیدہ کن
نفس تیرا، مکر کا ہے اثر دیا	تو زمرہ روسے مرشد کا دکھا
اگر تو خواہی اینتی از اثر دیا	دستش از داماں ممکن کیم رہا
اثر دے سے ہو اگر پہنچا بچھے	چھوڑ تو دامن نہ اسکا ماتھے سے
خاک شود و پیش شیخ باصفا	تا ز خاک تو بروید کیما
خاک ہو جا سامنے تو شیخ کے	کیما پیسدا ہو تیری خاک سے
اگر تو صاحب دُرِ خواہی زبون	چوں خزان بخش کن از سونے رو
چاہے رسوائی جو صاحب گاؤ کی	چوں خزاں تو جز آکھاڑا سکی اتی

منہ نغز از پوست دارد صلال	منہ نغز از پوست دارد صلال
اور منہ نغز اس کو ہے صلال	منہ نغز کو پوست سے ہیں سو صلال
عقل کل کے کا بے ایتقان ہند	چونکہ قشر عقل صمد برہاں وہ ہند
عقل کل پر بے ہیں کب کچھ کرے	عقل کا چھلکا دلیلیں لاکھ دے
عقل عقل آفاق دارد ہر ماہ	عقل دفتر ہا کند یکسر سیاہ
عقل عقل آفاق کو روشن رکھے	دفتروں کو عقل بس کا لاکھ دے
نور ماہش بر دل و جاں باغشت	از سیاہی و ز سپیدی فاخت
ہے دل و جاں پر ورشقاں اسکا دگر	وہ سیاہی اور سپیدی سے ہے دگر
ز انشب قدرت کا خروار ہشت	ایں سیاہ و آں سفید از قدر ہشت
ہے ضیا دونوں میں شام قدر کی	ہے سیاہی اور سپیدی قدر کی
بے زرے ہمیان و کیسہ تیر ہشت	قیمت ہمیان و کیسہ از زر ہشت
کیسہ بے زر ہے ناقص اے قدر	کیسہ کی وقت بھلا بے زر ہو کیا
قدر جاں از ہر تو جانناں بود	بہچنانکہ قدر حق از جاں بود
جاں کی قیمت پر تو جانناں ہے	جس طرح تو حیرت کی جان سے ہے
بیچ گفتمہ کا فراں را میوں	گر بے جان نہ بے پر تو کنوں
کافروں کو مردہ کہتا کون را دہ	زغہ رہتی جان بے پر تو اگر
تا بقرنے بعد آ بے رسد	نہیں بلکہ ناطقہ جو مے کند
ہم سے قرون بعد باقی آئے گا	یوں سمجھ جو نہر کھودے ناطقا
لیک گفتمہ سابقاں یا بے بود	گرچہ ہر قرن نے سخن آئے بود
اگلوں کی باتیں انہیں امداد دیں	کو کہ ہوں اہل سخن ہر قرن میں
شد گواہ صدق قرآن اے شکور	نے کہ ہم تو رہتے انجیل و زبور
صدق قرانی کے شاہد اے شکور	کیا نہیں تو رہتے وانجیل و زبور
کہ ہشت اور دھڑیل سیب	روزی بے رنج جو ہے سیب
سیب جنت لائے جہیل اب شتاب	روزی بے رنج دھڑیل اور بے حساب

ہرگز مگر داؤد کہ شہینت بود	ہرگز جنس و ست یار او شود
ہاں مگر داؤد وہ ہے سیخ جو	جو ہے جس کی جنس اسکا یار ہو
ہرگز احق ورمقام خود نشانہ	کو مبدل گشت و جنس تن نمائند
جس کو نایب اپنا خود مولا کرے	ہو مقبول اور نہ جنس تن رہے
یار علت میشود علت یقین	خلق جملہ علتے انداز کمین
یار علت کی ہو علت بالیقین	اک جہاں علت ہے اور اندر کمین
ہر کہ بے تمیہ کف دروے زند	ہر خے دعوائے داؤدی کند
چو کہ ہو بے عقل اس کو مان لے	خاک و خس دعوائے داؤد بھی کرے
مرغ ابلہ میکند آنسوئے سیرا	از صیائے بشنود آواز طیر
مرغ نادان اس طرف رخ پھیرے	مرغ کی شن کر صد اصداد سے
ہیں از و بگریز اگر چہ معنویت	نقد را از قلب نشا صد غویت
بھاگ اس سے گرچہ ہودہ معنوی	چو نہ جانے اصل و نقل اسے غوی
گر تفسیر دعویٰ کند او در شکست	رستہ و برستہ پیش او شکست
شک میں ہے دعویٰ یقین کا جو کسے	قیدی اور آزاد دونوں ایک اُسے
چونش میں تمیز نہو دامت مست	آنچنین کس کو ذکی مطلق است
جب نہیں اس کو تمیز دامت ہے وہ	ایسا انسان، گو ذکی مطلق ہے وہ
سوئے او منساب لے انا دلیر	ہیں از و بگریز چوں آہو شیر
گر ہے عاقل جانہ اُسکے سامنے	بھاگ اس سے جیسے آہو شیر سے

آں زبان صد گزشت کو تہ شود	چوں بہ نزدیکی الی اللہ شود
تو زبان سکو گز کی بھی چھوٹی ہے	ہائے جب آگے ولی اللہ کے
زرق و ستانش نیاید در صفت	صد زبان در ہر زبان صفت
مگر وحید ان کا بیرون صفت	سود بانیں، ہر زبان میں سہ لغت
صد ہزاراں حجت آرونا صبح	مدعی کا و نفس آمد فصیح
سہ دلیلیں لائے بالکل ناصح	مدعی کا وہ ہے گویا فصیح
رہ تساند زوشہ آگاہ را	شہر البفریدہ آلا شاہ را
یر نہ دے دھوکا خشم آگاہ کو	وے یہ دھوکا شہریان شاہ کو
خجرو غم شیر اندر آستین	نفس البصیح مصحف ربیعین
ہے مگر تلوار زیر آستین	نفس کے ہاتھوں میں قرآن کریمین
خویش با او ہمسرو ہمسر مکن	اصحف سائوس او باور مکن
اس کو تو ہماز اور ہمسر نہ کر	اصحف اُسکے مگر کا باور نہ کر
واندر اندازد ترا در قعر جو	سوئے حضرت آورد بہر وضو
والدے پھر قعر دریا میں تجھے	حوض پر لائے وضو کے واسطے
نفس ظلماتی براوچں غالبست	عقل نورانی و نیکو غالبست
نفس ظلماتی ہے کیوں غالب اخی	عقل نورانی ہے طالب نیک کی
بر در خود گبوو شیر مہیب	ز آنکہ اور خانہ عقل تو غریب
ہوتا ہے کتا بھی اپنے گھر پہ شیر	وہ ہے گھر میں عقل ہو کیونکہ دلیر
وہیں سگان کو آسجا بگروند	باسن تاشیراں سوئے بشیر وند
اندھے سمجھتے اس جگہ پھر غل مجاہدین	مہر کرتا شیر سوئے دشت جاہلین
اؤنگر و دجڑ بوحی القلب قہر	مگر نفس و تن نداند عام شہر
جز بہ دجی ول نہیں ہوتا وہ رام	نفس و تن کے مگر کب جائیں حرام

گفت آئے اس منم گفتا کہ تو	نے زگل مرغاں کنی لے خو برد
بولے ہاں وہ میں ہوں پھر بولا کہ تو	مٹی سے چڑیاں بنائے خو برد
پرو می پرے سکتا جاں شود	در ہوا اندر زماں پڑاں شود
ہم جو چھوٹے اُن پر ہم حاصل کریں	اور ہوا میں وقتاً اُڑنے لگیں
گفت آئے گفت پس آں روح پاک	ہر چہ خواہی میکنی از کیست پاک
بولے ہاں - بولا کہ پھر اے جان پاک	کہ جو چاہے، اب مجھے ہے کس سے پاک
بابائیں پڑ ہاں کہ باشد و چراں	کہ نباشد مر ترا از بند گاں
ہے جہاں میں کون اتنا مستند	جو نہیں بندہ نرا اُسے مستند
گفت عیسیٰ کہ بذات پاک حق	مبدع تن خالق جاں در سبق
بولے صلیح - ہے قسم اللہ کی	جان و تن کا ہے جو خالق و افعی
حُرمتِ خود صفات پاک و	کہ بود کردوں گہمیاں چاک او
ہاں قسم اس ذات کی جو پاک ہے	آسمان جس کا گہمیاں چاک ہے
کاں فسوں و اہم اعظم را کہن	پر کرو بر کو بخواند مہ حسن
وہ فسوں وہ اہم اعظم جب پڑھا	انہوں بہروں کو ہوتی حاصل ستفا
پر کہ سنگیں بخواند مہ شکاف	خرقہ را بدید بر خود تا ہناف
جب پڑھا کھسار پر - وہ پھٹ گیا	خرقہ کو تا ہناف پھاڑا پڑھا
بر تن مردہ بخواند مہ گشت حے	بر سر لاشے بخواند مہ گشت شے
جب پڑھا مردے پہ، مردہ جی اٹھا	جو نہ تھا کچھ - وقتاً کچھ ہو گیا
خواند مہ آں را بردوں حق و	صد ہزاراں بار در مانے مشہد
دوستی سے دل پہ احق کے پڑھا	لاکھوں بار اور کچھ اثر اسکا نہ تھا
سنگ خار گشت و آں غم بخت	رگشت کرے زوید ہیچ گشت
سنگ بدلا خوئے احق مٹی دی	ریت مٹی جس سے نہ کوئی تھے مٹی

حضرت عیسیٰ کا بھاگ کر پہاڑ پر چڑھنا

شیر کوئی خون اونیخواست بخت	عیسیٰ مریم تکو ہے میگ بخت
بھاگ کر، تھا شیر گویا جلد در	عیسیٰ مریم گئے اک کوه پر
درخت کس نسبت چہ گریزی چہ	اک یکے درپے دوید و گفت خیر
کون ہے پیچھے جو یوں ہے بھاگا	پیچھے پیچھے دوڑ کر اک نے کہا
کز تاب خود جواب و گفت	باشتاب و انچنان متناخت جفت
بات سمجھ اس سے نہ کی بھاگے مگر	تیز تھے وہ بھاگنے میں اس قدر
پس مجد و جہد عیسیٰ را بجا اند	ایکدو میدان درپے عیسیٰ براند
بعد صد کوشش یہ سنے دی صدا	لحیت دو لہیت اگے پیچھے وہ گیا
کہ مرا اندر گریز مت مشکلے ست	کز پے مضایت حق یک لحظہ مت
بھاگنا اب سخت مشکل ہے مجھے	عظم و اک لمحہ خدا کے واسطے
نہ پیرت شیر و نہ خصم خوف بیم	از کہ ایس شو میگریزی اگر کم
خیر ہے پیچھے نہ ہے دشمن کا بیم	کس سے تم یوں بھاگتے ہو لے کر کم
میر نام خویش را بندم مشو	گفت از احمق گر یز احم بر و
ہو نہ سدا راہ، ہونے دے را	ہو لے میں ہوں احمقوں سے بھاگنا
کہ شود کورو کہ از تو مستوی	گفت آخر آں سیحانہ توئی
اندھے بہرے تم سے پاتے ہیں شفا	بولے۔ ہو تم تو سیحانہ بر ملا
کہ فنون غیب اما و بستی	گفت آسے گفت آتشہ نیستی
ہے فنون غیب سے آگاہ تو	ہو لے ہاں ہاں بولا ہے وہ شاہ تو
بر جہد چوں شیر صید آور دہ	چوں بخوانی آں فنوں بر مروتہ
شیر کی صورت ہے اٹھتا جھوم کر	جب تو پڑھنا ہے فنوں بے جان پر

اہل سبا کا قصہ

ایام آمد قصہ اہل سبا	کروم احمق صبا شد شاں و با
یاد آیا قصہ اہل سبا	محق حاکم سے سبا ان کو دیا
آں سبا ماند بشہرے بکلاں	درفسانہ بشنوی از کو دکان
وہ سبا اک شہر ہے بیحد بڑا	بچوں سے ہوگا کہانی میں سنا
کو دکان افسانہ اے آورند	درج در افسانہ شاں لیسر و پند
بیچے گو افسانے کرتے ہیں یاں	اُن فنانوں میں بھی ہیں راز نہاں
ہزلہا گویند در افسانہا	گنج میجو در ہمہ ویرانہا
گو افسانوں میں ہے یہودگی	گنج سب ویرانوں میں ڈھونڈاے اسی
اُبو شہرے بس عظیم و مہولے	قدر او قدر سگترہ پیش نے
کو عظیم الشان تھا شہر سبا	قدر میں کاسہ سے پر زائد نہ تھا
بس عظیم و بس فراخ و بس از	سخت زفت تو بہ تو پہنچوں ساز
وہ بہت چڑا تھا اور بیحد دراز	اور گنجاں تہ بہ تہ تھیں پیاز
مروم وہ شہر مجموع اندرو	لیک جملہ سہ تن ناشستہ رو
آدمی دس شہروں کے واں جمع تھے	تین قسمیں ہیں جو تھے بھرے بھئے
اندرو نوع خلائی بشمار	لیک آں جملہ سہ خام پختہ خوا
خلق کی قسمیں تھیں اس میں بے شمار	تین قسمیں ان کی تھیں خام اور خوا
جان ناکو وہ بجاناں تھا خلق	گو ہزار اہست باشد ہم تن
سوائے جان کہ کئی تھی اُن کی جان	گر ہزاروں جانیں ہوں تو نصف جان
آں کے بس دور بین و دیدہ کور	از سیما ان کو رودیدہ جائے مور
دور بین و کور تھی ان قسم شور	دیکھتے چوبنی سلیمان سے تھے کور
آں و گر بس نیز کوش و سخت کمر	کچھ دروے بیست چھ سنگ و زر
دوسری تھی نیز کوش اور سخت کمر	کچھ جس میں تھا نہ اک جو سنگ و زر

گفت حکمت حیات کا نجات حق	سود کروایں جانہود اور اسحق
یوحنا کیا حکمت تھی جو علم خدا	تھا وہاں عاہل، یہاں بے سود تھا
آں ہماں نخبت ایں رہنے چہا	اور شدا اور او ایں اشد ووا
یہ بھی ہے وہ بھی مرض پھر مہلتے	اس کو نقصان، فائدہ پہنچا اُسے
گفت رنج احمقی قبر خداست	رنج کوری نیست قہر آں ابتلا
لوے ہے یہ احمقی نہر خدا	اندھا پن تو ہے فقط اک ابتلا
ابتلا رنجیت کاں رحم آورد	احمقی رنجیت کان زحم آورد
ابتلا کا رنج لائے رحمتیں	احمقی کے رنج میں ہوں زحمتیں
آنچہ داغ اوست مہر او کردہ است	چارہ بروئے نیار د پردوست
داغ اس کا مہر ہے اس پر لگی	اب علاج اسکا نہیں ممکن کوئی
راحمقاں بگریز چوں عیسیٰ گنجیت	صحبت احمق بے خونہا بخت
احمقوں سے مثل عیسیٰ بھاگ جا	خون ہوگا ان کی صحبت میں دلا
بر سر آرد زخم رنج احمقی	رحم نہود چارہ جوئے آں شقی
سر کرے جروح رنج احمقی	ہو نہ رحمت چارہ جو اس شوم کی
اندک اندک آبے آورد ہوا	وانچیں دزد و ہم احمق از شما
تھوڑا تھوڑا پانی لے جیسے ہوا	اس طرح احمق بھی لیتا ہے چڑا
آں گریز عیسوی نزدیک بود	ایفست و آں بے تعلیم بود
بھاگتا عیسے کا تھا کب خوف سے	تھا مگر تعلیم ہی کے واسطے
زمریرا پر کند آفاق را	چہ غم آں خورشید با اشرار را
چھائے باد سرد اگر آفاق پر	اس سے کیا خورشید کو پہنچے ضرر

پس طلب کرد و دویکے یافتند	بے سرو بی بن سبک بنشا فتنہ
ڈھونڈ کر وہ دیگ لائے اک دیاں	تھانہ پیندا اور نہ سر تھا بیگان
برسر آتش نہا ونداں سہ تن	مرغ فرہ ابدیگ اندر ز تن
بل کے پھر تینوں نے رکھا آگ پر	دیگ میں اس مرغ فرہ کو ادا
آتش کش کر دند چنڈاں لے سپر	کا ستھواں شد بختہ محش پیچہ
پھر جلائی آگ اتنی اے سپر	کوشت کچا ہڈیاں تھیں بختہ تر
زآں ہے خور وند چول رصید شیر	ہر یکے از خوروش چون میل سپر
کھایا پھر جوں شیر کھاتا ہے شکار	سیر اُسے کھا کر ہوئے وہ قیل دار
ہر سہ زآں خور وند بیس فرہ شدند	چوں سیل بسین رگ و مرہ شدند
تینوں اس کو کھا کے موٹے ہو گئے	تین نیلوں کی طرح فرہ بنے
آپنھاں کنز فرہ بھی ہر یکے جی اس	ورنگیندے ز رفتی در جہاں
مرغ کھا کر اتنے پھولے وہ جواں	بس سما سکتے نہ تھے دنیا میں ہاں
باچیں گزری بہفت اندام زفت	از شکاف رُبروں جستند رفت
تھے اگرچہ موٹے اور اتنے بڑے	لیکن اک سوراخ سے باہر ہوئے
راہ مرگ خلق ناپیدار ہو گئی	در نظر ناپید کہ آں بجار ہو گئی
خلق کے مرنے کا ہے رستہ نہاں	بے ٹھکانے ہے - نظر آئے کہاں
انک پیالے کا روا نہا متقی	زیں شکاف رکہ ہست آں متقی
آگے پیچھے قافلے سب ہیں رواں	اس شکاف در سے جو ہے بس نہاں
بر در ارجوئی نیابی آں شکاف	سخت ناپیداد و حیرت من زخاف
در پہ ڈھونڈے تو نہ پائے در بھی	ہے بہت پوشیدہ طاقتوں میں چھی
اے ضیاء الحق حسام الدین عیاں	باز باید گفت شرح آپ بیاں
اے ضیاء الحق حسام الدین ہاں	شرح اسکی چاہیئے کرنی بیاں

لیکے امنہائے جامہ اور راز	واں و گور و برہنہ لاشہ تاز
دامن اُن کے حقے دراز اے متقی	تیسری باطل برہنہ قسم متقی
من ہے بینم کہ چہ قومند و چند	گفت کور ایک گرو ہے میرسند
دیکھتے ہیں ہم کہ وہ کہتے ہیں سب	بولے اندھے ایک قوم آتی ہے اب
کہ چہ می گویند پیدا و نہاں	گفت گور آئے شنیدم باگشاں
ظاہر و باطن ہیں وہ کہتے ہیں کیا	بولے ہرے ہاں سنی اعلیٰ صدا
کہ برہنہ از درازے دامنم	آں برہنہ گفت شساں اُنم
وہ نہ دامن کو ہمارے پھاڑ دیں	بولے ننگے ہے یہ اندیشہ ہمیں
خیر بگریزم پیش از زخم و بند	گور گفت تلخیک نزدیک آمدند
بھاگنا نقصاں سے پھلے چاہئے	اندھے بولے، لو وہ نزدیک آگئے
میشود نزدیک تر لال ہلہ	گر ہے گوید کہ آئے مشغلہ
شور و غل نزدیک ہم سے ہو گیا	بولے ہرے۔ ٹھیک ہے یہ بر ملا
از طمع بڑند و من نا امنم	آں برہنہ گفت آوہ دامنم
پھاڑ پھیلکیں گے اسے وہ بے ہند	وہ برہنہ بولے۔ دامن سے ہے ڈر
وز ہر میت در ہے اندر شند	شہر اہشتند بیروں آمدند
اور سب اک گاؤں میں جا کر چلے	چھوڑ کر سب شہر باہر آگئے
لیک دڑہ گوشت برونے شند	اندر آں دہ مرغ فرہ یافتند
گوشت جس میں ایک دڑہ بھرتھا	گاؤں میں اک مرغ موٹا سا ملا
عور گرفت بدامن در کشید	گور دید و آں کہ آوازش شنید
اور لیا دامن میں ننگے نے اٹھا	گور نے دیکھا، سنی کر نے صدا
استخوانہا ز ارگشتہ چوں بناغ	مرغ مردہ خشک ز زخم کلاغ
ہڈیاں تھیں تار تار اے با صفا	زخم سے کوسے کے مڑدہ مرغ تھا

پارہ گریا زش ہی خنداں بود	اگرستانی پارہ گریاں شوو
اور کرے واپس تو پھر وہ سب ہیں	چھین لے کوئی تو وہ رونے لگیں
گر فی خندہ اش نزار و اعتبار	بچوں نباشد طفل ادانس و مار
رونے بٹنے کا نہیں کچھ اعتبار	عقل بچوں کو نہیں ہوئی ہے مار
پس آن مال و روغیس مے طیبید	مختشم چون ریت املک ید
حرص میں ہے مال باطل کی آیت	ملک سمجھا عارضی دولت امیر
ترسدا زوزے کہ پر باید جوال	خوابے بیند کہ اور اہست مال
پروں سے ڈرتا ہے لیجا میں نہال	دیکھتا ہے خواب میں مال و مثال
پس ز ترس خویش شخرایدش	بچوں ز خدائش بر کشاید کوشش
پھر ہنسی اس ڈر پہ آنے کی آیت	اسکے جب اس کی کھلے گی خواب سے
کہ بودشاں عقل و علم اینجہاں	انچہیں ترسانی این علماں
جن کو علم اور عقل ہے اس دہر کی	عالموں کا بھی ہے ڈرنا ایسا ہی
گفت یزدور بنی لایعلمون	از پٹے میں عاقلان و فنون
قول حق قرآن میں ہے کالعلمون	ہیں انہیں کے واسطے اے ذوفنون
خویشتر علم ہندار و بے	ہر کسے ترساں زوزوئی کے
اپنے کو عالم بڑا ہے جانتا	ہر کوئی چوری سے ہے سہما ہوا
خو نہار و روزگار سو مند	گوید او کہ روزگار مے برزد
خود نہیں اس کا زمانہ سکوند	کہتا ہے جتنی ہے یہ دنیا گزند
غرق بیکارست جانش تا بجل	گوید از کارم بر آورد خلق
غرق بیکاری ہے سر سے ہاتھ نک	کہتا ہے حاجت ہے دنیا بید حرکت
چوں رام دامن ز کجائشاں	مور ترساں کہ مٹم دامن کشاں
ہاتھ سے کس طرح ہو آنکے رٹا	ننگا ڈرتا ہے کہ دامن ہے پڑ

اے سپر مختصر افسانہ نیست	آشنا را روئے در بیگانہ نیست
مختصر ہر بات افسانہ نہیں	آشنا مشتاق بیگانہ نہیں

اندھے بہرے اور ننگے کی تشریح

کراہل اداں کہ مرگ ماستنید	مرگ خود نشیند و نقل خود ندید
بہری ہے امید موت اکثر سنی	اور نہ مرگ و نقل اپنی سن سکی
حرص نابیناست بندہ مومو	عیب خصال بگوید فاش او
حرص نابینا ہے دیکھے موبو	عیب خلقت اور کھولے ہو ہو
عیب خود کی رہ چشم کو راو	مے نہ بند کر چہ بہت عیب جو
عیب اپنا اس کی چشم کو راو	کچھ نہ سوچے ہے گر جوہر عیب جو
عجز میرسد کہ داماش برند	دامن مرد برہنہ کے ورنہ
بٹکا ڈرتا ہے نہ دامن پھان دیں	دامن مرد برہنہ کی بچیں
مرد دنیا مجلس ست ترساک	یہیچ اور نیست از دزدان شباک
مرد دنیا مجلس اور ہے خوفناک	کچھ نہیں اسکو مگر چروں سے پاک
او پرہنہ آمد و عریاں رود	وز غم دزدش جگر خوں میشود
ننگا آیا ہے وہ ننگا جائیگا	غم سے چروں کے جگر ہے خون سا
وقت مرش کہ بود صد نوبہ	خندہ آید جانش از ترس خدیش
وقت مرنے کے جو ماتم ہو سوا	ہنستی ہے جان اسکی اس ترسنا
آن زمانہ از بتنی کش نیست در	ہم فکی داند کہ بود ابلے ہنر
جب غنی سمجھے کہ ہے محروم زر	اور فکی جانے کہ ہے وہ بے ہنر
اچوں کنار کود کے پیر از سفال	کو پراں لرزاں بود چوں پٹال
گود میں بچوں کے جیسے ٹھیکرے	مال اپنا وہ سمجھتے ہیں اُسے

اہل سبا کی خوشی اور ناشکری

میر میزندے را صاحب لقا	اہل شاں بد بوداں اہل سبا
بھاگتے تھے انبیاء سے دور ہی	صل ہی اہل سبا کی تھی بڑی
انچپ از راستا ز بہر فراغ	اما شاں چنیں ضیاع و باغ و راغ
ہر طرف سے انکو حاصل تھا فراغ	رحمت انکو ہونے لگے دشت و باغ
ہنگمے شد معبرہ بر رکندار	ایسکے افتاد از پتہ سی شمار
تھک تھی رکیر پہ ہر رکندار	میوے افزودنی سے گرے بی شمار
از پرتی میوہ ہر دور شکفت	آن شاں میوہ رور امیگرفت
اور رہرو کو ستیڑ تھا دو چند	راہ میووں کی پچھار سے تھی بند
پڑ شدے ناخواست میوہ شاں	سلمہ پر سر برد خستہ ان شاں
خود بخود میووں سے بھرتے لوگر	جاتے لے کر سامنے جب پیڑ کے
پڑ شدے زان میوہ انہا بسے	باداں میوہ فشانہ بے کسے
میووں سے بھرتے تھے دامن پر	میووں کو چٹکاتی رہتی تھی ہوا
بر سر روئے روندہ میوہ	خوشہ ہائے زفت تا زیر آمدہ
منہ پہ لٹکتے تھے وہ ہر رکیر کے	مجموع کہ جھلکتے تھے جب خشتے بٹھے
بستہ ہوئے بر میاں تریں کر	مرد گھن تاب از پرتی زر
وہ بھی تھا چٹکا سنہری بانہا	صاحب اموال بھڑ بھونچا بھی تھا
تخمہ بودے گرگ صحرا از نوا	سگ کلیجہ کو فٹے در زیر پا
بھیر یا بیار سوہ بھسم سے	کٹے کے پاؤں میں کچے تھے پٹے
بز نتر سیدے ہم از گرگ سترگ	گشتہ امین شہر و دہ زوز و گرگ
بھیر ڈرتی تھی دہر تو گرگ سے	شہر و دہ محفوظ دزد و گرگ تھے

جان خود را مے نداندا از علوم	صد ہزاراں فضل و اندازِ علوم
فلکت ہاں سے نہیں بے آشنا	لاکھ علم و فضل وہ ہے جانتا
در بیان جوہر خود چوں خرے	واندا و خاصیت ہر جوہرے
اپنے جوہر کے بیاں میں بے شعور	جانے ہر جوہر کی خاصیت ضرور
خود ندانی تو بکوزی یا عجوز	کہ ہے دائم بکوز و لایکوز
تو نہ جانے اس کو ہرگز اے عجز	کہتا ہے جانوں بکوز و لایکوز
خود روایا ناروانی نہیں تو نیک	ایں رواں ناروادانی و لیک
خود روایا ناروا ہے۔ دیکھ لے	تو روا اور ناروا جانے ولے
قیمت خود را ندانی احمقیست	قیمت ہر کالہ میدان کی کہ چیت
اپنی قیمت خود نہ جانے احمقا	دام ہر سامان کے تو ہے جانتا
شکری سعدی تو یا ناشستم	سعد ہا و بخش ما دانستم
اپنی بھی دیکھی کبھی نیکی پری	سعد بھی تو جانتا ہے۔ بخش بھی
کہ بدانی من کیم در یوم دیں	جان تجلہ علیہا نیست امیں
حشر میں پہچانے خود کو آپ ہی	جان ہے بس سارے علموں کی یہی
بنگرا ندر اصل خود کو ہست نیک	آں اصول میں بدانستی و لیک
غور کچھ اپنی حقیقت پر بھی کر	کو اصول دیں تو سمجھا ہے مگر
کہ بدانی اصل خود اے مروہ	از اصولیت اصول غیش بہ
نما تو اپنی اصل سے ہو آشنا	ہے اصولی سے اصول اپنا بھلا

۱۔ جائز اور ناجائز *

۲۔ بڑھیا +

شکو نعمت نعمت افزوں کند صد ہزاراں گل زخاے سرزند
شکر نعمت ، نعمتوں کو دے بڑھا لاکھوں گل اک خار سے گلین فنا

قوم کا انبیاء کو جواب دینا

قوم گفتہ شکر مارا بر غول	ما شدیم از شکر و نعمت ملول
قوم بولے کیا شکر اپنا غول	ہو گئے ہم شکر و نعمت سے ملول
نعمتے چہ سیر شد جاں مال نہیں	شکر چہ گوئیم برگو بیبا نہیں
کیا ہے نعمت ، سیر ہم اس ہوئے	شکر اب کس کا کریں فرما بیجئے
پیش مالیں نعمت آمد محنتے	شکر محنت کس تکفہ است کہفتے
اب تو یہ نعمت بھی محنت ہو گئی	شکر محنت کون کرتا ہے کبھی
ما چناناں پڑ مردہ کشیتیم از عطا	کہ نہ طاعت ماں خوش آید و خطا
ہم عطا سے استعد ناخوش ہوئے	اب خطا میں ہیں نہ طاعت میں ہوئے
مانی خواہیم نعمتہا و باغ	مانی خواہیم اسباب فراغ
اب نہیں درکار یہ نعمت و باغ	اب نہیں منظور اسباب فراغ

انبیاء کا قوم کو جواب دینا

انبیاء گفتند دل ملتے ملتے ست	کہ از آن دلی شناسی آفتے ست
دل میں اک ملت ہے بولے انبیاء	حق شناسی کے لئے جو ہے بلا
نعمت ازوے جلگی علت شوو	طعمہ در بیمار کے قوت شوو
ساری نعمت اس سے بس علت ہی ہو	کھانے سے قوت ہو کیا بیمار کو
چند خوش پیش تو آمد اے مضر	جملہ ناخوش گشت سنان و کدہ
آئیں طیشوں سامنے تیرے اگر	ناخوشی سب ہو گئیں اور پڑ حذر

آتش سوزندہ نشان صابوں میں	جامہاں نشان اگر چہ کیس نہ دے
آگ بن جاتی انہیں صابوں تر	ان کے کپڑے میٹھے ہو جاتے اگر
بعد کی ساعت میں خوش باعفا	در تنور انداختندے جامہ را
صاف ہوتے بعد بخوشی دہرے	کپڑوں کو تنور میں وہ ڈالتے
کہ زیادہ تر شد آں یو مافوم	گر گویم شرح نعمتہائے قوم
جو زیادہ ہوتی بھتی یو مافوم	کہ کروں میں شرح نعمتہائے قوم
انبیاء پر دند امر فاسق	مانع آمد از نعمتہائے مہم
انبیاء نے فاسقہ ان کے کہا	تو مرا مقصد یہ نہ رہ جائے گا

سبائیں تیرہ پیغمبروں کا آنا

گرمایں را جملہ رہبری شدند	سیزده پیغمبر آسنا آمدند
گرمیوں کی رہبری کے واسطے	تیرہ پیغمبر وہاں نازل ہوئے
مکہ میں شکر ارجندہ حر کو	کہ ہلا نعمت فزوں شد شکر گو
شکر کا گھڑوا جو سوئے - لڑو	شکر افزائی نعمت کا کرو
ورنہ بکشاید و رہ چشم ابد	شکر منعم واجب آمد و رخرو
ورنہ پھر غصے کا در کھل جائیگا	شکر حق از راو دانش ہے روا
کہ چشم نعمت بشکرے بس کند	ایں کم پیشہ ایں خود کس کند
شکر کم کون ایسی نعمت کا کرے	یہی یہ انعام اور ایسا کرے
پا بہ بخشد شکر خواہد قعدہ	سر بہ بخشد شکر خواہد سجدہ
پاؤں بخشنے شکر میں قندہ کرو	سر بلا نہ، شکر کا سجدہ کرو

معرفت از وہ فاسد مے کند	ز آنکہ نفس گرد علت مے تند
معرفت کو جلد تر فاسد کرے	گرد علت کیونکہ نفس اسکا پھرے
دوستی با عاقل و با عقل گیر	اگر نحو اہی دوست افروا نفیر
عقل اور عاقل سے ربط اپنا بڑھا	کرد چاہے تر تنفر دوست کا
ہرچہ گیری تو مرض را آلتی	از سموم نفس چوں با علتی
اس لئے ہے آلہ آزار تو	نفس کی گرمی سے ہے بیمار تو
گر بیماری مہر دل چنگے شود	گر بیماری گوہرے سنگے شود
لے جنت دل کی جھلکے میں رہے	تو جو موتی لے تو وہ پتھر بنے
بعد رکت گشت ذوق و کیف	ور بیماری نکتہ بکر لطیف
بعد آگاہی ہو بے ذوق و کیف	نکتہ نادر ملے تجھ کو لطیف
چیز دیگر کہ بجز آں اے عصفد	کہ من آں اے بس شنیدم کہ نہ شد
اب بتا دے اور کچھ اسکے سوا	یہ پڑانا ہے اسے ہوں سن چکا
باز فدا زوشوی زار و نفیر	چیز دیگر تازہ و نو گفتہ گیر
دوسرے دن اس سے بھی نفرت پئے	دوسری چیز اک اچھوتی کر پئے
ہر حدیش کہ نہ پیشیت نو شود	وقع علت کن چہ علت خوشو
پھر نیا کر ہر پڑاتی بات کو	وقع علت کر کہ علت دور ہو
بشکفد صد خوشہ کہ نہ ز گو	منا کہ از کہ نہ بر آرد شاخ نو
خاک سے پھوٹیں ٹکڑے لے اچھی	تا پرانی شاخ سے نکلے نئی
بحر قلزم وید مارا فافلق	با طیبیا ہم شاگردان حق
دیکھا قلزم نے جو ہم کو بیٹ گیا	ہیں طیبیہ اور ہم ہیں شاگرد خدا
کہ بدل از را و نبضے بگنم	آں طیبیان طبیعت دیگر نہ
دل کی حالت ہم سے نہیں عجیب	دوسرے ہیں وہ طبیعت کے طیبیہ

گشت ناخوش ہرچہ بوجے کف نعی	اوتو علیاں خوشی ہا آمدی
ہا یا جو کچھ اس سے تو ناخوش ہوا	اپنی خوشیوں کا تو ہے دشمن بنا
شد حقیر و خوار در دیدار تو	ہر کہ او شد آشنا و یار تو
خار وہ تیری نظر میں ہو گیا	جو کہ تیرا ہوا یار آشنا
پیش او تو بس ہست و محترم	ہر کہ او بیگانہ باشد با تو ہم
وہ رہا تیری نظر میں محترم	تجھ سے بیگانہ رہا جو بیش و کم
زہرا و در حلقہ خفاں ساریست	انہم از نا شیراں بیماریست
زہر اس کا سب میں ہے دوا ہوا	ہاں اثر ہے یہ اسی بیماری کا
کہ شکہ با آں حدیث باید نمود	دفع آں علت باید کرد زود
شک پیدا چاہئے کہ نا ضرور	چاہئے علت یہ کہ نا جلد دور
آب حیواں گر رسد آتش شود	ہر خوشی کا گدہ ہو ناخوش ہوو
آب حیواں آگ ہو اے مدعی	خوشی تجھ کو لے ہو نا خوشی
مرگ گردوز آں حیات عاقبت	کیمیائے مرگ جہاں آں صفت
زندگی بھی موت ہو انجام کار	کیمیائے رنج و غم ایسی ہے یار
چوں بیاید در تن تو گندہ شد	بس فدا کی کہ زوے دل زندہ شد
جب وہ آئی جسم میں ، گندہ ہوا	تو فدا ہے اس سے دل زندہ ہوا
چوں شکار شد بر تو خوار شد	بس عزیز سے کہ بتا ز شکار شد
پاس رہ کر وہ ہوا آخر کو خوار	ہو گیا جو ناز کا تیرے شکار
چوں شود ہر دم مغزول باشد فلا	آشنا فی عقل با عقل از صفا
دوستی ہر دم صفائی سے بڑھے	آشنا فی عقل کی ہو عقل سے
تو یقین میدان کہ دم دم مکر است	آشنا فی نفس با ہر نفس بست
تو یقین کر لے وہ ہر لحظہ گھٹے	آشنا فی نفس کو ہے نفس سے

اس قوم کا پیغمبروں سے معجزہ طلب کرنا

قوم گفتند اے گروہ مدعی	کو گواہ علم طب نامہ فنی
قوم بولی۔ اے گروہ مدعی	ہے ہتھاری طب کا شاہد بھی کوئی
چوں شما بستہ ہیں خواب خورد	ہچو ما با شید و روہ مے چرید
تم بھی خود ہو خواب و خور میں مبتلا	جس طرح ہم گاؤں میں ہیں بر ملا
چوں شما در دامِ این آبِ گلید	کے شما صیادِ سیمرخ و لید
جبکہ تم بھی ہو اسیرِ آب و گل	کون مائے صیدِ سیمرخ و ل
احبت و جادہ سرورنی اردوہاں	کہ شمار و خویش از پیغمبراں
سب یہ جادہ و سرور ہے اس لئے	یعنی پیغمبر ہو خود کو جانتے
مانحو اہم اینچنین لاف و روع	کردن اندر گوش و اقدان بدوع
جھوٹی باتیں ایسی ہم سنتے نہیں	بڑے جاہل یوں کہانی میں کہیں
انبیاء گفتند کلایں زان علت است	مایہ کوری حجاب ویت است
انبیاء بولے یہ علت ہے وہی	کوری ہے کہ ویت کا خود پردہ ہی
دعوئی مارا شنیدید و شما	مے حد بینید این گہر دوست ما
تم ہمارے دعوے سنئے ہو مگر	ہاتھ میں گوہر نہیں آتا نظر
امتحان است لیں گہر مخلق را	ماش گہر و ایم گہر و چشمہا
امتحان ہے یہ گہر مخلوق کا	سامنے آنکھوں کے ہے لکھا ہوا
ہر کہ گوید گو گو افش گو است	کونے بیند گہر جس عاست
گفتگو اس کی ہے خود اسکی گواہ	وہ نہ دیکھے اس کا بیانی تہا
آفتابے در سخن آمد کہ خیز	کہ برآمد روز و پر جہ کم تیز
کر کے سورج کہ اے لوگو اٹھو	دن نکل آیا۔ لڑائی چھوڑ دو

کہ فراست ما با علی منظریم	ما بدل بے واسطہ خوش خبریم
ہم تو ہیں دانائی سے اعلیٰ نگر	اپنی ہے بے واسطہ دل پر نظر
جان حیوانی بدیشاں استوار	آل طبیبان غمانید و شمار
جان حیوانی ہے اُن سے استوار	بھل غذا پند اُن طبیبوں کا مدار
علم ہم ما پر تو نور جلال	ما طبیبان فعالم و معال
علم حق ہم کو دیتا ہے خبر	اور ہیں قول و فعل کے ہم چارہ گر
واپنجاں فعلے ذرہ قاطع شود	کاپنچیں فعلے ترانہ فو
اور بھروہ کام رو کے راستے	یعنی ہوگی منفعت اس کام سے
واپنجاں قولے ترانیش آورد	اپنچیں قولے ترانیش آورد
اور ایسا قول ہوگا نیشتر	ہوگا ایسے قول سے تو بہرہ ور
پیش تو بنہیم و بنہایم جد	آپنچان ایں جنیں از نیک بد
آگے رکھ کر ہم ہیں کوشش میں فنا	ایسا ویسا اور سب اچھا بُرا
زہر و شکر سنگ گوہر شد عیاں	اگر تو خواہی ایں گزین و خواہی اں
زہر و شکر، موتی، پتھر، آشکار	چاہے یہ اور چاہے وہ کہ اختیار
وین طیل ما بد و وحی جلیل	آل طبیبان ابود کولے دلیل
اور دلیل اپنی ہے بس وحی طیل	ان طبیبوں کے لئے کُل اک دلیل
دست مزدوار سدا ز حق ہے	دست مزدے مے نخواہیم از کسے
ہم کو مزدوری ملی علی اللہ سے	حق محنت کچھ نہیں ہم چاہتے
دارقے ما یک بیک رنجور را	ہیں صلا بیمار می ناسور را
میں دوا ہم اس کو جو رنجور ہے	آؤ، گر بیمار می ناسور ہے

بذل جان و بزل جاہ و بزل سہ	گفت افزوں آتو بفروش و بجز
بذل جان و جاہ و سر کو مولے	گفتگوئے بہیدہ کو بیچ دے
کہ حسد دار و فلک پر جاہ او	آشنائے تو بگوید فضل تو
آسماں کو ہر حسد اس جاہ کا	تا کرے تیری ثنا فقیل خدا
خود بہ بیفید و شوید از خود خجل	چون طیبیاں انگہ دار پید دل
خود خجل ہو جاؤ گئے تم دیکھ کر	پاس خاطر ہے طیبیوں کا اگر
لیک کر ہم طیبیاں زہد سیت	ادفع ایں کوری بدست غلی غلیت
کہ طیبیوں کی ہدایت کا یقین	و دست خلقت میں یہ اندھا پن نہیں
ہما بشک و عنبر آگندہ شوید	ایں طیبیاں ابجاں بندہ شوید
تا کہ تمکے مشک و عنبر سے مدام	ایں طیبیوں کا نڈل سے ہو غلام

قوم کا انبیا پر ہمت لگانا

کہ خدا ناعب کند از زید و بکر	قوم گفتند اینہم زرقست و مکر
ہوں جو ناسب یوں خدا کے زید و بکر	قوم بولی ہے یہ حیلہ اور مکر
آب و گل کو خالق افلاک کو	ہر رسول شاہ باید جنس او
آب و گل سے اور خدا سے میل کیا	شاہ کا قاصد ہو اس کی جنس کا
پیشہ را داریم ہمارا ز ہما	مغز خر خوردیم تا ما چوں شما
جانیں کیوں چھڑے کر عمرائے ہما	مغز خر کھایا ہمارا ہی طرح کیا
ز آفتاب چرخ چہ بود ذرہ ا	کو ہما کو پیشہ کو گل کو حسدا
ذرے کو سورج سے کیا نسبت بھلا	کیا ہما چھڑے کہاں گل اور خدا

لے خرچ کرنا۔ دے ڈالنا ÷

گویت آگ کو راز حق دیدہ خواہ	تو بگوئی آفتابا کو گواہ
وہ کہے اندھے! خدا سے آنکھ چاہ	تو کہے ہے کون اے سوچ گواہ
عین حقیقت کو ریش وار و بلبل غ	روز روشن ہر کہ اوچید چرخ
عین کوری ہے یہ اس کا ڈھونڈنا	سینے دن کے وقت جو ہے ڈھونڈنا
کہ ضیا ہست و تو اندر پردہ	اور نے بینی گمانے بروہ
ہے ضیا اور تو ہے پردے میں چھپا	گرد و دیکھے ہو گماں اس بات کا
خامش و در انتظار فضل بابت	گودہی خود را ممکن نہیں گفت خامش
چھپ ہو کہ فضل خدا کا انتظار	اپنا اندھا پن نہ کر یوں آشکار
زیر شقاوت ہوئے دل بربادت	مفضل بے علت مگر دریا بدت
اس شقاوت سے ترا دل پھرے	فضل بے علت مگر پالے تجھے
آئندہ پنہاں شد از تو جو رنمدا	وربائی در چشیں کوری ابد
آئندہ پنہاں ہو مندے میں ترا	کہ رہے اس اندھے پن میں گوسدا
خوش رسوا کرشت اے تندخو	در میان روز گفتن روز کو
اپنے کو کرنا ہے رسوا بیگماں	دن کو یہ کہنا کہ اب دن ہے کہاں
وین نشان حقیقت نشان عفت	صبر و خاموشی جذوب رحمت
مت نشان کو ڈھونڈ علت ہے ہی	باز پ رحمت ہے صبر و خاموشی
آید از جاناں جزائے الصمتوا	الصمتوا پندیر تا بر جان تو
خاموشی کا کچھ ادھر سے ہو اثر	نہ ہو خامش تا کہ تیری جان پر
بر زمیں زن زود سرا لے لیب	اگر سخا ہی نکس پیش لے طیب
رکھ دے سر پیش طیب اب جلد ہی	کہ نہ چاہے عذوب آزار اے انجی

لے بینی خدا کی طرف سے :

چشمہ آں راست آں کیسٹوید	ماہ مے گوید کہ اے پہلاں وید
ہے ہمارا چشمہ اسکو چھوڑ دو	چاند کتا ہے کہ اے فیلد بڑھو
گھنٹم از گردن دوں اند آتم	ورنہ من تا کور گردا تم ستم
کہ دیا اب کچھ نہیں دیتے مرے	ورنہ سب کو کور کر دوں ظلم سے
تا زخم تیغ من امین بنوید	ترکواں چشمہ بگوند و روید
تا کہ زخم تیغ سے امین رہو	چھوڑ دو چھتے کو اور آگے بڑھو
مضطرب گرد و زہیل آب غاہ	نک نشاں آنت کا ند چشمہ ماہ
مضطرب ہو جب ہو مانتی آب غاہ	یہ نشان ہے کہ اس چھتے میں ماہ
تا دین چشمہ یابی آں بیل	آں فلاں شب حاضر آے شاہ بیل
تا کہ تو چھتے میں پاسے یہ دیں	آواں اس رات کو لے شاہ بیل
شاہ بیل آمد ز چشمہ پھرید	چونکہ ہفت بہشت از مہ بگذرید
آیا اس چھتے یہ شاہ بیل بھی	ساتویں یا آٹھویں مئی چاند کی
مضطرب شد آب مہ کہ مضطرب	چونکہ زو خرطوم بیل آنت آب
چاند کا پانی میں دیکھا اضطراب	سوند پانی میں جو ماری بے حجاب
چوں روین چشمہ کہ وہ مضطرب	بیل باور کروا دے آں خطاب
مضطرب جب چاند چھتے میں بڑا	فیل کو آیا یعتیں پیغام کا
بعد از آں نامدیکے زایشاں ہمہ	ترس ترساں باز گشتند آں مہ
پھر وہاں آیا نہ کوئی بھول کہ	ڈر گئے ہانتی پھرے سب بے خبر
کا اضطراب آہ آروماں مشکوہ	ماہ ز آں پہلاں کلیم لے گروہ
چاند سے جو ہو ہمیں خوف مشکوہ	ہم تو وہ مانتی نہیں ہیں لے گروہ

تا کہ عقل و دماغ در رود	ایں چہ نسبت میں چہ پوئیے بود
عقل میں کیونکر سماسے واہ وا	جز یہ کیسا ہے یہ نسبت ہے کیا
ایں چہ زرقست و چشید ست	تا کہا ایں گفت یہودہ کجا
یہ ہے کیسا حیلہ اور محرو دغا	بہیدہ کوئی ہے آخر تا کجا
مے نگیر و مغز ما ایں استان	اخذ کجا کو آسماں کو رسیماں
ہنم میں آتی ہے کب یہ دشتاں	خود کہاں اور آسماں رستی کہاں
گنڈا راعے شتاسیم از گزور	غالباً ما عقل داریم ایں قدر
گنڈا نا گاجر کی ہے ہم کو خر	غالباً ہے عقل ہم میں اس قدر
خرگوشوں کا قصہ	
من رسول ما ہم ہا ماہ جفت	ایں بدیاں ماندہ خرگوشے بگفت
چاند کا قاصد ہوں اسکی جنس سے	یہ عقل وہ ہے کما خرگوش نے
جملہ نچر اں مجرند اندر وبال	اکوزہ پیلاں آں چشمہ زلال
تجھے مصیبت میں شکاری جانور	ہا بقیوں کے گلہ سے اک چشمے پر
حیلہ کروند چوں کم بود زور	جملہ محروم و زخوف از چشمہ دور
زور کم تھا مگر ہی کرنے لگے	دور سب چشمے سے اور محروم تھے
سوئے پیلاں در شب عرہ ہلال	از سر کہ بانگ خرگوش زال
ہا بھٹیوں کو چاند پہلا دیکھ کے	یہ صدا ہی کرہ سے خرگوش نے
تا درون چشمہ یابی ایں دلیل	کہ بیاراج عشرائے شاہ پیل
تاٹے چشمے میں تجھے کو یہ دلیل	چودھویں شب کو ترہائے شہ پیل
بر رسولان بند و جزو ختم نیست	شاہ پیلاں من رسول پیش نیست
قاصدوں کو کون دیتا ہے ضرر	نہیں ہوں قاصد شاہ پیلاں آدھر

پیش بد بختے ندامت عشق باخت	اے بسا معشوق کا یہ ناشناخت
اور بد قسمت نہ عشق اس سے کرے	آئے معشوق اکثر اس کے سامنے
مے نسا زوگر ہاں ارادہ راست	احتمال انہیں جہاں چہ است
کب بلا گمرہ کو سیدھا راستا	کم نصیبی اصقوں کی ہے یہ کیا
دیں مقلب قلب اسوہ قصاست	ایں غلط وہ دیدہ راجہ مابست
پھیرتی ہے قلب کو سوتے قضا	بد نصیبی ہے غلط ہیں بر ملا
لعنت و کوری شما را ظلم شد	چوں بت سنگیں شما را قبلہ شد
لعنت و کوری میں ہے تم کو پناہ	ہے بت سنگیں تمہارا قبلہ گاہ
چوں نشاید عقل جان مرا و حق	چوں بشاید سنگ تاں نیاز حق
جب نہ عقل و روح بھی پائے پتے	کس طرح پتھر شریک حق ہے
چوں نشاید زندہ ہمارا زلیک	پیشہ مردہ ہمارا شد شریک
اور نہ زندہ شاہ کا ہو آستانہ	مردہ مجھ ہو ہم آغوش ہما
پیشہ زندہ ترا شیدہ است	یا مگر مردہ ترا شیدہ شماست
زندہ مجھ کو ترا شے کبریا	مردہ مجھ ہے ترا شاتم نے یا
موم ماراں اسرار است کیش	عاشق خویش و صنعتگر خویش
سانپ کا سر دین ہے نزدیک کرم	عاشق اپنی اپنی صنعت پر ہونم
نے در آں سراحتے ولذتے	نے در آں ہوم دوستے و نعتے
سر میں کب ہے راحت لذت ناں	دولت و نعمت ہے اس دم میں کہاں
لائی اند و در خورند آں ہر دو یار	اگر دوسر گرواں بود آں دم مار
لائق اپنے اپنے ہیں دونوں وہ یار	گرو سر پھرتی ہے اکثر دم مار
در الہی نامہ گر خوش بشنوی	آپناں گوید حکیم غزنوی
اس الہی نامہ میں ایسے طبعی	سن یہ کہتے ہیں حکیم غزنوی

انبیاء کا جواب دینا

سخت تر کر دے سفیناں تختیاں	انبیاء گفتند آوہ پند جاں
مشکلوں کو اور بھی مشکل سوا	انبیاء بولے رضیت نے کیا
کشت زہر و قہر جاں آئینج تاں	اے دروغا کہ دوا در پنج تاں
ہو گئی زہر اور ہلاکت دی بڑھا	بد نصیبی سے تمہاری یہ دوا
چوں خدا بکماشت پرودہ چشم را	ظلمت افزو دایں چراغ اں چشم را
تیر حق نے پردہ ڈالا واقعی	شمع سے آنکھوں کی تاریکی بڑھی
کہ ریاستماں فروخت ز سہما	چہ ریشی جست خواہیم از شما
ہے ریاست اپنی برتر از سہما	تم سے ہم چاہیں حکومت کیا بھلا
خاصہ کشمیں ز سرگیں گشتہ پیر	چہ شرف یاد ز کشتی بحر دور
پھر وہ کشتی جس میں گوبر ہو بھرا	کیا شرف دریا کو کشتی سے بھلا
آفتابے اندر و ذرہ نمود	اے دروغ آں دیدہ کور و کیود
آفتاب آیا اُسے ذرہ نظر	ہائے مدافسوس چشم کور پر
ویدہ ابلیس جز طینے ندید	کاوے کو بود ہمیشہ و ندید
آنکھ میں ابلیس کی مٹی ہے	جیسے آدم بے نظیر و بیش تے
ز آں طرف جنبید کورا خانہ بود	چشم دیوانہ بہارش سے نمود
اس طرف سے ہٹ گئی گم تھا جہاں	چشم مجنوں میں بہادیں ہیں خزاں
پیش بے دولت بگرد و اوز راہ	اے بسا دولت کہ آید گاہ گاہ
اور اس رستے کو چھوڑے بے نصیب	دولت آئے راہ میں اُسکے قریب

لے آسمان سے بڑھ کر +

جز نیا زوج تضرع راہ نیست	زین قلب ہر قلم آگاہ نیست
کر یہ زاری کے سوا چارہ نہیں	ہر قلم آگاہ گردش ہے کہیں
ایں قلم داند ولے بر قدر خود	قدر خود پیدا کند ورنیک بد
یہ قلم ہے قدر اپنی جانتا	دھونڈ لے اپنے لے اچھا برا

ہر کسی کو مثال دینے کا حق نہیں

آنچہ در جرگوش و پیل آوینقتد	تا ازل ابا حیل آوینقتد
نقشہ میں خرگوش کے اور پیل کے	وہی ازل کو بستی میں مگر ہے
کے رسد تال میں شکھا ساغتن	سوئے آندرگا و پاک انداختن
یہ مثل دینا بھلا کب چاہئے	سامنے درگاہ والا جاہ کے
آں مثل آوڑن آں حضرتت	کہ عیلم سر و چہرا و آیتست
ہاں مثل کہنا خدا کو ہے روا	ظاہر و باطن کو جو ہے جانتا
توچہ دانی سرچرخے باش کل	تا بزلف و یا برخ آری مثل
گو نگاہ بن تو بھید کیا ہے جانتا	زلف و رخ کی جو مثل کہنے لگا
موسیٰ آنرا کہ عصا دید و نمود	اژدہا بد سرا و لب برکشود
دیکھا موسیٰ نے عصا اور وہ نہ تھا	بھید جب ظاہر ہوا تھا اژدہا
چوں چشماں شاہے نداند سرچوب	توچہ دانی سر آریں دام و جوب
بھید لکھڑی کا نہ جب اُن پر ہٹا	دام و دانہ کا تر بکھے بھید کیا
چوں غلط شد چشم موسیٰ اور مثل	چوں شود موشے فضولے مدخل
چشم موسیٰ نے مثل میں کی خطا	موش بیہودہ ہے بختہ کو دخل کیا
آں مثال آچا اژدہا کند	تا بپاسخ جز و جزوت بر کند
جب مثل کو پیری وہ اژدہ کرے	نکٹے نکٹے میں جواب اُسکا لے

در خور آمد شخص خراب گوش خر	کم فضولی کن تو در حکم قدر
جسم خر ہے بس سزائے گوشت خر	ہاں خدا کے حکم میں حجت نہ کر
شد مناسب وصف ہا با جانہا	شد مناسب عضو ہا و ابدانہا
ہے تناسب جان کو اوصاف سے	ہیں مناسب سارے اعضا جسم کے
بیگیاں جانیکہ حق ترا شدش	وصف ہر جانے مناسب شدش
بیگیاں حق جس طرح ترتیب دے	وصف ہوتا ہے مناسب جان کے
پس مناسب الش بچوں چشم و رو	چوں صفت با جاں قریں و آو
چشم و رخ سے ہے مناسب بر ملا	جب قریں جاں صفت کو کر دیا
شد مناسب حرفا کہ حق نوشت	شد مناسب صفہا و رخ نوشت
ہیں مناسب حرف جو حق نے لکھے	ہیں مناسب صف خوب و زشت کے
چوں قلم در دست کا ترے حسین	ویدہ دل بہت بین الاصبعین
دست کا تب میں قلم جیسے رواں	ویدہ ر دل انگلیوں کے درمیاں
کلک ل با قبض و بسطے زیر شاں	اصبع لطفست قہر اندرمیاں
بسط و قبض کلک دل ہے اے انجی	انگلیوں میں ہر کی اور لطف کی
کہ میاں اصبعان کیستی	اے قلم بنگر اگر اجلا کیستی
انگلیوں میں کس کی مسکن ہے ترا	اے قلم! کر غز اگر ہے کچھ صفا
فرق تو بر چار راہ جمع ست	جملہ قصد و جنبشت زیر اصبع است
اور چورا ہے پر سر ہے واقعی	انگلیوں میں قصد و جنبشت ہے تری
عزم و منحت ہم ز عزم و منحت است	ایں حرف کہاں ز منحت است
عزم و منحت اس کے ہے عزم و منحت سے	ہیں حرف حال اس کے منحت سے

۱۔ ارادہ کرنا اور ارادہ کو توڑ دینا ۴

وآں یکے میگفت پیش ہم ساز	آں یکے میگفت این کشتی بتاز
ایک کہتا تھا کہ اس میں پرنگا	ایک کہتا تھا کہ ہاں کشتی چلا
وآں یکے میگفت پیش کون مرغا	آں یکے میگفت نہالش کونست
ایک کہتا تھا۔ مگر ہے ناسزا	ایک کہتا تھا۔ ہے کچ بچھلا سرا
وآں یکے میگفت پالیش کر چرست	آں یکے میگفت پالاش کجاست
ایک کہتا تھا۔ ہے خیرھا پاؤں ہاں	ایک کہتا تھا کہ پالاش ہے کہاں
وآں یکے میگفت این خر بہرست	وآں یکے میگفت کاین منگ تہیست
ایک کہتا تھا۔ یہ ہے کس کی گوی	ایک کہتا تھا۔ یہ ہے ہنسا نہی
ورنہ بارت کے بمنزل میبرو	آں یکے میگفت خرچوں میخورد
ورنہ کیونکر بوجھ پھرے جائیگی	ایک کہتا جو یہ کیونکر کھائیگی
یا شدی فروغ مغفلت شد زسر	آں یکے میگفت بیکاری منگر
یا ہے بوڑھا۔ عقل ہے جاتی رہی	ایک کہتا تھا۔ تو ہے بیکار بھی
ایں بچر کہاں گشت کا ست	اوہنے گفت این ابرمان خداست
ہے یہ سب کچھ دل لگی سے کیا کٹے	نوح کہتے کچھ، خدا کے حکم سے

ایک بھور کی کہانی

درین دیوار حفروں میں برید	ایں مثل شبنو کہ شب دزد و عنید
لقب زن ہوتا جڑیں اک دیوار کی	یہ مثل سن ایک دزد دل قوی
حقوق آہستہ آہستہ را میشنود	نیم بیدار ہے کہ اور بخور بود
کھٹ کھٹ آہستہ سے وہ سنتا رہا	نیم بیدار اک دہان بیمار تھا
گفت اورا درجہ کا سی لے پیر	رفت برہام و زود آونجیت سر
پوچھا یہ کیا کر رہا ہے لے پیر	کہ کھٹ پر جا کہ جھکایا اُسے سر

تاکہ شد ملعون حق تا یوم دیں	اِس مِثَل آورو اِلمیس لیس
ہو گیا مردود حق تا یوم دیں	یہ مِثَل لایا تھا اِلمیس لیس
تا فرود شد در زمین با سخت و تاج	اِس مِثَل آورو قاروں ز لجاج
دھنس گیا مٹی میں گچھ زرے	اِس مِثَل لایا جو قاروں مکر سے
تاکہ نیشہ مغز سر خوردش عجل	اِس مِثَل آورو مغر و جہول
مغز اک مجھ نے اسکا کھا لیا	اِس مِثَل غرود لایا بے حیا
کاستخوان شال خبر دو مرد آمد ز باد	اِس مِثَل اندیش گشتہ قوم عا د
پڑیاں تنک کر گئی بر باد باد	اِس مِثَل ایسی ہی لائی قوم عا د
تاکہ شد محروم از ہر دو نصیب	اِس مِثَل آورو شد اولیٰ و لیتم
اور نہ بامیں اس نے دولہا جیتیں	اِس مِثَل شداد لایا دہر میں
تاکہ اندر آب دریا شد سقط	اِس مِثَل آورو فرعون ز غلط
عزق وہ دریا میں آخر ہو گیا	اِس مِثَل فرعون لایا بے وفا
تاکہ شد در فقر و رخ سرنگوں	اِس مِثَل آورو دہر بختوں
وہ جہنم میں گیا پر گشتہ حال	الغرض جس نے بھی دی ایسی مثال
کہ زایشاں سپت شد خدا ن	اِس مِثَل اچھ زراغ و بوم داں
جس سے آخر مٹ گئے سہو خدا ن	اِس مِثَل کو اپنی زراغ و بوم جان

قوم نوح کا مثالیں دنیا

صدر مِثَل گوازی پے لستخرباغت	نوح اندر باد یہ کشتی بساخت
دیں لستخ سے مثالیں سہو انہیں	نوح نے کشتی بنائی دشت میں
میکند کشتی چہ نادان بلہیست	اور بیابانے کہ چاہ و آب نیست
حق ہے کشتی بنانا بالیقین	اِس بیابان میں جہاں پانی نہیں

قصہ خرگوش و بیل آری و آب	خشیت بیلان نہ در اضطراب
ہاتھیوں کو فقے میں خرگوش کے	تو ڈرائے اضطراب ماہ سے
ایں چہ باشد آخرائے کولہ غام	بالے کہ شد ز بونش خاص و عام
کیا ہے اس کے سامنے ماہ تمام	جس سے میں مغلوب یہ سب خاص و عام
چہ مہ و چہ آفتاب چہ فلک	چہ عقول و چہ نفوس و چہ ملک
چاند کیا کیا آفتاب اور کیا فلک	کیا یہ عقلیں، اور کیا نفس و ملک
چہ وحش و چہ طیور و چہ جماد	چہ ملوک و چہ گدا چہ قیقاہ
کیا وحش اور کیا طیور اور کیا جماد	کیا ملوک اور کیا گدا کیا قیقاہ
چہ بلاد و چہ جبال و چہ بحار	چہ مہ و چہ سال و چہ لیل و نہار
کیا یہ دریا، شہر کیا، کیا کوہسار	کیا مہینے سال، کیا لیل و نہار
چہ تراب آب چہ باد و چہ نار	چہ خریف و عیف و چہ بے چہ بہار
کیا یہ خاک و آب اور کیا باد و نار	سردی گرمی کیا - خزاں کیا، کیا بہار
جملہ اندر حکم و در فرمان او	ہمچو گوئی در نجم چہ گان او
سب اسی کے حکم اور زمان میں	گیند کی صورت ہیں اس چہ گان میں
آفتاب آفتاب آفتاب	ایں عجیبے گویم مگر مستم بخواب
آفتاب آفتاب آفتاب	کیا کہا میں نے، مگر ہوں محو خواب
صد ہزاراں شہر را خشم برشاں	سرنگوں کرد است ابد گوہراں
لاکھوں ہی شہروں کو اس کے خشم نے	کر دیا برباد، بد میں دیکھ لے
کوہ بر خود میشکافد صد شکاف	آفتابے چوں خراسے و رطوف
سو جگہ سے کوہ بیت سے پھٹے	اور سورج مثل چلتی کے پھرے
خشم مرداں خشک گرد اند سحاب	خشم مرداں کرد عالم با خراب
غصہ مردوں کا سکھاتا ہے سحاب	غصہ مردوں کا کرے دنیا خراب

تو کہ گفتہ دہل زن اے سنی	خیر باشد شیم شب چہ می کنی
بولایں ہوں ڈھول والا بیگان	خیر باشد نصف شب کیونکہ کہاں
گفت کو بانگِ ہل لے بوسل	در چہ کاری گفت میگویم ہل
بولا آوازیں کہاں ہیں ڈھول کی	پتیاں ہوں ڈھول میں اے منتقی
نعرۂ یا حسرتا واویلتا	گفت فردا بشنوی ایس بانگ
نعرۂ وا حسرتا - وا حسرتا	بولا کل سن لے گا تو اس کی صدا
آزماں واقف شوی بر جزو کل	من چو رستم بشنوی بانگِ ہل
پھر سمجھ میں تیری سب کچھ آئیگا	جب میں جاؤں گا سننے گا تو صدا
سیراں کثر را تو ہم شناختہ	آن رو غنت کثر و بر ساختہ
سمجھ اُس کا بھی نہ تجھ پر کھل سکا	جھوٹ بھٹا اور بھٹی بناوٹ بر ملا
پختہ شود آتش اودا سلام	در غلط افتادہ لے نیم خام
آگ میں اس کی ہو پختہ - والسلام	محمول میں تو ہے پڑا لے نیم خام
کہ ہمیش نفس تو آمد رسول	سیراں خرگوش اے یو فضول
بن کے آیا نفس کے آگے رسول	مان لے خرگوش، شیطان کو فضول
ز آب حیوانے کا زوئے خضر خورد	اسا کہ نفس کول را محروم کرد
آب حیواں سے خضر پیتے تھے جو	کر دیا محروم تیرے نفس کو

مشکروں کی خرگوشوں والی مشکل جواب

کہ گفتی مستعد شنیش را	واژگونہ کردہ معینش را
کہ بولا ہے سزا تیرے لئے	تو نے معنی اس کے ایلٹے لئے
کہ تبرسانید پیلاں اشغال	اضطرابِ ماہِ گفتی در زلال
اور ڈرایا پیلاں کو خرگوش نے	چاند کو پانی میں لرزے تھے بڑے

جملہ دیدند و شما نادیدہ پید	نارنیک بد مگر نشنیدہ اید
سب نے دیکھا۔ تم نہیں ہو آشتا	نارنیک و بد نہیں ہے کیا شستا
چشمیں او اکشاید مرگ نیک	دیدہ انادیدہ مے آرید لیک
موت کھلے گی یہ آنکھیں بے خبر	دیکھ کر اسخان بنتے ہو مگر
چوں روی در خلعتے مانند کور	گر دو عالم پر بود خورشید و نور
تو مثال کور خلعت میں پڑے	دونوں عالم پر ہوں مہر و نور سے
یستہ روزن باشی از ماور کرم	بے نصیب آئی از آں نور عظیم
بند روزن ہو خدا کے چاند سے	بے نصیب اس نور سے آخر رہے
چہ گناہ دار و جہاں تہائے فراخ	تو درین چاہ رفتستی ز کاخ
راس میں پھر دنیا کی ہے تقصیر کہا	محل سے تو خود کنوئیں میں ہے گرا
چوں بر بند روئے یوسف کنگو	جاں کہ نذر صیف گر گے ماند او
روئے یوسف کس طرح دیکھ بھلا	جان جس میں بھیڑ بیٹے کا گن بھرا
گوش آں سنگیں لافش کم شنید	لجن او دئی بسنگ کہ رسید
لیکن ان سنگیں دلوں نے کس شن	سنگ و کہ تک لجن واو دی گیا
ہر زمان اللہ اعلم بالمرشاد	آفریں بر عقل و بر انصاف باد
ہر گھڑی۔ واللہ اعلم بالرشاد	آفریں اس عقل پر اے بد نہاد
صدقوار و حاسبا ما من سبا	صدقوار سلا کر اما یا سبا
روح رہبر کو بھی مانو بر ملا	انبیا کو جانو سچ اہل سبا
یومنو کم من مخازی القارعتہ	صدقو ہم ہم شمس طالعہ
جو قیامت سے تمہیں دلچا ماں	ہاں کرو تصدیق ہر ضو نشان
قبل ان یلقو کم بالساہرہ	صدقو ہم ہم بدویر زاہرہ
پیشتر اس کے کہ موت آئے تمہیں	لب کشا ہو بدر کی تصدیق میں

گر دواڑے ریزہ ریزہ آسمان	خاصہ چشم شاہ آں شاہ شہاں
ٹکڑے ٹکڑے جس سے ہو یہ آسمان	خاص کردہ غصہ شاہ و شہاں
درسیا ستگاہ شہرستان لوط	بنگید لے مزدگار بے حنوط
اس سیاست کہ میں قوم لوط کو	دیکھو تم اسے بے حیا مردہ ولو
کو قند آں پلکان استخوان	پیل خود چہ بود کہ سرخ پر آں
ہا بھتیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے	فیل کیا تین اڑنے والے مرغوں نے
پیل ابدید و نپید و رفو	اضعف مرغال بابلیت واو
رکھ دیا ہاتھی کو اس نے پھاڑ کر	ہے ابا بیل ایک چھوٹا جانور
یا مصاف لشکر فرعون روح	کیست کو تشنید آں طوفان فوج
یا وہ جنگ لشکر فرعون و روح	ہے شناسکس نے نہیں طوفان فوج
ذرہ ذرہ آتشاں بوسینخت	روح شاں شکست اندر آب سخت
ذرہ ذرہ آں کو پانی نے کیا	روح لے کڑا دیا ان کو بہا
وانکہ صرعاویاں اسے رلود	کیست کو تشنید احوال نمود
عادلوں کا لے گئی آندھی وجود	اور شناسکس نے نہیں جان نمود
کہ بدلتے پیل کش اندر و غا	چشم ہائے رچاں پلایں کشا
پیل کش تھے جو غلامیں بر ملا	دیکھ تو ان ہاتھیوں کو بھی ذرا
زیر چشم دل ہمیشہ در رجوم	آپچناں پلایں شاہان ظلوم
دل کے غصے سے ہوئے ہیں سنگسار	ایسے یا بھتی اور ظالم شہر یار
میرزا و نیست غوثی رحمتے	اسا ابد از ظلمتے و رظلمتے
اور نہیں اہلی معاون رحمتیں	تا ابد ہیں نعت و ظلمات میں

حزم بہر روز میانی کنید	اے خلیفہ زادوگاں داوے کنید
حزم محشر کے لئے سب تم کرو	اے خلیفہ زادو، عدل اپ تم کرو
سوئے زنداں زعلیتیں کشید	اے عدوئے کز پد رتاں کیں کشید
خلد سے زنداں میں لایا برلا	وہ عدو، دشمن ہمارے باپ کا
از بہشتش سحرۂ آفات کرو	اے شیہ شطرنج دل آفات کرو
خلد سے لاکر اذیت اسکو دی	ہاں اس سے شاو شطرنج دلی
مہابکشتی در فگندش روئے زرد	چند جانبدش گرفت اندر نبرد
کشت ایسی دی کہ چہرہ فق ہوگا	چالیں اس کی بند کر لیں چند جا
سست سستش منکرید او دیگر	انہیں کدست بااں پہلوں
سست تم اس کو نہ جانو بیگماں	ہے وہ ایسا ہی بہادر پہلوں
تاج و پیرایہ بچا لاکے ربلو	مادرو باپائے اے ااحسو و
تاج اور خلعت سب اُن سے چھن گیا	باپ ماں سے وہ ہمارے یوں جلا
سالہا بگرسیت آدم زار زار	کردشاں آذر ابرہہ زار و غار
روئے برسوں تک پھر آدم زار زار	کر دینکا انہیں اور زار و غار
کہ چہ اندر جریدہ لاسٹ ثبت	کہ زاشک حشم اور وید ثبت
”و فر لا“ میں تھا کیوں لکھا گیا	آنسوؤں سے اُن کے بس سبزہ آگیا
کہ چہاں سردر کندز و ریش را	توقیاسے گیر طراریش را
انکی طاقت کو گھٹایا کس قدر	اس کی چالاکي پہ بھی تو غور کر
تیغ لاولی زیند اندر سرش	انہڈر لے گل پرستان زرشش
تیغ لاول اسے سریر مار دو	گل پرستو اس کے شتر سے تم ڈرو

اے شیطان کی طرف اشارہ ہے :

اگر مومن ہم مصلحت الہی	صدقہ ہم ہم مصلحت الہی
قدر جانو، میں امیدوں کی کلید	شعاع ہیں۔ لازم ہے۔ تصدیق مزید
لا ائضلوہا لا تصدوا غیرکم	صدقہ امن لیں یہ جو خیر کم
چھوڑو ضد۔ درپے نہ ہو اور کبھی	کب امید آن کو تمہاری خیر کی
ہندوئے آں ترک باش از جان دل	پارسی گویم میں تازی بہل
ہو غلام ترک دل اور جان سے	فارسی گو ہوں یہ عربی چھوڑ کے
حزم کے معنی اور صاحب حزم کی مثال	
بگرویدند آسمانہا بگروید	ہیں گواہیہائے شاہاں بشنود
آسماں مانے ہیں، تم بھی مان لو	اب گواہی بادشاہوں کی سنو
یا سونے آخوند خرمے بر پرید	یا بحال اولیناں بسنگرید
یا اڑو چچھلوں کی جانب حزم سے	حال دیکھو اول مخلوق کے
از دواں گیری کہ دوست از جفا	حزم چہ بود درودتدیر احتیاط
کرنا دو چیزوں سے اک کو اختیار	حزم کیا ہے، احتیاط سعی یار
غیبت آہ ہست بیک مائے سو	آں کیے گویدریں ہفت روز
ہے نہ پانی پاؤں ریت سے جلیں	ایک بولاسات دن اس راہیں
کہ ہر شب چشمہ بینی رواں	آں گم گویدریں غستیں بدیاں
روز شب کو چشمہ اک دیکھے رواں	دوسرا بولا کہ یہ ہے جھوٹ پاں
تاری از ترس و باشی در صواب	حزم آں باشد کہ برگیری تو آب
تا بہ آسانی رہا ہو خوف سے	حزم یہ ہے پانی کو تو ساتھ لے
ورنبا شدائے بر مرد ستیز	اگر بود در راہ آب میں اس بریز
اور نہ ہو تو اس سے آخر کام لے	کر لے پانی تو اس کو پھینک دے

زاں نظر بر کند و بر کما	ایاز مرغے کاں ترود و کذاشت
پھیر کر نفیس سوسے	دوسرا مرغ، اس ترود سے چھٹا
تا امام جملہ آزادان شد او	شاہ پر و بال او مچا
ہو گیا سردار ہر آزاد کا	بال و پر اس کے نیچے وہ خوش ہوا
در مقلک امن آزادی نشست	ہر کہ اور امتقا ساز و سبت
امن و آزادی میں مسکن ہو گیا	جس نے کی تقلید اُس کی۔ وہ بچا
شاہ گلستان و چین شد منزلش	و آنکہ شاہ حارماں آمدولش
باغ گلشن اس کی منزل بن گیا	کیونکہ اس کا دل تھا سلطان حرم کا
ایسی نہیں کن کہ کئی تدبیر و عزم	حرم از و راضی اور راضی حرم
کر ہوئی عزم و تدبیر گر گئے	حرم اس سے خوش۔ وہ راضی حرم
حلق خود را در بریدن ادا	پار را در و ام حرص افتاد
اور اپنے آپ کٹوا یا کلا	حرص کے پھندے میں تو اکثر پھنسا
تو بہ پذیرفت و شما را شاہ کرد	بازت آتق ای لطف آزاد کرد
تو بہ کی مقبول خوش کر کے تجھے	پھر کہا آزاد رحمت نے تجھے
تحن زو جانا الفحال با بجزا	گفت آں عدم کذا عدا کذا
ساتھ میں قتل و جزا۔ کہتا تو ہوں	بولام مجھ سے پھر و تو میں پھروں
آید آں جفتش و انا لا جرم	چونکہ جفتے را بر خود آورم
دوسرا آنے کو پھر مجبور ہو	پاس جب اپنے بلاؤں ایک کو
چوں سد جفتے ترسد جفت دگر	جفت کر دیم ایں عمل ابا اثر
ایک جب پہنچے تو پہنچے دوسرا	ہے عمل جوڑا اثر کا بر ملا
جفت آید پہنچے و شوی جوئے	چوں باید غارتے از جفت شوئے
مادہ اپنے نر کو ڈھونڈے بر ملا	نرا گر جوڑے سے ہو جائے جدا

کہ شما اور انہیں بنید ہیں	کہ ہے بنید شما را از کیس
تم مگر اس کو نہیں ہو دیکھتے	دیکھتا رہتا ہے تم کو گھات سے
دانہ پیدا باشد و پنہاں دعا	و اما صیاد در پزد و انہا
دانہ ظاہر اور پلو شیدہ دعا	و اما صیاد دانے ہے سدا
تانا بند و دام بر تو بال و پر	ا ہر کجا دانہ بدیدی الحذر
تانا باندھے دام تیرے بال و پر	تو جہاں بھی دانہ دیکھے۔ کر حذر
ورنہ چوں خوروی رافتادی بدام	چوں کہ دیدی انہ بگریزے حام
دام میں ورنہ پھنسے گا ناگہاں	اے کبوتر بھاگ، دانہ ہو جہاں
وزر سیاض قدس بہر شگل شکست	اشاد مرغی کو تبرک دانہ گفت
قدس کے باغوں میں پھول اسکا کھلے	مرغ وہ خوش ہے جو دانہ چھوڑے
بیچ دام پر تو بالش نہ لبت	اہم بدل قانع شد و از دام رست
بال و پر آسکے نہ پھندے میں پھنسے	اس پر قانع ہو کے چھوٹا دام سے

غیر محتاط مرغ کا حال

دیدہ سوئے دانہ و دام بربست	باز مرغی فوق دیوار نشست
دام اور دانے پر بھتی اسکی نظر	مرغ اک بیٹھا کسی دیوار پر
یک نظر حرص بدانہ مے کشد	یک نظر او سوئے صحرا میکند
اک نگاہ حرص اس کی دانے پر	جانب صحرا بھتی اسکی اک نظر
ناگہانے از خرد خالیش کرد	ایں نظر با آں نظر چالیش کرد
ناگہاں عقل اسکی رخت ہو گئی	اس نظر اور اس نظر میں جنگ تھی
صایدش کشت بخورد و کام راند	رفت از خرد و اندر دام ماند
مارا، کھایا اور شکاری چلایا	اگر کے دانہ کھایا۔ پھندے میں پھنسا

کنتوں کی کہانی

زخمِ سراخرو گردِ نازد چٹائش	رنگِ مستانِ جمع کردہ استخوانِ
جاڑے کی شدت نے چھوٹا کر دیا	کٹا جازے میں شکڑ کر رہ گیا
خانہ از سنگ باید کروم	کو بگوید کایں قدر تن کہ منم
گھر تو پتھر کا بنانا چاہیے	لہتا تھا اس مختصر تن کے لئے
بہرِ سراخانہ سازم ز سنگ	چونکہ تابستانِ بیاہد من بچنگ
بہرِ سراخانہ گھر بناؤں سنگ کا	کرمیوں کا اب جو موسم آئے گا
استخوانِ ہاہین کرد و پوستِ شاد	چول کہ تابستانِ بیاہد از کشاد
پڑیاں پھیلیں بدن آرام دیتے	بعد ازاں جب گرمیوں کی فصل آئے
کاپے سیرے غرے خود رایہ	زفت کرو و پاکشد و رسایہ
مست کاہل اور تن آسان بنے	پھول جائے اور سانے میں گھسے
درکہ امین خانہ گنجم اے کیا	گوید اوچوں زفت بند خویش را
کون سے گھر میں سماؤں اے خدا	خود کو فریہ دیکھ کر دے یہ صدا
گوید او در خانہ کے گنجم بگو	گوید شل خانہ سازے عمو
وہ کہے گھر میں سماؤں لگا میں کیا	دل کہے اس سے کہیں تو گھر بنا
درہم آید خرد گرد و در نور	استخوانِ حرص تو در وقتِ درد
پھوٹی ہو جائیں سمٹ کر بیگیاں	درد میں تیری ہو س کی پڑیاں
در زستانِ باشند کا شاننا	گوئی از تو بہ سازم خانہ
ہو مرا جاڑوں میں کا شانہ نیا	تو بہ کر کے تو نے لوں گھر بنا
پچو سگ سوئے خانہ از تو رفت	اچوں بشد رنج و شدتِ تنِ صفت
مثلاً سگ وہ فکر گھر کی بھی گئی	بب گیا رنج اور جو س دوتی ہوئی

خاک اندر ویدہ تو بہ زوید	بار ویکر سونے ایں دام اکمید
خاک بہر جہیم تو بہ لائے تم	پھر اسی پھندے کی جانب آئے تم
گفت میں بگریز واپس سو پامنہ	بازت آں تو اچھو و آں گمرہ
یاں قدم اپنا نہ رکھ تو، بھال جا	پھر خدا نے وہ گرہ کھولی، کہا
جان تال اجانب آتش کشید	باز چوں پروانہ نسیاں سید
جان تیری سونے آتش لے گیا	ایا جب پروانہ پھر نسیان کا
درب پر سوزیدہ بنگرہ تو یکے	اکم کن اے پروانہ نسیان شکسے
جن کے پر سوزاں ہیں اگلو دیکھ تو	کم کر اے پروانے شک اور سو کو
سونے آں اندھاری آتش پہنچ	چوں ہمدی شکر آں شکر پہنچ
پھر نہ اس دانے کی خواہش ہو مہی	تو چھٹا کر شکر اس کا بس یہی
روزیتے بیدام و بیخوف عدو	ساترا چوں شکر گوئی بخشداو
روزی وہ بے دام اور بے خوف کے	جب کرے تو شکر تجھ کو بخش دے
نعمت حق ابھایدیا و کرو	اشکر آں نعمت کہ تال زاو کرو
یاد کر وہ نعمتیں اللہ کی	شکر نعمت کر کہ آزادی ملی
گفت از دام رہا کن آ خدا	چند اندر رہنما و در بلا
کی دعا یا رب مجھے کر دے رہا	جب تو رجوں اور بلاؤں میں پھنسا
خاک اندر ویدہ شیطان کمن	تاچنیں خدمت کمن احساں کمن
خاک ڈالوں آنکھ میں شیطان کی	نیک ہونگا اور کروں گا بندگی
ہچناستی کہ بووی ہچناں	چوں خلاصت اوتی آزمناں
آہ تو جیسا تھا ہے پھر ویسا ہی	جب رہائی امتحاں سے حق نے دی
جان خود رامست بہیش کریش	چوں باکروت فراہش کریش
ہو گیا بے ہوش، کیا کئے ترے	پھر رہا ہو کر بھلا ڈالا اُسے

لے نخواستہ شد بخت و گو دگر	نقش مایں کو آں تصویر گر
گفتگو سے اس میں تبدیلی ہو گیا	نقش جب نقش نے ایسا کیا
کہنے اصد بار گوئی باس نو	شک اصد سال گوئی لعل شو
کہنے سے سو بار کہ ، پھر خوب ہم	سو برس پہنچے سے کہ ، ہو جا گہر
آب اگوئی غسل شویا کہ شیر	خال اگوئی صفات آب گیر
دودھ ہو یا شہد کنا آب کو	خال سے کنا کہ مثل آب ہو
پیشہ راگوئی کہ سوئے باورو	نار راگوئی کہ نور محض شو
پیشہ سے کنا کہ آندھی میں اورو	نور ہو جاوے ، کنا نار سے
یا کہ اکسیرے شو و چالاک شو	قلب اگوئی کہ زر پاک شو
یا کہ تو اکسیر ہو جا بے ہا	لموٹے سے کنا کہ سونا ہو کھرا
آب کے گرد و غسل اے ارجمند	بیہیج از آں اوصافی دیگر گوں شند
شہد پانی کس طرح ہو اے فنا	ان کے بدلیں گے مگر اوصاف کیا
خالق آب تراب و خالیاں	خالق افلاک ہم افلاکیاں
خالق انسان و آب و خاک نے	خالق افلاکی و افلاک نے
آب گل ایتیرہ رہی و نما	آسمان ادا و دوران و صفا
آب درل کو تیرگی ، بالیدگی	آسمان کو دی صفا گردن بھی دی
کے تواند آب گل صفوت خرید	کے تواند آسمان سودی گزید
اور صفائی آب و گل کب لے سے	آسمان کب تیرگی حاصل کرے
کے کہے گرد و بخت چوں کہے	قسمتے کہ وہ است ہر یک اے
کاہ کب کو شش سے تیری گہ بنی	سب کو اک اک راہ ہے تقسیم کی

شکر یارہ کے سکو نعمت بود	شکر نعمت خوشتر از نعمت بود
شکر کرنے والا خوار کی کب سے	شکر نعمت بہتر از نعمت رہے
زنگہ شکر آرد ترا تا کہے دو	شکر جان نعمت و نعمت چو پو
کیونکہ لائے شکر تجھ کو سونے دست	جان نعمت شکر ہے نعمت ہے پست
صید نعمت کن بدام شکر شاہ	نعمت آرزو غفلت شکر انتباہ
صید کر نعمت کو دام شکر سے	شکر بوش اور شکر نعمت جان لے
تا کہی صد نعمت ایسا رہ فقیر	نعمت شکر کند پر چشم و میر
دے تو مال و زر اگر مانع فقیر	شکر کی نعمت تجھ کو دے امیر
تار و داڑ تو شکم خوری موق	سیر نوشی از طعام و نقل حق
اور شکم خوری و توق جاتی لیے	ہو غذائے حق سے پھر سیری تجھے
تا سر مغوس خود را بشکند	نعمت تباب اشکرے کنید
اور توڑو اپنا پنہار خودی	شکر نعمت کا کرو اللہ کی
کفر نعمت مرد را کا فر کند	شکر جذب نعمت او فر کند
کفر نعمت دیتا ہے کا فر بنا	نعمتوں کو شکر دیتا ہے بڑھا

منکر و کانبیا کو نصیحت ہے جبر یا نہ منع کرنا

اچھے نصیحتدار دیں وہ کس بود	قوم گفتند ای نصوحاں بس بود
گاؤں میں ہو سننے والا اک بشر	قوم بول رہے یہ کافی پسند اگر
کس نہ اندر برد بر خالق سبق	افضل بر ولہائے ما بہاد حق
حق پہ غالب کون آتا ہے بھلا	دل پہ قدرت نے دے تالے لگا

منکروں کا دوبارہ جبریانہ مجتہد کرنا

نہیں ترائے کہ پندیر دوا	تو گفتند کہ وہ اس رنج ما
جو دواؤں سے ہوں اچھے بیگماں	تو بولی کہ ہمیں ایسے کہاں
سخت تر می گشت زان ہر خطہ بند	سالہا گفتند زین افسون پند
بیچ مستحکم زیادہ ہو گئے	مذلوں پند و منوں ہوتے رہے
آخرا زوے ذرہ زائل شدے	گردوارا میں مرض قابل پئے
کچھ تو کم ہوتا دواؤں سے ادھر	قابل درماں مرض ہوتا اگر
گر خورو دربارو رو جائے دگر	سڈہ چل شد آئنا پید در جگر
اور جا جائے اگر دریا پہنچے	جب پڑے سڈہ جگر پانی نہ لے
نشنگی انشکند آں استقا	لاجرم آماں گیر دوست پیا
بیاس پانی سے نہ کم ہو زہنار	سوج جائیں دست و پا انجام کار

انبیاء کا جواب

فضل و رحمتہائے باری بیچتا	انبیاء گفتند نومیدی بدست
رحمتیں ہیں بے شمار اللہ کی	انبیاء بولے 'ہے مایوسی بڑی
دست و رفتہ آں رحمت ز نید	از جن میں محسن نشاید نا امید
دامن رحمت کو تھا مو بیگماں	ایسے محسن سے ہیں کیوں نومیدیاں
بعد از آں کبشاوہ شد سختی گذشت	اے بسا کارے کہ اول صعوبت گشت
بعد از آں آسان وہ سب ہو گئے	اول اول مشکل اکثر کام تھے
از پس ظلمت بے نور شد ہاست	بعد نومیدی بے امید ہاست
اور سورج زیر تاریکی بہت	ہیں امیدیں بعد نومیدی بہت

انبیاء کا جبریلوں کو جواب

انبیاء گفتند کارے آفرید	وصفہائے کہنتاں آں سرکشید
انبیاء بولے کہ ہاں حق نے دیا	وصف سب کو اور نہ کوئی پھر سکا
وآفرید او وصفہائے عارضی	کہ گئے مہغوض میگہ دور رضی
وصف سمجھ اس نے فیہ ہیں عارضی	ہے کبھی وہ خشکیں راہی کبھی
سنگ آگونی کہ زرشوہیدہ است	مس آگونی کہ زرشوہاہست
کہنا پتھر سے ہو زرا ہے ناروا	تا بے سے کہنا کہ زرا ہو ہے بجا
ریگ آگونی کہ گل شو عاجز است	خاک را آگونی کہ گل شو عاجز است
ریت سے کہنا کہ گل ہو ناروا	خاک سے کہنا کہ گل ہو ہے بجا
رنجھاو اد است کا زرا چارہست	آں مہل گئے و فطس عمیست
و کہ میں بعض ایسے نہیں جن کی دوا	گنگ ہونا۔ فطس یا کوری فتا
رنجھاو اد است کا زرا چارہست	آں مہل لقوہ درد سرست
بعض تکلیفوں کا چارہ ہے مگر	جیسے لقوہ اور جیسے درد سر
ایں دوا ساخت بہر ایتلاف	نہیں ملے درد و دوا ازا کوفت
یہ دوا میں ہیں برائے ایتلاف	کب ہیں یہ درد و دوا لاف و لاف
بلکہ اغلب رنجھاو اد چارہست	چون مجد جوئی بیاید آں بدست
بلکہ اغلب درد دکھ کا ہے علاج	دھونڈے کوشش سے تو پائے آں بدست

لے چڑی ناک والا ہونا
۵۷ گفت کرتا

تازہ و شیریں خندان و لطیف	دانا تر و جوانیم و لطیف
تازہ ہیں شیریں ہیں خندان اور لطیف	ہم ہمیشہ نوجوان ہیں اور لطیف
کہ دراز و کوتاہ زمانہ کے ست	پیش صد سال کی سعادت کیست
ہیں درازی کو تہی ہم سے جدا	ایک ہیں ساعت صدی ہم کو فنا
خود دراز و کوتاہ انداز کجاست	آں دراز و کوتاہی در جسمہا ست
جان میں کب ہے درازی کو تہی	ہے درازی کو تہی بس جسم کی
پیش شاں کیوز بے اندوہ لطف	سید صد سال آں اصحاب کہف
ایک دن کے کہف والوں کو۔ فنا	لین سو سو سال بے رنج و جفا
کہ بہ تن باز آمد ارواح از عدم	اوانگے نمودن شاں کیے وز ہم
روح لوٹ آئی عدم سے جسم میں	اور نہ تھا اس وقت اک من بھی انہیں
کے بود سپیری و پیری و ملال	چوں نباشد روز و شب ماہ و سال
کب بھلا ہوں کہنکی۔ پیری۔ ملال	کچھ نہ ہوں جب روز و شب اور ماہ و سال
مستی از سغراق لطف نر نیست	در گلستان عدم چوں بخیزد نیست
ساری مستی ہے مئے اللہ کی	اں گلستان عدم کی بے خودی
کے بوہم آرد جمل انفاس و رد	لم یبق لم یدر ہر کس کو بخور و
وہ جعل ہے۔ بوئے گل گلاب با سکا	میں نے چکھا اور نہ جانا اے فنا
ہمچو موہوماں شرارے معدوم آں	نیست موہوم اربابے موہوم آں
صورت موہوم ہو معدوم تر	وہ نہیں موہوم، ہو موہوم اگر
یہ سچ تا بدوئے خوب ز خوئی رشت	دوزخ اندر ہم چوں آرد بہشت
روئے خوش کب چھے فخر ز رشت سے	ہم ہیں دوزخ کے کب خلد آ سکے

۱۔ اس نے نہیں چکھا۔ اور نہیں معلوم کیا +

۲۔ موری کا کپڑا +

خود کو فتنہ کہ شمسائیں شدید	نظما بر گوش ویر دل بر زوید
ہم نے مانا۔ تم بہت سنگین ہوئے	نفل کانوں اور دل پر ہیں گئے
بیچ مارا بافتولے کار نیست	کار ما تسلیم و فرمان چر نیست
ہم کو منہ سے حاصل ہے ذراغ	ہے ہمارا کام تسلیم و بلاغ
اویفر مود ستمائیں بندگی	نیست مارا از خود ایں گویندگی
فرض کی ہے اس نے ہم پر بندگی	ہم یہ کب کہتے ہیں اپنے آپ ہی
جاں برائے امرا و داریم ما	گر بریکے گوید او کاریم ما
جان ہے احکام کی تعمیل کو	وہ کہے۔ توریت میں دیں بیج بو
امرحق را ما گروہ بے ریا	میرسانیم ایں لہ سالت با شما
حکم حق جو کچھ ہے۔ وہ اب بے ریا	ہم تمہیں پہنچاتے ہیں اہل سبا
غیر حق جان نبی ایا نیست	با فتول و رخصتش کار نیست
غیر حق ہے کون سا رانیا	خلق کی ہاں اور نہیں سے کام کیا
مزویغ رسالاتش از دست	زشت و شستن و تسلیم از ہر دست
اس رسالت کا عوض دیگا وہی	دوست کی خاطر ہے سب سے دشمنی
اما بریں درگاہ طولاں نیستیم	تا زنجیر راہ ہر جا نیستیم
سچ اس درگاہ سے کب یہ نہیں	گو ہے راہ دگر ہر جا کیوں نہیں
دل فروستہ و طول آئیںس بود	کز فراق یار در محبس بود
دل گرفتہ وہ رہے اے دوستو	جو فراق یار سے زنداں میں ہو
دلبر و مطلوب با ما حاضرست	دشمن و دشمنش جاں شاہ دست
دلبر و مطلوب جب ہے ہمنکار	جان شاہ اسکی محبت پر نثار
دول مالالہ از رو گلشنہ ست	پیری پیرمردگی لہ راہ نیست
ہے ہمارے دل میں باغ و لالہ زار	پیری و پیرمردگی ہے در کنار

ہر کجا مسخ نکالے موزنیت	ہر کجا اندر جہاں فال بدیت
اور بد بختی کا جس کا حضور ہے	فال بد کا جس جگہ مذکور ہے
در غم انگیزی شمار شہاست	در مثال قصہ و قال شہاست
یہ غم انگیزی میں ہے تم کو کمال	ہے تمہارے قصہ کی گویا مثال
انبیا کا انہیں پھر جواب دینا	
از میان جان تاں ارود د	انبیا گفتند فال زشت و بد
ہیں اعانت سے تمہاری جان کی	انبیا بولے کہ یہ فالیں بڑی
اثر دہا در قصد تو آید پسر	اگر تو جہان خفتہ باشی با خطر
اثر دہا آئے تری جانب پسر	تو کہیں سویا ہوا ہو بے خطر
کہ بچہ زودار نہ اثر دہا خورد	نہر بانی مرترا آگاہ کرد
بھاگ ورنہ اثر دہا کاٹے تجھے	لہریاں آگاہ اک تجھ کو کرے
فال چہ برجہ ہیں روشتی	تو بگوئی فال بد چوں میزنی
فال کیا، سب کچھ ہے روشن در عیاں	تو کہے کیوں ہے یہ بد فالی میاں
میر نام مے برم سوئے سرا	از میان فال بدن خود ترا
امن میں لے جاؤں تا۔ مرو خدا	فال بد سے خود میں کرتا ہوں ردا
کو بدید آنچہ ندید اہل جہاں	چوں نبی آگہ کنند است نہاں
دیکھتے ہیں جو نہ دیکھے اک جہاں	سب نبی میں واقف راز نہاں
کہ نہیں رنجے برآرد شور و شر	اگر طیبے گویدت غورہ مخور
کیونکہ اس سے ہوگا تجھ کو شور و شر	لحانہ تو انکور کہ دے چارہ گر
پس تو ناصح را موم تم میکنی	تو بگوئی فال بد چوں میزنی
کرتا ہے ناصح کو مجرم اے انجی	تو کہے کیوں فال مریتا ہے بڑی

میں گلوئے خود برید اے کہاں	ایچہیں لقمہ رسیدہ تا دہاں
مخچہ اپنا نہ کاٹو برط	ایسا لقمہ جب ہے منہ تک آگ
راہ ہائے صعب پایاں دویم	رہ بر اہل خویش آساں کردہ ایم
سخت رستہ ہم لے آساں کر دیا	سہل اپنوں پر اسے ہاں کر دیا
ہین بھونید از نجوم سعد راہ	ز آنکہ در ظلمت ڈرید و قعر چاہ
سعد جو تارے ہیں دھونڈو ان سے راہ	جاؤ کیوں تار کیوں میں سوئے چاہ
ہر کہ مارا گشت پیر و یاز دست	از عذاب نار و در حینت نشست
جس نے کی دل سے ہماری پیروی	بچ گیا روزخ سے وہ جنت ملی
و آنکہ نشنید از شقاوت پند ما	در عذاب جاوداں شد مبتلا
اور شقاوت سے سنی جس نے نہ پند	ہے عذاب جاوداں میں آہ بند
قوم کا انبیاء پر پھر اعتراض کرنا	
قوم گفتند ار شما سعد خودید	انحس مائید و ضدید و مرتدید
قوم بولی تم جو نیک اپنے لئے	انحس و مرتد ہو ہمارے واسطے
جان ما فارغ بد از اندیشما	در غم انگندید مارا و عنما
جان فکروں سے ہماری سختی را	تم نے ہم کو غم میں ڈالا برط
ذوق جمعیت کہ بودہ اتفاق	شد ز قال زشت تاں صد اقتراف
ذوق جمعیت جو ہم میں تھا بھرا	بد شگونی سے وہ ابتر ہو گیا
طوطی نقل و شکرہ و دوکم ما	مرغ مرگ اندیش کشیم از شما
ہم تو سب کچھ طوطی نقل و شکرہ	مرغ مرگ اندیش ہیں تم سے مگر
ہر کجا افسانہ غم گستر نیست	ہر کجا آوازہ مستنکہ نیست
ہے جہاں افسانہ غم گسری	ہے جہاں شہرت بُری جانی ہوئی

چوں بندیدی گریبان رخسار	پسین و گونی سپین دے فلاں
کیوں نہ تو نے مجھ سے چلا کر کہا	تو گئے اُس سے جو تھا یہ دقتا
تار از جہنم دے آں بدی	یا ز بالالیم تو سنگے میزدی
تا کہ میں پہچان جاتا وہ بلا	تو مجھے اوپر سے پتھر مارتا
تو بگونی نے کہ شادم کروم	او بگوندے کہ مے آزدوم
تو کہے۔ تو نے ہی مجھ کو خوش کیا	وہ کہے۔ آزدوم تھا تو ہو گیا
تار ہا لم من ترا زیں چکب بند	گفت من کروم جو اندوی نپند
تا کہ توڑوں میں یہ تیرا چکب بند	وہ کہے۔ کی جی جو اندوی تو پند
مایہ اید او طغیاں ساختی	از لیمبی خن آں نشناختی
اور رکھا الزام ایداپے خیر	حق لیمبی سے نہ پہچانا مگر
بد کند با تو چہ نیکوئی کنی	ابیں بود جوئے لیمبان مئی
تو کرے نیکی۔ تو وہ تجھ سے بدی	ہے لیمبوں کی یہاں عادت یہی
کہ لیم است نسا زو نیکویش	انفس ازیں جہر مین منہیش
نیکی کب اس کے موافق آئے گی	جبر سے کمزور کر نفس اے اجی
ہر یکے را او عوض مقصد و ہر	با کریمے گزشتی احساں سرزو
سات سو ہوں ایک کے بدلے عطا	ہو بھلوں پر گر کچھ احساں ہے بھلا
بندہ گرد و ترا بس با وفا	بالیمے چوں کئی قہر و جفا
بندے بن جائیں ترے اور با وفا	جب لیمبوں پر کرے قہر و جفا
باز دروزخ ندا شاں رہنا	کا قرآن کا رند در نعمت جفا
پھر کیس دوزخ میں جا کر رہنا	کرتے ہیں کفار نعمت میں جفا
چوں وفا پسند خود جانی شوندا	کہ لیمباں جفا صافی شوندا
ظلم کرتے ہیں وہ جب دیکھیں وفا	پاک ہوں بدکاروں پر جب ہو جفا

آپجناں کا رے مکن اندر بیسج	ورمخم گویدت امروز بیسج
کام ایسا آج کے دن تو نہ کر	اک منجم تجھ سے یوں کہ دے اگر
مناگردی نام و خاسر وراں	ز آنکہ نیکو نیست روز امروز ماں
ہو نہ تو بشر مند و نادم کیس	کیونکہ دن کچھ آج کا اچھا نہیں
یکد و بارہ است آمد میخری	صدرہ ارینی در مرغ اختری
سیج ہو گر اک بار مانے لے علوم	جھوٹ سو بار اس کا تو پائے نجوم
صحتش حیل ماڈا تو در غلاف	ایں نجوم مانند ہرگز خلاف
اس کی صحت تم سے آخر کیوں بچی	اور نجوم ایسا نہیں جھوٹا کبھی
میکند آگاہ و ماخوذ از عیاں	آل طبیب آں منجم از گماں
کرتا ہے آگاہ ہم ہیں خود عیاں	اس طبیب اور اس نجومی کا گماں
حکمے آرد بسوئے منکران	دو دھوئے بدیم و آتش از کراں
حکمہ در ہیں منکر وں پر بے گماں	دیکھتے ہیں ہم کہ آتش اور دھواں
کہ زبان ماست قال شوم قال	تو بے گوئی تمش کن زین مقال
اس سے ہے نقصان پر بے شوم قال	تم یہ کہتے ہو کہ جھوٹو یہ مقال
قال بد باقت ہر جامیروی	ایکے نصیح ناصحاں انشوی
قال بد ہے ساتھ جابنگا حماں	تو نہیں سنتا ہے پند ناصحاں
اوز بائے بیذت آگہ کند	افسے بر پشت تو بر میرود
وہ تجھ کو کچھ سے دیتا ہے خبر	اڑدھا چلتا ہے تیری پیٹھ پر
گو یا و خوش باش خودت ایں سخن	اگر تیش خاموش علیکم مکن
وہ کہے تیری خوشی اسے بے خبر	تو کہے خاموش رہ۔ غمگین نہ کر
تلخ گرد و جملہ شادی کر دنت	چوں ندافعی ہماں بر گردنت
تلخ ہوں سب تیری خوشیاں بردا	منہ کو جب گردن پر ماسے اڑدھا

ایک ہر ایک آدمی اے معیت	اگرچہ مقصود از بشر علم و ہدایت
ہے مگر ہر شخص کا معبد جدا	گو ہے مقصود بشر علم و ہدایت
معبد مرد و عیتم اسقمت	معبد مرد و کریم اگر مت
ہے شقاوت معبد مرد و عیتم	ہے سعادت معبد مرد و کریم
مرکبیاں را بدہ تا بروہند	مر لیمیاں را بزن تا سترند
کر کریموں پر عطیاتا فتح دیں	دے لیمیتوں کو سزا عجز دیں
دو رخ آنہارا و اینہارا اڑیہ	لاجرم حق ہر دو مسجد آفریہ
دو زبیں ان کو، اور انکو جلیں	اس نے خالق نے دیں دو سہریں

حق تعالیٰ کا سرکشوں کو مطیع کرنا

تا فرو دارند سر قوم ز جیر	ساخت موسیٰ قدس رباب صغیر
سر جھکائے تاکہ قوم بے وفا	چھوٹا موسیٰ نے کیا در قدس کا
دو رخ آں باب صغیر ست نیاز	زانکہ جباراں بدند و سرفراز
تھا وہ چھوٹا در انہیں دو رخ طراز	کیونکہ وہ تلخ چڑچھا اور سرفراز
از شہاں باب صغیر ست نیاز	آپنچنا کہ حق ز لحم و استخوان
چھوٹے دروازے بنائے شاہوں کے	اس طرح خالق نے بڑی گوشت سے
چونکہ سجدہ کبریٰ را دشمن اند	اہل دنیا سجدہ ایشاں کنند
سجدہ خالق کے وہ دشمن جو تھے	اہل دنیا ان کے سجدوں میں گرے
نام آں محراب میرو پلواں	ساخت سرگسں و انکے محراب شاں
نام ان کا شاہ و سلطان رکھ دیا	مثل سرگسں دیں یہ محرابیں بنا

لے یعنی بیت المقدس +

لے یعنی بادشاہوں کو بڑی اور گوشت کے چھوٹے دروازے کی طرح پیدا کیا +

عقبتی کی دوزخ اور دنیا کا زندان

پہلے بند مرغ بیگانہ فحش است	مسجد طاعات مثال خود دوزخ است
ہے وہی اس مرغ بیگانہ کو جال	ان کی مسجد ہے سقراے خوش حال
کا بذر آں واکر شود حق را ہم	ہست زندان صومعہ زرد لیم
تا کرے خالق کی اس میں بندگی	ہے عبادت گاہ زندان چور کی
شد عبادت گاہ کو گردش سقر	چل عبادت بود مقصود از بشر
ہے عبادت گاہ کا فر کی سقر	بندگی تھی چونکہ مقصود بشر
لیک ز مقصود اس خدمت بدست	آدمی اہست رہبر کار دست
خدمت اس میں یہ مگر مقصود تھی	یوں تو ہر اک کام کا تھا آدمی
جز عبادت نیست مقصود از جہاں	ما خلقت الجن والانس لیس بجاں
مقصد خلقت عبادت جان لو	ما خلقت الجن والانس "پڑھو
گر تو اش بالمش کنی ہم میشود	مگر مقصود از کتاب فن بود
اس پر مگر تکیہ کرے ہو کامیاب	مگر چہ صرف اک فن ہو مقصود کتاب
علم بود و دانش و ارشاد سود	لیک ز مقصود اس بالمش نبود
علم تھا، دانائی تھی ارشاد تھا	تکیہ کرنا گو نہ تھا مقصد فنا
برگزیدی بر طغرا و بیر را	اگر تو میخ ساختی شمشیر را
منج پر غالب کیا ادبار کو	یہ اگر تو نے کیا تلوار کو

لے وَلَہُ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ۔ ما خلقت الجن والانس لیسبداون یعنی میں نے جن و انسان کو صرف عبادت کرنے کے لئے پیدا کیا ہے :

یعنی ہر کتاب کا مقصد تو ایک فن علم کا سکھانا ہے لیکن اگر تو کتاب صرف تکیہ کر بھی بیٹھ جائے۔ تو وہ یہ کام بھی دیدیگی۔ حالانکہ کتاب کا مقصود بالذات یہ نہیں :

ہست طاعنی بگلر زریں قبا	ہست شاکر خستہ صاحب عبا
ہیں : باغی سرور زریں قبا	اور شاکر خستہ دل کنبہ عبا
شکر کے روید از املاک و نعم	شکر میر وید ز لبوا و سقم
شکر کب پیدا ہو ملک و مال سے	شکر ہے پردوں میں رنج و درد کے
عالی و شرف خاں و صوفی	
صوفیہ بر منہ رخ روزے سفرہ دید	چرخ میز و جامہا را امید رید
خران اک صوفی نے دیکھا پنج پر	رہن میں اور وجد میں تھا سرسبز
بانگ میزدنگ لڑائے بیٹوا	مخپلما و دروہا را نک دوا
کستا تھا سامان بے ساماں ہے یہ	تھیلا کا اور درد کا درناں ہے یہ
چونکہ درو و سوز او بسیار شد	ہر کہ صوفی بود با او یار شد
جبکہ اس کا درد و غم افزوں ہوا	تھا جو صوفی غمگسار اس کا بنا
لکھنے و لڑنے ہوئے میز و ند	تا کہ چندیں مست و بیخود بن شد ند
ٹھٹھے اور ہاد ہو کرتے تھے وہ	مست و بیخود اس طریقے سے تھے
ابوالفضولے گفت صوفی اکہ صحت	سفرہ او بختہ از ناں تہبست
ایک ناداں نے یہ صوفی سے کہا	خران ہے بے تان کے شکا ہوا
گفت و ر و نقش نے معنی سنی	بیخیز از غمیش و عاشق نیستی
بولہ جلد جان نقش بے معنی ہے تیر	کب ہے بیخود اور کب شید ہے تو
عشق ناں بے ناں غنائے عاشق است	بند، مستی نیست ہر کو صا دست
عشق ناں بے ناں کرے عاشق ہے وہ	قید، مستی جو نہیں صادق ہے وہ
عاشقان اکا ر نبو و با وجو د	عاشقا ترا ہست بے سرائے سود
عاشقوں کو کام کیا ہے جسم سے	نفس ہے اُن کو تو بے سرائے کے

نیشکر نے ایک درصورت نیند	لا لائے اس حضرت پا کے نیند
گٹا کیسا۔ پتلے نے غالی رہے	یہ کہاں ہیں لائق اس درگاہ کے
شیر اعراسہ کورا بکر وند	اس سگاں ایں خاں غاصع شود
شیر کے کیا ان کے گرویدہ نہیں	ان سگوں سے یہ گدھ عاجز نہیں
موش کہ بود تاز شیراں ترسداو	اگر بہ باشد تختہ ہر موش خو
چو ہا کس لائق ہے شیروں سے تر	بلی تختہ واسطے ہے چرہ کے
خوف شاں کے ز آفتاب حق بود	خوف ایشاں ز کلاب حق بود
ہود ہیبت آفتاب سہ فوات سے	خوف ان کو حق کے گتوں سے ہے
رب دنیا در خور ایں اہلماں	ربی الاعلاست رو آں نماں
رب آدنی بیوقوفوں کا نشان	ربی الاعلیٰ میں نیکیوں کی زباں
بلکہ اس آہو تگان مشکاف	موش کے ترس ز شیران مصاف
ہاں ہرن ڈرتے ہیں اکثر شیر سے	جنگی شیردں سے یہ چرنا کیا ڈرے
کش خداوند و ولی نعمت نویس	رؤ پر پیش و یک لیس اکاسہ لیس
اور خداوندان نعمت کلمہ انہیں	حرص والوں کے تو رہ دربار میں
خشم گیر و میر و ہم و اند کہ ہست	بس کن از شر حے گویم و دور ست
امیر تحفے ہو کے جانے پہنچ اسے	اتھ اٹھا اب ایسی مشکل شرح سے
بالینماں تانہند گردن لیم	حاصل آں آمد کہ بدن کے کریم
تو لیموں سے کہ ہوں عاجز لیم	منحصر یہ ہے بدی کر اسے کریم
چوں لیم آں نفس کفران کند	بالیم نفس چوں حساں کند
وہ لیموں کی طرح کفران کرے	گر لیم نفس بہ احساں کرے
اہل نعمت طاغیند و ماکرند	زین سبب بدکار ہفت شاگرد
اہل نعمت اس لئے با غی بنے	اہل نعمت اس لئے شاکر ہوئے

نزد عاشق درد و غم حلوا بود	لیک حلوا بر خشاں بلوا بود
درد و غم حلوا ہے عاشق کے لئے	تلخ ہے لیکن یہ قاسق کے لئے

حضرت یعقوب اور حضرت یوسفؑ کا عشق

آنحضرت یعقوبؑ از رخ یوسفؑ بید	وآنحضرت یوسفؑ از بوی او اندر کشید
دیکھا یوسفؑ میں جو کچھ یعقوبؑ نے	اور جو بو اُن کو آئی دور سے
وآنحضرت دروے بود و اندر دے بدیر	خاص او بدآں باخاں کے رسید
وہ انہی کے واسطے مخصوص تھی	بھائیوں کو ان کے کب حاصل ہوئی
این رخ عشقش غلش در چہ میکند	واں بکلیں از بہر ادچہ میکند
چاہ میں اُن کی کنوئیں میں یہ گرے	اور وہ کینے سے کنواں بچے کھو دے
سفرۂ اویسؑ ایل زناں تہمت	پیش یعقوبؑ سب پر کو مفسد تہمت
خون ان کا ان کے آگے تھا تھی	سامنے یعقوبؑ کے پر تھا یہی
روئے ناشمسہ نہ بنید روئے حور	الاصلوۃ گفت الا با حضور
زمینت رو کس طرح دیکھے روئے حور	ہے نماز اس کی پڑھنے جو با حضور
عشق باشد لوت و پوت جانہا	جمع از یں و سیت قوت جانہا
عشق ہی قوت و غذا ہے روح کی	قوت جاں اس واسطے ہے بھوک ہی
جمع یوسفؑ بود مر یعقوبؑ ا	بویے ناشن میر سید از دور جا
بھوک یوسفؑ تھی جو بھتی یعقوبؑ کو	دور سے پہنچی بھتی ان کو ان کی بو
آنکہ بید بیرین اے شانت	بویے پیراں یوسفؑ مے نہانت
تھا جو اُن کا بیرین لے کر چلا	بویے یوسفؑ کا نہ تھا اسکو بہتا

یہ شعر لاصلوۃ الا بحضور القلب یعنی نماز صرف حضورِ قلب سے ہوتی ہے :

دست نے وگوزمیدیاں میر بند	بال نے وگرو عالم سے پر بند
گیند لے جاتے ہیں بے ہاتھوں کے ہاں	پر نہیں اڑتے ہیں وہ گرد جہاں
دست ہر پردہ سے زمیں بہت	آں فقیرے کو زمینی بوجے یافت
ہنتا تھا زمیں وہ بے ہاتھ کے	بوسے سنی پائی جب درویش نے
چوں عدم یگزنگ و نفس و احساند	عاشقان ندر عدم خیمہ زدند
اور ہیں مثل عدم سب ایک تن	ہیں عدم میں سب یہ عاشق خمدن
مر پر پی آج بوجے باشند لوت پر لوت	شیر خوارہ کے شناسد فوق لوت
اور خشبو ہے غذا پر یوں کی یار	کھانے کی لذت نہ جانے شیر خوار
چونکہ خوں اوست ضد خوں و	آدمی کے بوبرواز بوسے او
اُس کی حوسے اس کی خوں کی ضد ہوئی	اس کی بویائے بھلا کب آدمی
آب باشند پیش سبطی جمیل	پیش قطبی خوں بود آں آب نیل
سبطیوں کے سامنے آب جمیل	قبیلوں کے حق میں ہے خوں آب نیل
غرق کہ باشند ز فرعون عوان	جادہ باشند بحر ز اسرائیلیاں
غرق پھر فرعونوں کو وہ کرے	بحر اسرائیلیوں کو راہ دے
لیک ہنود و بر قومش ظفر	باد بد بر عافیاں گرز و تبر
اور قوم ہنود کو رنج و ظفر	عادیوں کو ہو ہوا گرز و تبر
لیک بر غزوہ باشند نہ ہر مار	گلستاں باشند برابر ابراہیم ناز
اور ہو غزوہ پر زہرے پیر	گلستاں ہو ناز ابراہیم پر
لیک باشند بر گز مغاں نیاں	بر سمندر باشند آتش خاندان
دوسری چڑیوں کو وہ نقصان کا	آگ مسکن ہو سمندر کے لئے

لے ایک کیرے کا نام ہے جو آگ میں رہتا ہے *

کوئی اور نیست کردہ کوئی حق	جز نگد آں دل کہ اروعین حق
جس کی ہستی نیست کی اللہ نے	ہاں وہ دل جسکو مدوح سے بے
بند کردے راہ ہر ناخوش خیال	اگر بدیدے مطلعش از احتیال
بند کرتا رستے بد بخیل کے	دیکھتا جو مطلع کو چیلے سے
کے بود مرصاد و در بند قدم	کے رسد جاسوس آں شجا قدم
جس کی رہ قید قدم ہی میں ہے	دل کا جاسوس اُس جگہ جاسے
قبضہ علی ایں بودے شہر یار	دامن فضلش بکف کن کور وار
یہ گرفت اندھے کی ہے پہچان اسے	دامن اُس کے فضل کا کورانے لے
نیک نچے کہ تقی جان و نیست	دامن و امرو زمان و نیست
نیک وہ ہے پاک جس کی جان ہے	دامن اُس کا حکم اور زمان ہے
واں بیکے پہلوئے او اندر غداپ	اُس بیکے درمغزائے جوئے آب
ایک وہ پہلو ہے جس کا نہر پر	ایک وہ جو سبزہ دار و نہر پر
وہ عجب اندہ کہ ایں درجست	اوجہ باندہ کہ فوق آں درجست
یہ ہے حیران، قید میں کیوں ہے پنا	وہ تعجب میں کہ ذوق اسکا ہے کیا
ہیں چرا زرد می کہ انجاصہ ووا	ہیں چرا خشکی کہ انجاصہ ہاست
زور و کیوں ہے۔ دوا میں ہیں یاں	خشک لب کیوں ہے یہاں چھہ روں
گویدے جاں من نیار آمدن	ہیں بیائے ہنہشیں در انجمن
وہ کہے۔ آنے کی طاقت ہی نہیں	آپاں اس بزم میں لے ہم نفسیں
گویش نے فے تمام تو با نیست	ہیں بیا جانا کہ پارت بست نیست
تاب آنے کی نہیں ہے۔ وہ کہے	یہ کہے آہ پاؤں میں تیرے کھلے
بوکہ یابی زیں بیاں تر نہفت	ایک مثل آمد دریں معنی بگفت
خایہ اس سے کچھ کھلے راز حقی	اک مثل اس بات پر یاد آ گئی

چونکہ بد یعقوب سے بوسیدہ ہو	واکنکہ صد فرسنگ زان سو پراو
یعنی یعقوب، اس کی جو سونگھا کئے	اور جو یوسف سے کوسوں دور تھے
حافظ علم بہت آئینہ بحسب	اے بسا عالم ز دانش بے نصیب
علم کے حافظ ہیں وہ بھی بے حساب	ہیں جو عالم عقل میں ناکامیاب
گرچہ باشند مستمع از جشن عام	مستمع از مے میہ بد شام
عام کوئی سننے والا ہو تو کیا	سننے والا انکی بڑ ہے سونگھنا
چوں بہت آں مخاسے جاسیت	زانکہ ہر اہل من بد شام عار جیت
جیسے لونڈی دست باغ میں انجی	لاٹھ میں اُسکے ہے کرتا عارضی
در کف او از برائے مشتریست	جاریہ پیش مخاسے سر سرسیت
کیونکہ وہ ہے مشتری کے واسطے	عارضی لونڈی ہے باغ کے لئے
ہر یکے راستے دیگر راہ نے	قسمت حق بہت بدونی خوانے
ایک کو کب دوسرے کی رہ ملی	قسمت حق ہے نہ روزی خواہ کی
یک خیالے زشت اہل زوہ	یک خیالے نیک باغ آں شدہ
بد خیالی راہ اس کی مار دے	ہے خیال نیک باغ اس کے بیٹے
وآں خیالے عالمے برہم زدہ	آں خیالے از اثر باغے شدہ
ایک دنیا بھی کو برہم کر گیا	اں خیال اپنے اثر سے باغ تھا
وخیالے دوزخ و جائے گداز	آں خیالے کو خیالے باغ حیات
اور دوزخ لے خیالوں سے بنا	فکر سے گلشن بنا لے جو خدا
پس کہ اند جلے گلشنائے او	پس کہ اند راہ گلشنائے او
راہ کہں کو اس کے گلشن کی ملی	کون جانے راہ اس کے باغ کی
کہ کہد امیں کہن جاں آید خیال	دیدہ بان لٹ بیند در مجال
کون سی ترکیب سے آئے خیال	پاسبان دل ہے مجبور مجال

از نماز و وردہ فایغ شدند	چوں ما و قوم بیرون آمدند
ہو کے فایغ اس نماز و وردے	جب امام و قوم سب باہر ہوئے
میر سنقر از مالے چشمداشت	سنقر آنجا مذہنازد و یک جا پشت
اک گڑھی تک خواجہ کی نظروں میں تھا	پاشت تک سنقر وہیں بٹھارہا
گفت مے نگذارم آؤ و قنوں	گفت لے سنقر چنانائی بروں
بولا ہاں۔ یہ بھٹوڑ سکتا ہے کہیں	بولا اے سنقر! کو آتا کیوں نہیں
میستم غافل کہ درگوش منی	صبر کن تک آمد لے روشنی
میں نہیں غافل ضرورت سے تری	صبر کر خواجہ میں آتا ہوں ابھی
تاکہ عاجز گشت از تباش مرو	ہفت نوبت صبر کرو بانگ کرو
جان اس غم سے عاجز آگئی	سات بار اس نے یونہی آواز دی
تا بروں آیم ہنوز اے محترم	پاسخش میں بوئے نگذار دم
تا ابھی میں باہر آؤں اے فتا	تھا جواب اس کا نہیں یہ چھوڑتا
کیست امیدار و آنجاکت نشاندا	گفت آخر مسجد اندر کس نماز
کون ہے جس نے وہیں تجھ کو رکھا	بولا مسجد میں نہیں کوئی رہا
بستہ است و ہم مرا از اندروں	گفت آنکہ بستہ است از بروں
روکنا ہے باہر ہی اندر مجھے	بولا باہر جس نے روکا ہے مجھے
مے نگذارو مرا کا یم بروں	آنکہ نگذارو ترا کافی دروں
مجھ کو جانے دیتا وہ باہر نہیں	تجھ کو آنے دیتا ج اندر نہیں
او بریں صوبست پائے اس رہی	آنکہ نگذارو گز اینسو پائے
میرے پاؤں باندھے ہیں اسنے ہاں	جو مجھے بننے نہیں دیتا وہاں
خاکیاں رلہ بھر نگذارو دروں	ماہیاں ابھر نگذارو بروں
خاکیوں کو اندر آنے دے نہ بھر	بھیلیوں کو باہر آنے دے نہ بھر

اندیس معنی بگویم قصہ
 ایک قصہ تیس سنانا ہوں مجھے
 گوش بکشتا بری زآن حصہ
 کان کھول اور اپنا حصہ اس سے لے

ایک امیر اور اسکے غلام کی حکایت

در زمانے بود امیرے از کرام
 تھا جہاں میں اک امیر نیک نام
 بود سنقر نام اور ایک غلام
 اور سنقر نامی اس کا تھا غلام
 میر شد محتاج گر ماہ سحر
 صبح دم حاجت تھی اس کو غسل کی
 طاس منیل گل از التوں بکیر
 لنگی، مٹی اور لکن لوندی سے لو
 سنقر آمد طاس منیل نکو
 سنقر اٹھالے کے لنگی اور لکن
 مسجدے در رہد و بانگ صدا
 مسجد اک رستے میں تھی۔ بانگ صداں
 بود سنقر سخت مولع در نماز
 تھا جو سنقر کو بہت شوق نماز
 تو بدیں دگاں زمانے صبر کن
 تو ذرا کر صبر اس دکان پر
 رفت سنقر میر دگاں نشست
 بیٹھا وہ دکان پر سنقر گیا
 امیر از بہر دل آن زندہ جاں
 امیر نے سنقر کی خاطر بر ملا
 اک گھڑی تک صبر دگاں پر کیا

تیزی ونداں ز سوزِ معده است	جیشِ خلق از قضا و وعدہ است
تیزی ونداں ہے سوزِ معده سے	ہوئی ہے حرکتِ قضا و وعدہ سے
ماہی از سرِ کندہ گردو نے زوم	عقلِ اول را اند بر عقلِ دوم
مچھلی سر سے کشتیِ چم سے نہیں	عقلِ ثانی پر ہے عقلِ اولیں
چونکہ بلغِ گفتِ غنی شد ناگزیر	ایک دم میدانِ خرمیراں چتر
حق نے بلغِ محب کہا ہے ناگزیر	تو کہ حا اپنا بھگا مانند تیر
جہد کن چند آنکہ دانیِ حسی	تو نمیدانی کہ آخرِ کیستی
سہی کر اور پھر سمجھ تو خود ہے کیا	کون ہے آخرِ نہیں تو جانتا
بر تو کلِ میکنی آلِ کار را	چوں ہی بر پشتِ کشتی بار را
تو توکل اپنے مولا پر کرے	بار جب تو پشتِ کشتی پر رکھے
غر قہ اندر سفر یا نا جانی	تو نے دانی کہ از ہر دو کئی
غرق ہو یا پار ہو بیڑا ترا	یہ نہیں معلوم، ہو انجام کیا
ورنخواہم تاختِ بر کشتیِ دیم	گر بگوئی تا ندانم من کیسے
جانبِ کشتی و دریا کیوں چلوں	گرے جب تک نہ جانوں کون چلوں
کشف گرداں کز کد میں فرقہ ام	من وریں رہ نا جیم یا غرقہ ام
کھول دے مجھ پر کہ اب ہونا ہے کیا	مجھ کو اب یہ بتانا ہے یا ہے ڈوبنا
بر امیدِ خشک ہچمچوں بگراں	من نخواہم رفت ایں لہ باگماں
خشک کر کے مثلِ اوروں کے یقین	میں گماں پر راہ چل سکتا نہیں
ز آنکہ دغیب است ہزاروں در	یہیچ باز رگانیسے تاید ز تو
غیب میں یہ راز دونوں ہیں چھپے	تو تجارت کچھ نہ مجھ سے ہو سکے

۱۔ تبلیغ کر۔ پیغام پہنچا ۛ

۲۔ یعنی ڈوبنے والا ہوں یا نجات پانے والا ۛ

اصل پہلی راہ جہاں زندگی	حیلہ و تدبیر اس جا باطلست
بھلی پانی سے ہے جیواں خاک سے	حیلہ و تدبیر اس جا کیا چلے
افضل رفعت کشایندہ خدا	دست در سلیم زان نذر رضا
تالا محکم کھولنے والا خدا	اختیار اسے دوست کر صبر و رضا
دڑہ دڑہ گر شود مفتاحا	ایں کشائش نیست جز از کبریا
دڑے دڑے سے اگر بھلی بنے	فضل یہ غیر خدا کب کھل سکے
چوں فراموش شود تدبیر خویش	یانی آں بخت چوں ز پیرویش
بھول جائے اپنی جب تدبیر تو	پیرو سے پھر پائے اپنی آبرو
چوں فراموش خودی یاوں کنند	بندہ گشتی آنکہ از اوت کنند
وہ دلا دیں یاد اگر بھولا ہے تو	اور کریں آزاد اگر بند ہے تو
اگر خواہی تھی و دل زندگی	بندگی کن بندگی کن بندگی
چاہے آزادی اگر اور زندگی	بندگی کر۔ بندگی کر۔ بندگی
از خودی بگذر کہ تیا بی خدا	فانی حق شو کہ تیا بی بقا
تو خودی کو چھوڑ تا پاسے خدا	اس میں فانی ہو تو مل جائے بقا
گر تراباید وصال راستیں	محو شود اللہ اعلم بالیقین
آرزو گر ہے حقیقی وصل کی	محو ہو واللہ اعلم اے اخی
انبیاء کا کافروں سے ناامید ہونا	
انبیاء گفتند باخاطر کہ چند	امید ہمیں لیں او آزا و غطا و پنہا
انبیاء سب دل میں یوں کہنے لگے	پند کرتے ہیں اسے ہم اور اُسے
چند کو ہم آماں سر دے زنے	در دہی ان رفعتیں ہیں تلکے
تھنڈا لوبا کو طے کب تک رہیں	در د جان۔ اس پیغمبرے میں ہم کیوں نہیں

دانت میگیز میں خوفناک	پس چہ اور کارویں آبدگاہ
تیرا دامنگر ہے خوفِ زباں	کارویں میں پھر یہ کیوں اے بدگاہ
درچہ سود مند ابھیار واو لیا	یاندیدی کاہل لیں بازار
سود میں ہیں انبیاء و اولیا	یاندیکھا حال اس بازار کا
اند میں بازار چہ بستند سود	زیر کالِ رفتن چکانِ و نمود
کیا اٹھائے فائدے بازار کے	کیا ملی شان اُن کو اس دکان سے
بحرائیں ارام چوں خمال شد	آتش آں ارام چوں خمال شد
بحر ہے خمال کی صورت غلام	آگ جوں پازیب ہے بس ابھی رام
ابر آں اسایہ بانے آمد	از دم آں مروءہ زندہ شدہ
اُن کے سر پر ابر نے سائے کئے	مروءے اُن کے دم سے زندہ ہو گئے
باد آزاد بندہ و محکوم شد	آہن آزار اُم پہچوں موم شد
ہو گئی محکوم پھر ان کی ہوا	لوہا موم اُن کے کسے سے ہو گیا
عنکبوتے شد مرا لیں اُپر دوار	شد و راور دفع دشمن چو مار
مکڑی اُنکے واسطے لکھی ہر دہ دار	تھا عصا دفعِ عدو کو مثل مار
اولیاء اللہ پر پوشیدہ ہیں	
شہرہٴ خفاں ظاہر کے شہود	قوم و گیسختِ تہاں میروند
سامنے خلقت کے ظاہر کب ہوئی	رہتی ہے پوشیدہ قوم اک دوسری
بر نیقہٴ بر کیا شاں یک نفس	ایتمہٴ ارنہ و چشمِ ہیکس
ان کی عظمت پر نہیں پڑتی بیز	ان میں سب کچھ ہے مگر پھر بھی نظر
نہم شاں اُنشود ابدال ہم	ہم کر امتِ شانِ ہم ایشانِ حرم
کب انہیں ابدال تک جانے کوئی	ہیں حرم میں وہ بھی انکے فیض بھی

پاک اسپید ازاں اوسلخ دوا	بعد کیا عمت بر آورد از تنور
تھا سفید اور صاف تاباں نور سے	پھر نکالا خان کو تنور سے
چوں تسوید و مٹھی گشت نیز	کوم گفتند اے صحابی عیش و
کیوں نہ جھٹسا ہو گیا کیوں پاک بھی	لوگ بولے۔ اے صحابی نبی
بس بمالید اندر میں ستار خواں	گفت ز آنکہ مصطفیٰ کوست و ماں
کن چکے بچے اس سے، پھر حیرت ہے کیا	بولے۔ اپنا ہاتھ منہ غیر الٹا
باچیاں مست و لبے کن قراب	اے دل ترسندہ از نار و عذاب
ایسے دست و لب سے رکھ تو واسطی	اے دل آخر نار سے ہے خوف کیا
جان عاشق را چہا خوابد کشاد	چوں حمادی اجنبین تشرفیاد
جان عاشق پھر نہ کیا کیا پائے گی	جبکہ دسترخواں کو یہ عزت ملی
خاک مرواں باش اے جان در برد	مرکلوخ کعبہ را چوں قبلہ کرد
خاک آن مردوں کی لڑنے میں تھا	خاک کو کہے کی قبلہ کر دیا
تو تگموی محال خود با اینہمہ	بعد از آن گفتند با آن خادمہ
تو بھی کہ کچھ حال، تو بھی تو بتا	خادمہ سے پھر یہ لوگوں نے کہا
گیرم او برداست را سرار چنے	چوں فگندی ز وادیں از گفت و
رض کر آن کو خبر تھی بھید کی	تو نے کیوں پھینکا تھا اُنھے کہتے ہی
چوں فگندی اندر آتش سستی	ایشنیں دستار خوان قیمتی
آگ میں کچھ تو سمجھ کر ڈالتی	ایسا دسترخوان، اتنا قیمتی
از عباد اللہ وارم بس امید	گفت ارم از کرمیاں اعتمید
ہیں امید میں قلب کو کیا کیا کرے	بولی۔ ایسوں پر بھروسہ ہے مجھے
در رواند رعین آتش بے ند	میزرے چہ بود اگر او گویدم
کوڈ پڑ تو آگ میں اے بے خبر	یہ تو اک رومال تھا۔ کہتے اگر

یا نمیدانی کہ مائے خدا	کو ترا میخواند ایسو کہ بیا
کیا نہیں تو جانتا لطف خدا	جو بلاتا ہے تجھے اس سمت آ
شش جہت عالم ہمہ کرا آست	ہر طرف کہ بگری اعلام آست
شش جہت میں اسکے اکرام اور	جس طرف دیکھے اسی کا ہے ظہور
گر کہیے گویت آتش در آ	اندر آزد و دو مگو سوز و مرا
کر کے تجھ سے کہیم، آتش میں آ	جلد جا اور یہ نہ کہ۔ جل جاذبکا
کو ز آتش نرگس و شریں کند	وز میانش غنچہا سر بر زند
آگ کو وہ نرگس و شریں کرے	اس میں سے چٹھے اُگائے پھول کے
در حقیقت آتش از ہیبت چو آ	گازر و ستار خوان ابنیاست
خوف سے ہے آگ پانی اے فنا	دھوتی ہے اکثر وہ خوان ابنیا

حضرت انس بن مالک کا دسترخوان

اذا انس فرزند مالک آمد آست	کہ ہمائی او شخصے شد آست
ہے انس فرزند مالک کا بیان	اُن کے گھر میں لپکتا اک میہاں
او حکایت کرو کہ بعد طعام	دید انس دستار خوان از رو قام
کت ہے وہ کھا چکے جب ہم طعام	دیکھا دسترخوان انس نے درو قام
چو کن آلودہ گفت اے غاومہ	اندر افگن در تنور شش یکدمہ
دیکھ کر میلا یہ لونڈی سے کہا	ڈال اسے تنور میں تو بر ملا
در تنور پر ز آتش وز کند	آن زمان دستار خوان اہو شمند
آگ کے تنور میں ڈالا د میں	اس نے دسترخوان کو لے مرو میں
جملہ مہمانان مراں حیراں شدند	انتظار دو و کندوری بدند
بٹنے تلے مہمان حیراں رہ گئے	تجھے دھوپش کے منتظر بیٹھے ہوئے

سوئے میر خود بزودی میرود	کہ سیاہ ہے برتر مشک آورد
چاہتا ہے آقا کی جانب وہ شتاب	ایک زنجی مشک پر لاتا ہے آب
سوئے من آرید با فرمان مر	اں شتر بان سیہ را با شتر
اوڑ میرے پاس، میرے حکم سے	سارباں کو ساتھ اس کے اوٹ کے
بعد کی ساعت بدیدند آپرخاں	سوئے گنباں آمدند آں طالبان
بعد اگ ساعت کے دیکھا بیگیاں	آئے اس جگہ کی جانب کچھ جاں
راویہ پڑ آب چوں یہ بے	بندہ مے شد سیہ با شترے
بہر ہدیہ مشک بھر کر بر ملا	ایک زنجی ادھل پر تھا جارا
ایں طرف مغز البشر خیر الوری	پس بدو گفتند مے خاند ترا
اس طرف سردار وہ کوئین کے	پس کہا اس سے ہلاتے ہیں جتنے
گفت وآں دروئے قند خو	گفت من تشام اور کیست او
بولے وہ ہیں ماہر و شیبیل تھا	بولے اُن کو نہیں پہچانتا
مہتر و بہتر شیخ مجرماں	سید سرور محمد نور جاں
بہتر و افضل شیخ عاصیاں	سید سرور محمد نور جاں
گفت مانا او مگر آں سحرست	نوعہما تعریف کردندش کہ بہت
بولے، چہ شایہ وہ جادوگر کوئی	تحاف کہیں اُن کی تعریفیں بڑی
من نیایم جانب اوئم شیرا	کہ گوہے از بولوں کروا و بسحر
اس کی جانب ہیں نہ جاؤں زہنار	سحر سے اسنے کیا لوگوں کو خوار
اونخان داشت با شیخ ولف	الکھشانش اور بدند آں طرف
شور غل کرتا تھا وہ شیخ سے	اس کو لے آئے وہاں وہ بیچتے
گفت نوشید آب بردار ید نیز	چوں کشیدندش بہ پیش آں عزیز
بے بھر لو اور جلی لو خوب آب	راہنے لائے جو حضرت کے شتاب

اندر آئتم از کمال اعتقاد	میتسم زاکرم ایشان نا امید
اعتقاد آ کود پڑتی میں دلیں	نا امید ہی ان کی غفلت سے ملیں
سرور اندازم نہ این ستار خواں	ز اعتماد ہر کریم راز دواں
ڈال دوں میں سر بھی دسترخوان کیا	اہل باطن پر بھر دسا ہے پڑا
اے برادر خود بریں آسیر زن	کم نہاید صدق مژ از صدق زن
اے برادر! تو بھی رکھ اسپر قدم	کیوں ہو صدق مرداں عورت سے کم
آں مرنے کے کہ از زن کم بود	آں ملے باشند کہ کم ترا شکم بود
مرد کا دل ہو اگر عورت سے کم	پیٹ سے بھی کم اُسے کہتے ہیں ہم

آنحضرت کا قافلہ عرب کی فریادری کرنا

اندر آں ادی گر ہے از عرب	خشک شد از قحط بازارں تان و تب
ایک وادی میں عرب کی قوم تھی	قحط سے تھی مشک بھی سوکھی پڑی
در میان آں بیابان ماندہ	کاروانے مرگ پر خود خواندہ
وہ بیابان میں تھے داماندہ پڑے	اور سب طالب تھے اپنی موت کے
ناگمانے آں مغیث ہر دو کون	مصطفیٰؐ پیدا شد از رہ بر غول
ناگمان کوئین کے فریاد رس	مصطفیٰؐ پہنچے وہاں اک روئے بس
وید کا سنجاکاروانے بس بزرگ	بر آغ بگرفت رجہ صعب سترگ
دیکھا اس جا اک بڑا سا قافلہ	گرم ریتی پر پڑا ہے بے نوا
اشترائیں ازباں آویختہ	حلق اندر رینگ ہر سورہ نجات
بے زباں ہر ادب کی نگلی ہوئی	ریت پر مخلوق ہے لیٹی ہوئی
حش آمد گفت میں نو تر و وید	چند یارے سوئے آں کشاں وید
رحمہ یہ اور فرمایا کہ باں	جاؤ اُس چلے کی جانب ہیجان

اے تو اندرتو پرمیشاق سست	گویدش رَو والعا دوا کا رست
عہد اور تو بہ میں تو ہے سست وفا	وہ کہ "رَو" والعا دوا "تیرا کام
رجتم پرست بر رحمت متمم	لیک من آن شکرم حکمت کتم
ہوں میں راحم امیری رحمت ہے فردل	میں نہ کچھ دیکھوں بھگر رحمت کردل
از کرم ایندم چہ میخوای مرا	نکرم عہد بدت بد ہم عطا
کیا ہے تو میرے کرم سے بھٹکا	عہد بد کو میں نہ دیکھوں، دُوں عطا
وز تو بد عہد می و نیان و خطا	از من آید جملہ احسان و وفا
تجھ سے بد عہد ہے نیال اور خطا	مجھ سے ہیں یہ سارے احسان و وفا
لیک معذوی ہمیں اودیدہ	حاصل آنکہ در سبب پیچیدہ
ہے مگر معذرت دیکھا پڑ خطا	مختصر یہ ہے سبب میں مبتلا
یا محمد چہ سیت لیں از کرم و بخو	قافلہ حیراں شد نذاز کار او
یا محمد ہے عجب یہ ماجرا	قافلہ اس بات سے حیراں ہوا
غزقہ کردی ہم عرب نام کزورا	اگر دہ و پوش مشک خروا
غزق کر ڈالا عرب اور کزور کو	کر کے پیناں ایک مشک خرو کو

رسول خدا کا مجرہ

اے غلام اکنوں تو چہ پین مشک خرو	مناگوئی در شکایت نیک بد
اے غلام اب اپنا مشکیزہ بھی بھر	تا نہ ہو شکوہ تجھے اس بات پہ
آں سیہ حیراں شد از بران او	مید مید از لامکاں میان او
رنگی اس بران سے حیرت میں تھا	لامکاں سے اس کو ایماں مل گیا

۱۔ اگر تمہیں دنیا میں ٹوٹا میں تو تم انہی منہیات کی طرف پھر لوٹ جاؤ +
 ۲۔ دلیل - مجرہ +

اشتران ہر کسے زان آنجی لو	جلہ از آن مشک و سیراب کرد
اٹوٹ اور سب سیر اس سے ہو گئے	سب کو پانی دے دیا اس مشک سے
ابر گردوں خیمہ ماڈاز رشک و	راویہ پر کرد مشک از مشک و
ابر کو حیرانیاں تھیں رشک سے	مشک مشکیزے بھرے اس مشک سے
سرگرد و سوز چندیں ماویہ	ایں کسے دیدہ است کہ یک لادہ
پیاس اتنی دوزخوں کی بجھ سکے	یہ بھی دیکھا ہے کہیں اک مشک سے
گشت چندیں مشک بے اضطراب	ایں کسے دیدہ است کہ یک لادہ
اتنی مشکوں کو بھرے بے اضطراب	ہے کہیں دیکھا کہ صرف اک مشک ب
میر سید از امرا و از بحر اصل	مشک و رویش بود موج فضل
حکم رب سے بحر سے جو تھی	مشک کی صورت میں موج فضل تھی
واں ہوا اگر دوز سروی آب ما	آب جوشش میگردو ہوا
اور ہوا سردی سے پانی برما	جوش سے ہو جاتا ہے پانی ہوا
آب ویا شید نگین از عدم	بلکہ بے اسباب بیرون تریں حکم
پانی کو ہستی میں لایا نیست سے	بلکہ بے اسباب - بے ہمیر کے
ور سبب از جہل بر حقیقت	تو ز طغی چوں سبب ما دیدہ
اس لئے تجھ کو سبب کی ہے طلب	تو نے دیکھے ہیں لڑکین سے سبب
سوئے ایں سو پو شہنازاں مائل	با سبب ما از مستبب خاقلی
مائل اس روپوش پر ہے اس لئے	یہ سبب روکیں مستبب سے تجھے
رتنا و رینا مائے کئی	چوں سبب ما رفت بر سر میزنی
رتنا آنے کا لب پر ہے خط	جب سے اسباب پھر بیٹے کا سر
چوں رشتم یاد کردی اے عجب	ریت میگوید پر سوئے سبب
یاد کیوں منت سے تھا تجھ کو کیا	رب کے گے گا - سوئے اسباب جا
نگرم سوئے سبب آل مد مر	اگفت زیں پس من برائید ہم
اب سبب پر میں نہ لاؤنگا یقین	تو کہ مجھ کو دیکھا سب کو بعد ازین

پس بیاید بادوشکینِ رواں	سوتے خواجہ از نواحی کارواں
دو بھری مشکیں وہ زمینی لے چلا	جانبِ خواجہ، جو چھوڑا قافلا
خواجہ بر رہ منتظرِ نشستہ بود	گاں غلامش دیر سے آمد نہ نو
منتظر بیٹھا تھا رہ میں خواجہ بھی	وہ غلام آیا نہ اب تک - دیر کی
خواجہ کا غلام کونہ پہچاننا	
خواجہ از دُورِش بدید و خیر ماند	از تحیرِ ایل آں ہ را بخواند
خواجہ نے دیکھا تو حیراں ہو گیا	اور لیا سب گاؤں والوں کو بھلا
راویہ ما اشتر ماہستہ ایں	پس گجاشد بندہ ز غمی جہیں
ہے ہماری مشک بھی اور اونٹ بھی	بندہ ز بھی نہیں ہے اور ہی
آں کے بدربست آید ز دُور	میزند بر فور روز از روش نور
چاند ہے اک دُور سے آتا نظر	غالب اس کا دُور فور روز پر
کو غلام مامگر سرگشتہ شد	یا بد و گم گئے رسید و گشتہ شد
ہو گیا بے راہ شاید وہ غلام	گر کہ نے یا کام کر ڈالا تمام
یا مگراور اب گشتہ ایں بد گھر	اشترش آورد اینچا از قدر
یا کیا قتل اسکو ایں بد ذات نے	اُونٹ اس کا لایا یہ فقیر سے
چوں بیامد پیش گفتش کیستی	از مین زادے یا تر کیستی
جب وہ آیا - کی یہ اس سے گفت	ترک ہے کیا مین زادہ ہے تو
گو غلام راجہ کروئی است گو	گر گشتی و انما خیلست چو
کیا ہوا میرا غلام - اب سچ بتا	صاف کہ دے بقتل اگر اس کو کیا
گفت گر گشتہ ہو چوں آدم	چوں بیائے خود دریں خوں آدم
بولا کیوں آتا کیاں گر مارتا	باؤں سے اپنے میں ہوتا مبتلا

مشکاف روپوش فیض آں شدہ	چشمہ دیدار ہوا برہنہاں شدہ
مکھ کر ہے فیض اس سے بیکجاں	دیکھا اُس چشمہ ہوا سے ہے رواں
نامعین چشمہ عظمیٰ رسید	آں نظر روپوش شاہم برورید
غیب کے چشمے تنگ ہے کماہیاں	کھاؤتی ہے وہ نظر سارے حجاب
شد فراموشش زخا جہ زرقام	چشمہ پیر آب کرد آندم غلام
بھولا وہ خراجہ کو اور اٹھا مقام	رودیا یا چشمہ بزم وہ غلام
زلزلہ آفگندہ درجانش آلہ	دست و پایش نامدار رفتن براہ
زلزلہ سا جان میں اسلی پڑا	راستہ چلنے سے عاجز ہو گیا
کہ بخوبی آبا زروئے مستفید	باز بہر مصلحت بازش کشید
اور کہا آپلے میں آ، منزل کو جا	مصلحت سے ہوش میں اسکو کیا
ایں زمانہ رزور کچا لاک و چوٹ	وقت حیرت نیست حیرت پیش
مستعد ہو اور اپنی راہ لے	ہو نہ حیراں ہے یہ حیرت سامنے
بوسہ لائے عاشقانہ پس بداد	دستہائے مصطفیٰ بر رو نہاد
عاشقوں کی طرح کچھ بوسے دئے	ہاتھ منہ پر شاد دالا کئے رکھے
آن زمانہ مالیدہ کرد او فرخش	مصطفیٰ دست مبارک بر رخش
شادماں اس کو کیا اطاف سے	مصطفیٰ نے ہاتھ پیرے پر رکھے
ہچو بدروز و روز روشن شد شمش	شد سپید آں زخمی زاوہ جیش
نور اُس کی شب نے پایا چاند کا	رنگ اس رنگی کا گورا ہو گیا
کھنکھن اکنوں و بدوہ آفرین حال	یوسف شد در حال درد و لال
بولے اب جا اور بیاں کر ماجرا	منزل یوسف حسن اس کا بڑھ گیا
پائے شنائت رفتن ز رست	اوہے شد بیرونے یا رست
پاؤں کو دو بھر تھکا چلنا راستا	جا رہا تھا ہے سرو یا رست سا

یا بنیش شود فرزند قیاس	جاں شود از راو جاں حیز اشناں
یا بنیش بن، نہ فرزند قیاس	جاں ہو اور راو جاں سے جاں شناس
بہر حکمت برو صورت گشتہ اند	چوں ملک با عقل کیسے بنستہ اند
حکمت دو صورتیں ہیں بر ملا	ایک ہے متبع ملک اور عقل کا
دریغ ہم ہچمو و نبال و سرمد	اُس ملک با عقل از یک گوہرند
آگے بیچھے ہیں مثال موم و سر	ہیں ملک اور عقل دونوں ہم گہر
وہیں خرد گنزاشت برد فر گرفت	اُس ملک چنن مرغ بال پر گرفت
عقل نے پر چھوڑے ذل کے واسطے	بال اور پر اُن فرشتوں کو ملے
ہر دو خوش و شپست ہر یک ششند	لا جرم ہر دو مناصر آمدند
کر کے آپس میں مدد شاداں ہستے	اس لئے دونوں ممداد بن گئے
ہر دو آدم را معین مہاجدے	ہم ملک ہم عقل حق را واجدے
دونوں ہیں آدم کے ساجد اور معین	ہے ملک اور عقل کو حق کا یقین
پو وہ آدم را عدو و حاسدے	انفس و شیطان نیز زا اول احدے
وہمیں و حاسد جو آدم کے ہتے	نفس و شیطان ہی ازل سے ایک تھے
و آنگہ نور موتن دید او خمید	آنگہ آدم را بدن دید او رمید
نور کا جس نے ایسے دیکھا، چمکا	جس نے آدم کو بدن سمجھا، پھرا
نور ورا دیدہ ندیدہ غیر طیس	اُس کو دیدہ و نشان پو وہ زیں
ان کو خاک آئی نظر اور کچھ نہیں	وہ دو آنکھیں اس سے روشن ہوئیں
چوں نشاید بر جہود انجیل خواند	ایں بیابان کنوں چو خردیچ بماند
تو نہ انجیل اب پو دی کو سنا	برف میں یہ فتنہ منزل خر پھنسا

لے عظمت اور دہ بہ +

گفت نے نے درگیر و امانت	راست بایگفت مژاں منت
بولایوں سب مخلصی پائیگا تو	سچ بنا جو بات ہو اے حیلہ جو
کو غلام من گفت ایک منم	کر دوست فضل بڑواں و شرم
میرا بندہ ہے کہاں میں ہوں، کہاں	فضل خان نے مجھے روشن کیا
دیدہ ام صدر کو پدر کے گشتہ ام	صاحب فضل و قدر کے گشتہ ام
پدر ہوں اک صدر کو میں دیکھ کر	ہوں میں اہل فضل و قدر کے خوش سیر
ہی چہ میگونی غلام من کجاست	پس خواہی ست از من جز برا
ہے کہاں بردہ مرا اس نے کہا	میں نہ چھوڑ دینا مجھے - سچ سچ بنا
گفت اسرا یہ ترا با آں غلام	جملہ اگویم یکایک من تمام
بولاتیرے مجید اور حال غلام	میں بیاں اب تجھ سے کرتا ہوں تمام
زآن زمانے کے خریدی تو مرا	تا با کنوں باز گویم ماجرا
جس گھڑی تو نے خریدا تھا مجھے	میں سناؤں حال اب تک کے تجھے
تا بدانی کہ ہمارے در وجود	گرچہ از شد بزم من صبحے کشود
تا یقین آئے کہ ہوں تو میں وہی	بن گئی صبح رنگت رات کی
رنگ دیگر شد و لیکن جان پاک	فارغ از رنگت و زار کا خاک
رنگ گو بدلا۔ وہی ہے جان پاک	دور اس سے رنگ اور ارکان خاک
تن شناساں زود مارا گم کنند	آب نوشاں ترک مشک و عجم کنند
مجھے کو کھو بیٹھے ہیں جو ہیں تن شناس	مشک چھوڑیں جن کی بچھ جاتی ہے پس
جاں شناساں زعدہ فارغند	غرقہ دریاے میچوند و چند
جاں شناس اعداد سے فارغ رہیں	غرق خود کو بحر نیچوں میں کریں

اے یعنی غلام نے کہا :

ہر کہ جو یا شد بیاد عاقبت	مایہ در دست اصل رحمت
جس نے دھونڈا۔ آسنے پایا عاقبت	درد ہی گویا ہے وجہ رحمت
اہر کجاوردے دوا آنجا رود	ہر کجا فقرے نوا آنجا رود
درد ہو جس جا۔ دوا جائے دیاں	بھوک ہو جس جا۔ غذا جائے دیاں
ہر کجا مشکل جواب آنجا رود	ہر کجا پستی ست آب آنجا رود
ہر جہاں مشکل جواب اس جا عیاں	ہے جہاں پستی، دیاں پائی رواں
آب کم جو تشنگی آور بدست	تا بچو شد آب ست زبالا و پست
پانی کم پی، کر لے پیدا تشنگی	تا کہ جویش آب رحمت ہو اخئی
تا تازا پید ظنک نازک گلو	کے رواں گردوز پستیاں شیراوی
ہو نہ پیدا بچہ جب تک بیجاں	چھاتیوں سے دودھ کیونکر ہو رواں
زور بدیں بالا و پستیہا بدو	تا شوی تشنہ و حرارت اگر و
یچے اگر پور دوڑ کر تو دھونڈا اُسے	تا ہو تشنہ اور تری گرمی بڑھے
بعد ازاں از بانگ زبورہ ہوا	بانگ آب جو نیو مٹی لے کید
بعد ازاں تو ہر ہوا کے ساز سے	نہر کی آواز پے پر وہ سنے
حاجت تو کم ناشد از حشیش	آب آگیری سکو او مے کشیش
تری حاجت کم نہ ہو گی گھاس سے	پانی کو لے آئے گا تو بچنے کے
گویش گیری آب او مے کشی	سوئے زرب خشک تا یا بدختی
کان پھوٹے، بچنے کر پانی کو لائے	خشک کھیتی کی طرف اور چین پائے
زرب جا فراکش جہاں ہر ضرست	ابر رحمت پُر ز آب کوثر ست
جان کی کھیتی میں جو ہر ہیں بیاں	آب کوثر ابر رحمت ہیں بیاں
تا سقاہم رہیم آید خطاب	تشنہ باشل للہ اعلم بالصواب
تا سقاہم رہیم آئے خطاب	تشنہ رہ۔ واللہ اعلم بالصواب

لے تو لے لے۔ سقاہم رہیم شراباً طہوراً یعنی اے رب نے انہیں شراب طہور پلائی ہے

کے تو اس بات پر توجہ دینا کہ	کے تو اس بات پر توجہ دینا کہ
سائنس ہرے کے برابطہ کیا ہے	سائنس ہرے کے برابطہ کیا ہے
ہلے وہی ہے کہ پر اور مہلے	ہلے وہی ہے کہ پر اور مہلے
ما دہو کافی ہے یہ میں نے جو کی	ما دہو کافی ہے یہ میں نے جو کی
ناطقہ گرد و مشرق ہا رسوخ	ناطقہ گرد و مشرق ہا رسوخ
ناطقہ و شارح میں گویا ہا رسوخ	ناطقہ و شارح میں گویا ہا رسوخ
کہ چناں طلق سخن آغاز کرو	کہ چناں طلق سخن آغاز کرو
دی شہادت پہنچنے اور بات کی	دی شہادت پہنچنے اور بات کی
جز و جزوت گفت اور دہشت	جز و جزوت گفت اور دہشت
ناطق اک پہناں رکے جز جز ترا	ناطق اک پہناں رکے جز جز ترا
منکری را چند دست و پا نہی	منکری را چند دست و پا نہی
منکری آخر کہاں تک تو کرے	منکری آخر کہاں تک تو کرے
ناطقہ طلق ترا دید و محفت	ناطقہ طلق ترا دید و محفت
تیرا گویا ناطقہ چپ ہو وہیں	تیرا گویا ناطقہ چپ ہو وہیں
کے تو اس بات پر توجہ دینا کہ	کے تو اس بات پر توجہ دینا کہ
سائنس ہرے کے برابطہ کیا ہے	سائنس ہرے کے برابطہ کیا ہے
ہلے وہی ہے کہ پر اور مہلے	ہلے وہی ہے کہ پر اور مہلے
ما دہو کافی ہے یہ میں نے جو کی	ما دہو کافی ہے یہ میں نے جو کی
ناطقہ گرد و مشرق ہا رسوخ	ناطقہ گرد و مشرق ہا رسوخ
ناطقہ و شارح میں گویا ہا رسوخ	ناطقہ و شارح میں گویا ہا رسوخ
کہ چناں طلق سخن آغاز کرو	کہ چناں طلق سخن آغاز کرو
دی شہادت پہنچنے اور بات کی	دی شہادت پہنچنے اور بات کی
جز و جزوت گفت اور دہشت	جز و جزوت گفت اور دہشت
ناطق اک پہناں رکے جز جز ترا	ناطق اک پہناں رکے جز جز ترا
منکری را چند دست و پا نہی	منکری را چند دست و پا نہی
منکری آخر کہاں تک تو کرے	منکری آخر کہاں تک تو کرے
ناطقہ طلق ترا دید و محفت	ناطقہ طلق ترا دید و محفت
تیرا گویا ناطقہ چپ ہو وہیں	تیرا گویا ناطقہ چپ ہو وہیں

خدا نے سب کچھ مطابق حاجت پیدا کیا

تا بیا بد طالب چیزے کہ حجت	ہر چہ روئید از نیے محتاج دست
تا لے طالب کو جو ہے ڈھونڈتا	جو آگاہ محتاج کی خاطر آگاہ
از بے رفع حاجات آفرید	حق تعالیٰ کائناتیں آفرید
خلق کی حاجت بر آری کے لئے	حق تعالیٰ نے فائدہ پیدا کئے

ان مضبوطی سے پڑھو

برعلوم مے رساند زین سفول	مے بیا موز و مرا وصف رسول
لا کے اسفل سے مجھے سوئے غلا	میں سکتا تھ مجھ کو وصف مصطفیٰ
چہیت نامت بازگو و شہید	پس سوش گفت کے طفل رضیع
کیا ہے تیرا نام ر دے آشکار	مصطفیٰ بولے کہ طفل شیر خوار
عبد عزیزی پیش امیں کشت حیز	گفت نام پیش حق عبد العزیز
”عبد عزیزی“ پیش قوم بے حیز	بولا میرا نام ہے عبد العزیز
حق آنکہ دادت ایں بغیری	من ز عزیزی پاک بزار و بری
آپ کو جس نے ہے پیش کیا	پاک ہوں عزیزی سے - شاید ہے خدا
درس بالغ گفتہ چوں اصحاب	اکو دک و ماہم بچوں ماو پد ر
گفتگو کامل کرے جوں اہل صدر	دوہینے کا وہ بچہ مثل بدر
ساد بلغ طفل و ماور بوشید	پس حنوط آدم ز جنت در رسید
بچے نے اور ماں نے بس سونگیا اُسے	آئی خوشبو اس گھڑی فردوس سے
جاں سپرن ہر یں بولے حنوط	ہر دو میگفتند کہ خوف سقوط
جان اس خوشبو پہ دینی چاہیے	دونوں کہتے تھے کہ خوف قطع سے
جامد و نامیش صد مروتی زند	آنکہ تعریف شہنشاہ خود کند
اور سب مخلوق اُسے تحسین کے	جس کی تعریفیں شہنشاہ خود کرے
جامد و نامیش صد صدق بود	اُس کے را کہ معرف حق بود
اس کی سب تصدیق کرتے ہیں سنو	پس جو کوئی عارف اللہ ہو
مرغ و ماہی مورا احاس شود	اُس کے اکش خدا حافظ بود
مرغ و ماہی سب ہوں اُسکے پاس	جس کا حافظ ہو خدائے اس و ماں
لے یعنی اس خوف سے کہ یہ خوشبو آتے آتے بند ہو جائے *	

ایک کافرہ کا حضور کی خدمت میں آنا

سوائے پیغمبروں شد آزمائش	ہم ازاں ایک نئے از کافرہ
امتحان آئی نزدیکو نبی	کافرہ عورت تھی ایک اس گاؤں کی
کوہ کے دو ماہر زن اور کنا	پیش پیغمبر و رآمد با شمار
کوہ میں بچہ تھا اک دو ماہ کا	چادر اوڑھے آئی تھی وہ کافرا
یا رسول اللہ قدسنا ایک	گفت کوہ کلتم اللہ علیک
یا رسول اللہ ا حاضر ہے غلام	بولا بچہ۔ آپ پر حق کا سلام
کیونکہ گند اس شہادت ابکوش	مادرش از شرم گفتش ہیں خموش
جب گواہی اس کو یوں دیتے تھے	ماں نے خاموش اس کو غصے سے کیا
کہ زبان ت گشت در طفلی جبریر	ایں کیت آموزت کہ طفل صغیر
جو زباں طفلی میں ہے یوں نطق گیر	یہ سکھایا کس نے لے طفل صغیر
در بیاں با جبرئیل من رسیل	گفت حق آموزت آنکہ جبرئیل
ہم سخن جبریل مجھ سے تھے ابھی	بولاق نے معرفت جبریل کی
مے نہ بینی کن بیلا مشطرت	گفت کو گفتا کہ بالائے سرت
گو نظر آئیں وہ سر بر منجھ	بولی کس جا ہے۔ کہا سر پر ترے
مر مرا گشتہ بصد گونہ دلیل	ایسا وہ بر سر تو جبرئیل
سیکڑوں راہیں بتاتے ہیں تجھے	سر پہ ہیں جبریل وہ تیرے کھڑے
برسرت تا باں چو بدر کاٹلے	گفت مے بینی تو گفتا کہ بلے
تیرے سر پر چاند بن کر ہیں عیاں	بولی آتا ہے نظر بولا کہ ہاں

اے اللہ کے رسول! تم پر اللہ کا سلام ہو۔ بے شک میں تمہارے پاس آیا ہوں +

موزہ برپودے منی رہم شدم	تو غم بڑی من در غم شدم
لے گیا تو موزہ میں غصے ہوا	تھا مجھے غم اور تو غموار تھا
اگرچہ ہر غیبی خدا مارا نمود	دل و رآں لفظ بنمود مشغول ہوا
دی خدا لے گو کہ غیبوں کی خبر	دل تھا مشغول اس غوی خود میں
گفت و را کہ غفلت از کور	ویدم آں عیب اہم عکس تست
یولا تم سے دور۔ یہ غفلت کہاں	تھا تمہارا عکس مجھ پر ضو نشان
مار و موزہ بہ بنیم و رہوا	نیت از من عکس تست اے مصطفیٰ
سانپ موزے میں نظر آیا مجھے	مجھ میں کیا ہے عکس تجھے یہ آپ کے
عکس نورانی ہمہ روشن بود	عکس ظلماتی ہمہ گھٹن بود
عکس نورانی ہے روشن سر بسر	عکس ظلمت کا ہے گھٹن سر بسر
عکس عبداللہ ہمہ نوری بود	عکس بیگانہ ہمہ کوری بود
عکس عبداللہ کا نوری ہوا	عکس بیگانہ ہے کوری اے فنا
عکس ہر کس ابدال بجان ہیں	پہلوئے جسے کہ میخوابی نشین
عکس سب کا دیکھ لے اے با وفا	چاہے جس کے پہلو میں پھر بیٹھ جا

اس حکایت میں ایک عبرت ہے

عبرتیں قصہ آجاں مرزا	تا شوی ارضی تو در حکم خدا
عبرت اس قصہ میں ہے تیرے لئے	تا ہو راضی حکم سے اللہ کے
تا کہ زیرک باشی و نیکو گماں	چوں بہینی واقعہ بد ناگماں
تا کہ تو دانا رہے اور خوش گماں	واقعہ جب ہو بُرا رک ناگماں
دیگراں گرد زرد و ادبیم آں	تو چو گل خداں کہ سود و زیباں
دوسرے ہوں زرد اُسکے خوف سے	نفع یا نقصان جب ہو تو پہلے

ایک عقاب کا موزہ رسول کو لے جانا

مصدقیٰ بشنید از سوئے علا	اندریں بود کاواز صلا
آسماں سے آئی سوئے مصطفیٰ	تھیں یہی باتیں کہ آواز صلا
دست و روزِ شست او راں آپ بہر	خواست آجے و وضو راتنا زہ کر
ہاتھ منہ پانی سے دھویا پرلا	پانی مانگا اور وضو تازہ کیا
موزہ ہا پر بود یک موزہ رہائے	ہر دو پانچسٹ موزہ کرور گئے
اور موزہ لے گیا موزہ جُربا	پاؤں دھو کر قصد موزے کا کیا
موزہ ابر بود از دستش عقاب	دست سے موزہ برداشت خطاب
اک عقاب آیا وہ موزہ لے گیا	سوئے موزہ ہاتھ حضرت کا بٹھا
پس نگوں کر دمازاں مارے قناد	موزہ را اندر ہوا برداوچہ باو
جبکہ اٹل سانپ اس میں سے گرا	وہ ہواؤں پہ جو موزہ لے اڑا
زاں عنایت شد عقابش میکخواہ	در قناد از موزہ یک مارے سیاہ
نیک خواہی جانور کی دیکھنا	موزے میں سے سانپ اک کالا گرا
گفت ہن بیتاں کہ سوئے نماز	اپس عقاب آں موزہ را آورد با
اور بولا ییچہ، بڑھنے نماز	لایا پھر موزہ عقاب با نیاز
من را و بارم شکستہ شاخچہ	از ضرورت کردم اس گستاخچہ
میں ہوں شرمندہ ادب سے سر بہر	تھی یہ گستاخی ضرورت سے مگر
بے ضرورت کش ہوا فتوے دہر	وائے کو گستاخ پائے مے نہد
بے ضرورت اور ہوس کے حکم سے	وائے وہ گستاخ جو پاؤں رکھے
ایں جفا و بدیم و خود بود آں وفا	اپس سولش شکر کرد و گفت ما
گو جفا تھی وہ۔ مگر خود تھی وفا	شکر کر کے مصطفیٰ نے یہاں کہا

حضرت موسیٰ سے ایک شخص کی استدعا

کہ یہ یوم زبان جانور	گفت موسیٰ را یک مرد جو
جانور کی مجھ کو سکھلا دو زبان	دلا یہ موسیٰ سے اک مرد جو
عبرتے حاصل کتم و روین خود	تا بلو کن بلک حیوانات و دو
عبرتیں حاصل کر دل ہر بات سے	تا کہ میں آواز حیوانات سے
در پے آبست ثانی و دمہ	چوں زبانہائے بنی آدم ہمہ
روٹی پانی کے لئے ہیں بیگیاں	کیونکہ یہ اشیا کی ساری بریاں
باشدا از تدبیر ہنگام گذر	بو کہ حیوانات اور دیگر
جس میں ہو تدبیر ہنگام فنا	ورد حیوانات ہو شاید دوسرا
کایں خط و ابد بے ریش و پس	گفت موسیٰ را و گذر کن بن موس
کیونکہ اس میں ہیں نہاں خطے بے	بولے موسیٰ اس تہوس کہ چھوڑے
نو کتاب از مقال حرف لب	عبرت بیداری از نیراں طلب
تو کتاب و حرف و لب سب چھوڑے	عبرت و بیداری مانگ اللہ سے
گرم تر گرد و بے از منغ مرد	اگر تر شد مرد ز آل منغش کہ کرد
منع کرنے سے ہے غصہ چھوڑتا	منع کرنے سے وہ کچھ برہم ہوا
ہر کہ چیزے یافت از تو چیز یافت	گفت اے موسیٰ چو زور تو بتافت
مجھ سے پایا جس نے پایا کچھ شعور	بولا اے موسیٰ جو چمکا تیرا لڑ
لائی لطف نباشد اے جو اد	مر مر محروم کردن نہیں مراد
کب ہے لائی تیرے لطف و جود کے	کرنا محروم اپنے مقصد سے مجھے
یاس باشد گر مرا منع شوی	ایں ماں قائم مقام حق توئی
یاس ہو گی۔ منع گر مجھ کو کیا	اب ہے تو قائم مقام اللہ کا

خندہ نگزار و نگہ دو ہنشتی	زانکہ گل گیرگ برگش میکنی
ہو نہ پڑھو نہ جائے رنگ و بو	پتی پتی پھول کی توڑے جو تو
خندہ رامن خوزغار آورہا	گوید از خارے چرا افتم بہ غم
خود ہنسی کو خار سے میں لایا ہوں	یوں کہے کانٹے سے ہیں کیوں غم کروں
تقصیں اں کہ خریدت از بلا	ہرچہ از تو یادہ گردواز قضا
کریقیں گویا بلاؤں سے چھٹا	نچھ سے لے لے کچھ اگر دست قضا
فی القواد عندا تیان الترح	ما التصوف قال جہان لفرح
دل میں جب اندہ کا دیکھے وفور	ہے تصوف صرف وہدان سرور
در ربود آں موزہ رازاں نیکنو	اں عقابش اعقابے اں کہ او
لے گیا جو موزہ فتنی مات	اُس بلا کو جان لے تو اک عقاب
لے خنک عقلے کہ باشد بے شمار	تار ماند پاش را از زخم مار
عقل وہ جس میں نہ نفوش ہو ذرا	پاؤں اُن کا سانپ کی زو سے بچا
ان آقی السرحان روی شام	گفت لامتا سواعلی مافا منکم
بھیڑیا لے جائے چاہے بھیڑ کو	فوت کچھ ہو جائے تو غلبے نہ ہو
زانکہ گر شد کہنہ آید باز نو	لیک ہرچہ آں فوت شد غلبے مشو
کہنہ ساماں جب گیا آیا بنا	فوت ہونے والی شے کا غم ہے کیا
ور زیاں بینی غم اور اخور	اگر بلا آید ترا اندہ مبر
اور کچھ نقصان ہو تو غم نہ کر	کہ بلا آئے کوئی ماتم نہ کر
واں زیاں منع لیا تھلے سترگ	گاں بلا دفع بلا ہائے بزرگ
وہ زیاں دے سوزیاں سے بچا	وہ بلا ہے سو بلاؤں کی فنا
مال چوں جمع آمد ایجاں شد وبال	راحت جاں آمد کجاں فی مال
مال جب ہو جمع ہے جی کا وبال	جان کی راحت ہے ایجاں فوت مال

حضرت موسیٰ کو وحی آنا

ہرچہ میگید بلطف خود شنو	ابدا ز آل وحی آمد از حضرت کم رو
وہ جو کچھ چاہے اس سے سکھلا بھی دو	وحی پھر آئی کہ اے موسیٰ اٹھو
برکشا و اختیاراں دست او	گفت بزدان کہ بدہ بالیت او
قدرت اس کو اختیاروں پر ہے	حکم حق تھا۔ اس کے لائق اسکو کہ
ورنہ میگد و دنیا خواہ اس فلک	اختیار آمد عبادت را ملک
چرخ کی گردش تو بے خواہش پیار	ہے عبادت کا نمک یہ اختیار
کا اختیار آمد ہر وقت حساب	گردش اور انداج رونے عقاب
دیکھتے ہیں بس ہر وقت حساب	اجر ہی ہے اور بد گردش پر عذاب
نیست ز آل شیعہ جبری سوو	جملہ عالم خود سنج آمد ند
نفع جبری کو مگر اس سے کہاں	ساری دنیا ہے یہاں شیعہ خواں
تا کہ غازی گرد و ادیا راہزن	شیخ درویش نہ از عجزش بکن
تا کہ وہ غازی بنے یا راہزن	کہ نہ عاجز تیغ دیدے بے سخن
نیم زہر غسل شد نیم مار	زانکہ کہ مناشد آدم ز اختیار
نیم شہد اور ہو گیا وہ نصف مار	چونکہ کہ منا کا بسٹا اختیار
کافراں خود کان زہر نے نیم مار	مومنوں کا غسل زہر و وار
اور کافر کان زہر مار کی	سادے مومن شہد ہیں یہ اے وحی
تا چونکہ گشت یلق اوجیات	زانکہ مومن خور و بگزیدہ نبات
بھوک اسکا شہد اور آب حیات	کھائی ہے مومن نے جو بہتر نبات
ہم ز قوتش زہر شد لڑکے و بچہ	باز کافر خور و شربت از صدید
اس نے ان میں زہر پیدا کر دیا	کافروں نے شربت گندہ پیا

گفت موسیٰ یا رب میں مرو سلیم	سخڑہ کہ دستش مگر دیو رجم
بولے موسیٰ کتا ہے یا رب یہ کیا	اس پہ کیا شیطان غالب ہو گیا
مگر بیا موزم زیاں کا ریش بولہ	ورنیا موزم ویش بدے شہو
کر سکھا دوں تو اسے ہو گا زیاں	ورنہ ہو جائے گا بد دل یہ جواں
گفت موسیٰ بیا موزی کہ ما	رو حکم از کرم ہرگز دعا
دی مذاق نے کہ موسیٰ دو سکھا	رو نہیں کرتے کسی کی ہم دھما
گفت یا رب اویشیانی خورو	دست خاید جا ہمارا پر درو
بولے وہ ہو گا پیشیاں اسے خدا	ہاتھ چالے گا تو کپڑے پھاڑیگا
قیست قدرت ہر کسے اسازوار	عجز بہتر ما یہ پید ہامیزگار
را اس قدرت ہر کسی کو کب ہوتی	عجز ہے سرمایہ ہر متقی
فقر زیں رو فخر آمد جاوداں	کہ یہ تقویٰ را مدد بخش جاوداں
اس لئے ہے فقر فخر جاوداں	ہاتھ تقویٰ میں اس کا بیجاں
ز آل غنا و ز آل غنی مردود شد	کہ ز قدرت صبر را پرود شد
یوں ہیں مردود اب غنی اور یہ غنا	صبر ہے مقدور سے جاتا رہا
آؤنی را عجز و فقر آمد اماں	از بلائے نفس کی حرص و غماں
عجز اور فقر آدمی کی ہے اماں	نفس کی حرص اور بلاؤں سے یہاں
آں غم آمد آرزو ہائے فضل	کہ ہاں خود کوست آں صبر غول
ہیں فضل امیدیں ساری غم خدا	جس کا خوگر ہے حریفیں بیوفا
آرزوئے گل بولہ گل خواہ را	گلشن نگار و آں بے چارہ را
خواہش گل ہوتی ہے گل خواہ کو	خوشگوار اس کو کہاں گلشن ہو

مروطا لکھا مرع اور کتنے کی بولی سیکھنا

نطق میں اس ہر دو شہد پر تو پدید	گفت موسیٰ ہیں تو دانی در سید
نطق ران دوڑوں کا ہو گا آشکار	بولے موسیٰ اب نہ ہو تو دلفگار
ایستاد او منتظر بر آستان	ہامداداں آں مائے امتحان
اپنے در پر منتظر تھا وہ کھڑا	امتحاناً جب سویرا ہو گیا
یارہ تان بیات آشمار زاد	خادمہ سفرہ بنفشاند وقتاد
روٹی کا ٹکڑا جو تھا شکو بجا	خادمہ نے خزان جھاڑا تو گرا
گفت مسک کردی تو برا ظلم رو	در رپود آنرا خروسے چوں گرو
بولاسٹنا، ظلم یہ ہم پر کیا	مرع وہ ٹکڑا اٹھا کر لے گیا
عاجز و مردانہ خوردن در وطن	دانہ گندم تو دانی خورد و من
اور میں دانہ کھا نہیں سکتا ذرا	تو تو کھا سکتا ہے دانہ گیوں کا
تو تو دانی خورد و من نے لے لڑا	گندم و چورا و بانی محبوب
تو چہ کھا سکتا، میں کھا سکتا نہیں	گیوں اور چورا و دانے بالیقین
میر بانی ایں قدر راز سگاں	ایں لب نہانے کہ قسم ماست آل
وہ بھی یوں کٹوں سے تو مہیہ چھینتا	روٹی کا ٹکڑا ہے قسمت میں لکھا

مرع کا کتنے کو جواب دینا

کہ عوض ہد ہذا نریں یہ دگر	پس خروش گفت تن لہ غم مخور
تجھ کو بھی اس کا عوض دیکھا خدا	خرع بولا صبر کر اور غم نہ کھا
روز فردا سیر خور کم کن حزن	اسپاہیں خواجہ سقط خواہد شن
کل بے گا پیٹ بھر کہ غم نہ کھا	کھوڑا اس خواجہ کا کل مرجائیگا

اہل الہام خدا عین بحیات	اہل تسویل ہوا اسم لہمات
اہل الہام خدا، عین حیات	اہل تہاویل و ہوس، زہر مہمات
در جہاں میں مح و شہا باش و زہی	زا اختیار است و حفاظ و آگہی
مدح - تحسین آفریں اس و ہر کی	اختیاری ہے بشرط آگہی
ہمکہ زنداں چونکہ در زنداں روند	مستحق و زاہد و حق خواں شوند
مند زنداں کو چلے جائیں اگر	مستحق زاہد بنیں سب سربس
چونکہ قدرت رفت کا سد شد عمل	ہیں کہ تا سرمایہ ثمانہ اجل
جب کج قدرت ہوفا فاسد عمل	دیکھ سرمایہ نہ لے جائے اجل
قدرت سرمایہ سودہست ہیں	وقت قدرت انکھدار وہیں
سود کا سرمایہ ہے قدرت تری	اپنی قدرت کو نگہ رکھ لے اخی
آدمی بر خنک کہ غنا سوار	در کف درکش عنان اختیار
اسب کھشتا ہے اسان سوار	ہاتھ میں اُسکے عنان اختیار
باز موسیٰ داد بند اور اہل مہر	کہ مرادت زود و جاہد کہ و ہیر
پھر یہ موسیٰ نے محبت سے کہا	جلد پائے گا تو اپنا مدعا
ترک ایں سوا بگو و ز خود ترس	دیو و اوستت برائے مکر و دست
کھا ترس اپنے پہ سودا ترک کر	مکر سے ابلیس کے تو کر حذر
ہیں برو در و سرور و طلب	کایل مرادت انکند و رصد لقب
طلب تو خود نہ کر یہ درو سر	ڈالے تجھے کو بیچ میں یہ سربس
گفت باب نطق سنگ پرورد	نطق مرغ خانگی کابل پرست
بود بکتے کی زبان مجھ کو بتاؤ	مرغ خانہ کی مجھے بولی سکھاؤ
لے ہم نے اُسے بازیاں دی ہیں +	

ایک وائش غلام آید مصاب	گفت اور فروخت اشتراشتاب
اس کے خادم پر ہے لیکن کل غذا	بولہ اس نے اونٹ کو بیچا اشتاب
برسگ خواہندہ یزدا قربا	چوں غلام او بمیر و ناہنا
ٹوایکے کنٹوں کو ردی میہماں	وہ مرگیا تو یکیں گی روٹیاں
رست از خسران رخ را بر فروخت	ایں شنید و آں غلامش از دست
بچہ کیا نقصان سے پھر لا کلام	یہ سنا تو اس نے بیچا وہ غلام
رستم از سہ واقعہ اندر زمین	شکر بامیکرد و شاد بہا کہ من
جان میری تین جھوٹوں سے بچی	شکر کرتا تھا خدا کا اور خوشی
دیدہ سور القضا را دو قسم	انازبان مرغ و سگ آمو قسم
ہند کی آنکھیں قضا کی بے گماں	میں نے مرغ و سگ کی جیب سیکھی ہاں
مرغ کا کتے کے سامنے شرمندہ ہونا	
کائے خروس نرا ز خاک و طاق و دست	روز دید آں سگ محروم گفت
ہو گئے کیا اب وہ کل برسوں ترے	دوسرے دن بولا کتا مرغ سے
خود نہر و جزو مرغ از و لر تو	چند چند آخر و مرغ و مکر تو
آشیاں سے جھوٹ لے کر بے اڑا	جھوٹ اور مکاری آخر تا کجا
کہ بگردیم از و روغے ممتہن	گفت عاشا از من از جنس من
غیر ممکن ہیں بہانے جھوٹ کے	بولانچہ سے یا مرے ہم جنس سے
ہم رقیب آفتاب وقت جو	ماخرو سال چوں موذن استگی
ہیں رقیب آفتاب اور وقت جو	مرغ ہیں مثل موذن راست گو
اے ماشیہ گدشتہ۔ یعنی تو مٹھابی مٹھا بے یکس تجھ میں نام کو نہیں +	

روزِ مریٰ افزو بے جہد و کسب	مرسکاں اے عید باشد مرگِ اسب
رزقِ دل جاتا ہے بے سی مزہ	مرنا گھوڑے کا ہے بس گنتوں کی عید
پیش گشتے آں خروسکے زرد	اسبِ بفر و خست چوں بشنید مرد
مرغ اس گشتے سے شرمندہ ہوا	بیجا گھوڑا۔ جب یہ خواہ نے سنا
آں خروسکے گلب برکشو	روزِ دیگر ہچنٹاں ناں رارِ بود
مرغ سے جھنجھلا کے گشتے نے کہا	دوسرے دن پھر وہ روٹی لے چلا
ظالمی و کافری بے فروغ	کالے خروسِ عشق وہ چند ایں فروغ
تو ہے ظالم اور جھوٹا بے فروغ	اے فریبی مرغ کب تک یہ فروغ
کو اختر گوئی محرومی ز راست	اسب کش گشتی سقط گردو کجاست
تو بخومی کور ہے، او بد زباں	گھوڑا جو مرنے کو تھا وہ ہے کہاں
کہ سقط شد اسبِ او جائے و گم	گفتہ را آں خروسِ باخبر
دوسری جا ہے گیا گھوڑا وہ مر	بولتا اس سے مرغ، تھا جو باخبر
آں نیاں انداخت و بردیگاں	اسبِ بفر و خست جست وازدیاں
دوسرے پر بار نقصاں کا پڑا	گھوڑے کو بیجا۔ تو نقصاں سے بچا
مرسکاں اے ابا شد ایں نعمت فقط	لیکھو اشتراش گرد و سقط
گنتوں کو ہوگا وہ نعمت بر ملا	کل مگر اس کا شتر مر جائیگا
یافت ز غم وز زیاں اندم محیص	زو و اشترا فروشید آں حربص
یوں زیاں و غم سے پھر نعمت ملی	اؤنٹ کو بھی بیچ آیا آدمی
اے امیر کا ذباں باطل و کوس	روزِ ثالث گفت سب آں خروس
اک کھلا جھوٹوں کا تو ہے بادشا	تیسرے دن مرغ سے سگ نے کہا
و غنی اے اہل و غنی دوغ و مرغ	تا کہ گوی دوغ اے بیفروغ
دوغ ہے نا اہل لکھ بالکل ہی دوغ	جھوٹ تو بولے گا کب تک بے فروغ

مرغ کا خواجہ کی موت کی اطلاع دینا

ایک فردا خواہد اور مرنے والے	کاؤ خواہد شیش ارٹ درخیز
کل مرغ خواجہ بھی خود مر جائے گا	گائے سب وارث بچا میں بر ملا
صاحب خانہ بخواہد مر و رفت	روز فردا تم سیدہ موت رفت
صاحب خانہ جو کل مر جائے گا	پامزہ کھانا بہت سا آگے گا
پارے نان و لاکھ طعام	در میان کوٹے یا پر خاص و عام
پارے نان اور خیرات و طعام	پانچنے اس کی مٹی میں خاص و عام
گاد و قریانی و ناہائے تنک	برسنگان مسالماں ریز و سبک
گائے کا گوشت اور پتلی روٹیاں	سب فقیر اور کتے پانچنے یہاں
مرگ اسپر اشتر و مرگ غلام	جو قضا کردار میں مغرور خام
موت گھوڑے اور غلام اور اونٹ کی	موت اس قافم کی مٹی روکھی
از زمین الی در و آں گرجیت	مال فزوں کرد و خوشی بیش حجت
مال کے نقصان سے گونہ گویا	مال کے لالچ میں خون اپنا کیا
ایں یا خستہائے درویشاں چلا	گاں بلا برتن بقا کے جا نہ تھا
کرتے ہیں درویش کبریا یہ محنتیں	تا بلائے جسم سے جا نہیں بچیں
تا بقائے خود نیا بد سائے	چوں کند تن را سقیم و ہالکے
ہو نہ حاصل جبکہ سالک کو بقا	کیوں بدن کو وہ گھلائے با وفا
دست کے جھنڈ یا شمار و عمل	تا نہ بیند وادہ را جانش بدل
ہاتھ کب ہوں صرف و ایثار و عمل	رہنے والا جب کچھ دیکھے بدل
آنکہ بد بد بے امیدے سو ہا	آں خدایت آں خدایت آں خدا
بے امید سود ہے جس کی عطا	وہ خدا ہے۔ وہ خدا ہے۔ وہ خدا
آں ولی حق کہ خدے حق گرفت	نور گشتہ تابش مطلق گرفت
جس ولی حق کو خدے حق ملے	نور بن کر تابش مطلق ملے

گرنی بالائے ماٹھتے تنگوں	پاسباں آفتابیم از دروں
گرچہ تو دے طشت میں ہم کو چھٹیا	پاسباں سورج کے ہم ہیں بر ملا
در بشر واقف ز اسرار خدا	پاسباں آفتابند اولیسا
ہیں بشر میں واقف را نے خدا	پاسباں سورج کے ہیں سب اولیا
داوہدیہ آدمی را اور جہاد	اصل مارا حق پئے بانگِ نثار
نوح کی کشتی میں انسان کے لئے	حق اذان کے تھے ہمیں حق نے دیئے
در اذان آں مقتل مامیشود	گرچہ ہنگام سہوا ز مارود
سہو سے تو مارے جائیں بیگناں	ہم اگر بے وقت دے بیٹھیں اذان
خون مارا میکند خوار و مباح	گفت نہ ہنگام حق علی الفلاح
خون ہمارا کرتا ہے بانگِ مباح	کنا بے ہنگام حق علی الفلاح
از خرویں وحی جاں آں فقط	آں کلمہ معصوم آمد و پاک از غلط
مرغ وحی جاں وہ اسے بیباک ہے	جو ہے معصوم اور گنہ سے پاک ہے
شد زیاں مشتری آں کبیری	آں غلامش مر و پیش مشتری
مر گیا۔ نقصاں ہوا اس کا تمام	مشتری کے پاس جا کر وہ غلام
خون خود را رنجیت آں یا نیک	او گر زانید مالش اولیک
یہ سمجھے اس کو کہ خون اپنا کیا	مال کو اپنے لیا اس نے بچا
جسم مال است جانہا را فدا	کیاں یاں دفع زیاں ہمیشہ کے
مال و حق صدقہ ہیں بیشک جان کا	اک زیاں دفع ہے سو نقصان کا
میدہی تو مال و سر را میخری	پیش شاہاں دریا است گسری
مال دے کر جان لیتا ہے بچا	مادشہ دیتے ہیں جب تجھ کو سزا
میکریزانی ز داو مال را	اعجبی چوں کشتہ اندر قضا
کیوں خدا سے مال رکھتا ہے بچا	کیوں قضا کے باب میں ناداں ہوا

مرن تن ریاخت زندگیت
سج این تن روح را بیدگیت

تن ریاضت میں مرے لیے زندگی
سج ہے تن کا اقامت جان کی

اس شخص کا حضرت موسیٰ کی طرف و طنا

کوشن بہاؤہ بدآں مرو جیث
سج رہا تھا مرغ کی ماری حدیث

چون شیدا اینہارواں شتر و قفت
برو موسیٰ کلیم اللہ رفت

جب سنی یہ بات تو بھاگا ہوا
آستان پاکو موسیٰ پر گیا

روپے مالید بر خاک او ز نیم
کہ مرا فریاد سنیں اے کلیم

خاک پر ملتا تھا منہ وہ خوف سے
سن مری فریاد اے موسیٰ مرے

گفت و فروش خود راوبرہ
چونکہ اس کا شتم بر چہ زچہ

پوسے بیچ اپنے کو تو اور چھوٹ جا
تو ہے استاداب کنویش سے باہر

اب مسلماناں زیاں انداز تو
کیسہ ہمیا نہارا کن دو تو

تو مسلمانوں کو اب پہنچا زیاں
بھر لے اپنے کیسے اور ہمیایاں

مرن و ن خشت دیدم این قضا
کہ در آئینہ عیاں شد مر ترا

اینٹ میں دیکھی ہے میں نے وہ قضا
تو نے آئینے سے لی جس کی ضیا

عاقل اول بنید آخر ابدل
اندراخر بنیداد و دانش مقل

پہلے سوچے عاقل آخر کا بدل
اندراخر بنیداد و دانش مقل

باز زاری کہو کایے نیکو خصال
دیکھے صرف آخیں احمق بے محل

اس نے پھر رو کر کہا اے خوش خصال
میرا در سمرزن رو و حال

ازمن آں آمد کہ بودم ناسزا
دسہ نہ طعنے مجھ کو اور غم میں نہ ڈال

ہو گیا ایسا کہ نالائق میں تھا
ناسزا کہو دیکھے اچھی جزا

او غنی است جز او جملہ فقیر	کے فقیرے بے عوض گوید کہ
وہ غنی اس کے سوا سارے فقیر	بے عوض کتا ہے کب "بے" فقیر
ہما نہ بیند کو دے کہ سبب بہت	او پیار گندہ اندہ ز دوست
جب تک اس بچہ نہ دیکھے سبب کو	وہ پیار گندہ کیوں چھوڑے۔ کہو
ایں ہمہ بازار بہر ایں غرض	بڑ کاٹھا شستہ بہر ایں غرض
ہے یہ سب بازار لبریز غرض	اور ہر دکان پر رکھا ہے غرض
صد متاع خوب عرضه میکنند	واندر دکان غرض ہائے تنہا
ایٹا اپنا مال کرتے ہیں عیاں	ہے غرض کی آرزو دل میں ہاں
ایک سلمے نشووی اے مرو دیں	کہ نگہ و آخرت کمال آستیں
اک سلام ایسا نہ تو ہرگز نہ	جو نہ آخر آستیں ہی تمام ہے
بے طمع نشیندہ ام از خاص و عام	من سلامے اے برادر و السلام
میں نہیں ملتا سلام خاص و عام	بے غرض کے اے برادر و السلام
جز سلام حق تو ہیں آں ابو	خانہ خانہ جا بجا و کو بکو
جز سلام حق ہیں اس کو ٹھنڈا تو	جا کے گھر گھر جا بجا اور کو بکو
از دہان آدمی خوش مشام	ہم پیام حق شنیدیم ہم سلام
آدمی کے منہ سے جو سہ خوش کلام	میں پیام حق ہوں سننا اور سلام
وہیں سلام باقیوں برس کو آں	من ہے تو ستم بدخوشتر جاں
میں سلام ان باقیوں کا بیگانہ	جان دہل سے سن رہا ہوں شادان
ز آں سلام او سلام حق شدہ است	کالتش اندر دہان خود زہ است
ہے سلام ان کا سلام حق ہوا	آگ میں پھونکا ہے ساماں بر ملا
مروا ستم از خود شدہ زندہ بر رب	ز آں بود اسرار حقش در دلب
نمود مرے اور ذات میں زندہ ہوئے	اس لئے واقف ہیں وہ اسرار سے

حضرت موسیٰ کا دُعا کرنا

موسیٰ آمد در مناجات آن سحر	کایچہ ایمان زوستان مہر
کی دُعا موسیٰ نے یوں وقت سحر	یارب اس کا غاتمہ بالینہ کر
باو شاہی کن برو بختا کہ او	سہو کر دو خیرہ روئی و غلو
باو شاہی کر تو اس کو بخش دے	اس نے یہ گستاخیاں کیں سہو سے
گفتش این علم نے در خور نیست	دفع پذیراید قلم را و سست
کہتا تھا تو علم کے لائق نہیں	ٹال سمجھا میرا کہنا بالیقین
دست ابر اثر دہا آتکس زند	کہ عصا را دستش اثر دہا کند
اثر ہے پر ہاتھ وہ مارے بھلا	جو عصا کو خود بتائے اثر دہا
ترغیب آفراسرود آموختن	کہ ز گفتن لب تواند دوختن
چاہئیں اسرار اس کو سیکھنے	چونہ ہونٹوں سے انہیں ظاہر کرے
در جو دریا نہ شد جو مرغ آب	فتم کن اللہ اعلم بالصواب
لائی دریا فقط ہے مرغ آب	عزیز کر داند اعلم بالصواب
او پر دریا رفت مرغابی نہو	گشت غرق دست گیرش آوودو
وہ گیا دریا میں مرغابی نہ تھا	ڈوبتا ہے ہاتھ تمام اے کبریا

اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ کی دعا قبول کرنا

اکرو اجابت آن عار اکرو کار	رحم فرمودش بہ عجز و افتقار
کی قبول اس کی دُعا اللہ نے	رحم آیا عجز اس کا دیکھ کے
گفت بخشیدم باو ایماں نعم	وہ تو خواہی ہیں ماں نہ اش نعم
دی نداہم نے اسے ایمان دیا	اور تم چاہو تو دیں اس کو جلا

گفت پیر کجاست از پشت کپیر	نیست سنت کا پیر واپس گر
برے پھر ٹاٹا شست سے حیراے پسر	یہ نہیں فطرت کو آئے لوٹ کر
ایک رخا ہم زینکو داورى	تاکہ ایماں آں زمان با خود بری
ہاں میں خالق سے کروں گا یہ دُعا	مرتے دم ایماں کرے مجھ کو عطا
چونکہ ایماں بروہ باشی زندہ	چونکہ ایماں رومی پابندہ
ساتھ ایماں کے مرے زندہ ہے تو	ہے جو بالیمان پابندہ ہے تو
سجدہ کر دوش مرو کیں پائے بچی	من بریم غولش از منج و بچی
بولاجھک کہ ایسا ہی کر دیجئے	میں نے چڑکا ہی ہے لینے ہاتھ سے
گفت موسیٰ کایں لبون حق کم	چنگ داماں فضل او ز کم
یہ نے موسیٰ عون حق سے یہ کروں	دامن اس کے فضل کا میں تماموں
ہم وراں دم حال برخا جگہ گشت	ساواش شوریدو آور وند طشت
حال خواجہ کا جو بڑا دفعتاً	دل نے کچھ مالش سی کی لئے مگن
شورش مرگست نے ہیضہ طعم	تھے چہ سوٹ فارے پر کبست طعم
موت کی شورش ہے یہ ہیضہ نہیں	فائدہ ہو سکتا ہے نے سے کہیں
چار کس بروندتا سونے و شاق	ساق میمالید اور پشت ساق
لے گئے چار آدمی پھر اُس کو گھر	پاؤں وہ ملتا تھا اپنے پاؤں پر
ہند موسیٰ نشدنی شوخی گنی	خوشی تین برتخ فولادی زنی
پند موسیٰ کی نہ شوخی سے مٹنی	مار لی ستوار تو نے آپ ہی
شرم نا بدینغ را از جان تو	آن تست لیں آبرو آں تو
نیغ کو تجھ سے نہیں شرمندگی	ملکیت ہے گو وہ اے بھائی تری

ایک عورت کی کہانی

بیش از شش مہ نہ بودے عمر و ر	اگل نے ہر سال زائید کچلر
چھ مہینے تک جیا کرتا تھا بس	بچہ اک عورت کے ہوتا ہر برس
نالہ کرد آں کج انصاف الم	یاسہ مہ یا چار مہ گشتے تباہ
مرتا تھا، عورت لے یوں زیاد کی	تیسرے چوتھے مہینے بھی سمی
نعمت زو تر زو از قوس فرج	انہ نعم بار است سہ ماہم فرج
نعمتیں لعل دی دھنک سے ہوں تباہ	نو مہینے بار، فرحت تین ماہ
اس شکایت آں زل زرد وندید	پیش مران خدا کرے نفیر
اور شکایت اس غم جانماہ سے	کرتی تھی فریاد اہل اللہ سے
آہستہ در جان و افتاد گفت	بیت فرزندش جنین در گور رفت
آگ دل میں پڑ گئی تھی سوز سے	بیں لڑکے دفن تھے یوں ہی ہوتے
بانگے سبزے خوشے بے ضنعت	تھا شبے بنمود او را بختے
سبز و شاداب اک چمن بے بخل تھا	دیکھی اک شب اس نے جنت کی فضا
کامل نعمتہا ست مجمع باعنا	بارغ کھنم نعمت بے کیف ا
جو ہے اصل بارغ و نعمت بر ملا	بارغ نعمت کو ہے میں نے کہہ دیا
گفت نور عین ایزواں چرخ	ورنہ لا عین ات چہ جائے بارغ
حق ہے نور عین کو کہتا چرخ	ورنہ ناویدہ ہے وہ کیا ذکر بارغ
تا برو بو آنگہ او حیراں بود	امثل نہ بوداں مثال آں بود
تا کہ جو حیراں ہو وہ پائے پتا	وہ ہے بے مثل اور مثال اسکی بجا

لے یعنی گود دھنک بہت جلد چھپ جاتی ہے۔ مگر میری نعمت اس سے بھی جلد چھپیں لیا جاتی ہے
لے کسی آئینہ نے نہیں دیکھا ہے

بلکہ چار مردگان خاک را	زندہ سازیم این زمان ہر تو ما
بلکہ مٹی میں ہیں مردے جس قدر	زندہ ہم کر دیں ابھی چاہو اگر
گفت موسیٰ این جهان مروست	آں جہاں نگیز کا بنجار و نیست
بولے موسیٰ یہ تو ہے دار فنا	کہ مٹی زندہ جو ہے ملک بقا
این فنا جا چوں جهان بود نیست	باز گشت عاریت پس سو نیست
دار ہستی جبکہ ہے دار فنا	کچھ دنوں کے لوٹنے سے فائدہ
رحمتہ افشاں برایشاں ہم کو	در نہا سخا نہ لدنیا محض و نال
آن پہ بھی رحمت کر اپنی اسے کریم	جو کہ ہیں درگاہ میں تیری مفیم
تا بداند این زیان جسم و مال	سو و جاں باشد رہا نڈاز و بال
تا کہ سمجھیں یہ زیان جسم و مال	سو و جاں تھا ٹھٹھ گیا جس سے وبال
پس ریاضت اجماع شو مشق	چوں سپری تن بخدمت جاہری
پس ریاضت کا ہو دل سے مشق	ہو گیا جانبر جو خدمت تو نے کی
در ریاضت آیدت بے اختیار	سہرہ شکرانہ وہ اے کامیاب
اگر ریاضت پائے تو بے اختیار	سجدہ شکرانہ کر اے کامیاب
چوں حقیقت اداس ریاضت ہو	تو نگر دی ان ریاضت ز امر کن
حق نے دی جب یہ ریاضت شکر	کی نہ تو نے اس نے بھیجی ہے مگر
اب حکایت بشنو و عطف شکر	سنانگر دی خستہ از نقص ضرر
یہ حکایت سن اور اسکو عطف جان	تازہ ہو نقص و ضرر سے خستہ جان

ۛ یعنی وہ لوگ ہماری بارگاہ میں حاضر ہیں ۛ

حضرت امیر حمزہؓ کا بے زرہ جنگ میں آنا

بازرہ میسند مدام اندر دغا

بازرہ جاتے تھے بکرنے کو دغا

بے زرہ سر مست رخسار آدے

بے زرہ لڑتے تھے وہ غزوات میں

ورنگندے و صف شمشیر خیز

لڑتے تھے شمشیر لے کر بر ملا

اے ہزبر صف شکن شاہِ فحول

اے دلیر صف شکن، بغیر دغا

تہلکہ خواندی ز پیغامِ خدا

بیانیہ تم نے یہ قرآن میں پڑھا

مے در اندازی چنیں در معرکہ

جاتے ہو تم جب دغا کے واسطے

تو نیرفتی سبکدوش بے زرہ

بے زرہ لڑنے نہ ہرگز تھے گئے

پر وہ ہائے لا اُبابی میزنی

کیوں طبیعت لا اُبابی ہو گئی

مے نمائی دارو گیر و امتحان

کیوں چلا تے ہو بوقت امتحان

در جوانی حمزہؓ عیم مصطفیٰؐ

جب جواں تھے حمزہؓ حضرت سے بچا

اندر آخر حمزہؓ چوں نصف شد

آخری پھر عمر کے اوقات میں

سینہ باز و تن بر تنہ پیش

آگے آئے جن کھلا، سینہ کھلا

خلق پر سیدند کاے عم رسولؐ

پوچھا لوگوں نے کہ علیؓ مصطفیٰؐ

نے کہ لا تلقوا بایدیکم الی

بجہ ہلاکت سے یہ ہے قولِ خدا

پس چرا تو خویش را در نہنلکہ

یڑتے ہو پھر تہلکہ میں کس لئے

چوں جواں بودی زقت و سختی

تم جواں تھے جبکہ اور مضبوط تھے

چوں شہی پیر و ضعیف و تمنی

جب ہوتے پیر اور ضعیف اور تمنی

لا اُبابی وار بایتن و سنان

لا اُبابی ہو سکے تم تیغ و سنان

لے جنگ لڑاتی +

لے اپنے ہاتھ ہلاکت کی طرف نہ بڑھاؤ +

حاصل آن نید آزمستند	ز آن تجلی آن ضعیف زدستند
دیکھنے ہی مست عورت ہو گئی	اس تجلی سے وہ خود ہی کھو گئی
دید و قصرے نشہ تمام خویش	آن خود و تشنگی محبوب کشیش
دیکھا نام ایسا کھسا اک قصر پر	اس کو اپنی ایک سمجھی خوش سیر
بعد از آن گفتند کایں نعمت راست	کو بجائ بازی بجز صادق بخوار
یہ ہے ملک اسکی فرشتوں نے کہا	ذوق جانبازی میں جو صادق رہا
خدمت بسیار میبایست کرد	مر ترا تا بر خوری زیر حاشیت خور
چاہئے طاعت بہت کرنا بخت	تا کہ اس نعمت کا پھل بخت کو پٹے
چوں تو کابل بودی اندر التجا	آن مصیبتھا عوض اوت خدا
التج کرے میں تو کابل رہی	یہ مصیبت اس کے بدلے حق نے دی
گفت یار تبا بعد سال و فوول	ایچنینم وہ بریز از من تو خون
بولی یا رب سو برس تک یا سوا	خون بہا میرا بگرے کر عطا
اندر آں باغ اوچو آمد یونین میش	دید روتے جملہ فرزندان غمیش
باغ میں جسوقت وہ داخل ہوئی	اپنے سب بچوں کو دیکھا واقعی
گفت از من گم شد از تو گم نہ شد	بے دو چشم غیب کس مروت نہ شد
بولی تو نے پائے مجھ سے تجھے نماں	بے دو چشم غیب مروت حق کہاں
آ تو نہ کروی قصداً از بینی و دید	خون افروز تازت جانبائے ہید
تو نہ لے قصد اور تیری ناک سے	خون نکلے اور تپ جاتی رہے
مغز ہر میوہ بہست از کپوشش	پوست تن او ان مغز آندوش
مغز بر میوہ ہے بہتر پوست سے	پوست ہے تن مغز مطلب دوست سے
مغز نغزے او را خرا آدمی	یکدمے آنرا طلب گر ز آدمی
مغز نادر ہے بلا انسان کو	آدمی ہے تو طلبگار اس کا ہو

الحذر لے مرگ بنیاں وار عوا	العجل لے حشر بنیاں سار عوا
مرگ بینو ہاں زرہ پہنو نیچو	حشر بینو ہاں بہت جلدی کرو
الضلا لے لطف بنیاں افرو	البلا لے قہر بنیاں اتر حوا
الضلا اے لطف میں نشاناد ہو	حسرتا اے قہر بینو! غم کرو
ہر کہ پوسف دید جاں کر خوش فدا	ہر کہ گرش دید برگشت از ہدی
جس نے پوسف دیکھا جان کر دی خدا	گرگ دیکھا جس نے رستے سے پھرا
مرگ ہر یک آپس ہر نگار ست	آئینہ صافی نقیہ ہر رنگ ست
موت ہر اک کی ہے اس سے ہم نوا	آئینہ سے ہے ہر رنگ ہر صاف آئنا
پیش ترک آئینہ اخوش نگہست	پیش زنگی آئینہ ہم زنگہست
پیش شری آئینہ خوش رنگ ہے	پیش زنگی آئینہ پُر دنگ ہے
ایکے ترسی زمرگ اندر فرار	اں ز خود ترسانی لے جان ہوشدار
موت سے ڈر کر چو کرتا ہے فرار	خوف اپنی ذات سے ہے ہوشیار
زشت روزے نشت زرخسار برگ	جان تو پھول زخت مرگ برگ
زشت روز تو ہے۔ نہیں زخسار مرگ	جان تیری ہے درخت اور موت برگ
از تو زشت زنگہست زنگہست	ناخوش و خوش نام ضمیرت ز خودا
تجھ سے آگتی ہے ہر اک نیکی، بدی	ہے ضمیروں سے خوشی اور ناخوشی
گہر بخالے خستہ خود کشتہ	در حریر و قزوری خود رشتہ
غار غم ہے خود ترا پویا ہوا	اور جو ریشم میں ہے۔ تو ہے خود بنا
لیک نبود فضل ہر رنگ جزا	یہیچ خدمت نیست ہر رنگ عطا
ہے مگر کب فعل ہم رنگ جزا	اور کب خدمت ہے ہر رنگ عطا
مزد و مزدوراں نے ماند بکار	کاں عرض میں جو بہت پاندا
آجرت مزدور کب ہے مثل کار	وہ عرض ہے۔ یہ ہے جو ہر پاندا

کے بوڑھے تیغ و تیر را	تیغ حرمت میں نزار و پیر را
اکب وہ جانے تیغ کو اور تیر کو	تیغ سے حرمت نہیں کچھ پیر کو
گشتہ گمرو راست دوست عذر	کے روا باشد کہ شیرے بھی تو
مکمل ہو دشمن کے ہاتھوں پر ملا	کب روا ہے تم سا اک شیر و غا
پند میں دادند اور از غبر	ازیں فسق غمخوارگان بے خبر
ان کو عبرت تھے دلاتے بیشتر	اس طرح وہ غمساہ بے خبر

حضرت حمزہؑ کا جواب

مرگ میدیدم دواغ ایں جہاں	گفت حمزہؑ چونکہ بود من جہاں
موت تھا میرے لئے ترک جہاں	کہتے تھے حمزہؑ کہ جب میں تھا جہاں
پیش از دور با برہمنہ کے شود	سوائے مردوں کس برہنہ کے شود
کون جائے اڑو ہے کے سامنے	کون رعبت موت کی جانب کرے
مستقیم ایں شہر فانی رازبوں	ایک ز نور محمد من کنوں
میں نہیں مغلوب دنیا نے فنا	اب یہ ہے اعجاز نور مصطفیٰ
بزرگ سے منیم ز نور حق سپاہ	از برون جس شکر گاہ شاہ
نور حق کی فوج سے دیکھوں بھرا	حیۃ شاہی بر باطن بر ملا
شکر آئکہ کرو بیدارم ز خواب	خیمہ درخیمہ طناب ندر طناب
شکر ہے اب ہو چکا چھتم خواب	خیمہ میں خیمہ طناب اندر طناب
امر لا تلقوا بکیر و او بدست	آئکہ مردن پیش چشمش تملکہ دست
حکم "لا تلقوا" ہے اس کو بر ملا	جس کو مرنا نہ کہ ہو اے فنا
سار عوا آید مرا و در خطاب	آئکہ مردن پیش او شد فحباب
سار عوا "آید" ہے شہر ہے اسکو خطاب	موت جن کے واسطے ہے فتح باب

شد و انعام سجود او بہشت	چوں سجودے یا رکوعے مرگشت
سجدہ اس عالم میں جنت ہو گیا	جب رکوع و سجدہ انساں نے کیا
مُرخ جنت ساختش رب الفلق	چونکہ پدید از دہانش حمد حق
مُرخ جنت حکم رب سے بن گئی	حمد خالق منہ سے تیرے جب اڑی
گرچہ نطفہ مُرخ با دست وہوا	حمد و تسبیح نما نہ مُرخ را
ہے اگرچہ مُرخ کا نطفہ ہوا	ہو مشابہ مُرخ سے تسبیح کیا
کشت میں دستاں طرف نخل نہا	چوں ز دوست گفت یثار و زکا
اس طرف اس سے اگے نخل و نبات	تو کرے ہاتھوں سے اثار و زکات
جئے شیر غلہ ہر کست و وود	آب صبرت آب جئے غلہ شد
اور محبت جوئے شیر غلہ ہاں	صبر کا پانی بنے نہر جہاں
مستی و شوق تو جوئے خمزمین	اذوق طاعت کشت جوئے نگین
شوق و مستی جوئے بادہ لے اخی	ذوق طاعت نہر ٹھہرے شہد کی
کمن اند چنش جائے آں نشاند	اِس سبب ہا آں شر با را نما نہ
کون جانے یہ عوض ہیں کیوں بنے	ہیں سبب کب مثل اُن آشمار کے
چار جو ہم مرترا فرماں نمود	اِس سبب ہا زیں بفرماں تو بود
غلہ کی نہیں ہو میں تابع تیرے	یہ سبب فرماں ہیں تیرے جوئے
آں صفت چوں بد چنانش میکنی	ہر طرف خواہی روانش میکنی
جو صفت تھی فعل بھی ویسے ہوئے	جس طرف چاہے رواں اسکو کرے
نسل تو دور امر تو آئند چیست	چوں منی تو کہ در فرمان تست
نسل بھی تابع ہے تیرے حکم کی	جیسے تیرے حکم میں تیری منی
کہ منم جزوت کہ کردی اش گرو	مید و دور امر تو فرزند تو
میں سراہی جزو ہوں رہن لے پد	حکم تیرا ہے تیرے فرزند پد

وہیں ہمہ کلیت و زور بر طبق	اسمہ سختی و زورست و عرق
یہ ہے چاندی اور سونے کا طبق	وہ ہے سختی اور طاقت اور عرق
کردہ مظلومت و عا ورنختہ	مگر ترا آید ز جائے ہمتے
اور ہو وہ بد و عا مظلوم کی	گر کوئی ہمت لگے مجھ پر اٹھی
برکے من ہمتے نہادہ ام	تو ہے کوئی کہ من آزادہ ام
میں نے ہمت کب کسی پر ہے رہی	تو یہ کہتا ہے کہ ہوں آزاد ہی
دانہ کشتی دانہ کے ماند بہر	تو گنا ہے کردہ مظلوم و گھر
دانہ بولیا، کب مجھ ہو مثل تر	بے خطا کاری تری شکل و گھر
گویدا من کے زوم کس ابو	اوزنا کردہ جزا صد چوب ابو
وہ گئے لکھٹی سے مارا تھا کے	بید سو گر ایک زانی کے لگے
چوب کے ماند زنا را در جزا	نے جزائے آن نابودایں بلا
چوب تو ہرگز نہیں مغل زنا	یہ بلا کہ اس زنا کی مٹی سزا
درو کے ماند دوارا لے حکیم	اما کے ماند عصا را لے کلیم
درو کب مثل دوا ہے اے حکیم	سانپ کب مثل عصا ہے اے کلیم
چوں بقیندی شد آن شخص سنی	تو بجائے آن عصا آب منی
ڈالے تو پیدا ہو اُس سے آدمی	تو عصا کے بدلے جب آب منی
ز آن عصا چون است یرا عجب	یا رشد یا مار شد آن آب تو
اس عصا سے پھر تعجب کیوں ہوا	یا رہو یا مار ہو یا فی ترا
بہج ماند شیشہ مرقد را	بہج ماند آب آن فرزند را
قد گئے سے نہیں ملتی ذرا	پانی اور نیچے سے پھر نسبت ہے کیا

آسمان! منتظر میداشتی	تخم فوارہ روم میکاشتی
آسمان کو منتظر رکھتا تھا تو	بیج کل کے واسطے ہوتا تھا تو
جہنم کو تخم سعیر و زخست	پین کیش این روزخت اکاشتی
آنکھ تیری بیج دوزخ کا ہے یار	جال ہے یہ ، ہاں بجھائے اسکی نار
آگشتن لیں نار بنود جز بنور	نورک اطفانار ناخن لشکور
آگ یہ سب بجھ سکے بے نور کے	ہاں بجھا دے آگ اپنے نور سے
مگر تو بے نورے کنی خاکے بدست	آگشت زندہ است رخاکست
ہاتھ میں گر خاک لے بے نور کے	آگ خاکستریں پھر دہکا کرے
آں تکلف باشند و روپوش ہیں	نار را نکشد بغیر نور و دیں
ہے وہ پردہ اور تکلف بالیقین	ہے بجھاتا آگ کو بس نور دیں
تا دہینی نور و دیں امین مباحش	کاشت پناہاں بودیکر وز فاش
ہو نہ جب تک نور بے پروا نہ ہو	بھڑکے گی اکدن ہے پناہاں آگ جو
نور بے دان ہم بر آب چھیں	چونکہ داری آب ز آتش ترس
نور بانی ہے حفاظت اس کی کر	پانی ہے جب پاس آتش سے زور
آب آتش! اکشد آتش مجو	مے بسوز و نسل فرزند ان لو
ہاں نہ دھونڈ آتش کہ پانی دے بجھا	نسل فرزندوں کی دیتا ہے جلا
سوئے آں مرغابیاں و روز چید	تا ترا در آب حیوانے کشند
چند دن مرغابیوں کے پاس جا	آب حیواں میں بجھے کھینچیں وہ تا
مرغ خاکی مرغ آبی ہم تنند	لیکشد اند و آبے رو غنند
مرغ خاکی مرغ آبی ہم جمال	صند ہیں لیکن آب و روغن کی مثال
لے تیرا نور جاری آگ بجھا دے۔ کہ ہم تیرے مشک کرنے والوں میں سے ہیں۔	

ہم در امرتست آن چہارواں	اے صفتِ رام تو بود انجیباں
بس بولہی وہ آج نہیں ہیں وال	وہ صفت تھی حکم میں تیرے یہاں
کائناتِ رحمتِ با پرند	اے رحمتاں مرترا فرماں پرند
پھل درختوں میں ہیں تیرے وصف	تاجِ زمان ہیں وہ پیڑ اب ترے
پس در امرتست آنجا اے جزا	چوں بامرتست اینجا میں صفت
حکم میں تیرے جزا ان کی دیاں	حکم میں تیرے یہ صفتیں ہیں یہاں
اے درختِ گشتِ زان قوم رست	چوں رستمِ زخمِ مظلوم رست
وہ بھوہر کا پیڑ دوزا بن گیا	زخمی جب مظلوم کو تو نے کیا
مایہ ناریہ ہستم آمدی	چوں زختمِ آتش تو درلہمازی
مایہ ناریہ ہستم تو ہڑا	اگل دی غفہ کی جب دل میں لگا
آنچہ ازوے زاو مرد افروز بود	آتش اینجا چو آدم سوز بود
اس کی پیداوار مرد افروز تھی	اگل اس کا تیری آدم سوز تھی
نار کزوے زاو بر مردم زند	آتش تو قصد مردم سے کند
آدمی سوزا سکے شعلے ہیں اخی	اگل تیری موت ہے انسان کی
مارو کزوم گشتِ میکیموت	اے سخنہائے چو مارو کزوموت
سانپ بھٹوین کے کانیں گی بھی	سانپ بھٹو سی ہیں جو باتیں تری
انتظارِ رستخیزت گشتِ نار	اولیاءِ ادا شستی درانتظار
ایسا کرنا تجھ کو دوزخ ہو گیا	دوستوں کو منتظر تو نے رکھا
انتظارِ حشرتِ آمدوائے تو	وعدہ فرودا و پس فرودائے تو
انتظارِ حشر ہے وا حسرتا	وعدہ کل کا اور پیروں کا ترا
در حسابِ آفتاب جا نگداز	منتظر مانی درآں روزِ دراز
زیرِ خورشیدِ حسابِ جا نگداز	منتظر تو بھی رہے روزِ دراز

کرتائی ہست زبیرداں فقین	ہست تجلیت ز شیطان لعین
بے تامل کاریزداں بالیقین	اور جلدی کار شیطان لعین
پیش سگجں لغتہاں افگنی	بو کند و آزاخو رے مقنی
گتے کو ڈالے جو لغتہ نان کا	پیلے شوکھے گا اُسے پھر کھانے کا
اوہ بینی بو کند ما پا خرو	ہم ہیو ہمیش بہ عقل منتقد
نال سے شوکھے وہ اور ہم عقل سے	عقل سے ہم آزماتے ہیں اُسے
باتامی گشت موجود از خدا	تا بہ شش وزاں زمین یچ نما
حق نے ہے پیدا تامل سے کیا	سوچ کر چھ دن میں یہ ارض دھما
ورنہ قادر پود او کو کُن مگون	حد زمین چرخ اولے پرل
ورنہ قادر تھا، جو کُن کتا و بان	ایسے بنتے سوزمین و آسمان
آدمی اندکا اندک اے ہمام	تا چل سالش کند مرد و ستام
آدمی کو رفتہ رفتہ اے ہمام	سی و وہ سالہ بنا یا مرو تام
گرچہ قادر نہ و کا نہ یک نفس	از عدم پیران کند پہچاہ کس
گرچہ وہ قادر ہے بل بھر میں اخی	غیب سے پیدا کرے سو آدمی
یو د عیسیٰ را دے کو یک عا	بے توقف بر جہان دے مڑوہا
سائس وہ عیسیٰ میں تھا کر کے موعا	مڑوہ کو کرتے تھے زندہ برطا
خالق عیسیٰ نہ بتواند کہ او	بے توقف مرم آرد تو بہ تو
کیا نہیں ممکن کہ عیسیٰ کا خدا	بے تامل دے سنئے انساں بنا
ایں تانی از پتے تعلیم تست	کو طلب آہستہ باید بے شکست
یہ تامل ہے تری تعلیم کو	تا طلب آہستہ اور بے قطع ہو
جو یک کو چک کو الم میرود	نئے نجس گرد نہ گندہ می شود
چھوٹا نالہ جو ہمیشہ ہے رواں	وہ نجس یا گندہ ہوتا ہے کہاں

ہر کے بر اصل خود رائندہ اند	اختیار طے کن بہم مانند اند
اپنی اپنی اصل پر یہ ہیں نوال	دیکھ آپس میں ہیں یکساں بیگان
بہنچانکہ وسوسہ و وحی است	ہر دو معقولند لیکن فرق بہت
جس طرح وحی است اور وسوسے	دونوں میں معقول، لیکن فرق سے
ہر دو دلائل بازار ضمیر	رختہارے ستانند لے امیر
دونوں ہیں دلائل بازار ضمیر	پیتے ہیں اسباب و سامان لے امیر
گو تو صراف پر فکر تناس	فرق کن ہر دو فکر چوں تناس
کہ نہیں صراف اور فکر تناس	فرق دو فکر ہیں کہ مثل تناس
ورندانی این وفور گمان	لا خلا بہ گو و مشتاق مران
دونوں فکر میں گر نہیں کہ جانتا	چھوڑ مکر و حیلہ اور آگے نہ جا
تا ناماند در تفکر جان تو	غبن ناپید بر تو و بر خوان تو
تا نہ تیری جان فکر میں رہے	نفل کو ترے، نہ نقصان ہو تجھے

خرید و فروخت میں دفع نقصان کی حیلہ

آں کے پالے پیہر را بگفت	کہ منم در بیعہا با غبن جنت
اک صحابی نے پیہر سے کہا	بیع میں مجھ کو زیان ہے بر ملا
مکہ ہر کس کو فروشد یا فرو	ہمچو سحرست زرا ہم میہرو
مکہ اس کا جو کہ بیچے یا کہ لے	سحر ہے گرہ جو کرتا ہے مجھے
گفت رہے کہ ترسی از غرا	شرط کن سے روز خود را اختیار
بولے جب ہو بیع میں کچھ مکر یار	شرط کر لے تین دن کی اختیار

لے بروہ فروش ہے اذا باعیت نقل لا خلا لہ و بی النجاء لکنتہ ایام
ترجمہ جس وقت خرید و فروخت کرے تو کہدے کچھ فریب نہیں جھکوتین دن اختیار ہے

حضرت بلالؓ کا خوشی سے انتقال کرنا

زندگ مرگ افتاد بروئے بلالؓ	چون بلالؓ زضعف شد بچون بلالؓ
حیرے پر تھا رنگ مرگ اور تھے نکھال	تھے بلالؓ آزار سے مثل بلالؓ
پس بلائیں گفت نے زو اطر	جنت و دہشت بگھٹنا و احرب
اور کہتے تھے بلالؓ اس سے غو شا	دیکھا زوج نے کہا و احسرتا
تو چہ انی مرگ چشیش بہت صلیت	تا کنوں اندر حرب و دم ز زسیت
کیا خبر تجھ کو ہے عیش مرگ کیا	زندگی سے تھا میں الجھن میں پڑا
ز گس و گلبرگ و لالہ مے شکفت	اے بے گفت و خوش و عین شکفت
بھل رہا تھا ز گس و لالہ گللاب	وہ یہ کہتے اور زرخ پر لا جواب
مے گواہی داد بر گفتار او	تاب و چشم پر انوار او
تھی گواہی دے رہی گفتار کی	تاب زرخ اور چشم پر انوار کی
مردم دیدہ سیہ آمد چرا	ہر سیہ دل مے سیہ پیدی را
مردم دیدہ ہوئے کیسے سیاہ	وہ سیہ دل کی نظر میں تھے سیاہ
مردم دیدہ بود مرا ت ماہ	مردم ناویدہ باشد روسیاہ
پستی جو بیٹا ہو ہے مرا ت ماہ	پستی جو اندھی ہو وہ ہے روسیاہ
در جہاں جز مردم دیدہ فرا	خود کہ بیند مردم دیدہ ترا
خاص ہے اہل نظر کا دیکھنا	آنکہ کی پستی تجھے دیکھے گی کیا
پس بغیر او کہ در رنگش رسید	چوں بغیر مردم دیدہ اش ندید
رنگ کو بھی تھے وہی پہچانتے	تھا نظر والوں نے جو دیکھا اسے

زین تانی زاید اقبال و سرور	زین تانی بیضہ دولت چوں طوی
ہے تامل وجہ اقبال و سرور	بیضہ دولت ہے مانند طوی
باش تا اعضائے توجہ ضیہا	مرعنا زائند اندر انتہا
بیضہ اعضا سے اپنے ہوشیار	مرع تا پیدا کریں انجام کار
بیضہ بازار چہ ماند و شبہ	بیضہ کنجشک ادورست رہ
گو کہ ہے ہم شکل اندا باز کا	فرق ہے چڑیا کے اندے سے بڑا
وانی اے عاقل کہ مانسیں چھیں	در نوشتن لیکل اندر نقطہ ہیں
سین گو ہے شین سے ملتا ہوتا	غور کر نقطوں میں لیکن اے فتا
وانہ آہنی بدانہ سیب نیز	گرچہ ماند فرقہ ماہاں آغویز
ایک سے ہیں دائر سیب و بی	فرق کو ان کے سمجھ لیکن اخفی
برگہا ہرنگ باشد در نظر	میوہا ہر یک بود نوع و گھر
پتہ گو ہرنگ آتے ہیں نظر	میووں میں ہے فرق لیکن سر بسر
برگہا و جسمہا مانند اند	لیک ہر جائے بریچے زندہ اند
برگ و تن اشجار کے یکساں، مگر	زندہ ہیں حاصل میں وہ ہر جائے پر
خلق در بازار یکساں میروند	آں یکے در ذوق دیگر در مہند
سب چلیں بازار میں یکساں مگر	ہے کوئی خوش اور کوئی رنجیدہ تر
پہنچاں در مرگ یکساں میروں	نیم در خسران و نیمے خسر و لم
ایسے ہی مرکز ہیں ہم یکساں رول	آدھے ہیں ناشاد، آدھے شاد و ماں
ایں سخن پایاں نثار و بادگو	از بلال و از ہلال و کار او
یہ سخن ہے انتہا ہے اب سنا	حال لوگوں کو بلال و زار کا



من چو آدم بودم اول صبح کرب	پُر شد اکثر نسل عالم شرق و غرب
پہلے جوں آدم تھا میں محبوب کرب	پھر گئے اب نسل وہاں مشرق و غرب
من گدا بودم در نیخانہ چو چاہ	شاہ گشتم قصر باید بہر شاہ
میں کنوئیں میں گم کے تھا مثل گدا	چاہئے اب محل میں سلطان ہوا
قصر باخو و مرشہا ترا مانست	مردہ اٹھانہ و مکاں گویے بہت
محل ہے مرغوب شاہوں کو مگر	مردے کو کافی ہے اک تار یک گم
ابنیا راتنگ آمد انجہاں	چوں شہاں ز قند اندر لامکاں
تنگ ہے دنیا برائے ابنیا	لامکاں جاتے ہیں مثل باد شا
مرو گا ترا ایں جہاں بنمود فر	نظارش ز رفت و بمعنی تنگ تر
آئی مردوں کو بڑی دیا نظر	نظارا وسعت، باطن تنگ تر
گر بنووی تنگ ایں افغان جہت	چوں دو تماشہ ہر کہ روزیے پیش رست
تنگ ہو دنیا نہ گر رونا ہو کیوں	جو زیادہ دن جے، طیرھا ہو کیوں
در زمان خواب چوں تراوشد	ز آن مکاں بنگہ کہ جان جس شاوشد
خواب میں جبوقت اگر ادی ملی	اس جگہ جاں کو خوشی کیسی ملی
روح از ظلم طبیعت باز رست	مرو زندانی ز فکر جس حسبت
جاں ہونی ظلم طبیعت سے رہا	جیسے فکر قید سے قیدی چھٹا
ایں زمین و آسمان بس فراخ	سخت تنگ آمد ہنگام مندرخ
یہ زمیں یہ آسمان با صد کشود	تھے بہت ہی تنگ ہنگام درود
چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ	خندہ او گریہ و غرض جملہ تنگ
چشم بند اک ہے فراخ اور سخت تنگ	ہنسنا رونا اس کا اور غم اسکا تنگ

۱۔ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۱۔ ارواح سے مراد ہے +

پس جزا و جلافت آمدند	در صفات مردم دیدہ بلند
ماسوا اس کے مقلد ہیں تمام	مردم دیدہ کے وصفوں میں تمام
گفت جہش افراں آفرین خصال	گفت نے نے الوصلت احوال
بولی زوجہ، الفراق لے خوش خصال	ہنس کے فرمایا یہ ہے عین وصال
گفت جفت امشب غریبہ میروی	از تبار و خویش غایت پیشوی
بولی زوجہ، ہے مسافر آج تو	چھوڑ کر سب کو چلا لے نیک خو
گفت نے نے بلکہ امشب جان من	میرسد خوش از غریبی و وطن
ہنس کے فرمایا غلط ہے بلکہ جاں	ہے وطن کی سمت غربت سے جاں
گفت لے جان و دلم و احسرتا	گفت نے نے جان من اول و ثانی
بولی، میرے جان و دل و احسرتا	بولے جان من ! تو کہہ دا دوقتا
گفت آں ریت گجا بنیم ما	گفت لے نذر غلوت خاص خدا
بولی اب دیکھوں گی یہ صورت کہاں	بولے غلوت میں خدا کی بیگیاں
حلقہ خاصش بتو پیوستہ است	مگر نظر بالا کنی نے سوئے پست
حلقہ خاص اُس کا ہے تجھ سے ملا	چھوڑ پستی کو، نظر اوپر اٹھا
اندر اں حلقہ زرب العالمین	نور میتا بدجو در حلقہ منگیں
حلقے میں ہے نور رب العالمین	ایسا تا باں جیسے حلقے میں جبین
گفت ویراں گشت این خانہ دراز	گفت اندر مہ نگرہ منگرہ بھنج
بولی صد افسوس گھر ویراں ہوتا	بولے مہ کو دیکھ باؤل کو پٹا
موت سے جسم کے ویراں ہونے کی حکمت	
کر و ویراں تا کند معمور تو	قوم انہ بود و خانہ مختصر
اگر تا ہے ویراں کہ ہو معمور تر	تجھ زیادہ قوم گھر تھا مختصر

کر وہ میراں تاکند قصر ملوک	خانہ سنگ و درون چنگلوک
کر دیا ویراں کہ ہو محل شہی	سنگ گھر اور اس میں لکھے آدمی
نہ نہ گشتم شدہ لقل آں ہم	چنگلوک چوں جنس اندر گم
ہو چکے نو ماہ - میں پیدا ہوا	ہوں میں لکھا، جوں رحم میں بچہ تھا
من میں زنداں میاں کی درم	گر نہ باشد دروزہ با ما ورم
میں رہوں اس قید میں آتش بیاں	دروڑہ میں مبتلا گر ہو نہ ماں
میکند زہ تا رہد برہ ز میس	ما ورم طبعم ز در و مرگ خویش
مضطرب ہے تاکہ بڑ بچہ بچے	ماں مری فطرت کی در و مرگ سے
ہیں ہم کشاکش گشت آں برہ کبر	تا چرواں برہ در و مرگ سے
بچہ موتا ہے - رحم اب کھول دے	بزرگھرا میں وہ بچہ تا چرے
بر جنیں شکستین زنداں بود	دروڑہ گھر گرج آبستن شود
بچہ پر ہے لٹ جانا قید کا	حاملہ پر دروزہ گو ہے بلا
واں جنیں خنداں کہ پیش آمد غلام	حاملہ گریاں ز زہ کایں لمانص
بچہ ہنستا ہے - ہوا میں تو رہا	حاملہ ہے دروزہ میں مبتلا
از جادواں زہیمہ و ز نبات	ہر چہ زیر چرخ ہستند اتمات
یہ جادات اور حیواں اور درخت	جتنی مائیں ہیں زمین پر نیک بخت
جز کسانے کہ نبیہ عاقل اند	ہر یکے از در و غیرے غافلند
ہاں جو دانا ہیں یہیں غافل و کب	دوسرے کے درد سے غافل ہیں سب
بلکہ از خانہ خودش کے داناں	آنچہ کو سہ و اند از خانہ کساں
ریش کھولا کب وہ بنائے لے پسر	ہے جو کچھ بے ریش کو گھر کی خبر
۱۷ صاحب دل بہ ۱۷ وجہ سے مراد ہے *	
۱۷ دنیا دار *	

دُنیا اور خواب کی تشبیہ

تنگ آنی جانتا سنجیدہ شود	ہمچو گرما بہ کہ تفیدہ ہو
تنگ آئے تو۔ ہو انجمن جسم کو	جس طرح حمام جب وہ گرم ہو
زاں تیش تنگ آیت جانِ کلیل	گرچہ گرما بہ عرضیست طویل
ہو تپش سے جان تنگ و ریس کلیل	گرچہ ہو حمام چوڑا اور طویل
پس چہ سودا نذر فرائے منزلت	تا برس نامی نیکشاید ولت
پھر کشادہ گھر سے کیا ہے فائدہ	گزشتہ مچلے تو نہ خوش ہو دل ترا
در بیا بان فراخی میروی	یا کہ کفش تنگ پوشی لے غوی
اور کھلے جھٹل میں تو جائے کبھی	جیسے جو ساتھ تنگ پہنے تو اخی
بر تو زنداں مد آں صحرا و دشت	آں فراخی بیاباں تنگ گشت
ہو وہ صحرا تجھ کو زندان قوی	تنگ تجھ پر ہو فراخی دشت کی
کہ در آں صحرا چو لالہ بر شگفت	ہر کہ وید او مر ترا از دور گشت
مثل لالہ کے شگفتہ دل کچھ	دور سے جو تجھ کو دیکھے۔ وہ کہے
از برس در گلشنے جانِ فناں	اوند اند کہ تو پہچوں ظالماں
باغ ہے باہر سے۔ اندر سے فناں	کیا خبر اس کو تو مثل ظالماں
کہ زمانے جانتا از زنداں برستا	خواب تو آں کھنشن میوے نیست
قید سے ہے جان دم بھر کو چڑا	خواب تیرا ہے وہ جوتا بھیگنا
ہمچو آں اصحاب کھف اندر جہاں	اولیا را خواب ملکست آفاں
جیسے وہ اصحاب کھف شادماں	اولیا کی ملک ہے خواب ایفاں
در عدم در میر و ندو باب نے	خواب بنیند و آنجا خواب نے
جائیں بے در کے عدم میں بالیقین	خواب میں ہیں خواب گو اُس ہائیں

درحقیقت خالق آثار است	لیک جز علت نیست ایل پست
خالق آثار ہے از بسکہ دوست	صرف علت دیکھتے ہیں ایل پست
مغز کو از پوستہا آوارہ نیست	از طبیب علت اور چارہ نیست
مغز جو نکلا نہیں ہے پوست سے	علت و درماں کی کیا پروا کرے
چوں دم بار آدمی زادہ بزاد	پائے خود پر فرق علتہا خوا
دوسری بار آدمی پیدا ہوا	پاؤں اپنا سر پہ علت کے رکھا
علت ولی نباشد دین او	علت آخری نذر دیکھیں او
دین اس کا علت ادنیٰ گمانی	کیسے ہے با علت آخری کہاں
مے پر چوں آفتاب نذر افق	باعرو سے صدق مسفوت برحق
اڑتا ہے جیسے آفتاب	صدق کی ہمرہ وطن ہے بے حجاب
بلکہ بیروں از افق وز چرخ ما	بے مکاں باشند چارواح و نفی
بلکہ باہر اس آفتاب اور چرخ سے	بے مکاں رہتا ہے جوں ارواح کے
بل عقل ما چو سایہ لے غمو	مے فدا از ہر طرف پر پائے او
بلکہ یہ عقلیں ہماری سایہ دار	ہر طرف ہیں اُسکے قدروں پر شمار

نظر مطلق کی تشبیہ

مجتہد ہر گم کہ باشد نظر شناس	اندر اں صورت نہیں قیاس
مجتہد ہوتا ہے جس دم نظر شناس	کب وہ اس صورت میں کرتا ہے قیاس
چوں نیاید نظر اندر صورتے	از قیاس آنجا نمایہ عبرتے
نظر جو صورت میں سما سکتی نہیں	ہے قیاس اک عبرت اس جا بالیقین

لے روشناسی - قرآن مجید کی وہ آیتیں جو متشابہ کاموں میں امتیاز کرتی ہیں
کلام صریح و ظاہر سے تنق - سرایرہ

آنچہ صاحب دل بدان حال تو	تو ز حال خود ندانی لے عمو
صاحب دل حال جو جائے ترا	تجھ کو بھی آہتا نہیں اپنا پتا
آنچہ بینہ در حبیبیت اہل دل	کے بیہنی در خود لے از خود خل
جو ترے ماتھے میں دیکھیں اہل دل	تو آسے کس طرح دیکھے لے گل

عقلمت، کاہلی اور تاریکی جسم سے ہے

عقلمت از تن بود چوں تن و وحشت	بینہ آل سرار راجے بیچ مبد
تن سے عقلمت ہے جو یہ تن ماں ہے	دیکھے پھر اسرار کو بے لاک کے
چوں زمین خاست از قو فلک	نہ شب نے سایہ ماند لے ولک
جب زمیں اٹھ جائے جو ف چرخ سے	پھر نہ یہ سایہ نہ تاریکی رہے
ہر کجا سایہ است شب با سایہ	از زمیں باشد نہ از خورشید و مہ
ہے جہاں بھی رات اور سایہ کچھ	وہ زمیں سے ہے نہ سوج چاند ہے
دود پھوسستہ ہم از ہیزم بود	کے ز آتش ہائے مستقیم بود
لکڑیوں سے یہ دھواں ہے ہیماں	آتش روشن سے کب نکلے دھواں
وہم افتد و ر خطا و در غلط	عقل باشد و ر اصابتا فقط
غلطیوں سے اور خطا سے وہم ہو	ہے فقط مضبوطیاں و اتانی کو
ہر گرائی و کسل خود از تن است	جاں زخمت جملہ در پیدائی است
ہر گرائی اور کسل ہے جسم سے	جاں اڑے گی تن کو سوتا دیک کے
روئے سرخ از کثرت خونما بود	روئے زرد از جھٹن صفر بود
لثرت خوں سرخ کرے چہرے کو	کثرت صفر سے چہرہ زرد ہو
رو سفید از قوت بلغم بود	باشد از سودا کہ رو ادیم بود
ہو سفید اب مٹے تو ہے بلغم بڑھا	اور کالا ہو تو سودا ہے سوا

آپنچاں سوز و کہ ناید در شمر	اگر زند بر خاک دالم نور خور
جل آئے وہ اس طرح بس الاماں	خاک پر خور ہو جو دالم صوفشاں
مار را با او کجا ہمراہیت	دالم اندر آب کار ماہیت
ساتھ چھلی کے رہے گا سانپ کی	رہتی ہے چھلی ہی پانی میں سدا
اندریں ہم ماہیانی مے کنند	لیکے کہ مار ہائے پُر فند
چھلی اس دریا کی وہ بنتے ہیں یار	میں پھاڑوں میں مگر مگر مار
ہم زوریاں تاسہ شاں سوا کند	مگر شاں گر خلق را شیدا کند
بیقراری بحر میں رسوا کرے	مگر اُن کا خلق کو شیدا کرے
مار را از سحر ماہی مے کنند	داندریں ہم ماہیان پُر فند
سحر سے چھلی بنا دیں سانپ ہاں	اور دریا میں ہیں پُر فن چھلیاں
تا شوی چون ماہیان و ریم رواں	اگر تو ماہی شو قویں ماہیاں
میں ماہی ہو رواں دریا میں جا	سانپ ہے تو چھلیوں کے پاس آ
بحر شاں آموختہ سحر حلال	ماہیان فقر دریائے جلال
سحر میں دریا سے سیکھی بیگیاں	ہیں جلالی بحر کی جو بھلیاں
نخس آنجا رفت و نیکو فال شد	بس محال از تالی شاں حال شد
نخس جا کر اُس جگہ ہو نیک فال	بن گیا حال آنکے پر تو سے محال
سنگ آنجا رفت و شد ورتیں	زہر آنجا رفت و شد ورتیں
پتھر اس جا رہ کے گوہر ہو گیا	زہر اُس جا جا کے شد ہو گیا
مے در بند جز بہ شر چشم بشر	خاک ز رشہ سنگ ہر پائے سر
جو بہ شر دیکھے نہ کچھ چشم بشر	خاک ذرا پتھر گرا، اور پاؤں سر
صد قیامت بگذرویں ناتمام	تاقیامت گر بگویم زیں کلام
حشر ہو سو بار، یہ کب ہو تمام	تاقیامت گر کہوں میں یہ کلام

واں قیاس عقل جو وی تحت ایں	نصّ وجی روح قدسیٰ اں یقین
ہے قیاس عقل جز وی کمتریں	نصّ کو وجی روح قدسیٰ کر یقین
روح اورا کی شود زیر نظر	عقل زجاں گشت با ادراک و فر
روح ہے ادراک کی زیر نظر	عقل کو ہے روح سے ادراک و فر
ز آل اثر آں عقل تدبیر کند	ایک جاں در عقل تاثیرے کند
اس اثر سے عقل ہے تدبیر گر	عقل میں کرتی ہے لیکن جان اثر
کویم کشتی و کوطوفان نوح	نوح و اارصد متے زد بر تو روح
پھر کہاں کشتی، کہاں طوفان نوح	نوح کی مانند صدمہ دے جو روح
نور خور از قرص خورشید است	عقل اثر را روح پیدا و ولیک
نور سورج کا ہے اس سے نور تر	عقل اثر کو روح سمجھی ہے مگر
کہ نورش سونے قرص فکند شد	ز آل بقرصے سالکے خورسند شد
قرص پر بھی بس اسی کا نور ہے	قرص سے سالک جیہی مسرور ہے
نیست الم روز و شب و افلاست	ز انکہ ایں نورے کہ اندر سافلاست
ہے وہ فانی را بدن بمقتا ہے	کیونکہ ہے جو نور سظمی میں عیاں
غرقہ آں بحر باشد و امنا	دائکہ اندر قرص اروپاس جا
غرق وہ دریا میں رہتا ہے مدام	قرص میں رکھتا ہے جو اپنا مقام
وارمید او از فراق سینہ کوب	نہ سبحا بش رہ زند نہ خود غروب
اور فرقت سے نہیں اسکو گداز	ہے غروب و ابر سے وہ بے نیاز
یا مبدل گشت لگا ز خاک بود	پچھیں کس صلش از افلاک بود
یا ہوتی تبدیل گوئی خاک سے	اسل ایسوں کی ہے بس افلاک سے
کہ ز ند برے شعاع جاوواں	ز آنکہ خاکی را نہ باشد تا یکاں
کہ نہیں پھینکے اس پہ اپنی جاواں	کیونکہ ہے خاکی میں تاب رانی کہاں

صدقہ سلطان ہفتشاں و امگیر	ایک بابے رغبت ہائے ضمیر
صدقہ شہ ان کو دے اے با اصول	لوگ بے رغبت بھی ہوں گر اے رسول
ورطولاں مفکر و اندر جہاں	اسپہ خود را اے رسول آسمان
ان طولوں پر نہ جا کر دے رواں	اپنا گھوڑا اے رسول آسمان
اسپہ اندر خندق آتش جہد	فرخ آں تر کے کہ استیزہ نهد
آگ کی خندق میں گھوڑا ڈال دے	وہ سپاہی خوب جو لڑتا رہے
کہ کذا ہنگ اوج آسمان	گرم گرد اند فرس را آسپہاں
بس کرے وہ قصہ اوج آسمان	اس طرح کھوٹے کو گرمائے ویاں
بھجوا آتش خشک و تر را سوختہ	چشم را از غیر و غیرت دوختہ
خشک و تر کو مثل آتش پھونک دے	غیر اور غیرت سے بند آنکھیں کئے
آتش اول در پیشانی زند	گر پیشانی بر ویبے کند
آگ میں پہلے اسی کو وہ جلائے	عیب اگر اس پر پیشانی لگائے
چوں بہ بنید گر می صاحب قدم	خویشیانی زوید از عدم
دیجہ لے کر، گر می صاحب قدم	خود پیشانی نہ ہو پیدا بہم

بہر جان کا اپنے دشمن سے بچنا

گرچہ حیوانست الا تادرا	اسپہ اند ہاتک بونے شیر را
ہے عجب حیوان ہو کر یہ ذکا	خیر کی بونے ہے گھوڑا آشنا
خوبد اند از نشان ازاثر	بل عبد و خویش را ہر جانور
جانتا ہے با نشان و با اثر	اپنے ہر دشمن کو ہر اک جانور
شب بزل آید چو زردان جربید	روز خفا شک نیار و بر پرید
رات کو اڑتی ہے تنہا بالیقن	دن میں چگا دڑ کبھی اڑتی نہیں

سننے والوں و مریدوں کے ادا

نزد من عمرے مکدر برداشت	ابر ملولانیں مکدر برداشت
مجھ کو ہے عمر دو بارہ یہ مگر	ہے گراں ہمار ہر بد ذوق پر
خاک اوتا بہ مکر رز رشو	شمع از برق مکدر بر رشو
آتش جہیم سے مٹی زر ہے	شمع چمکے آگ کی ہمدار سے
از رسالت باز میماند رسول	اگر ہزاراں طالبند و مکمل
اور رہے تبلیغ سے غامض رسول	ہوں اگر طالب ہزاروں اک ملول
مستمع خواہند اسرائیلؑ خو	این سولان خمیر راز گو
سننے والا چاہے اسرائیلؑ خو	بس سمجھ وہ ہے رسول راز گو
چاکری خواہند از اہل جہاں	خونے دارند و کبر چوں شہاں
خلق سے خدمت کی حسرت ان میں ہے	بادشاہوں کی سی نخوت ان میں ہے
از رسالت شاں چگونہ بر خور کی	تا ادبہا شاں بجا کہ ناوری
ہو بختے تبلیغ سے کیا فائدہ	گرنہ لائے تو ادب ان کا بجا
تا نباشی پیش شاں ارجح دو تو	کے رسند آں امانت را بتو
تو نہ ان کے سامنے جب تک بچھا	کب امانت پھر وہ پہنچائیں بچھے
کا مندایشاں زاپو این بلند	ہر ادب شاں کے بچے آید پسند
ہے مقام ان کا اک ایوان بلند	ہر ادب ان کو کب آتا ہے پسند
از تو دارند لے مقرر مقرر	نے گدایند کن ہر خدمت
اے فریبی ملوں تیرے احسان لیں	وہ گداکب ہیں کہ لے کر خدمتیں

لے دو بارہ زندگی پانا جو نایاب شے ہے ہ

تو عدو او نہ خصم خودی	چہ علم آتش کہ تو ہمیز شدی
تو عدو اس کا نہیں اپنا ہوا	آگ کو کیا غم جو تو لکڑی بنا
اے عجیب ز سوز منت و لم شود	یا ز درد و غصہ ات درہم شود
ہے عجب سوزش سے تیری کم ہو وہ	یا کہ تیرے غصے سے درہم ہو وہ
رحمتش نے رحمت آدم بود	کہ مزاج رحم آدم غم بود
رحمت اس کی رحمت انسان نہیں	رحم آدم ہے سوائے غم کہیں
رحمت مخلوق باشد غصہ ناک	رحمت حق از غم و غصہ پاک
رحمت مخلوق تو ہے غصہ ناک	رحمت حق ہے غم و غصہ سے پاک
رحمت بیچون جنیں الے پسر	ناید اندرویم ازے جز اثر
رحمت حق کو تو جان ایسا پسر	وہم میں مطلق نہ آئے جز اثر
ظاہرست آثار میوہ رحمتش	لیک کہ داند جز او ماہیتش
ہے اثر رحمت کا اس کی ظاہر	ماہیت ہے کون لیکن جاتا
مثال و تقلید اور تحقیق میں فرق	
یہ سچ ماہیات اوصاف کمال	کس نہ اند جز ہا شمار و مثال
کوئی ماہیات اوصاف کمال	جانتا کب ہے بجز شبہ و مثال
طفل ہیت نہ اند طمٹ را	جز کہ گوئی ہست چل حلو ارا
بے خبریہ کا جامعی لطف سے	ماسوا اس کے کہ تو حلو کے
طفل انہود زوطی زن خبر	جز کہ گوئی ہست آنخوش عیش
طفل کو محبت سے زن کی کیا خبر	ہاں بجز اس کے کہ تو کہے سے شکر
کے بود ماہیت ذوقی جامع	مثل ماہیات حلو اے مطاع
کب ہوئی ماہیت ذوقی جامع	مثل ماہیات حلو اے مطاع

شب رود بر کار ساز و مکر خود	بر نیاید بوم از ہم و کر خود
رات ہو تو حال دھوکے کا بھگائے	آشیاں سے باہر اونی بھی نہ آئے
کہ عدو آفتاب فاش ہو	از ہمہ محروم تر خفاش بود
بن گئی بد خواہ جو خورشید کی	سب سے بد قسمت یہ چمگا ڈر رہی
نے بغیر تانہ فاش ہو کر کو	نے تواند در صافش زخم خورد
اور نہ نفرت سے جدا اسکو کرے	زخم لڑ کر بھی نہ اس کو دے سکے
بر نہ ڈرانڈ ز قمرش تار و پود	آئندہ آں خورشید از احسان جو
قمر سے اس کو نہیں جو دیکھتا	ہے یہ احسان و کرم خورشید کا
از برائے غصہ و قہر خفاش	آفتاب کے بگردانہ فاش
ایک چمگا ڈر کا عفتہ دیکھ کے	آفتاب ایسا، جو منہ کو پھیر لے
ورنہ خفاش کجا مانع شود	غایت لطف و کمال او بود
ورنہ چمگا ڈر جو رو کے کیا مجال	ہے یہ اسکا غایت لطف و کمال
تا بود ممکن کہ گردانی اسیر	دشمن ارگیری بحد فحش گیر
تا کہ غلبہ اس پر ممکن ہو پسر	دشمنی کرتا ہے تو ہمسر سے کر
اہلہ است او پیش خود پر سکند	تیار و با قلم کہ استیغہ کند
اہلی سے خود کو وہ رسوا کرے	ایک قطرہ بحر سے جگمگا کرے
چنبرہ حجرہ قمر چون بر درو	حیلت او از سبالش نکذرو
تورے ہالہ چاند کو کس طور سے	مکراس کا مونچھوں سے کب بڑھ سکے
اے عدوئے آفتاب آفتاب	باعد وئے آفتاب میں بدعتاب
اے عدوئے آفتاب آفتاب	دشمن خورشید پر ہوتا یہ عتاب
مے بلرزو آفتاب آخرش	اے عدو آفتاب کے کوز فاش
ہر و اختر کا نہیں جس کے خوف سے	اے عدو اس آفتاب نور کے

عجز از ادراک ماہیت عمو	حالت عامہ بود مطلق مگو
عجز بہ ادراک کا ہے بالیقین	عام حالت ہے مگو مطلق نہیں
زانکہ ماہیات و ستر ستر آں	بینش چشم کا ملاں باشند عیاں
کیونکہ ماہیات اور ستر نہاں	کالموں پر صرف ہوتے ہیں عیاں
در وجود از ستر حق و ذات او	دور تر از وہم استبصار کو
ستر حق و ذات عیموں میں نہاں	دور ان کے وہم بینش سے کھیاں
چونکہ او مخفی ماندا از محرماں	ذات وصفی چھپیت کمال نہاں
محرموں سے چونکہ وہ مخفی نہیں	ذات وصفی چھپ بھی سکتی ہے کہیں
عقل بخشنے گوید اس دوست و	بے زما ویلے محالے کم مشن
جتنی کہتا ہے ناممکن ہے جا	سن نہ بے تاویل مشکل مسئلہ
قلب گوید مرتزا کا سب سے حال	انچہ فوق حال تست آئید محال
قلب کہتا ہے کہ سن لے سست حال	عقل سے جو دور ہو وہ ہے محال
واقعات کے کنوینٹ برکشود	نے کہ اول ہم محالیت مے نمود
واقعات جو تجھ پہ اب ظاہر ہوئے	کیا وہ سب پہلے پہل مشکل نہ تھے
چوں ماہیت زوہ زنداں کرم	تیرہ را بر خود ممکن جس از ستم
قید سے دس کی چھڑا یا جو دے	تنگ دُنیا کو نہ کہ اب ظلم سے
چوں خلاصی یافتی از صد بلا	فقر را بر خود ممکن رنج و غنا
سو بلاؤں سے ہوا ہے جب رہا	فقر کو اپنے نہ کہ رنج و حنا
سہل گیر و تا نگرد و مشکلات	ور نہ شد شکر پہ جو زیر قنالت
کہ اُسے آسان نہ مشکل نہ ہو	ہے جو شکر وہ سیم قائل نہ ہو
سو نہ بحث خود ہما زانے ابر حق	کایں سخن پایاں ندارد جان من
بحث کی جانب تو اپنی لوٹ جا	اس سخن کی بھی ہے کوئی انتہا

لیک نسبت کرد از وی با خوشی	باتر آں عاقل کہ تو کو دکوشی
نسبت اچھی چیز سے دی ہے مگر	اس ذکی نے تجھ کو بچہ جان کر
تا بیداند کو دک آرا از مثال	گر نذاند ماہیت اعدین حال
تاکہ سمجھے بچہ از را و مثال	گونہ جانے ماہیت کا عین حال
پس اگر گونی بد انم دور نیست	ورگونی کہ ندانم دور نیست
گر کہ میں جانا ہوں ٹھیک ہے	گر کہ تا آشنا ہوں ٹھیک ہے
مگر کسے گوید کہ دانی نوح را	آں رسول حق و نور روح را
کوئی گویا پیچھے کہ جانے نوح کو	اس رسول حق کو نور روح کو
گرگونی چوں ندانم کاکم	ہست از غر شید و مشہور تر
گر کہ تو، کیوں نہ جانوں وہ تم	جانداور سورج سے ہے مشہور تر
کو دکاں خرو در کست بہا	وآں اماں جملہ در محرابہا
مدرسوں میں چھوٹے بچوں نے	مسجدوں میں دی اماں نے ندا
نہا او خوانند در قرآن صریح	قصہ اس گونید از ماضی فصیح
نام ہے اس کا کھلا، قرآن میں	قصہ ماضی بھی لوگ اسکا کہیں
راست گو اند ترا از رو وصف	مگر چہ ماہیت نہ شد از نوح کشف
تجھ کو سب سچا کہیں از روئے وصف	ماہیت کا نوح کی گو ہو دکشف
ورگونی من چہ دانم نوح را	بچھاوئے داند اور اسے فنی
اور جو کہ دے کیا ہیں جانوں نوح کو	نوح کو جانے وہی جو نوح ہو
مور نکم من چہ دانم فیل را	پشتہ کے داند امیرافیل را
لنگڑی چونی، کیا ہیں جانوں فیل کو	کب یہ میچھر سمجھے اسرا فیل کو
ایں سخن ہم راست ز رو اک	کہ باہیت ندانیش ک فلاں
اس طرح یہ بات بھی سچی ہے ہاں	ماہیت ان کی نہیں تجھ پر عیاں

انہم تحت قبائی کا منون	جو کہ یزوان شائع اندر آزمونوں
ہیں مرے زیر قما سب اولیا	کون ان کو جز خدا ہے جانتا
اہم بہ نسبت گیر ایں مفتوح را	کہ بدائی و ندائی نوح را
جان اسی نسبت سے اس مفتوح کو	تو نہ جانے اور جانے نوح کو
زین شوق سب بار آمد در خبر	کاں بہ نسبت باشند اے جان متبر
ہے کچھ ایسی ہی حدیثوں میں خبر	بات نسبت سے ہو اے جان متبر

درویش کامل کی فنا و بقا

گفت قائل در جہاں درویش نیست	ور بود درویش آن درویش نیست
ہیں کہاں درویش قائل نے کہا	اور جو ہے بھی تو ہے وہ درویش کہا
ہست از روئے بقا آن ات او	نیست گشتہ و صف و درو صف ہو
ہست از روئے بقا ہے اسکی ذات	وصف حق میں ہیں فنا اس کی صف
چوں زبانہ شمع پیش آفتاب	نیست باشند ہست باشند و رسا
جیسے نور شمع پیش آفتاب	نیست ہو اور ہست از روئے حساب
ہست باشند ذات و تا تو اگر	بر نہی پنبہ بسوز و ز آں شرر
ہست اس کی ذات ہے اور تو اگر	روئی رکھ دے تو جلا دے وہ شرر
نیست باشند روشنی نہ در ترا	کردہ باشند آفتاب و را فنا
نیست ہو تو روشنی کب دے مجھے	آفتاب اس کو فنا فوراً کرے
در دو صدمن شہدیک قیہ نخل	چوں در افکندی در و گشت حل
شہد دو صدمن ہو سر کہ آدھ پاؤ	اور ان دونوں کو آپس میں ملاؤ

حاشیہ صفحہ گذشتہ انہیں کوئی میرے سوا نہیں پہچانتا

نسبت اثبات با نفی از سخت	گزیانش میکنی برگرد سمت
مثبت و منفی کی نسبت بر ملا	گر بیاں کرتا ہے کر بالکل بجا
نفی آں یکہ چیز و اثباتش روا	چوں جهت شد مختلف نسبت و اثبات
نفی و اثبات ایک شے کی ہے روا	جب جهت ہو مختلف نسبت سوا
ما صیت و صیت از نسبت است	نفی و اثباتست هر دو مثبت است
کار مثبت تو ہے نسبت سے عیاں	نفی اور اثبات مثبت ہیں یہاں
نفی و اثبات میں جمع و تفریق	
آں تو انگندی کہ برست بود	تو نیگندی کہ حق قوت نمود
تو نے پھینکا جو ترے ہاتھوں میں تھا	تو نے کیا پھینکا یہ تھا زور خدا
زور آدم زاوہ را حدے بود	مشت خاک شکست لشکر کے شود
ایک حد ہے زور آدم کے لئے	بھاگتی ہے فوج مشت خاک سے
مشت مشت تست انگدن است	زیر و نسبت نفی و اثباتش روا
تیری سمٹی ہے ہمارا پھینکنا	نفی و اثبات اس طرح ہوگا روا
یعرفون الانبیا اعداؤ ہم	مثل مالایشتہ اولاد ہم
ہمیں کو دشمن میں یوں پہچانتے	جیسے ہیں دشمنوں کو اپنے جانتے
پچھو فرزندان خود و اندشاں	منکران با صد دلیل و صد نشان
مثل فرزندان کو منکر جان لیں	سو دنیوں سے انہیں پہچان لیں
یک ز ریشک حسد نہیاں گند	خوشین را برند اتم میزنند
پر کسیر ریشک و حسد سے دہناں	و ہم ناواستگاری سے بیگماں
اپس چو عرف افسوس چو جادگر	گفت لایعرف اتم غیر می قدر
جب کوا عرف تو کیوں جائے دگر	بولاسلا یعرف اتم غیری ” مگر

میکل صدرِ جہاں کا قصہ

مہم شد گشت از صد نشاں	در بخارا بندہ صدر جہاں
صدر سے وہ مہم ہو کر چچا	اک بخارا میں غلام صدر تھا
کہ خراساں کہ قہستان گاہِ دشت	ماتِ دو سال ہر گرداں بگشت
وہ خراساں اور قہستان میں فنا	دو برس تک ہر طرف پھرتا رہا
گشت بے طاقت زایامِ فراق	انیس سو سال او را اشتیاق
ہو گیا دل اس کا بے صبر فراق	دس برس کے بعد اُبھرا اشتیاق
صبر کے اند خلعتِ انشا نہ	گفت تاب و فتم زین پس نما نہ
صبر ہوتا ہے جدائی میں کہیں	بولا اب طاقتِ جدائی کی نہیں
آب زرد و گندہ و تیرہ بود	از فراق ایں خاکہا شورہ بود
پانی گندہ اور گدلا بالیقین	ہجر سے ہو جاتی ہے کھادی زمین
آتشِ خاکسترے گرد و ہبا	باد و جاں افزا و خم گرد و فنا
خاکِ آتش ریز بن جائے غبار	خوشگوار آب و ہوا ہو ناگوار
زرد و زان گ او اندر حوض	بلخ چوں حبت شود دار المرض
زرد پتے ہو کے ناقص گر پڑیں	باغِ جنت کسے، مرضِ خانہ بنیں
ہچو تیر انداز بشکستہ کماں	عقلِ ترا کل ز فراق و دوستان
مثل تیر افکن، کماں ٹوٹی رکھے	عقلِ عالی دوستوں کے ہجر سے
بید از وقتِ خنیں لڑاں بے دست	دو رخ از وقتِ خنیں سوزاں شد دست
بید ہے فرقت سے لڑاں اس قدر	ہجر سے دوزخ ہے سوزاں اس قدر
تا قیامت یک دم و از صد ہزار	اگر بگویم از فراق چوں شرار
ایک ہی کا لاکھ میں سے ہو شمار	گر بیاں فرقت کا ہو، جو ہے شرار

ہست آں قیہ فزون چن میشتی	نست باشد طعم غلج چن میشتی
آدھ پاؤ تول میں بڑھتا رہے	ہو نہ کچھ اس کا مزہ مگر تو چکھے
ہستیش و ہستیا و روپوش شد	پیش شیرے آہوئے بیہوش شد
اس کی ہستی ہو گئی اس میں فنا	شیر کے آگے ہرن بے ہش ہوا
جو عشق عشق مست نرہ ترک ادب	ایں قیاس ناقص کار رب
جو عشق گفت ہے نہیں ترک ادب	یہ قیاس ناقص اور افعال رب
خویش را در کفہ شہ مے ہند	بعض عاشق بے ادب ہمہ جہد
لغو سلطان سے پلاتا ہے نسب	بعض عاشق کی ہے جنبش بے ادب
با ادب نیست زوکس نہاں	بے ادب نیست زوکس نہاں
ہے مگر وہ با ادب باطن میں ناں	بے ادب تر اس سے دنیا میں کہاں
ایں موصد با ادب بلے ادب	ہم بہ نسبت اں فاق کے منتخب
با ادب اور بے ادب ضد ہیں انہی	جان اسی نسبت سے اکں میں دوستی
کہ بود دعویٰ عشقش یکسری	بے ادب باشد چو ظاہر بنگری
عشق کا دعویٰ اسے ہو بر ملا	بے ادب نکلے جو دیکھے ظاہرا
اوو دعویٰ پیش آں سلطان نکلا	اچوں باطن بنگری دعویٰ کجاست
پیش سلطان وہ بھی، دعویٰ بھی فنا	دیکھے باطن میں تو پھر دعویٰ کجا
لیک فاعل نیست کو عامل بود	مات زید زید اگر فاعل بود
نی الحقیقت کب ہے فاعل لے پسر	ات زید میں ہے فاعل زید اگر
ورنہ او مقتول و مویش فاعلست	اور زونے لفظ نحوی فاعلست
ورنہ اس کا موت کو قاتل سمجھ	نحو کی رو سے اسے فاعل سمجھ
فاعلیہما جملہ از مے دور شد	فاعلی چہ کو چنان مقہور شد
فاعلی جو کچھ ہے اس سے دور ہے	فاعلی کیا وہ تو خود مقہور ہے

دست از حیرت پیرے چوں زناں	صور تے کر یوسف رویدے عیاں
جوں زناں با محلوں کو اپنے کاٹتے	حضرت یوسف جو صورت دیکھتے
چوں خیالے کہ برار و سر زول	بچو گل پیشش بونید او ز گل
جس طرح تمبھیں نکلے قلب سے	مثل گل مٹی سے وہ پیدا ہوئے
گفت بکیم در پناہ لطف ہو	گشت میرے بیخود و بیخوش او
بولیں یا اللہ دے مجھ کو پناہ	ہو گئیں مریم جو بیخود اور تباہ
در ہر تہمت خست بزن سوئے عیب	ز آنکہ عادت کردہ لوہاں کن جیب
لیتی تھیں غم میں پناہ و ایندی	کیونکہ عادت تھی یہ ان معصوم کی
حازمانہ ساختن آنحضرت حصا	چوں جہاں اوید ملکہ بے قرۃ
حرم کر کے لے لیا حق کا حصار	دیکھا دُنیا کو جو ملک بے قرار
کہ نیا بد خصم راہ مقصدش	تا بگاہ مرگ حصنہ باشدش
راہ دشمن بھی نہ اس میں پاسکے	تا کہ وہ مرنے تک اک قلعہ بنے
یو رنگہ نزدیکسں شہر گزید	از پناہ حق حصارے بہ ندید
قلعہ کے نزدیک گھر بنوا لیا	اس سے بہتر قلعہ کوئی بھی نہ تھا
کہ ازو میشد جگر ہاتیر دوز	چوں بدید آں غم زائے عقل سوڑ
پہنچی سینے تک نگاہ تیر دوز	دیکھے جب غم سے وہ اسکے عقل سوڑ
خروان عقل بہوشش ہمہ	شاہ و لشکر حلقہ درگوشش ہمہ
عقل کے سلطان تھے، محروم ہوشش	شاہ و لشکر اس کے سب حلقہ گوش
صد ہزاراں بدر راواہ بدق	صد ہزاراں شاہ ملکوش برقی
ماند کر ڈالے مہ تاباں ہزار	ملکیت میں اسکی تھے سلطان ہزار
لے یعنی جس طرح انہیں دیکھ کر مصر کی عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے :	

پس ز شرح سوز او کم ز نفس	رَبِّ سَلِّمْ رَبِّ سَلِّمْ گُو و سَلِّمْ
شرح اس کے سوز کی ہے ناروا	رکھ سلامت اسے خدا کر التجا
ہرچہ ازوے شاد گشتی درجہاں	از فراق او بندیش آں زماں
جس سے تو دنیا میں ہے شاداں بجا	کہ کچھ اندیشہ بھی اس کے ہجر کا
از آنچہ گشتی شاد لبس کس شاد شد	آخر ازوے حبست و چوں باو شد
جس سے تو ہے خوش بہت تھے اس شاد	ہجر سے آخر ہوئے پھر نامراد
از تو ہم بکند تو دل برے منہ	پیش از آں کو بکند از تو تو بکند
تجہ سے بھی بھاگے نہ دل اس لگا	بھاگنے سے اس کے پیلے ہو چڑا
پہچو مریم گوئے پیش از فوت ملک	نفس اکا عود با رجین منک
مثل مریم کہ تو پیش از فوت ملک	نفس سے - اعود بآل حین منک

حضرت مریمؑ کے پاس روح القدس کا آنا

دید مریم صورتے بس جا نفزا	جا نفزائے دلربائے در خلا
دیکھی اک مریمؑ نے صورت جا نفزا	عین خلوت میں کہ جو بختی دلربا
پیش او بر رست ازوے زمین	چوں مہ و غور شید آں روح الامین
آگے آئے پھاڑ کر سطح زمیں	چاند سورج کی طرح روح الامین
از زمین رست خوبی بے نقاب	آپنچناں کہ مشرق وید آفتاب
حسن یوں نکلا زمیں سے بے نقاب	جس طرح مشرق سے نکلے آفتاب
لرزہ براعضائے مریمؑ اوقتاو	کو برہنہ بود و ترسید از فساد
لرزہ سا مریمؑ کے اعضا میں بڑا	بھتیں برہنہ خوف سا ان کو بڑا

لے تجھ سے خدا کی پناہ +

چوں شکار سے مٹی پیدائش دور	جملہ حملہ مے نمایند آں طیور
دور سے آتا ہے جب صید کی نظر	ہوتے ہیں طائر سب اس پر حلو
چونکہ ناپیدا شود حیراں شوند	بھوج چنڈاں سوتے ہریاں روند
جب وہ غائب ہو تو حیرت میں ہیں	چمکد ساں ہر سمت جنگل میں آریں
منظر چشمتے بہم یک چشم باز	تا کہ پیدا اگر دو آں صید نیاز
منتظر اک آنکھ بند اور اک کھلی	تا کہ غایر صید وہ پھر ہو کہی
چوں بماند پر گویند از ملال	صید بود آں خود عجیب با مہ خیال
ذریہ ہو جائے تو پھر با صد ملال	یوں کہیں وہ صید تھا یا اک خیال
مصلحت اسنت تا کیسا ہے	قوت کے گیرند و زور از راحۃ
مصلحت یہ ہے کہ دم لیں اک گڑھی	قوتیں آرام سے پائیں نبی
اگر نبوے شب ہمہ خلقاں آو	عیشیں اسو خندے ز اہم تر آو
گرد ہوتی شب تو طلعت حرص سے	جلتی، ہر اک سمت پھر کے دوڑ کے
از ہوس و ز حرص و اندوختن	ہر کسے داوے بدن اسوختن
لینے کو حرص و ہوس سے فائدہ	ہر کوئی دیتا بدن اپنا جلا
شب پدید آید چون گنج رحمتے	تا رہند از حرص خود کیسا عتے
گنج رحمت کی طرح آتی ہے رات	حرص سے مٹا پائیں اک ساعت عجا
چونکہ قبضے آیدت اے راہرو	اں صلاح تست آئیں دل مشو
قبض اے راہرو اگر ہو آشکارا	وہ ہے اک اصلاح کیوں ہے بیقرار
زانکہ در خربے از آں بسط و کشا	خرج را دخلے باید ز اعتدا
خرج ہونے کے لئے اس بسط کے	خرج کو بھی جمع میں کچھ دخلے
اگر ہمارے فضل تابستاناں بدے	سوزش خورشید و رستناں زد
کہ ہمیشہ فضل گرمی کی رہے	سوزش خورشید گلشن چٹوٹکدے

عقل گلشن جس پر بیند کم زند	زہرہ نے مرزہ را آدم زند
عقل کل کو بھی تھا سکتا ہو گیا	زہرہ کو گویا نچ کا زہرہ نہ تھا
دنگم را دنگہ اوسو خلقت	امن چہ گویم چوں مرا بر خلقت
خلق میرا خلق سے اس کے جلا	کیا کہوں میں، مجھ کو مائل کر یا
دور از آں شبہ باطل ماعیروا	دو دواں نام و سلیم من برو
سب کچھ اس سے دور اور باطل ہوا	ہوں دھواں اُس آگ کا جھٹ نما
غیر نور آفتاب مستطیل	خود نباشد آفتابے را دلیل
نور خورشید و رخشاں کے سوا	ہو دلیل آفتاب اے یا رکیا
ایں سلسلہ کش کہ دلیل او بود	سایہ کہ بود تا دلیل او بود
ہے مناسب بس ذیل اس سے ہے	سایہ کیا ہے جو دلیل اسکی ہے
جملہ اور اکاتیں اس و سابق بہت	ایں جلالت و ولایت صادق است
درک پیچھے وہ ہے سابق اے جلیل	برتری اُس کی صداقت کی دلیل
اوسو پادشاہ چوں خدنگ	جملہ اور اکات بر خزانے نگ
وہ سوار باد پادشاہ مثل خدنگ	درک ہیں بار خزانہ مست و نگ
ورگہ ریزہ نذا و بغیر و پیش رہ	گر گریز کس نیا بد گرو شہ
اور وہ بڑھ جائے آگے لے آغا	گر کوئی بھاگے نہ پاسے گم د بھی
وقت میدانست وقت جا نے	جملہ اور اکات را آرام نے
وقت میدان ہے نہیں ہے وقت جا	درک ہیں بے چین اس سے لاکلام
واں یکے چوں تیغ مغفر میدر	آں یکے وہیے چو باد سے میزد
خد مثل تیغ کاٹے دوسرا	دہم ہے اک جو اڑے مثل ہوا
و آند گرانہ رتراج ہر زماں	واں و گر چوں کشتی بابا فغان
اور اک مائل بہ رجت ہے یہاں	مثل کشتی اک ہے بابا فغان

اے دیوانہ سستی ماننے باز شد	کو خورندہ لقمہائے راز شد
بند کردیہ منہ۔ تو پھر اکی منہ کھلے	سر بسر لقمے جو کھائے راز کے
گمزد شیر و یونان را و ابری	در فطام او بے حلو و خوری
تو چھڑائے گا جو شیر دیو تن	کھائے گا حلو بہت لے جان من
ترک جو شے کردہ ام من نیم خام	از حکیم غزنوی بشنوم تمام
ترک خود میں نے کیا جو ش کلام	سن حکیم غزنوی سے لے بہام
در الہی نامہ گوید شرح این	آں حکیم غیب و فخر العارفین
کی الہی نامہ میں شرح متیں	تھے حکیم غیب فخر العارفین
غم خورد و بان غم افزایاں محور	زانکہ عاقل غم خورد کو دل تنگ
غم تو کھا اور غم فزا روئی نہ کھا	بیخے شکر کھائیں، عاقل غم سدا
قند شادی میوہ باغ غم مست	اے فرح زخم مست آں غم مرست
باغ غم کا میوہ ہے شادی بہم	ہے خوشی زخم اور مرہم اسکا غم
غم چمن مینی و کنارش کشن عشق	از سر ربوہ نظر کن دروشتن
غم جو دیکھے اس سے ہو جاہمکنار	یٹلے سے سیر و مشت اچھی ہے یاد
عاقل از انگورے بیند بے	عاشق از معدوم شے بیند بے
دیدہ عاقل میں ہے انگورے	چشم عاشق میں ہے ہر معدوم شے
جنگ میکروند خالوں پر میر	تو مکش تا من گشم گلش چو شیر
یہ سوں خالوں میں بھی اک جنگ یاد	چھوڑ دے تو میں اٹھاؤنگا یہ بار
زانکہ در آں گنج میدیدند سوو	حل اہر کہن و گیرے ربوہ
کیونکہ اس تکلیف میں تھا فدا	ایک سے تھا بوجھ بیتا دوسرا
مزدوق کو مزدو آں پیمانہ کو	اے ہر گنجیت مزدو آں تسو
حق کی مزدوری کہاں اور یہ کہاں	گنج وہ دے یہ صلے میں کوڑیاں

کہ دگر تازہ بخشے آن کہن	منبتش اسوتے ازین رخ دین
تازہ ہو سکتا نہ وہ پھر سٹو کہ	چھوکتی سبزے کو وہ جڑ پڑ سے
صیف خدا نشت اما حرق ست	گر تر شرویت آن دشت عشق ست
اچھی ہے گرمی مگر ہے پھر بھی گرم	سخت ہے سردی مگر ہے پھر بھی نرم
تازہ باش و پیش میمن جہیں	چونکہ قبض آمد تو در کسب میں
رہ شگفتہ بل نہ تو لڑتے پے ڈال	قبض ہو تو بسط کر اس میں خیال
غم جگر ابا شد و شادی ز بخشش	کو دکاں خندان دانایاں ترش
ہو جنگ میں درو بخشش میں مازگی	رچ ہو دانا کو بچوں کو خوشی
چشم عاقل در حساب آخر ست	چشم کو کوک بچو خود را آخر ست
آنکہ ہے دانا کی آخر میں مگر	چشم کو کوک محان پر جیسے ہو خر
وین ز قصاب خرش بند تلف	اود را خر چربے بند علف
اور یہ قصاب سے نقصاں زدہ	وہ طویں میں ہے چارہ دیکھتا
بہر لحم ما ترا زوئے نہا	آن علف تلخت کاں قصاب د
گوشت لینے کو ترا زو ہے رکھی	گاس کر دی ہے قصاب نے جو دی
بی عوض ادست از محض عطا	روز حکمت خور علف کا ترا خدا
بے عوض دیتا ہے از را و عطا	چارہ کھا حکمت کا جس کو کہتا
چونکہ حق گفت کلوا من رزقہ	انہماں کر دی نہ حکمت اگر ہی
جب کہا حق نے کلو امین رزقہ	روٹی سمجھا تو نہ حکمت لے غبی
کان کلو گیت نہ کر و دعا قبت	رزق حکمت بہ بود در مرتبت
جونہ بالا خر ترا پکڑے گلا	رزق حکمت مرتبے میں ہے سوا

لے پیچھا +

لے اس سے رزق سے کیا تو

روح القدس کی حضرت مریم سے گفتگو

ہچنانکہ برزیں برماہیاں	چونکہ مریم مضطرب شہیدہاں
جس طرح تڑپیں نہیں پر مچھلیاں	جبکہ مریم کی بڑھیں بے تابیاں
کہ امین حضرتم از من مریم	بانگ بروے زدنودار کرم
میں امین حق ہوں مجھ سے کر نرم	یوں ہونی کو یا بختی کرم
اندھنیں خوش تھراں دم درخش	از سرا فراز ان عزت سرکش
دامن ارباب محبت سے نہ بچنے	سر سرفرازان عزت سے نہ کھینچنے
از لبش مے شد پیلے بر سماک	ایں ہے گفت و ذبا لہ نور پاک
ہونٹوں سے جاتا تھا بالائے سما	وہ یہ کہتا اور شعلہ نور کا
در عدم من شاہم و صاحب علم	از وجودم میگریزی در عدم
ہے وہاں بھی بالیقین میری سہی	آں عدم کو مجھ سے کیوں ہے بھاگتی
یکسوارہ نقش من پیش سہیت	خوبینہ و نگاہ من در پستیت
نقش میرے کچھ ہیں تیرے سامنے	نیستی میں خیمہ و لشکر مرے
ہم ملائم ہم خیال اندر ولم	مرئیاب سگر کہ نقش مشکلم
خود ملال اور خود خیال دل ہوں میں	دیکھ مریم نقش اک مشکل ہوں میں
ہر کجا کہ میگریزی با تو ہست	چوں خیالے در لبت آمد شست
تو جہاں جائے ترے ہمہ رہے	جو تصور جم گیا دل میں ترے
کہ مدت چوں صبح کاؤب آفہ	جز خیال عارضی باطنے
صبح کاؤب کی طرح جو ہو فنا	صرف اک باطل تصور کے سوا
کہ نہ دو گرد روزم پیچ شب	من چو صبح صادقم از نو بہ
میرے دن کو رات کیونکر گھیرے	صبح صادق ہوں خدا کے نور سے

با تو باشد آں نماز مردہ بیک	گنج زرے کہ چو چستی زیر بیک
ہو نہ درش ، بلکہ تیرا ساتھ ہے	گنج ایسا جب تو مٹی میں ہے
مونس گور و غریبی مے شود	پیش پیش آں جہانہات میدو
گور میں پھر مونس غریب ہے	آگے آگے بھاگے لاشے کے ترے
تاشوی با عشق سرخواجه تاش	بہر روز مرگ ایندم مردہ ہاش
تا ہو حاصل بچہ کو عشق سرمدی	موت کے دن کے لئے مر جا ابھی
روئے چوں گلزار روز لقین مراد	صبر بے بنید ز پر وہ اجتہاد
چہرہ گلزار اور زلف مراد	صبر دیکھے زیر رنگ اجتہاد
کاندر آں ضدی نماید کئے ضد	غم چو آئینہ است پیش مجتہد
یعنی اُس ضد میں ہے ضد جلوہ نما	مجتہد کو رنج ہے جوں آئینا
رو و ہر یعنی کشادہ کت و فر	بعد ضد رنج آں ضد درگر
کت و فر کا منہ دکھائے واقعی	بعد ضد رنج کے ، ضد دوسری
بعد قبض مشت بسط آید یقین	این دو وصف از پنجہ و منت ہیں
ہے یقینی بسط تیجھے قبض کے	دیکھ دو فنوں وصف اپنے ہاتھ سے
یا ہمہ بسط او بود چوں مبتلا	پنجہ را اگر قبض باشد دامننا
یا کہ یکسر بسط ، ہے اک مبتلا	قبض اگر حاصل نیچے کو سدا
چوں پر مرغ ایندو حال مرہم	زین دو وصف کار و محسب نظم
جیسے پرت مرغ ، مجبور دو حال	ان دو صفوں سے ہے بس کسب و حال
لے یعنی جیسے مرغ کے پر کبھی کھٹکتے ہیں۔ کبھی بند ہوتے ہیں ۛ	

چونکہ با اوضد شوی گرد و چو مار	تو نے بینی کہ یارِ بر و بار
جب تو اس سے خد کرے ہو چائے مار	دیکھتی ہے تو کہ یارِ بر و بار
برقرار اولست انسان کہ بد	لحم او و لحم او دیگر نہ شد
وہ وہی انسان ہے جیسا کہ تھا	گوشت پوست اسکا نہ کچھ بدلا ذرا
کہ بخار امیر و و آل سوختہ	شمع مریم را اہل افزوختہ
پھر بخار را جا رہا ہے متقی	شمع مریم چھوڑ دے جلتی ہوئی
اُسوئے صدر جہاں کن میگیز	سخت بے صبر و آتش ان تیز
جانب صدر جہاں پھر ہے گرین	ہے وہ بے صبر آتش آفت ہے تیز

اس وکیل کا بخار اکو جانا

پس بخارائیت ہر کانش بود	ایں بخار را منبع دانش بود
وہ بخار ہے جو اسکا ہو گیا	یہ بخار اچشمہ ہے دانائی کا
تا بخواری در بخار انگری	پیش شیخے در بخار اندری
دیکھت نفرت سے اس کو نیکو	شیخ کے آگے بخار میں ہے تو
راہ نہ ہر جزو مد مشکلش	جز بخواری در بخارائے دلش
جزو مد مشکل لاکب ہے رہنما	اس کے دل تک آہ خواری کے سوا
وائے ۳ مکس را کہ یردی رفشیہ	اے خنک نرا کہ وقت نفسہ
آہ جو اس سے ہلاکت میں پڑا	واہ جس کا نفس رسوا ہو گیا
پارہ پارہ کروہ بودار کان او	وقت صدر جہاں دجان او
مگر بے مجرے اسکے دل کے کر دیئے	وقت صدر جہاں نے دیکھئے

۱۰ یعنی علم و حکمت کا سرچشمہ ۰

میں مگولا حول عمراں زادہ ام	من زلا حولیں طرف فقاوہ ام
دختر عمران نہ کہ لاجول تو	یعنی میں لاجول سے ہوں ایک سو
مر مرا اصل و غذا لاجول بو	نور لاجولی کہ پیش از قول بو
اصل حق لاجول میری اور غذا	پیش کن جب نور تھا لاجول تھا
تو ہمے گیری پناہ از من حق	من نگارندہ پناہم در سبق
تو اماں مانگے حضور اللہ کے	میں نگارندہ اماں کا پھل سے
اں پناہم من کہ مخلصات بو	تو احوذ آری ومن خود آں عود
وہ اماں ہوں جو ہے تیری پاساں	تو اماں مانگے میں ہوں خود ہی اماں
آفتے نبود تیرا ناشناخت	تو بیا روز دانی عشق باخت
ناشناسی سے بڑی آفت نہیں	یار کے پہلو میں بھی آفت نہیں
یار را اختیار پنداری ہے	شاویے را نام بہاوی غمے
یار کو اختیار ہے تو جانتی	تو لے غم رکھا ہے کیوں نام خوشی
ایچنین لطفے کہ دارو یار ما	تو گریز انی از ولے بے وفا
یار میں ہے اس قدر تھر و عطا	اور تو اس سے بھاگتی ہے بر ملا
ایچنین غمے کہ قدیر یار ماست	چونکہ ما و زولیم بخش و ارماست
مخل اک ایسا کہ جو ہو قدیر یار	ہم چڑا لیں تو بنے وہ غل دار
ایچنین مشکیں کہ زلف میر ماست	چونکہ بے عقلم آں زنجیر ماست
مشک بو ایسی وہ زلف میر ہے	چونکہ ہم ناداں ہیں وہ زنجیر ہے
ایچنین لطفے جو نبے میرود	چونکہ فرعونیم بر ما خوں شود
لطف کا دریا ہے رو و شل سا	ہم جو ہوں فرعون، غن بن جانیگا
خوں ہے گوید من آبم ہیں مریز	یو سقم گرگ از تو ام لے پستیز
خون کے پانی ہوں مجھ کو مت گرا	تھا میں یوسف، بھیریا تو نے کیا

مسکن یا رست و شہر شاہ من	پیش عاشق این بوجہ طن
یار کا مسکن ہے، شہ کی انجمن	بس یہی عاشق کو ہے حب وطن

عاشق و معشوق کے سوال جواب

تو بفرست دیدم بس شہر ہا	گفت معشوقے بعاشق کارفتی
شہر دیکھے تو نے غربت میں طے	پوچھا یوں عاشق سے اک معشوق نے
گفت آں بہرے کہ دروے دلبر	بس کدائیں شہرازاں ہا خوشتر
یو لا وہ، جو ہے مقام دلربا	نہن آن سب میں ہے بہتر کونسا
ہست صحرا اگر بود سم انجیا ط	ہر کجا باشد شہ مارا بساط
ناکا سوئی کا ہو، تو بھی ہے بڑا	جس جگہ مسکن ہو میرے شاہ کا
جنت ست آں گرچہ باشد قہر چاہ	ہر کجا یوسف رنے باشد چوماہ
ہو جہاں، ظاہر میں گو ہو قہر چاہ	جس جگہ ہو کوئی یوسف مثل ماہ
باتو زنداں گلشن است دلربا	باتو دوزخ جنت ست آں جانفزا
تجھ سے زنداں باغ ہے لے دلربا	تجھ سے دوزخ ہے بہشت لے جانفزا
بے تو شد ریحان گل نارجمیم	شد جنم باتو زندان نسیم
بے ترے ریحان و گل نارجمیم	ہے جنم تجھ سے زندان نسیم
ور بود در قہر گورے منزل	ہر کجا تو بامنی من خوشدلم
گور میں ہو جا ہے مسکن بیگماں	تو جہاں ہے ساتھ خوشدل ہوں ہاں
کہ مرا باتو سودا بودم	انوشتر از ہر دوجہاں آسجا بود
ہو جہاں تجھ سے محبت کا قیام	دو جہاں سے بھی ہے بہتر وہ مقام
عاشق صدیہاں شد اشکبار	بس مرا دستیں سخن مر انتظار
عاشق صدیہاں ہے اشکبار	بات یہ لمبی ہے کب تک انتظار

کافراں کشتہ دگر رہ بگروم	گفت بر خیزم ہما سجا واروم
کفر ہے رستے سے گر پھر آؤں میں	بولایس آٹھ کروہیں اپ جاؤں میں
پیش آں صدر نکو اندیش و	واروم آسجا بیفتہ پیش او
صدر ہے وہ صاحب علم و فنون	جاؤں میں اور اُسے آئے گر پڑوں
زندہ کن یا سر بہر مارا پیش	گویم اگندم بہشت جان خویش
زندہ گریا تو مرا سر کاٹ لے	اور کہوں حاضر ہوں تیرے سامنے
یہ کہ شاہ زندگاں جائے دگر	کشتہ مردہ بہشت کے مرق
اور جا ہونے سے شاہ زندگاں	پاس تیرے مردہ اچھا ہوں میں ہاں
بے تو شیریں مے نہ بنیم کاز خویش	آزمودم صد ہزاراں ہاتھ پیش
بے ترے شیریں نہ ہو گئے میرے کار	اس سے پہلے آزمایا لاکھ بار
ابر کی یا ناقصی تم السرور	عن لی یا مینتی نحن النشور
اے خیر اب بیٹھ، نشتے ہو چکے	گاہہ نغمہ مردہ جو زندہ کرے
اشہونی یا نفس و داؤد صفا	الطی یا ارض و مری قد کفی
کھونٹ بنی نفس اب صافی عشق کے	اے زمین بنی، اشک کافی ہیں تجھے
نعم مار وحت یا ریح الصبا	عدت یا عیدی الینا مر جا
تو نے مجھ کو خوش کیا باد صبا	بند، میری سمت لوٹ آ، مر جا
سوئے آں صدیک میرست مطاع	گفت آیاراں آواں کشتہ وداع
اس کی جانب جو ہے صدر با وفا	بولا اے یارو میں اب رخصت ہما
ہرچہ بادا باد آسجا میروم	دمبدم در سوز بریاں مے شوم
ہرچہ بادا بادو جاتے ہیں ہم	سوز میں اس کے ہیں بریاں دمبدم
جان من عزم بخارا میکند	گرچہ دل چوں سنگ خار میکند
پھر بخارا کی طرف ہے عزم جاں	دل ہے مثل سنگ خار اگو گر جاں

ورنہ او در بند سگ طبعی محبت	ہر موکل! اموکل! محقق سست
ورنہ سگ طبعی میں دہ کیوں ہے بڑا	ہر موکل کا موکل ہے چھپا
برعوانے وسیہ رویش سبت	خشم شاہ عشق جانش نشست
تھا نگہاں اسکا وہ شام دسحر	عقمتہ شاہ عشق کا ہے جان پر
زآں عوانان نہاں نشان من	میزند آں اکہ ہیں این ابرن
خفیہ چو کیداروں سے یارب فغاں	جبر کرتا تھا کہ اس کو ماراں
گرچہ تنہا باعوانے میرود	ہر کہ بینی در زیانے میرود
گرچہ تنہا ہر، موکل ہے نہاں	تو جسے دیکھے کہ ہے صرف زیاں
پیش آں سلطان سلطان شدی	گرا زود آفت بدی افغاں زوی
پیش شاہنشاہ جائے دوڑ کر	ہو فغاں گر اس کی ہو جانے خبر
تا اماں میدی ز دیو سہناک	رسختی بر سر یہ پیش شاہ خاک
تا اماں آں دیو سے پائے ذرا	شہ کے آگے، خاک سر پر ڈالتا
زآں ندی بجائی موکل! آتو کور	میر ویدی خویش! اے کم زور
یوں موکل کو نہ دیکھا تو نے کور	میر سمجھا خرد کو گوتھا مثل مور
پرویلے کو کشد سوتے وبال	غزہ گشتی زین و غیس پروبال
یہ بلا میں ڈالتے ہیں بال و پر	غزہ ہے ان جھوٹے پر وبال پر
چوں گل آلود گراں بہا کند	پر سبک! اور وہ بالا کند
ہوں گل آلودہ، تو پھر جاری ہیں	پر سبک ہوں، جانب بالا اڑیں
لیک گوشت کرشد و نیم کن	ہند کن پر را گل آلودہ کن
پند کہنہ، اور تیرے کان کر	سہی کر، تا ہوں گل آلودہ نہ پر

دوستوں کا بخارا جانے سے اُسے منع کرنا

عاقبت اندیش اگر داری ہنر	گفتہ و رانا صحت کا بے بیخبر
سوچ کچھ انجام اگر ہے باہر	ایک ناصح نے کہا اے بے خبر
بھچو پروانہ مسوزاں غیش	درنگ پس اہ عقل و پیش
مثل پروانہ ہے جتا کس لئے	آگاہیچھا سوچ اپنی عقل سے
لائق زنجیر و زنداں خادم	چوں بخارا میروی دیوانہ
لائق زنجیر و زنداں خانہ ہے	گر بخارا جائے تو دیوانہ ہے
اوپر جوید ترا بابیت چشم	اوز تو آہن ہے خایہ ز حشم
بیسوں آنکھوں سے دھوٹے وہ کچھ	دانت تجھ پر پیستا ہے حشم سے
اوسک قحطست تو انسان ارد	میکندا تیز از بہر تو کارو
کال کا گتا وہ، تو گون آٹے کی	تیز کرتا ہے ترے اوپر چھڑی
سوئے زنداں میروی چونت فتاو	چوں ہیدی خدایت اداو
قید خانے کی طرف پھر کیوں چلا	جب خدا نے کر دیا تجھ کو رہا
عقل بالستے کز ایشاں کم زوے	بر تو گروہ گون موکل آمد سے
اُن سے بچتا عقل اگر ہوتی تجھے	تجھ پر گر ہوتے موکل دس گئے
از چہ بستہ گشت بر تو پیش و پس	چوں موکل نیست بر تو ہمچس
پیش و پس میں مبتلا ہے کیوں ہیں	جب موکل کوئی بھی تجھ پر نہیں
آں موکل انے دید آں نذیر	عشق پنہاں کردہ بود اورا اسیر
دیکھ سکتا کیا موکل وہ نذیر	عشق پنہاں میں بڑا تھا وہ اسیر

اے ڈرانے والا۔ ناصح ۶

ان فی قلی حیات فی حیات	اقتلونی اقلونی یا ثقات
ہے حیات اس قتل میں پیری سنو	قتل کر ڈالو مجھے اے دوستو
اجتذب قلبی وجدلی باللقا	یا منیر الخدیہ روح البقا
روح کو کہ جذب ، کہ محو لقا	اے منور چہرہ اے روح بقا
لویشا ہمیشی علی عینی مشا	لی حبیب حبیبہ یشوی الکشا
وہ پھرے ۲ محلوں میں گر ہے چاہتا	عشقی دلبر نے دیا دل کو جلا
عشق ابو صذر زبان دیگرست	پارسی گوگرچہ تازی خوشترست
اور بھی ہیں سو زبانیں عشق کی	فارسی لکھ گرچہ عربی ہے بھلی
ایں زباں با جملہ حیراں میشود	بوئے آں دلبر چو پیراں میشود
ہوتی ہیں حیراں زبانیں یہ سبھی	اڑتی ہیں بونگیں جو اس دلدار کی
گوش شود واللہ اعلم بالصواب	بس کنم دلبر در آمد در خطاب
سُن ذرا واللہ اعلم بالصواب	بس کروں اب یار کرتا ہے خطاب
کو چو عیاراں کند بزار دس	چونکہ عاشق توبہ کروا کنوں دس
کب وہ درس عشق سولی پر چھ	اب جو کی عاشق نے توبہ خوف سے
نے بدرس نے با ستامیر و	گرچہ آں عاشق بخارا میر و
پڑھنے وہ جاتا نہیں لیکن دناں	گرچہ عاشق ہے بخارا کو رواں
بعد از آں اندر حرم بر کار نشو	خلع کن خورا ز خود بزار نشو
اور پھر مصروف کاروبار ہو	خلع کر کے خود سے خود بزار ہو
دفتر و درس سبق شاں کو است	عاشقا ترا خود مدرس حسن سنت
اور ہے اُن کا سبق روئے نگار	عاشقوں کا ہے مدرس حسن یار
میر و قناعر ش و تخت یا رشاں	خامشہ و نعرہ ہنگام رشاں
عرش تک جاتا ہے تخت یار تک	وہ ہیں خاموش اور نعرہ یک بیک

مرد عاشق کا جواب دینا

پند کم نہ ز آئینہ بس سخت بند	گفت لے ناصح خوش کن چند
ہے گرہ مشکل، نصیحت بے اثر	بولا اے ناصح نصیحت تو نہ کر
عشق را شناخت اشنمندی تو	سخنت تر شد بند من از بند تو
عشق کو تو نے نہ پہچانا ذرا	بند سے مشکل ہوئی میری سوا
بو حنیفہ و شافعی در سے نکرو	آں طرف کہ عشق مے افزو در
چھوڑ بیٹھے بو حنیفہ و شافعی	مٹی عیاں جس درس سے جو عشق کی
آتش زارم بخون خویش تن	تو ممکن تہدیدم از شستن کمر
میں ہوں پیسا آپ اپنے خون کا	گو ہے مرنے کا دلاتا خوف کیا
مردن عشاق خود بکینوع نیست	عاشقا ز اہر زمانے مروتیت
مختلف ہے عاشقوں کی موت بھی	عاشقوں کو موت ہے اک ہر گھڑی
و آں و صد را میکند ہر دم فدا	او و صد جاں ار و از نور بدلی
اور انہیں کرتا ہے وہ ہر دم فدا	اس میں سو چائیں ہیں تنویر آشنا
از بنی خوان عشرۃ امثالہا	ہر یکے جاثر استا نہ وہ بہا
عشق امثالہا گر تو پڑھے	لیتا ہے اک جان کے دس دس صلے
پائے کو باں جاں پر افتا خم برد	گرہ بریز و خون من آندوست
دوڑ کر میں جان اس پر وار دوں	دوست گر مجھ سے ہو خواہشمند خون
چوں ہم زین زندگی پائیدگیت	آدم و دم مرگ من ز زندگیست
جب چھٹا اس زندگی سے ہے بقا	مجھ کو تو اس زندگی میں ہے فنا

۱۵ اس کے دس عوض ہیں پ

با شدش ز اخبار وانش تا سہ	با جمال جاں چو شد ہمکاسہ
ہار سمجھے وہ نظام عقل کو	ہم پیالہ جو جمال جاں سے ہو
نہیں ہے دنیا بچہ بد عامہ را	دید برداشش بود علت فزا
اس لئے ہیں عام دنیا پر خدا	دیہ وانش ہوئی ہے علت فزا
واجبمانے رائے داند وکین	ز آنکہ دنیا را ہے بنید عین
آحضت کو قرض جانیں پر ملا	کیونکہ وہ دنیا کو سمجھے ہیں بجا
واں جہاں انسیہ بنید وانش	کایں جہاں انقدے بنید فاش
اس جہاں کو بیچ جانیں اور اڈھار	اس جہاں کے نقد پر ہے اعتبار
کہ غم صدر جہاں شد نا تو اں	باز سوئے حاجت آں جہاں
ہے غم صدر جہاں سے ناتواں	پھر بیاں کہ ماجرائے نوجواں

بخارا کی طرف عاشق کی روانگی

دل تپاں سوئے بخارا گرم و تیز	رو نہاد آں عاشق خونا پر ریز
گرم رو سوئے بخارا دل تپاں	ہو گئی آخر وہ با آہ و فغاں
آب نیچوں پیش او چوں آبگیر	ریگ مو پیش او پہچوں حریر
آب نیچوں آس کے آگے آبگیر	ریگ آمو پتی آسے مثل حریر
میں قناد از خند و لبش خوں گلستاں	آن سیاہ بون پیش او چوں گلستاں
باغ تھا اس کی ہنسی سے خوں نشاں	تھا وہ جنگل اس کو مثل گلستاں
از بخارا یافت ایش بندہ مہمن	در سمرقند دست قند انا بوشن
اس کے لب نے لی بخارا سے شکر	قند ہے گرچہ سمرقندی مگر

۱۵ آمو ایک شہر کا نام ہے جو سمرقند جیون واقع ہے

نے زیادہ است و باب سلسلہ	درس شان آشوب و چرخ رو کو
کب زیادات اور باب سلسلہ	درس ان کا وجد و حال و دولہ
مسئلہ دورست اما دوریار	سلسلہ اس قوم جدید مشکبا
مسئلہ ہے دور کا ہے دوریار	سلسلہ اس قوم کا زلف نگار
گو نہ گنج گنج حق در کیسہا	مسئلہ کیس ار پیر سدکس ترا
کہ سمانے گنج حق کیسے میں کیا	بیسٹ کا پوچھے جو کوئی مسئلہ
بزمین ذکر بنار امیرود	گردم خلع و مبارا میرود
بد نہ کہ، ذکر بنار اے بیباں	ہے اگر خلع و مبارا کا بیان
زائکہ دارد ہر عرض مانتیہ	ذکر ہر چیز کے وہ خاصیت
کیونکہ ہے ہر اک عرض کی مانتیہ	ذکر میں ہر چیز کے ہے خاصیت
چوں بخاری رونہی زو فارخی	در بخارا اور ہنر با باغی
بے ہنر ہے جوں بخاری ہے اگر	تر بخارا میں ہوا صاحب پھنر
چشم پر خورشید پیش میمانت	آں بخاری غصہ دانش نداشت
بلکہ تھا خورشید پیش دیکھتا	تھا بخاری کو نہ غصہ عقل کا
اوز دانشہا نحوید و ستگاہ	ہر کہ در خلوت بنیش نافت راہ
عقل و دانائی سے بے پروا رہے	وہ جسے خلوت کی بیانی ہے

ان زیادات اور سلسلہ دو کتابوں کے نام ہیں :

۱۔ مسائل فقہ میں ایک مسئلہ کیس کا بھی ہے اور وہ اس طرح کہ ایک شخص بے
تعیین دے کہ کیس کسی کے پاس مانت رکھے اور پھر اس کیسہ میں زیادتی کا دعویٰ کرے
بغیر کسی دلیل و برہان کے نہ ۲۔ خلع اور مبارا طلاق کی دو قسمیں ہیں :

عاشق کا بخار اپنی بچا

پیش معشوق خود دارالاماں	اندر آمد در بخار شادماں
کئے جاناں میں ہو تھا دارالاماں	پنچا وہ آخر بخارا شادماں
مہ کنارش گیر دو گوید کہ گیر	بچو آں مئے کہ پڑد براشر
چاند کہ لیتا ہے جس کو ہنگار	مست جیسے چرخ پر ہو کیف بار
پیش از پیداشدن نفیس گرینہ	ہر کہ دیدش در بخار گفت خیر
بولا آٹھ، ہے بھگنا لازم تجھے	جس نے بھی دیکھا بخارا میں ائے
تا کشد از جان تو وہ سا کہ کیں	کہ تر اے جوید آں شہ خشکین
تا کرے دس سال کا ہرلہ ہیں	دھونڈتا ہے شاہ تجھ کو خشکین
ہنگیہ کم کن بردم و افسون غیش	اللہ اللہ در میا در خون خوش
کر نہ مکھیہ سحر اور افسون پر	اللہ اللہ خون اربنا خود نہ کر
معتد بودی ہندس استاد	شخصہ صدر جہاں بودی وراو
معتد تھا ہندسہ کا استاد	شخصہ صدر جہاں تھا بامراد
گشتہ از بہر گنا ہے شہسب	ہم مشیر پیش بودی و ہم محترم
ہو گیا تھا اک خطا سے متہم	تو مشیر اس کا تھا اور تھا محترم
رستہ بودی باز چوں آویختی	غدر کردی و ز جزا بگمردی
خود بخود پھٹنے کو پھر کیوں آگیا	غدر کر گئے تو جزا سے تھا بچا
ابلیہ آوردت اینجا یا اجل	از بلا بگمردی یا حدیل
ہو قونی لائی بخت کو یا قضا	مگر کہے تو بلاؤں سے بچھا
عقل عاقل! اقضا الحق کند	ایک عقلت پر عطار و دق کند
عقل و عاقل کو قضا الحق کرے	عقل تیری گو عطار د سے لڑے

ایک زمین عقل و دین پر بودہ	اے بخارا عقل افزا بودہ
مجھ سے لیکن عقل وہیں سب یگا	اے بخارا تو رہا دانش فزا
صد رہ مجھ کو دریں صفی الحال	بدرہ مجھ کو از آئینہ چوں ہلال
گو ہوں پچھلی صف میں ڈھونڈوں سرور	ہوں ہلال اب کیونکہ ڈھونڈوں ہرگز
در سو او غم بیاغی شد پدید	چوں سوا او آں بخارا را بدید
شدم غم میں غمی سپیدی جلوہ گر	آجہ جیب سرحد بخارا کی نظر
عقل او پرید درستان راز	ساعتی افتاد بیہوش دراز
عقل بارغ راز میں پہنچی بجا	دیر تک بیہوش اور بیخود رہا
از گلاب عشق او غافل بدند	بر سر رویش گلابے میزدند
تھے گلاب عشق سے سب با حجاب	اس کے منہ پر سب چھڑکتے تھے گلاب
غارت عشق ز خود بریدہ بود	او گلستانے نہانے دیدہ بود
عشق نے لوٹا تھا اسکو بیگیاں	اس نے اک گلزار دیکھا تھا نہاں
باشکر مقروں نہ گریہ خود نمی	تو فسرودہ درخور اسیدم نہ
نے ہے اور خالی شکر سے بایتیں	تو فسرودہ عشق کے قابل نہیں
وز جنود الم تر و با غافل	رخت عقلت با تو نیست و عاقلی
لم تر و با سے مگر غافل ہے تو	عقل تیرے پاس ہے عاقل ہے تو
تا رو سوئے بخارا آں جواں	ایں سخن پایاں نہار تیراں
تا چلے سوئے بخارا وہ جواں	بات یہ نبی ہے آگے ہو رواں

۱۔ اس آیت شریف کی طرف اشارہ ہے جو انزل جنود الم تر و دھلیجی اس نے
شکر نازل کئے۔ جنہیں کوئی دیکھ نہ سکا نہ

گر بریزد خرم آں روح الامین	جزو جزو خوں خورم پھول نہیں
خون کر دے گر مرا روح الامین	جزو جزو خوں پیوں مثل زمین
چوں زمین چوں جنیں غونوارا	تاکہ عاشق گشتہ ام ایکی رہ ام
چوں زمین و بچہ میں غونوار ہوں	ہوں میں جب سے شیفۃ ہے چہرہ
شب بے جوئےم در آتش محو یک	رود و شام شب خوں خورم مانند رگ
جوش میں رہتا ہوں شب بھر مثل ایک	اور دن بھر خوں پیوں مانند رگ
من پیشیانم کہ مکر امیغتم	از مراد ختم او بگر ختم
ہوں پیشیاں میں نے جیلہ کیوں کیا	اس کے غنّے سے میں کیوں بھاگیا
گو براں برجان مستم ختم خویش	عید قرباں دست عاشق کا خویش
لہو میری جان پر چھریاں چلائے	عید قرباں وہ ہے اور عاشق ہے گلے
گاؤ اگر خسید و گر چیز کے خورو	بہر عید و ذبح خود مے پرورو
گائے گو سوتی رہے یا کچھ چرے	پلتی ہے وہ عید ہی کے واسطے
گاؤ موسیٰ داں مرا جامہ ادا	جزو جزو حشر ہر آزادہ
گاؤ موسیٰ سے ملی ہے مجھ کو جاں	حشر ہے آزاد کا ہر جزو ہاں
گاؤ موسیٰ بود قرباں گشتہ	کتریں جزو و ش جیات گشتہ
گاؤ موسیٰ حتی وہ قربان و فدا	اس کا کتر جزو جیات گشتہ تھا
برجہد آں گشتہ ز آیش زجا	در خطاب ضرر بوجہ بعضہا
اس کے جدے سے وہ گشتہ جی اٹھا	اضر بوجہ بعضہا کہتا ہوا
یا گرامی اذبحوا ہذا البقر	اکن اردم حشر ارواح النظر
ذبح کر لو دوستو اس گائے کو	حشر جاں و روح کا گر عزم ہو

۱۷ اس کے بعض اجزا کو مارو ۴

نخس خر گوشے کہ باشد شیر جو	زیر کی عقل و چالاکیست کو
نخس ہے خر گوش جو ہو شیر جو	عقل و چالاکی کہاں ہے نیک خوا
ہست صد چنیں فسونائے قضا	گفت ابا راقضا ضاق انقضا
ہیں قضا کے مگر لاکھوں۔ ہے کہا	تنگ ہو میدان جب آئے قضا
صدرہ و مخلص بود از چوپ است	از قضا بستہ شود گراژ و است
بھاگنے کے سون ہیں رستے جا بجا	پر قضا باز ہے ، اگر ہو اثر دیا

عاشق کا جواب

گفت من مستقیم آبم کشد	گرچہ میدا نم کہیم آبم کشد
بر لا مستقی ہوں ، اور جاذب ہے آب	جانتا ہوں پانی ہے موت لے جاب
یہ مستقی نہ بکریں روز آب	گرد و صد بارش کد مات و خواب
بھاکتا پانی سے مستقی نہیں	گرچہ وہ بلے حد اسے کرے حویں
گر بر آما سد مرا دست و شکم	عشق آب از من خواہد شکم
سوج جائیں گورے دست و شکم	عشق پانی کا مگر ہو گا نہ کم
گویم آنکہ کہ میر سدا ز بطوں	کا شکم محرم ران بودے دروں
میں کہوں پوچھیں جو مجھ سے بیگماں	کاش ہوتا دل میں اک دریا رواں
خجک شکم گوید راز منج آب	کہ بمیرم ہست مر کم مستطاب
پیٹ کی گوشت پانی سے پچھے	اور مروں تو خوب ہے مرنا مجھے
من بہر چائے کہ نیم آب جو	ر شکم آید بودے من جائے او
دیکھوں چشمہ میں جہاں بہتا ہوا	ر شک آئے میں نہ کیوں چشمہ ہوا
دست بچوں و شکم بچوں دل	طلبل عشق آب کے گویم چو گل
ناٹھ نٹل دف شکم مٹل مٹل	طلبل عشق آب کو توں مٹل گل

سوزِ تنِ عشقِ اے نگارِ ماں	صد ہزاراں جاں مگر دستِ ماں
عشق میں اُس کے ذرا کر غورِ ماں	لاکھوں جانیں پیشتی میں تالیاں
جھنجھے دیدی کو زہِ نازِ حوتے لرز	آبِ اَزِ جوئے کے باشند گریز
نڈی دیکھی کوزہ دے نڈی میں ڈال	پانی کو نڈی سے کب ہے انفصال
آبِ کوزہ چون آبِ جو شود	مخوگر و درے و چو ادا شود
پانی کوزے کا اگر نڈی میں جائے	خوبے نڈی جو نڈی میں سمائے
وصفِ وفائی شود ذائقِ بقا	زیرِ سہیں نے کم شود نے بدلقا
وصفِ ہوفائی۔ بے ذاتی بقا	اس طرح کم ہو نہ ہو وہ بد نما
خویش را بر غلِ او آویزم	عذر آزا کہ از و بگریم
خود کو اس کے غل پر لٹکا دیا	عذر اس کا ہے کہ بھاگا کیل میں تھا
بچھو گئے سجدہ کن بر رُوِ دھرم	جانبِ آں صد شد با چشمِ نمر
سجدہ کرتا گیند کی صورت چلا	صدر کی جام بہت روتا ہوا
بارخ چون عفرانِ اشکِ ماں	رُتِ آں بیدلِ سوئے صدرِ جہاں
منہ بھتا مثلِ زعفرانِ آنسو رواں	وہ گیا بیدلِ سوئے صدرِ جہاں

عاشق کا معشوق کے پاس پہنچنا

ہم کفن ہم تیغِ اندر دستِ او	چونکہ بود او عاشقِ سر مستِ او
ہاتھ میں اس کے کفن تھا تیغ بھی	تھا وہ عاشقِ اس کی سرستی بڑھی
جمادِ خفاں منتظرِ سرورِ ہوا	کشِ لبوز و یا برا ویندورا
منتظر تھی ہر طرفِ غلبِ خدا	دیکھیں سولی دے آئے۔ یاد دے جلا
ایں ماں ایں حق کی محبتِ ا	آن نماید کہ ز طلی بد بختِ ا
ساتھ اسِ احمق کے اب ہوگا وہی	جو کرے بد بخت سے دنیا بد ہی

از جہادی مرموم و نامی شدم	وز نما مرموم بجیواں سر زوم
خاک سے جب میں چھٹا - سبزہ ہوا	جب چھٹا سبزے سے حیواں ہو گیا
مرموم از حیوانی و آدم شدم	پس چہ تر تم کے زمرن کم شدم
مرکے حیوانوں میں پھر آدم ہوا	کیوں فردوں میں موت سے کیا کم ہوا
حکماء و دیگر مہیرم از بشر	مبارک ام از ملائک بال پر
آدمی بن کر جو اب موت آئے گی	قدسیوں کے بال و پر دے جا ہیگی
وز ملک ہم باید جستن ز خو	کل شئی ہاک الا وجهہ
ان سے بڑھنا چاہئے اب سوائے پر	کل شئی ہاک الا وجہہ
بار دیگر از ملک قرباں شوم	انچہ اندرو ہم ناید آل سوم
پھر ملائک سے نکل قربان ہوں	وہم میں بھی جو نہ آئے وہ ہوں
پس عدم گردم عدم چوں غنوں	گویم کا تا البیراجون
پھر عدم ہو جاؤں وہ چوں ارغون	یوں کے انازالیہ ساجون
مرگ دکان کاں اتفاق امست	کاب حیوانے نہاں و ظلمت
اتفاق امت کا جان اموات میں	آپ حیواں ہے نہاں ظلمات میں
ہیچو نیلو فر بروزیں طرف جو	ہیچو مستقی حریص آب جو
مثل نیلو فر کنارے سے تو جا	مثل مستقی کے پانی ٹھونڈ لا
مرگ او آبست او جو جائے آب	میںخورد و اللہ علم بالصواب
پانی اس کی موت وہ جو جائے آب	پیتا ہے واللہ اعلم بالصواب
اے فسر وہ عاشق ننگیں مند	کوز ہم جان و جانان میر مند
جو مند پدش اور خالی عشق سے	بھاگے جانان سے وہ ڈر سے جان

۱۔ اس کی ذات کے سوا تمام چیزیں ہلاک ہو جائیں والی ہیں +
 ۲۔ بے شک ہم خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہیں +

برورش کائے مہماں بیجا مہاش	اے گھر گھٹتے کہ برزہ نقشب فاش
مٹھرے مسعد میں نہ کوئی با وفا	کوئی کتنا کہہ کے دل پر دو ٹکا
ورنہ مرگ بیجا کھیں بکسایت	شب محسب بیجا اڈ جاں بایت
موت ورنہ چھب کے آئے ناگماں	جان پیاری ہے تو شب کو سونیاں
غافلے کا یہ شناسا کہ رہ وہید	واں گھر گھٹتا کہ فتنے بر نہید
تا کوئی غافل نہ پائے راستا	کوئی کتنا تھا کہ وہ تالا لگا

اس مہمان کسٹن مسجد میں کیمٹھان کا آنا

کہ شفیقہ بلو آں صیت عجب	تایکے مہماں فرآمد وقت شب
سن چکا تھا جو یہ ساری داستاں	آیا اک مہمان شب کو ناگماں
ز آنکھیں مردانہ و جاننا ز بو	از برائے آزموں مے آزمو
کیونکہ جاننا زری میں وہ مشہور تھا	استحباب اس کا اُسے منظور تھا
رفتہ گیر از گنج زر یک جبہ	گفت کہ گیرم سروا شمشبہ
یوں سمجھنا گنج سے پیسہ گیا	بولتا تم کرنا نہ کچھ ماتم مرا
نقشب کم نا بد چو من باقیم	صورت تن کو برد من کیستم
نقشب کیا کم ہو اگر زندا ہوں میں	صورت تن کیا ہے اس پر کیا ہوں میں
لغج حق باضم و نائے تن جدا	چوں لغت بود از لطف خدا
لغج حق ہوں جسم کی تے سے جدا	جو لغت لطف حق تھا بر ملا
نار ہاں کو ہر از تنگی صدف	تا نیفتہ باگ نقشب اس طرف
تنگ سببی سے ہو موتی کیا رہا	گر ادھر آئے نہ نغمہ لغج کا
صادق جاں ابرا فشا تم بریں	چوں تمنا فوت گفت گھاویں
ہول میں صادق جان کرد و گنا	جب تمنا فوت اس نے کر دیا

اچھو پر واند شرر را نور دید	احتمانہ در قما و از جاں برید
نور سجھا منھنے کو پر واند وار	احتمانہ اس پہ جاں کر دی نثار
ایک شمع عشق چو آں شمع نیست	روشن اندر روشن اندر و شفیست
لب ہے بقیع عشق مثل اس شمع کے	وہ تو ہر دم روشن و تاباں ہے
اویس شمع ہائے آتش نیست	مینا بد آتش و جلاہ خوش نیست
وہ ہے ہر علس چرخ آستی	تجھ کو آگ آئے غلہ پرست توشی

ایک مسجد اور عاشق کی کہانی

ایک حکایت گوش کن ایک بچے	مسجد بے درد کنارہ شہر کے
اں حکایت مجھ سے سن لے نیک بچے	ایک مسجد تھی کنارہ شہر کے
یہ بچہ دروئے نچھنے شب بیم	کہ نہ فرزندش نہ دے شمشبت مہم
خوف سے شب کو کوئی سوتا نہ تھا	تا نہ ہو بچہ مہم اس شخص کا
اہر کہ دروئے پیچہ چوں کورفت	صبح دم چوں تھراں زرگورفت
بے خبر جو کورسا اس میں گیا	مثل اختر صبح دم دردن میں تھا
خوشین انیک زین گاہ کن	صبح آمد خواب اکوتاہ کن
اچنے کو اس سے دڑا پہنچا کہ	صبح آئی خواب کو کوتاہ کر
ہر کسے گفتے کہ چریا نند مند	اندر آں مہماں کشاں باتنہ کند
کوئی کہت تھا کہ پریاں ہیں بیاں	ریختے سے کرتی ہیں تھن میہماں
واں کو گفتے کہ سحر سحر و طلسم	کہ رصدیستہ است میر جان جوم
کوئی کہت تھا کہ بے سحر و طلسم	اور رصد بانگھی ہے ہر جان و جسم
یہ یعنی اس خوف سے کوئی شخص اس مسجد میں رات کو نہ سوتا تھا کہ کہیں	
وہ مر نہ جائے اور اس کا بچہ مہم نہ ہو جائے *	

عاشق کا جواب

از جہان زندگی سیر آدم	گفت وائے ناصحاں من بے ندم
زمیت سے ہوں تنگ بیکن بائیں	بولہ - کو کو! اگرچہ میں نادم نہیں
عاشقم پر زخم ہا برے تنم	منبلے بے زخم ناساید تنم
زخم سے رعبت ہے میں عاشق ہوں	سست ہوں - بے زخم کیا آرام آئے
عافیت کم چنے از منبل براہ	منبلے ام زخم جو زخم خواہ
جو ہو کاہل عافیت اس کی ہے کیا	میں ہوں کامل - زخم ہی پر ہوں فدا
منبلے ام لا ابالی مرگ جو	منبلے نے کو بود خود برگ جو
میں ہوں ناکارہ تلاش مرگ میں	سست کہ ہوں فکر بار و برگ میں
منبلے چستی کنین پل بگذر و	منبلے نے کو بچھ پول آورد
سست وہ ہوں جو یہ رستہ چھوڑے	لب ہوں وہ میکا - مال و زر جو لے
بل جہد از کون برگا نے زند	آں نہ کو پر ہر و کانے میزند
بلکہ دنیا چھوڑ دے ایمان پر	وہ نہیں - جائے جو ہر و کان پر
چوں قفس مشتق پریدن مرغ را	مرگ بشویش گشت و بکلم زبیرا
جس طرح ہو مرتہ پنچوسے دواں	بجھ کو شیریں مرگ اور نقل مکاں
مرغ سے بندہ گلستان و شجر	اے قفس کہ ہست عین باغ و
مرغ ہے جس سے بہاریں و بچھا	وہ قفس جو باغ میں رکھا ہوا
خوش رہے خواند از آزادی قفس	جو قمرغاں زبروں گرو قفس
ذکر آزادی میں کرتے حق شناس	مرغ لاکھوں اس قفس کے اسناس
نے خوش ماند است نے صبر قرار	مرغ را اند قفس آں سبزہ زار
بکھتا رہتا ہے نہ بے صبر و قرار	ہے قفس میں بند مرغ سبزہ زار

اہل مسجد کا ہمان کو ملامت کرنا

پہا گوید جاننا نیت ہرچ گسب
 جان لیوا کل نہ کر ڈالے مجھے
 کا ندرہ بنجا ہر کہ خفت آمد زوال
 جو یاں سویا۔ ہوا وہ راگیاں
 دیدہ ایم و جملہ اصحاب فنی
 ہم نے دیکھے اور اہل عقل نے
 نیم شب مرگ بلا ہل آمد شرا
 نصف شب کو آگئی اس کی قضا
 نے بہ تقلید از کسے بشنیدہ ایم
 ہم نے تقلید نہیں کچھ بھی سنا
 اہل نصیحت رفت خد غلور
 خد حق پلشتی نصیحت ہے بجا
 ور غلور غلیبی سگستری
 تو جو ہے حق بدش۔ طاش واقع
 مینما بمرت مگر دوا عقل دوا
 کر رہے ہیں۔ ہر نہ گم عقل سے

قوم گفتندش کہ ہیں اینجا خشب
 دل لڑے۔ گو نہ سوا اس جا ارے
 کہ غزوی و منیدانی تو حال
 تو ہمارے۔ خبر تجھ کو کہاں
 اتفاقی نیست اینجا بار بار
 اتفاقی کیا، کہ اکثر سانچے
 ہر کہ ایں مسجد شبے سکن شدش
 شب کو اس مسجد میں جو ساکن ہوا
 از یکے تا پانصد ایں۔ ادیدہ ایم
 بان سوا ایسے ہیں نصیحت۔ ایک کیا
 گفت للذین النصیحتہ الی رسول
 یوے الذین النصیحتہ مصطفیٰ
 اہل نصیحت استی در دوستی
 یہ نصیحت دوستی میں راستی
 بچے خیانت ایں نصیحت از دوا
 بے خیانت یہ نصیحت ہم تجھے

لے ماشیہ صفحہ گذشتہ قولہ تعالیٰ یدمنوا الموت ان کتمہ صادقین۔ اگر تم
 سچے ہو۔ تو موت کی تمنا کرو
 ۱۰ دین نصیحت ہے ۛ

لطف و پیش سوئے مصد میکند	او مقرر و پشت مادر میکند
لطف اس کے منہ کو سوئے و کرے	پشت مادر میں وہ اپنا گھر کرے
کہ اگر بیروں ہم زبں شہر گام	اے عجب و گیر نہ بنیم اس مقام
میں اگر رکھوں ذرا باہر قدم	وایسی سبکی ہو پھر تو یک قلم
پیدرے بودے دریں شہر و خم	تا نظارہ کر دے اندر رحم
یا کہ ہوتا ایک در اس شہر میں	تا رحم سے ہوتا نظارہ ہمیں
یا چو چشم سوزے راہم پر	کہ ز بیروں آل رحم دیدہ شد
ہوتا تاسے کی طرح یا راستا	میں ذرا باہر رحم سے جھانکا
انجمنین ہم خافست از عالم	پھو جہا لینوس او ناخرے
بہت سے فائل یہ نہی مرد خدا	جیسے جہا لینوس ناخرم رہا
اوندا نکال رطوبائے کہہ ست	آں دوا از عالم بیرونی ست
وہ نہ جاسے ہر رطوبت کی سند	عالم بیروں سے ہے اس کو مدد
آہنچا نکہ چار عنصر در جہاں	صمد دوا در شہر لاکھاں
اور چ عنصر چار کہلاتے ہیں یہ	لاکھاں سے سیو دواتے ہیں یہ
آہنچا نکہ در قفص گر با قہ ست	آہنچا نکہ عزم و ریافتہ ست
آہنچا نکہ جو قفس میں ہے طو	باغ و صحرا سے وہ ہے آما ہوا
جاہان نے انبیاء بنید باغ	زین شخص و قہ لفظان فراغ
وہ شخص ہیں جہاں نبیوں کا وہ باغ	اس شخص سے جبکہ ملے باغ فراغ
پس ز جہا لینوس عالم فارغند	پچواہ اندر نکہما باغ غند
پس جہا لینوس عالم فارغند	پچواہ اندر نکہما باغ غند
اور جہا لینوس ہیں قول انتریت	پس جہا لینوس عالم فارغند
اگر یہ سے بہتان جہا لینوس پر	وہ نہیں میرا مخاطب اے پسر

سہر زہر سوراخ میروں میں کند	تا بود کایں بند از پا بر کند
سہر لگے اپنا ہر سوراخ سے	نشاہد اس زمان سے باہر جاسکے
اچوں لے جانے جنیں پیریں بود	آں قفس اور کشتی چوں بڑ
جب دل و جاں اسکے یوں باہر تیں	حال کیا ہو اگر قفس کو گھول دیں
نے چٹاں مرغ قفس کہ اندھاں	گرد و گرد و شگرفتہ گر بگاں
مرغ وہ ابھ ہو قفس میں اور اسے	بتیاں باہر سے ہوں گھرے ہوئے
کے بود اور اوراں خوف و حزن	آرزوئے از قفس میں شکر
کہ ہو اسرا خوف و ہلاکت لے اٹھی	آرزو پیچھے سے باہر آنے کی
اوتھے خواہد کزیں نامورش قفس	صد قفس باشد بگرداں قفس
وہ یہی چاہے کہ گرد اس پیچھے کے	اور سو پیچھے ہوں تا وہ نکل سکے

حکیم جالینوس کا قول

آپ جتنا کہ گفت جالینوس را	از ہوائے اس جان از مرا
جس طرح ہے قول جالینوس کا	حرص دتا کے لئے سن اسے فنا
راہیم کزن بکا نہ نیم جاں	کہ ز کون استرے نیم جہاں
یہاں جوں راضی نال رہوں گریہ جاں	کون سے طعنی دیکھوں یہ جہاں
اگر ہر سے بند بڑی خود قطار	مرغ آہیں کشہ بود از قطار
دیتے ہی گرد اپنے اک قطار	رخوں کی جو آٹے سے داماد کار
ایہاں وہی است غیر ایہاں	اور عدم ناویدہ او حشر نہاں
یہاں وہیہاں جس کے مامور	اور غلام میں حشر دیکھا ہی نہ تھا
اچوں جنیں کش میکشد میریں کم	بیگز بڑا و پیس سوئے شکم
جیسے کہنے بچے کو حق کا کرم	اور وہ ہے بھاگتی سوئے شکم

مرگ چوں قاضی بُرجوری گواہ	گوشہ گوشہ مید و سوسے دوا
موت قاضی اور بیماری گواہ	بھاگتا ہے ہر طرف ہنر دوا
کہ ہے خاندن ترا تا حکم گاہ	چوں پیادہ قاضی آمد ایں گواہ
جو بلاتا ہے تجھے تا اعدا گاہ	جوں پیادہ قاضی ہے بس یہ گواہ
گر پذیر و شد و گریہ گفت خیز	مہلت خولہ سی توار و سے در گریز
مانے تو مانے و گرنے لے چلے	مہلت اس سے بھاگ جانے کی تلے
کہ زنی بر خرقة تن پارہا	جستہ مہلت دوا و چارہا
خرقة تن پر لگانا جوڑ کا	دھونڈتا مہلت ہے چارہ اور دوا
چند باشد مہلت آخر شرم دار	عاقبت آید صبا حے خصم دار
اور کہے، تا چند مہلت شرم کر	آخر آئے مہل دشمن اک سحر
پیش از آنکہ آہنچاں رونے رسد	عذر خود از شہ بخواہ لے چسند
وقت کے آنے سے پہلے اے جواں	عذر اپنا شہ کے آگے کر بیاں
بر کند ز آں نور دل یکبارگی	و آنکہ در ظلمت براند بارگی
نور اس کے دل سے بہ جائے فرار	جو اندھیرے میں پھٹکے را ہوار
کاں گواہ سوسے قضا میں خواندین	میگریز دوا و گواہ و مقصدش
کیونکہ دامن کش ہے وہ سوسے قضا	شاہد اور مقصد سے وہ ہے بھاگتا
کس کشاں تا پیش قاضی شرمسار	ناگہاں گیرند اور احوار و زار
سامنے قاضی کے لائیں شرمسار	ناگہاں اسکو پکڑ لیں خوار و زار
کو بہ مسجد آمد آں شب مہمال	زیں گذر کن جانب آں شخص اس
شب کو جو مہمال مسجد میں ہنرا	پھوٹا اس کو اس کی جانب چل ذرا
<p>شہ یعنی گواہ ❖ قاضی کا پیادہ ❖</p>	

کہ نبو دلتش دے بانور حفت	ایں جواب کجس مکایں بکفت
نور سے اس کو قلع کچھ نہ تھا	یہ جواب اس کو ہے جسے یوں کہا
چون شنیدا و گر بکان او عرخوا	مرغ جانش موش شد سورخ جو
بلی کے غزالے کی سن کر صدا	مرغ جاں جوں موش بل ہے ڈھونڈنا
اندیں سورخ دنیا موش دار	آزاں سب جانش وطن یہ قرار
دہر کے سورخ میں اب موش دار	اس لئے ہے جان کو اسکی قرار
درخور سورخ دانائی گرفت	اہل میں سورخ بنا فی گرفت
قدر سورخ اسکو فہم اس جلا	اس نے معاری یہاں سیکھی ذرا
اندیں سورخ کار آید گزید	پیشہ ہائے کہ مراور اور مزید
کام اس سورخ میں دیں، لے لے	ایسے پیٹے جو پاسانی اسے
بستہ شد راہ ہمدان ز بدن	آ نکہ دل کند از بیرون
بند رستہ جسم نے اس کا کیا	کہونکہ ماہر آنے سے دل تھا پھرا
از لعابے خیمہ کے افراشتہ	عنکبوت طبع عنقا داشتہ
چیپ سے منہ کے بنائی کیونکہ	طبع عنقا ملتی مگر ڈی کو اگر
نام چنگش و سرسام و معص	اگر بہ کردہ چنگ خود اندر قفس
درد اور سرسام نام اسکا رکھا	پہنچے بلی نے جو اندر رکھ دیا
سکتہ و سل و جذام و ماشر	حصبہ و قونج و مالینولیا
سکتہ و سل اور جذام و ماشر	چچک اور قونج و مالینولیا
میزند بر مرغ و پر و بال او	اگر بر گزشتہ مرض چچک او
مرغ پر وہ مارتی ہے الغرض	ہیت بلی اور پنچ ہے مرض

لے دم :

در میان حملہ گردانہ اند	در غزا چوں خورتان خانہ اند
حلقہ باہم میں گومردانہ ہیں	جنگ میں مثل ترخان خانہ ہیں
گفت پیغمبر سپہدار غیوب	لا شجاعۃ یا فتی قبل الحروب
کہتے ہیں یوں مصطفیٰ شاہ غیوب	اے شجاعت ہے فنا قبل حروب
وقت لاف غزوہ ستال کف نہند	وقت جوش جنگین کف نہند
تا کہ ماریں جنگ کا دعویٰ کریں	جب لڑائی ہو تو پھر عاجز رہیں
وقت ذکر غزوہ شمشیر دراز	وقت کثرت تیغ جہل پیاز
وقت ذکر جنگ تلواریں دراز	معرکہ میں تیغ ہو مثل پیاز
وقت ندیشہ دل اور زخم جو	پس بیک زنی تھی شد خیک او
وقت اندیشہ غلش دل میں بھی	اے سودی سے مشک ہو جائے نئی
من عجیب ارم ز جہانے صفا	کورہ دور وقت صیقل از جفا
بے تعجب اس صفا جو سے مجھے	وقت صیقل جو جفا سے ہماگ لکھ
عشق چوں دعویٰ جفا ویدن گواہ	چوں گواہت نیست دعویٰ شد تباہ
عشق میں جو رو جفا ہے پس گواہ	جب نہیں شاہد ہوا دعویٰ تباہ
چوں گواہت خواہد ایراقی شمع رنج	بوسہ و ہر بار تابی تو رنج
جب گواہی مانگے قاضی - غم زکر	ساقی کو دے بوسہ پائے رنج
آں جفا باکو نباشد اسے پسر	بلکہ باوصف بدی اندر تو در
وہ جفا کجہ پر نہیں کچھ اسے پسر	بلکہ تیرے وصف بد پر سر بسر
یعنی ان کی زور آزمائی اور قوت آپس میں ہے۔ جب دشمن سے مقابلہ کرتے	ہیں تو خوف زدہ ہو جاتے ہیں :-
سہ	حدیث شریف میں آیا ہے - کہ لا شجاعۃ قبل الحرب یعنی شجاعت
	اور دعوائے شجاعت قبل جنگ کوئی اہمیت نہیں رکھتا ..

اہل مسجد کا جہان کو ملامت کرنا

تاکر دو جامہ جانت گرو	قوم گفتندے بن جلدی برو
ہو نہ جانے جان ہی کا خانہ	لوگ کہتے تھے کہ ہاں تو جلد جا
کہ باختر سخت باشد رکھذر	اگل ز دور آساں نماید نہ بگر
آخر آخر ہو گی منشی رکھذر	دور سے آساں آتی ہے نظر
وقت بیجا بیچ دستاویز حبست	ابں کساگا حبست خود را از حبست
پھنس پھنسا کر ہیں برائے ڈھونڈتے	ہیں بہت سہ پہلے گردید ہوئے
در دل مرم خیال نیک بد	بد بیشتر از واقعہ آساں بود
دل میں اشاں کے جہاں اجاں ہیں	واقعہ سے پہلے آساں ہے فنا
آنر ماں گرو بر آئیں کارزار	اچوں نہ آید اندرون کارزار
اس کھڑی اس شخص پر مشکل پڑے	کشتش میں جب رڈاؤ کی بیٹھنے
کال اجل گر گشت جان تہت میث	چون شیر می ہیں نہ تو پے پیش
جان بکری اور اجل ہے بیٹھڑا	گر نہیں تو شیر آ کر آگے نہ جا
ایمن آکر گرگ تو سر نہر شد	در زابدالی موش شیر شد
پھر سے کیا ڈر گرگ ہو جا بیگا زیر	تو ہے ابدال اورچہ ہے شیر
خمرش از تیدیل داں غل شود	کجاست برائے نیک او بدل شود
سر کہ بس کی سے کو کر ڈالے خدا	کون ہے ابدال وہ بدلا چڑا
شیر نیاری تو خود را ہیں راں	لیکست حق شیر گہرے رنگاں
شیر اپنے ہی کو ہے سمجھ ہوئے	تو ہے مست اک غیر گیر اور قسم سے
باسم نامہ بیہم باسٹ شد بد	گفت حق ز اہل نفاق ناسد بد
ان کی آپس میں لڑائی ہے شدید	قبل حق ہر منافق سے مزید

کڑی سست برگرداں لہتی	زانکہ زانو کم جالا کھت حق
بے قلقی جو رفیق سست سے	کیونکہ زانو کم جالا کھت حق کے
غازیاں بے مغز ہچکوں کہ ستوند	کہ گرایشاں با شما ہمہ شونہ
غازی سبے مغز مثل کلاہ ہوں	کیوں؟ تمہارے وہ اگر ہمراہ ہوں
پس گرینڈول صف بھٹکتند	خوشتر با شما ہم صف کنند
اور پھر بھاگیں صفوں کو توڑ کے	وہ تمہاری صف میں آکر ہوں کھڑے
یہ کہ با اہل نفاق آید حشر	پس سپاہی اندکے لیے ایسے نفر
ان نفاق انگیزوں کے انہو سے	ہیں سپاہی چند بہتر دیکھئے
یہ زبیاں سے بہ طمع آمیختہ	ہست با دواں کم خوش بیختہ
ان بہت سے جن میں کڑے ہوں	مھوڑے سے با دواں بہتر چھاپنے
نقص ز آل فدا و کہ ہم دل تنید	منہ و شیریں گر بھوت یکتہ
نقص ہے ان میں ہیں صتر ہمدگر	منہ و شیریں ہیں تو ہم صورت مگر
میزید در شک حال آن جہاں	گبر ترساں کو کو از گماں
شک میں ہے وہ اس جہاں کے حال	زندہ وہم و خوف میں کا فر رہے
گام ترساں مے ننداعی اولے	امیر و در رہ نداند منزولے
ڈر کے چلتا ہے کہ روشن دل نہیں	چل رہا ہے اور کوئی منزل نہیں
باترود و دل پر غوں شو	چون اندر مسافر چوں رو
خون دل کھائے ترود میں پڑے	جب مسافر نہ جائے کیا چلے
<p>لہ قولہ تعالیٰ عزوجل ولخبر جوا فیکم ما زادکم جالا ولا اضعوا خلائکم یبعثکم الفتنة فیکم متماعون لهم واللہ علیہم بالظالمین۔ اگر وہ تمہارے درمیان باہر نکل آئے تو بجز تباہی و بکربا اضافہ کرتے۔ وہ تم پر کتہ چلیا کرتے ہیں۔ فساد ڈالتے ہیں۔ اور تمہارے جاسوس ہیں اور ظلم کر لے اور لوگوں کو نافرمان بنا دیتے۔</p>	

برمند آں را نزد بر گرو زو	برمند چو بے کہ آں امر و زو
گرد کو میں جھاڑتے ہندے کو کب	مارتے ہیں ہندے پر لکڑی کو جب
آں نزد بر اسپ زو پر شکش	اگر بزور اسپ آں کینہ کش
سست چلنے پر ہے یہ مار لے انجی	عصے سے مارے جو گھوڑے کو کوئی
شیرہ از دان کنی تارے شود	تار شکست دار بد خوش پے شود
شیرے کو جب بند کروں بے بنے	تا کہ سستی سے چٹھہ جلدی چلے
قند بود آں یک بہود چو زہر	آں بکے میزویتے را بہر
قند تھا۔ لیکن نظر آتا تھا زہر	تھا شیم اک، اس پر اک کرتا تھا قہر
آمد گرفت زودش در کنار	دید مردے اپنانش زار زار
گو میں جلدی سے اسکو لے لیا	دیکھا جب اک شخص نے روتا ہوا
چوں ترسیدی ز قہر ایزوی	گفت چنان آں ہمیک از وی
کیا نہیں ڈرتا خدا کے قہر سے	اور کہا اے شخص کیوں مارا اے
من بر آں لپوے دم کو اندرو	گفت مل ورا کے دم لے جان دو
بلکہ اس کو جو ہے اس پر اک پلا	بولہ وہ میں کب اُسے ہوں مارتا
مرگ آں خواہد مرگ فنا و	اما در ارگوید ترا مرگ تو با و
ہوگا مقصد خوتے بد کی موت ہے	گر کئے مادر کہ موت آئے تجھے
آپ مروی آپ مر ڈال سیکند	آں گڑھے کو ادب بگر سیکند
آبرو مرد انجی کی اُس نے لی	وہ جماعت جو ادب سے بھاگ اٹھی
تا چنیں حیز و مختش ماندند	غازیان شاں زو خواہار اندند
تا کہ ہوں نامرد ایسے خستہ پا	غازیوں نے جنگ سے باہر کیا
با جہانہاد صف ہر جا مرو	لاف غزہ اثر خارا کم شنو
ساتھ نامروں کے لڑنے کو نہ جا	سن نہ ان ہیرووں کی صفی فدرا

اچوں سپہ گرد آمدن از گفتار	کر دبا ایشان بحیات گفتار
بج کئے سے ہونے جب جنگجو	ان سے کی جیلہ گری کی گفتگو
کہ بیارم من قبیلہ خویش را	تاکہ در ہمایا بود پشت شما
لاؤں میں اپنے جتیلے کو جلا	تا مدد وہ جنگ میں دے بر ملا
مر شمارا خون دیا رہا کتم	تا سپاہ دشمنان تال بشکتم
میں تمہاری ہر طرح یاری کروں	اور شکست فاش پھر دشمن کو دوں
اچوں قریش از گفتار حاضر شد	ہر دو لشکر و ملاقات آمدند
اس کے کہنے سے قریش آئے وہاں	بالمقابل دولاں لشکر بیگماں
از ملائکہ یہ شیطاں اچھے	سوئے صف ہونال نذر ہے
دیکھے غیلمان نے فرشتوں کے چٹھے	مومنوں کی صف میں آکر رہ گئے
آں جنودا لم تر وہا صف زوہ	نکشت خان اوزنیم آتشکدہ
غیب کی فوجیں تو دیکھیں صف زدہ	ڈر سے جان اس کی بنی آتشکدہ
اپائے خود واپس کشیدہ گرفت	کہ پتہ ہمیں سپاہ ہے بس شکفت
پاؤں پیچھے ہٹ گئے واپس ہوا	دیکھی اس نے اک سپاہ قرزا
کہ اخاف از زوالی منہ عون	اڑا ہوا انی اری مالارون
ڈرتا ہوں حق سے نہیں یہ وہ میں	جاؤ۔ میں بودیکھتا ہوں تم نہیں
گفت عارف اسراۃ مشکل ہیں	وی جہر آؤئے نگہنی انجمنیں
بہنے عارف اسے سراۃ مشکل ہاں	کل نہ توئے کیوں کیا ایسا بیباں
گفت انیدم من بہم بنیم حرب	گفت نے پنی جہا نشین حرب
ہوا میں ناکامیاں ہوں دیکھتا	ابوئے آئے ہیں نظر عربی گدا
لے لشکر جہ تم نے نہیں دیکھا یعنی فرشتوں کی فرج ۛ	

او کذا ز بیم آنجا وقف الیت	اہر کہ گویا ہے اس سوراہیت
خوف سے اس جاوہ نظرے بالیقین	جو یہ کہ دے اس طرف رستہ نہیں
کے ودہر ہا یہود و گوش او	ورہ اندرہ دل پڑے ہوش او
ہا و ہو رستے کی کپ غننے	کہ دل با ہوش جانے راستا
زانکہ وقت ضیق و ہمید افلاں	اپس مشو ہمراہ ایل بشر دلاں
وقت مشکل جگہ سے یہ ہو گئے جدا	ان بشر قلوب کے تو ہمراہ نہ جا
گرچہ اندر لاف سحر بابلند	اپس گر یزد و ترا تنہا ہلند
سحر بابل کے جو دعوہ دار تھے	بھال جائیں تجھے کو تنہا چھوڑ گئے
تو ز طاساں مجوسید و شکام	تو ز رعنا یاں مجو ہیں کارزار
تو نہ ہو موروں سے جو بے شکار	ایسے ہائے کی کریں گے بکارزار
دم زندتا از مقاومت پر کند	طبع طاہست سواست کند
ادرا کھیلے دھوکے دے کر گئے	دوسرے میں طبع طاہس رکھے

آنحضرت شیطان کی مخالفت

دم و مید گفت گرو آرید جیش	بمچو شیطان کہ و سائن قویش
نکر دے کہ ایسے لشکر لوسجا	ایسے شیطان نے قزیشوں سے کہا
بچ و بنیاد از زمینش برکنیم	اسما کہ در احمد ہر ملیت افکنیم
بناں اعدائید جو سے کھو گئیں	اسما کہ احمد کو شکست فاش دیں
خواندافسوں کا نئی جارنگم	بچو کہ شیطان اس رسپہ شد صدیم
پھونکا انسون افخ جاتہ نامم	پچو کہ شیطان تھا بنا دہم کی روم

میں بے شک میں تھا را دنگاہ ہوں یہ

نفس و شیطان ہر دو یک تن ہو گئے	در دو صورت خویش اکتوا ماند
نفس و شیطان ایک ہیں دونوں پسرا	گو کہ دو شکلوں میں آتے ہیں نظر
چوں فرشتہ عقل کا پیشاں یک مدبہ	بہر حکمت ہائش دو صورت شدند
جیسے وہ عقل اور فرشتہ ایک تھے	حکمتا دو صورتوں میں تھے پہچھے
دشمنی داری جنین رستہ خویش	مانع عقل است و جسم جان خویش
خود بھی میں ہے ترا دشمن چھپا	عقل کا دشمن ہے اور قاتل ترا
ایک نفس حکم کند چوں موسمار	پس بسول خے گریز دور فرار
ایک دم حملہ کرے جوں سو سمار	اور اک سوراخ میں پھر ہو فراز
در دل او سوراخ ہمارو کنوں	سر زہر سوراخ مے آرد بڑوں
اس نے ہیں سوراخ ہر دل میں کئے	اور نکالے سروہ ہر سوراخ سے
نام پہناں کشتن از دیو و نفوس	واندراں سوراخ رفتن شد خنوس
پچھتا ہے تو نام ہیں دیو و نفوس	جائے جب سوراخ میں تو ہے خنوس
کہ نفوسش چن خنوس فقذ است	چوں سر فقذ در اکد شد است
اسکا چھپنا سیہی کی مانند ہے	آتا جاتا سیہی کی مانند ہے
کہ خدا آں دیو را خناس خواند	کہ سر آں غار شیک اماند
حق تے ہی خناس شیطان کو کہا	سر ہے اس کا سیہی سے ملا ہوا
مے نہاں کردو سر آں غار شیت	و مہدم از ہم صیاد و ورشت
جس طرح لے سیہی اپنا سر چھپا	و مہدم جب خوف ہو صیاد کا
تا چہ فرصت یافت سر آرو بڑوں	ز پنجین مکرے شود مارش بڑوں
اور جب ہلکت لے سر لے نکال	سانپ کو یوں مکر سے کہئے نکال
گردن نفس را ندروں اہم تر	رہزناں ابر تو کے دستے مجھے
نفس گر رہزن نہ ہوتا اس طرح	غلبہ کرتے مجھے یہ رہزن کس طرح

مے زمینی غیر اس ایک آتشک	آزماں لاف لہاں وقت جنگ
اور کیا دیکھے گا تو اسے سوخ و سبک	وقت وہ دعوے کا تھا یہ وقت جنگ
دی ہے کھتی کہ پابند اس شدم	کہ بود تاں فتح و نصرت مہدم
کل تو کہتا تھا کہ ہوں ثابت قدم	فتح و نصرت تم کو ہوگی دہدم
دی زعمیم الجیش لودی آلیں	ویں زماں نامہ چیز و نامہ دویں
کل تو تھا سردار لشکر اے لیں	اب ہے کیوں نامہ و نامہ و حویں
ما بخوریم آں دم تو وادیم	تو بتوں رفتی و ماہیزم شیم
تیرے دم میں آکے ہم آئے یہاں	تو گیا خام ہم ہیں کڈیاں
چونکہ حارث ہا سراقہ گفت اس	از غائبش خشکیش آں لیں
جب پیغمبر حارث نے سراقہ سے کہا	وہ لیں غفے بٹا اور جل گیا
دست خود دشمنوں دست و کشید	چوں گفت سراقہ و دشمن در و دل رسید
کھینچا اپنا ہاتھ اس کے ہات سے	درو سادل میں ہڑا اس بات سے
سینہ اس کو فٹ شیطان کر دیا	خون آں بیچارگان اس مکریت
کینے پر ٹھوسا دیا اور چل دیا	خون یوں شیطان نے اُن کا کیا
چونکہ ویراں کہہ دینے عالم او	پس بجفت اتنی برتی منعم
اس سے ویرانی ہوئی تھی چار سو	پس کہا رانی بدی ہمت کھ
کو فٹ اندر سینہ اندا غش	پس گریزاں شد چہ بیت غش
کوتا سینے کو گرا اس کو دیا	اور خود ہیبت سے بھاگا بیوفا

۱۔ حارث اور سراقہ دونوں سردارانِ عرب میں سے تھے شیطان غزوہ مدینہ
 میں سراقہ کی صورت میں قرین کے پاس آیا۔ اور انہیں آیہ جنگ کیا۔

۲۔ تحقیق میں تم سے بری الذمہ ہوں۔

انچنیں ساحر و رکن تست بر	ان فی الوساوس سحر استمر
ایسا جادوگر ہے اک تجھ میں نہاں	دوسو سوں میں سحر پوشیدہ ہے ناں
اندر آں عالم کہ ہست آں سحر	ساحراں ہستند جادوئے کشا
ہیں جو اس دنیا میں جادو یافتہ	کھولنے والے بھی ہیں اس کے مگر
اندر آں سحر کہ رست آں ہر تر	نیز رویت تریاق کسپہر
زہر گوان جنگلوں میں ہے آگا	ہے یہیں تریاق بھی پیدا ہوا
گویت تریاق ازمن مجوسپر	کہ زہر من تونزدیک تر
کتا ہے تریاق لے میری پناہ	زہر سے نزدیک تر ہوں لے تباہ
گفت از سحرست ویرانی تو	گفت من سحرست دفع سحر او
اس کا کتا سحر و ویرانی تری	میرا کتا دفع سحر اسے مدعی
گفت پیغمبر کہ ان فی البیان	سحر و حق گفت آں خوش پہلوان
ہوئے پیغمبر کہ ان فی البیان	سحر اور صادق ہے انکا قول ناں
ایک سحرے دفع سحر ساحراں	مایہ تریاک باشد در بیاں
سحر جو ہو دفع سحر ساحراں	ہے بیاں میں مایہ تریاق ناں
آں بیان اولیاد اصفیاست	کہ ہمہ اعراض لہسانی حیرت
وہ بیان اولیاد اصفیا	جو کہ ہیں اعراض نفسی سے جبر
حاصل آں کہ زہر نفس دہش	نوش کن تریاق مرشد بہت تیز
الرض تو بھال زہر نفس سے	اور جھٹ تریاق مرشد ہی بھی لے
ایں طلسم سحر نفس اندر شکون	سوئے گنج بہر کامل نقبون
لڑ دے سحر و طلسم اس نفس کا	جستجو کہ پیر کامل کی ذرا

اس تحقیق بیان میں سحر ہے :

والسیر عرض آرو آفت بہت

دل ہے قیدی حرص اور آفات میں

ہما خواہاں البقرہ شستہ

اور عوازل کو ملی غلبے کی راہ

بین جنہیکم لکم اعدا عدو

نفس تیرا سب سے بدتر ہے عدو

کو چو ابلہیں است درج و تیز

مثل شیطان ہے خدیت سے بھرا

آں عذاب سردی آہل کرد

سہل کرتا ہے عذاب سردی

اوز سحر خویش صد چنداں کند

دھر سے ایسے بہت ساماں کرے

باز کو ہے اچو کا ہے حے مند

کوہ پھر صنعت سے اسکی گاہ ہر

نثر بار از زینت گرد اند بظن

اور ظن سے کر دے اچھے کو بریا

آومی ساز دخرے از آیتے

اور گدے کو آدمی کر دے بجا

ہر نفس قلب حقائق می کند

توٹ دیتا ہے حقائق ہر گھڑی

زبان عوان مقضی کہ شہوت

اس سیاحتی سے جسے شہوت کہیں

از آن عواں بدتر شدی آو و تباہ

ہو گیا تو اس سیاحتی سے تباہ

در خیر بشنو تو ایں پند نکو

سُن بھیگی یہ حد بیشک پاک تو

اطمراق لیں عدو مشغول گرین

ایسے دشمن کی نہ ڈنٹیں سُن ڈرا

بر تو اواز بہر لیں نیائے سرو

چھو یہ وہ دنیا کی خاطر اچھی

چھو عجیب گھر آساں کند

کیا عجیب گھر موت کو آساں کرے

سحر کا ہے اصنعت کہ کند

سحر اکثر کوہ کر دے گاہ کو

ز شہتار انحر گرد اند بہ فن

وہ ناتوا ہے بری شے کو بھلا

آومی انحر نماید ساعتے

آومی نہ وہ بنا ڈالے گد حما

اکار سحرانیت کو مہیزند

یہ سحر سحر فسون و سحر کی

من حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اعد اعداءک لنفسک التي ہیں جنیت

یعنی بدترین دشمن تیرا نفس ہے۔ جو تیرے پہلوؤں میں رہتا ہے۔

مہمان کا جواب

کہ زلاعلے اضعیف آید ہمیں	گفت کیا راں زان یواں نیم
جو کہ اس لاجل سے کمزور ہو	بولادہ شیطان نہیں میں دوستو
طلبکے در دفع مرغاں میزے	کو دے کہ حارث کشتے بدے
دفع سے مرغوں کو بھگاتا تھا سدا	ایک لڑکا تھا نگہباں کھیت کا
کشت از مرغاں سلامت میگذشت	تا رسید مرغ ازاں طلبکے کشت
تھا سلامت کھیت رہتا اس لئے	دفع بھگاتا دینا تھا سب کو کھیت سے
برگذر ز داں طرف خمیہ عظیم	چونکہ سلطان شاہ محمود کریم
گذرا اس جا اور لگا خمیہ عظیم	جبکہ سلطان شاہ محمود کریم
انبہ فیروز و صفدر ملک گیر	باسپا ہے پچو استارہ اثیر
ملک گیر وصف شکن اور میچے	تھے سپاہی جیسے تارے چرخ کے
مچتے بد پیشرو پچول خروس	اشترے بد کو بدے کمال کوس
پیشرو وہ مرغ کی مانند تھا	ایک اشتر پر تھا نقارہ لدا
میز دندے در جمع و در طلب	بانگ کوس و طبل بر روی و زوٹب
تھے بجاتے جب کبھی ہوتی طلب	کوس اور نقارہ اس پر روزوٹب
کو دے کہ طلبکے در حفظ بر	اندراں مزیع درآمد آں شتر
اور دفع لڑکے نے پٹا خوب سا	وہ شتر اس کھیت میں بھی آگیا
بجی طبل استیما است غو	عاقلے گفتش مزین طلبکے و
اونٹ پھل سے ہے غرگر طبل کا	کہ نہ دفع دفعی عاقل نے کہا
کہ کشا و طبل سلطان سیت کفل	پیش اوچو بود تبر اک تو طفل
وہ تو ہے نقارہ شاہی کھینچتا	اس کے آگے ہے یہ ڈفلی چیز کیا

جانب مہمان مسجد باذراں	بس اڑتیں کھو آغازاں
جانب مہمان و مسجد بے دخل	بات لمبی ہے رٹوئے آغاز چل
مہمان کو ملا مت گروں کی دوبارہ نصیحت	
مسجد مارا ممکن نہیں مہتمم	ہیں بکن جلدی برواے برا کرم
کہ نہ مسجد کو ہماری مہتمم	ہاں اب جلدی سے جا لے ذوالکرم
آتش درمازند فزادنی	گر بگوید دشمنی از دشمنی
اور کل ہم پر کرے آتش زنی	گر کے دشمن ز را و دشمنی
بر بہانہ مسجد او بگدسالے	کہ بتا سائید او را ظالے
اور مسجد کا بہانہ ہے کیا	ہاں کسی ظالم نے گھونٹا ہے گلا
چونکہ بدنام است مسجد او جہد	تا بہانہ قتل بر مسجد ہند
تا کہ ہو بدنام مسجد وہ چٹھے	رکھتا ہے مسجد پہ چیلے قتل کے
کہ نہ ایم لین زمکر و دشمنیاں	تہمتے بر ما نہ لے سخت جاں
خوف دشمن سے نہیں ہمکد اماں	ہم پہ تہمت رکھ نہ قولے سخت جاں
کہ نساں پہیو گہماں را بگز	ہیں برو جلدی بکن سودا پیر
گو سے گویا تاپ سکتا ہے کوئی	جا بہاں سے جلد، مت کر اہلی
ریش بر خود کند ہیکل تخت لخت	چوں تو بسیار اں بلا فیدہ رخت
ڈاٹھی اُن کی فوج لی عاجز ہوئے	تھے بہت ایسے گھنڈی بخت نے
خویش مارا در میگھن رو بال	ہیں کو تہا کن ایں قیل و قال
ہم کو اپنے ساتھ آفت میں نہ ڈال	جبا فی جا۔ اب مہتمم کہ یہ قیل و قال

سرد گرد و عشقش از کالائے خویش	چوں بہ بنید کالائے درج پیش
سرد ہو پھر عشق اپنے مال کا	نفع دیکھے دوسرے کے مال کا
کالائے خویش از رخ و مزید	اکرم زاکں مازست با او کہ ناید
نفع کچھ دیکھا نہ اپنے مال کا	گرم بازار اس سے اس سے رہا
چوں ندید افزوں از آئنا در شرف	انچھیں علم و مزا در حرف
عفت ان میں کچھ نہ دیکھی بیستہ	حرفوں میں ہیں یونہی علم و ہنر
چوں آمد نام جاں شد چیز لیز	تا بہ از جاں نیست جاں باشد عزیز
اور جو ہو بہتر تو کیا ہے جان چیز	جو نہ بہتر جاں سے تو ہے جاں عزیز
ما نگشت و در بزرگی طفل نہ	لعبت مرودہ بود جاں طفل را
وہ جواں ہو جب تک اور بچہ ہے	مردہ گھڑیا جان لڑکی کی رہے
ما تو طفلی پس بد ایش حاجت است	ایں تصور وں مخیل لعبت است
تو ہے جب تک طفل حاجت ہے نیے	خیل تخیل اور تصور ہیں ترے
فایغ از حسرت تصور خیال	چوں ز طفلی است جاں شد وصال
پھر نہ یہ جس ہو نہ تصویر و خیال	جھوٹے طفلی سے تو حاصل ہو وصال
تن زوم و اللہ علم بالوفاق	انست محرم ہا بگویم بے نفاق
جب رہوں و اللہ اعلم بالانقلاب	ہو کوئی محرم تو کہہ دوں بے حجاب
حق خریدارش کہ اللہ اشتراکی	مال تن بر شد زیر آن فنا
مول حق دینا کہ اللہ اشتراکی	مال و تن میں ہونے کی صورت فنا
کہ تو در شکی یقینے نیست	بر فنا زاکں از زمین او نیست
کیونکہ تو ہے بے یقین شک میں چڑا	اس لئے ہے ہر حرف جنت سے سدا

اللہ اس کا خریدار ہے
 عہ قیمت جو را د جنت سے ہے

جان من نو بستگہ طبل بلا	عاشق من کشت بخوربان لا
جان سے نو بست گہ طبل "بی"	میں ہوں عاشق کشتہ و قربان لا
پیش آنچہ دیدہ است این دیدیا	خود تہوراکہ است این تہدیدیا
میں نے کچھ دیکھا ہے اس کے بھی سوا	یہ ڈرانا بہیدہ ہے ہر ملا
کو خیالاتے دریں رہ مستم	اے حریفان من از آنہا مستم
جو جھیل سے رہوں ٹھہرا یہاں	اے حریفو میں ہوں ان میں سے کہاں
بل چو اسمعیل آزادم ز سر	امن چو اسمعیل نام نہ حذر
بلکہ اسماعیل سر سے پاؤں تک	میں ہوں اسماعیل کا بغیر شک
قل تعالو گفت جاتم را پیا	افا رتم از طراق و از ریا
قل تعالو کہ ہے مری جاں کو کہا	کب سے مجھ میں طراق اور کیا
بالعظیہ من یقین بالخلف	گفت پیغمبر کہ جانتی اسلف
جو یقین اس کے صلے کا بھی رکے	ہے پیغمبر کہ وہ بخشش کرے
زود و ر باز و عطا را زین عرض	اگر کہ بنید بر عطا را صد عرض
وہ عطا کرتا ہے ہر کہ با عرض	دیکھتا ہے جو عطا کے سوا عرض
تا چو سو و افتاد مال خود دہند	جملہ در بازار از آں کشتہ بند
تا ہر جس کو بیع وہ مال اپنا دے	اس نے بازار میں سب میں بکے
تا کہ سود آید بندل آید صرا	از درو بہا نہاں شہ سے منتظر
بیع ہو تو خرچ پر خود ہر مضر	پتیلیوں میں زر ہے بیخشا منتظر

سچے اسماعیلی ایک فرقہ ہے جس کا ایک واسطہ یہ ہے ہوتا ہے - اور ان میں اکثر لوگ شافعی تہرتے ہیں جو اپنی جان خطر میں ڈال دیتے ہیں ۔

یہ کہ دے کہ تم لوٹ آؤ

شاہ یعنی برخصا آئندہ ملنے والے صلے کے یقین میں بخشش کرتا ہے ۔

از گمان از یقیں بالاتر م	وز ملامت بر نمیکرد و سرم
میں ہوں بالاتر یقین و وہم سے	پھر ملامت سے مرا سر کیوں بچھے
چوں وہاں غور و از جلوائے او	چشم روشن گشتم و بنیائے او
میرے منہ نے جب وہ علوا کھایا	آنکھ روشن ہو گئی ، بینا
باز ہم گستاخ چوں خانہ روم	پانہ لرزائے نہ کورانہ روم
شورخ اور چالاک پھر گم کو بھول	میں بنوں اندھانہ لغزش میں
آنچہ گل گفت حق خدا نقش	بر دل بن گفت صد چند اش کرد
گنگوئے حق سے گل خداں رہے	اور آخر میں میرے دل پر سو گئے
آنچہ زور بر سر و قدش راست	و آنچہ از بے زر گس و نسیم بخورد
سر دے سے کچھ کہ کے سیدھا کر دیا	زر گس و نسیم نے بھی کچھ سن لیا
آنچہ نے اگر د شیبہ بن جان دل	و آنچہ خاکے یافت اس نقش گل
جس نے نے کو کر دیا شکہ بجاں	خاک کو جس سے میں رنگینیاں
آنچہ ابرو را چنباں طراز سلخت	چہرہ را گلگونہ گلنا ساخت
جسے ابرو کو کیا طراز سا	میرے کو گلگونہ گلنا سا
مرزاں ادا و صدا فتوحی	و آنچہ کاں ادا و زر جعفری
اور زباں کو جس نے دی جادوگری	کان کو بچشا ہے زر جعفری
اچوں ز رزاد خانہ باز شد	عزم ہائے چشم تیر انداز شد
جب سلخ خانے کا دروازہ کھلا	آنکھ کے غمزوں نے پھینکا تیر سا

سلخ زر جعفری - اصلی سونا - جعفری ایک بڑا کیا گیا تھا - بعض کہتے ہیں کہ جعفری کی نسبت جعفر برنکی سے ہے - جسے اپنے عہد وزارت میں حکم دیا تھا - کہ سونے کو چھ اور خالص کریں اور اس پر سکہ بنائیں :

وہ عجب غنیست رکھو گھیں	کہنے پر وہ بستان یقین
یہ عجب تیرا گماں ہے ہم نہیں	جو نہیں اڑتا غوئے باغ یقین
ہر گماں تشنہ یقین ہے پیر	میز نذر تزلزل بال و پر
ہر گماں تشنہ یقین کا ہے پیر	مارتا ہے کثرتوں میں بال و پر
چوں سدور علم پس برپا شود	مر یقین را علم او پلویا شود
علم تک پہنچے تو پھر قائم رہے	اور یقین کی سمت علم اسکا بڑھے
زانکہ ہست اندر طریق مفتتح	علم کما از یقین و فوق ظن
ہاں طریق عشق میں علم اے فنا	ہے یقین سے کم تو شک ہے سوا
علم جو یائے یقین باشد بزاں	وان یقین جیائے دید او عیاں
علم کو تو ہے یقین کی جستجو	اور یقین کو دید کی اے نیک خوا
اندر الکھم بچو ایں اکون	از پس کلا پس لو تعلمون
اے اکون الکھم میں ڈھونڈو اے ذی فنون	پھر ہے کلا اور پھر لو تعلمون
میکشد دانش پر ہمیشہ علم	گر یقین بودے پدید ندے حیم
جانب پر ہمیشہ ہے دانش چھینچتی	گر یقین ہوتا تو دوزخ بھی بھلتی
دید زاید از یقین بے انتہال	آینجاں کہ ظن ہمے اپنی خیال
دید ہوئی ہے یقین سے آشکار	جیسے ظن پر ہے خیالوں کا مدار
اندر الکھم بیان ایں بابیں	کہ شود علم الیقین عین الیقین
ولیکہ الکھم میں یہ قول میں	تا کہ ہو علم الیقین عین الیقین
اے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ الکھم الکھم حتیٰ انہم ساءلوا المقام بکل اسوف	تعلمون ثم کلا سوف تعلون کلا و تعلمون علم الیقین یعنی تم کو
کثرت کی آرزو نے غافل کیا۔ یہاں تک تم قیروں سے ملو۔ البتہ یوں ہرگز نہ جانو گے	پھر ہرگز نہ جانو گے کہ تم یقین کا جانتا جاؤ گے۔ یعنی صاف نظر آتی ہے

کلمہ راعی چوں راعی ست	خلق مانند رمہ اوسا عیست
سب بنے کلمہ، بنی راعی ہوئے	خلق کے روڑ کے وہ سائی ہوئے
از رمہ چپان ترسد در نبرد	لیکشتاں حافظہ بودا گرم و سرد
کس طرح کچھ سے چرواہا ڈرے	ہاں بچائے اس کو سرد و گرم سے
گر زندہ بانگے ز قہر او بر رمہ	واں ز ہرست آن در او بر رمہ
کلمہ کو گروے وہ چلا کر صدا	لطف سے ہوگی جو ہے کرتا رہا
ہر زماں گوید بگو صمیم بخت نو	گر ہوا غمگین کچھ غمگین مشو
سننا ہوں آواز ہر دم بخت سے	ہو نہ غمگین کہ کوں غمگین کچھ
من ترا غمگین و گمیاں اُن غم	ساکت از صمیم ہاں پنہاں غم
اس لئے کرتا ہوں میں غمگین کچھ	چیتو بہ بین سے تو بد مشیدہ یہ
سلیخ گردا تم ز غم ہا خوں تو	تاکہ بگرد و چشم بداز روئے تو
سینج کرتا ہوں غموں سے خوشی	تاکہ لوئے آنکھ بہ اندیش کی
نے توصیا دے وہ عیائے منی	بندہ و افکندہ رائے منی
تو نہیں صیاد اور جو یا مرا	بندہ عاجز ہے میری رائے کا
حیلہ اندیشی کہ در من نہ رسی	در فراق و حسیں من یہی
حیلہ کرتا ہے کہ مجھ تک ہو رسا	ہے سلاش و اجڑ سے جھٹکا ہوا
چارہ مے جو دیدے من رو تو	میں شوق و دوش آہ سرور تو
درو جہرا، میری خاطر چارہ خواہ	ہیں لے کل غیب کو سنی مٹی تیری آہ
مے تو انم، ہم کہ بے این انتظار	رہ وہم بنما مکت لہاہ گذار
چاہتا ہوں میں بھر انتظار	رہنا ہو کہ دکھاؤں رنگہار
تا ازیں گرفتار افسار ہی	بر سر گنج و صالم یا نہی
تا تو اس طوفان دوراں سے بچے	یا توں گنج وصل پر میرے رستے

عاشق شکر و شکر خاندیش کرو	بر و لم زد تیر و سودا دینش کرو
اور عاشق اس کی شکر سونچ کا	میں ہوں سودا دین جب دل پر لگا
عقل جہاں جاندار یک جان اور	عاشق آم کہ ہر آل اس است
عقل و جان میں جان سے جسکی ہے جا	عاشق اس کا ملک ہے جسکی ہر آن
فیست و آتش کشی ام اضطراب	نن ملا تم و بلا تم پہچو آب
کب مجھے آتش کشی میں اضطراب	لا ف کب ہے نہ تو وہ ہے نل آب
چول نباشتم سخت و پشیم من است	چوں بد زوم چوں حقیقہ مخزن است
سخت یہوں وہ کیونکہ ہے پشیم و پناہ	یہوں چھیا دل زر یہ ہے اسکی نگاہ
سخت یہ باشند تیر اور اندر تیر	بر کہ او خوشید باشند پشیم گرم
سخت زدی ہو خوف ہو اس کو تیر	وہ کہ سورج سے کرے جو بیچہ گرم
گشت دین خصم سوز و پیر وہ	پہچوئے آفتاب بے حذر
اس کا رخ ہو کینہ سوز اور پیر وہ	مثل روتے شمس بے خوف و خطر
یکسوار کو وقت بزمیں نہیں	ہر ہمیر سخت رد بد در جہاں
حکم ہر آل شاہ پر ترنا کیا	ہر ہمیر اس تہاں میں سخت تھا
یکسوار کو پیر و پناہ	رونگہ و انید از ترس و تنے
ایک تھا دنیا پہ بھاری دافعی	خوف و غم سے تنہ نہیں بھرا بھی
اونتر سدا ز جہاں پیر کلوخ	سخت زشت سنا بہت با کلوخ
اس کو ڈھیلور سے نہیں خوف و خطر	سنا بہت ہے جہاں میں سخت تر
سنا بہت صنع خدائی سخت شد	کاس کلوخ از شستہ ان کو سخت شد
سخت بہتر صنم خالق سے ہو	سخت زان سے ذیل کو کڑے کہا
زائیر شاہ کے تیر سداں قصا	کو سنداں گم بزم از حساب
کب قصائی آئے راپے سے ڈرے	بلہاں زائیر ہوں گو مقدر سے

بہار نے نیست این امتحان	تاغذ اگر دی بیامیزی بجان
آسمان یکب ہے غاری کے لئے	تاغذا ہو کر بے تو جان سے
بہر ایں آتش بے ستاں کجور	آب میخوری بے ستاں سبز و تر
تو نے جلنے کے لئے پانی پیا	سبز حیتوں میں بجھے پانی ملا
تا زحمت گرد و اہل امتحان	رحمتش سابق بہ ستاں ز قہر زائل
رہم سے تا امتحان ہیں تو پڑے	نہر سے رحمت تھی پہلے اس لئے
تا کہ سرمایہ وجود آید بدست	رحمتش برہمرازاں سابق شد است
تا بے بچے وجود اسے بے خبر	اس لئے تھا رہم سابق قہر پر
چوں نروید چہ گداز عشق دوست	ز آنکہ بے لذت نروید چہ دوست
بن بڑے کیونکہ کھائے عشق دوست	کیونکہ بے لذت بڑھیں کہم دوست
تا کنی ایثار آں سرمایہ را	ز آن تھا خاگہ سرمایہ ترا
تا کرے ایثار سرمائے سے اب	اس تھا خاگہ کے ہیں یہ قہر سب
کہ بکروی غسل بر جستی ز جو	ہا ز لطف آید برائے عذر او
اب تندی سے نہا کر آگیا	عذر پھر کرتا ہے لطف کیرا
سچ ہمارا تو شد نیکو بخش اور	تا نہ خود گوید چہ پیدی در بہار
سچ ہے ہمارا ترا، اب ہوشیار	وہ نہ بوسے، تو چرا وقت بہار
پیش شہ گوید ز ایثار تو باز	تا کہ ہمارا باز گردو شکر ساز
دے خبر شہ کو ترے ایثار سے	تا کہ ہمارا شکر یہ تیرا کرے
جملہ نعمت ہا برد بر تو حسد	تا بجائے نعمت منعم رسد
اور ہر نعمت حسد تجھ پر کرے	پھر جگہ یہ تیری منعم آکے لے
سر بہ انی ارانی اذہمک	من غلیل تو بہ پیش بچک
سر جھکا انی اسانی اذہمک	میں غلیل اور تو پس بے ریب و شک

ایک شیرینی ولذات مقر	ہست براندازہ رنج سفر
انہی لذت محض میں مگر	جتنا ہے اندازہ رنج سفر
آنکہ از شہر و خوشیاں بر خوری	کہ مرغی رنج و محنت تیری
اس دم اپنے شہر سے پھل کھائے تو	جب سفر سے رنج و محنت پائے تو
در کھو و بنگہ کہ اندر و بیگن	میچہد بالاجہ شد ز آتش زبوں
ویک میں جا کر جنوں کو دیکھ لے	باہر آتے ہیں اُبل کر آگ سے
ہر چہ آساں یافتی آساں ہی	ور و مشکل پات را بر جاں نہی
جو لے سہل اس کو آسانی سے دے	تو ہو مشکل اس کو دیتے دل دیکھے
بشنوایں تمبیل و قدر خود ہاں	وز ہلا مار و مگر واں آجاں
سن یہ تمبیل اور اپنی قدر جاں	اور بلاؤں سے نہ منہ پھیر لے جاں

محبت میں مومن کے بھاگنے کی تمثیل

ہر زمانے میں برآید وقت جوش	بر سر ویکٹ برآر صد خروش
ہر گھڑی آتے ہیں باہر وقت جوش	ویک کے منہ پر وہ کرتے ہیں خروش
کہ چہ آتش بہمن در میزنی	چوں خریدی چوں نکو ہم میکنی
کیوں جلاتی ہے ہمیں تو آگ سے	جب خرید ا تو سزا بہر کس لئے
میزند تلعیز کہ بانو کہ نے	خوش بچوش و پر مجہ ز آتش کے
لکری بی بی مار کر بیچھے کے	خوب یک جا۔ آنہ باہر آگ سے
زاں بچو شام کہ مکر وہ منی	بلکہ تاگیری تو ذوق و چاشنی
لب پکایا تجھ کو دشمن جان کے	بلکہ تیرے ذوق و لذت کے لئے

۱۵ یعنی جو مشکل سے ہاتھ آئے۔

۱۶ یعنی چنے۔

نفس و فعل و قول و فکر تہا شدی	جز و شمس و ابر بارانہا بدی
نفس و فعل و قول و فکر اب بن گیا	جز و شمس اور ابر باران تو رہا
راست آمد اقتلو فی یا ثقات	ہستی حیوان شد از مرگ نبات
اقتلو فی یا ثقات آیا بجا	ہستی حیوان ہے سبزی کی فنا
راست آمد ان فی قتل حیات	چوں چیں بر نیست از بعد نبات
راست ہے پھر ان فی قتل حیات	بعد مرنے کے جو ہوتی ہے یہ بات
تاہیں معراج شد سوئے فلک	فعل و قول صدق شد قوت ملک
یہیہ اس معراج سے وہ تا فلک	قول و فعل صدق ہے قوت ملک
از جادوی پُر شد و شد جا نور	آپنماں گاں طعمہ شد قوت بشر
بھر کے غلے سے ہوا وہ جالور	ایسا لقمہ جو بنا قوت بشر
گفتہ آید در مقام دیگرے	اے سخن از ترجمہ پہنا و رے
دوسرے موقع پہ کر دو نگاہیں	اس سخن کی شرح میں لے رہاں
تا تجارت میکند و امیر و	کاراں دالم ز گردوں میرسد
اور تجارت کر کے پھر ہے کوٹھنا	آسمان سے آتا ہے اک قافز
نے پہلنی و کراہت مرد و وار	پس بردنیشین خوش اختیار
نے کراہت سے خریدے در و وار	جو ہو خواہاں مانے وہ خوش اختیار
تا ز تاجنہا فرو شود یلم ترا	زاں حدینش تلخ میگویم ترا
تا کہ وہ تلخی جو تجھ میں ہے ستے	کہ راہوں تلخ بات اس واسطے

اے اسے پرہیزگار و مجھے قتل کر دو :

۱۔ تحقیق تیرے قتل ہونے میں ایک زندگیاں ہے :

تا بزم حلقہ استمعیل وار	سر بہ پیش تہرہ دل بر قرار
مخل استمعیل تا کاٹوں گلا	تہرے آگے تو اپنا سر جھکا
گزر بیدہ گشتن و گشتن بہت	سر بزم یکاں سر آں سریت
جو بری کٹ جانے سے پہلے سر بسر	سر میں کاٹوں ہے مگر یہ سرور سر
اے مسلمان بایں شہیدیم جُست	ایک مقصود از آں تعلیم جُست
خوئے تسلیم اے مسلمان چاہئے	یس سے ہے مقصود سمجھنا بجئے
تا نہ ہستی و نہ نحو ماند ترا	اے خود میجو شس اندر ابتلا
تیری بسختی کا نہ ہو تیرا پتا	اے چنے یوں امتحان میں چو شکا
تو گلستان جان و دیدہ	اندر آں بستانا مگر خندیدہ
پھول باغ جان و دیدہ کا بنا	تو اگر اس باغ میں خنداں رہا
لقمہ گشتی اندر احشا آمدی	مگر حید از باغ آب گل شدی
لقمہ بن کر انترطیوں میں آگیا	گر چہ شش اس باغ سے مٹی ہوا
شیر بودی شیر شو در بیشہ ما	شو غذا و قوت اندیشہ ما
شیر تھا اور آج شیر بیشہ بن	ہو غذا اور قوت اندیشہ بن
در صفاتش باز روچا لاکن جُست	از صفاتش رہنمائی اللہ بخش
پھر انہیں صفات کی جانب تیر جا	اس کی صفات سے تو پہلے تھا اگلا
پیش صاف و زگروں پر شدی	زابر و خورشید و زگروں آمدی
صاف ہو کر اب خلک سے جڑ گیا	بر و خورشید اور فلک سے آیا تھا
میری اندر صفات مستطاب	آمدی صورت باران آب
اب صفات پاک میں جاتے تو	صورت باران و آب آگیا ہے تو

حاشیہ صفحہ گذشتہ :- حضرت ابراہیم نے اپنے لڑکے اسمعیلؑ سے کہا تھا کہ تحقیق میں نے دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں :

تا کہ خود را در دہم در جوش من	تا کہ یہ یالم در آں آغوش من
تا کہ خود اس جوش میں مٹ جاؤں میں	اور اُس آغوش میں جا پاؤں میں
ز آنکہ انسان در غنا طاعنی شود	ہیچو پیل خواب میں یا علی شود
ہوتا ہے دولت سے یہ انسان خراب	جیسے باغی پیل ہو دیکھے جو خواب
پیل چون خواب ہنید ہندرا	پیلیاں انشود آرد و غا
ہند جب سوتے ہیں باغی دیکھ لے	پھر نہ مانے پیلیاں کی اور لڑے

خاتون کا بچنے سے عذر کرنا

آنستی گوید راکہ پیش ازین	من چو تو بود از اجل زین
بہی وہ خاتون اس سے پیشتر	موتی میں جنو خاک تیری طرح پر
چوں ہوشیدم ہمارے آذرے	پس پذیر گشتم و اندر خورے
میں نے جب پہنا لباس آکشی	ہو گئی مقبول اس لائق بنی
مڈتے جو شیدام اندر ز من	مڈتے دیگر درون دیگ تن
میں بھی دنیا میں ہوں اہلی تدل	دیگ تن میں جوش میں مٹی تدل
زین دو جو شمش قوت حسا شد	روح گشتم پس ترا استا شد
حس کی قوت دو آباؤں سے ملی	روح ہو کہ تیری استانی بنی
در جمادی کہنتے زان میروی	تاشوی علم وصفات معنوی
توڑا پھوڑا اس لئے میں نے تجھے	تا ہو واقف معنوی اوصاف سے
چوں شدی تو روح پس بار و گر	جوش دیگر کن ز حیوانی گذر
ہو گیا تو روح پھر اک جوش گھا	حد حیوانی کو تیجھے چھوڑ جا
از خدا میخواہ تا زین کہنتہا	در تلغزی و رسی در منتہا
کہنتے یہ سن کر خدا سے کہ دعا	ہو نہ نغزش جائے تو تا منتہا

سردی افسردگی بیروں نہد	آب سرد انگور افغروہ زہد
سردی و افسردگی اپنی گنوائے	آب سرد انگور سما جب خوش کھائے
پس زہلینہا ہمہ بیروں روی	توز تلخی چونکہ دل خوش شوی
تلخیوں سے اپنی باہر آئے گا	تو بھی جب تلخی سے کھرا جائیگا
فارغ آئی مگر بتوریزند خل	آزماں شیویش شوی ہمچو غسل
پھر اثر ہو گا نہ سر کے کا خوا	میٹھا پھر اسوقت ہو گا شہدیا
مقبل ایسے رگہ فاضلہ شد	ہر کہ او اندر بلا صابر نہ شد
وہ نہیں مقبول اس درگاہ کا	جو بلاؤں میں نہیں صابر رہا
خام ناجوشیدہ جز بیوقوف نیست	سگ شکاری نیست و اطلوق نیست
خام اور نا اہل ہے مجروح ذوق	سگ شکاری ہو تو ہو گردن ہرق

مومن کا آگاہی بلا پر صابر ہونا

خوش بخوشم یا ربم وہ راستے	آں نحو گفت چنین ست آلتے
جوش دے خوب لے خدا سے شہادت	وہ چٹا کئے گا۔ گر ہے یہ بات
کچھلیم زن کہ بس خوش میزنی	تو دریں جوشم چو عمار مینی
چھو مارے جلیں خوش ہوں اقی	تو جو ہے اس جوش میں مونس مری
تاناہیم خواہیستان و باغ	ہمچو پیلیم بر سرم زن زخم و داغ
تاناہیم خواہیستان و باغ	مثل پیل اب سر پہ ہے تو زخم و داغ

سلہ یعنی شورش اور جوش مستی جاتا رہے ہندوستان اور باغ سے دنیا مراد ہے۔ چونکہ ایران میں باغی نہیں ہوتا۔ اس لئے جب کوئی شخص وہاں باغی لیجا سکتا ہے اور وہ مستی کرنے لگتا ہے۔ تو ایرانی کہتے ہیں یہ ہندوستان کا خواب دیکھ رہا ہے یا اسے یاد کر رہا ہے۔

گر نہ گشتہ ہیزم او منہر بدے	تا ابد محمور و ہم عامر بدے
گر نہ کٹھی ہوتی تو پانی مٹ	تا ابد آباد رہتی اسے پسر
باد سوزا سنتیں آتشیں اں	پر تو آتش بود نے عین اں
باد سوزاں ہے یہ آتش میکان	پر تو آتش ہے یہ آتش کماں
عین آتش در اخیر آمد یقینیں	پر تو سایہ وسیت اندر زمینیں
عین آتش ہے فلک پر لے فنا	سایہ اس کا ہے زمیں پر پڑ رہا
لاجرم پر تو بیاد ز اضطراب	سوئے معدن باز میگردد شباب
اس لئے سائے کو ہے اک اضطراب	سوئے معدن لوٹ جاتا ہے شباب
قامت تو برقرار آمد بہ ساز	سایہ ات کو تہ دمے یکدم دراز
ہے تراقہ برقرار اسے پاکباز	سایہ کوتہ ہے لمبی - گاہے دراز
ز آنکہ در پر تو نیاید کس ثبات	عکسہا و اگشت سوئے اہمات
کوئی پر تو میں نہیں پاتا قرار	عکس لوٹے اصل کو انجام کار
ہیں مہاں بر بند فتنہ لب کشا	باز گو اللہ اعلم بالرشاد
چپ بھی رہ جاتی ہے فتنوں کو کشا	پھر سنا واللہ اعلم بالرشاد
فتنہ زاد و کرد عالم اخراب	شرق و غرب فنا و اندر اضطراب
فتنہ نے اٹھ کر کیا عالم خراب	مشرق و مغرب کو ہے اک اضطراب
چوں مرا تب گشت لہا تنگ	ہر یکے باد بیکر نے جنگ شد
جب بے مورجے ہوئے دل اور تنگ	ایک سے تھا دوسرا مصروف جنگ
گفت گو بسیار شد خاموشی	مسئلہ تسلیم کردم تن زوم
گفتگو لمبی ہوئی، میں چپ ہوا	مسئلہ - تسلیم میں نے کر لیا
در تو کوئی موجب فتنہ چہ بود	باز گویم گوش کن چوں غم فروود
گر تو پوچھے، تھا سبب فتنہ کا کیا	سن بتاتا ہوں کہ کیونکر غم بڑھا

زبان رسن قورمہ دین چہ شند	زبانکہ از قرآن بسے گمہ شند
تھام کر رستی کنوئیں میں جا کر	کیونکہ قرآن سے بہت کمرہ ہوئے
چوں ترا سوئے سر بالا بنود	مر رسن انہست جہے لے نمود
خود نہ تھا فکر علو اسے بے شعور	اس میں کیا رستی کا ہے جرم و قصور

ہمان مسجد کا قصہ

گفت محسیم دریں مسجد بربش	آں غریب شہر سر بالا طلب
کہتا تھا مسجد میں سوؤں آج عقب	وہ مسافر اور وہ عظمت طلب
کعبہ حاجت دوائے من شوی	مسجد اگر کہ بلائے من شوی
ہو یقیناً کعبہ حاجت روا	ہو جو اسے مسجد تو میری کہ بلا
تار سن بازی کتم منصور وار	ہیں مرا بلزارے بگزیدہ یار
تار سن سے کھیل گول منصور وار	چھوڑ دے مجھ کو تو اسے مقبول یار
مے خواہد غوث در آتش خلیل	اگر شدید اندر نصیحت جبرئیل
آگ سے کب ہوگا فریادی خلیل	ہو نصیحت میں اگر تم جبرئیل
بہتر مچوں عود و عنبر سوختہ	جبرئیلارو کہ من افروختہ
مثل عنبر کے ہے جلنے سے بھلا	جاؤ لے جبرئیلؑ ضد دینا مرا
چوں برادر پاسداری می کنی	جبرئیل اگر چہ یاری میکشی
بھائی کی مانند ہے میرا وکیل	گو تو ہے ہمدرد میرا جبرئیل
من نہ آں جاہل کہ گروم پیش و کیم	اے برادر من برآؤر چاہکم
میں نہیں وہ جان جو کھٹکتی رہے	بھائی نہیں ہوں تیز تر اس آگ سے
آتشے بود و چہیزم شد تلف	جان حیوانی فراہد از علف
آگ ہو کر مثل لکڑی کے بجھے	جان حیوانی تو چارے سے بڑھے

کہ پھر زوہر پر وصاحبہ کے	شرح وحدہ ہر مقام ومنزلے
جس سے اہل دل کو ہر پر واز نام	حدہ منزل اور شرح ہر مقام
کو دکانہ قصہ ہیروں و دوروں	جملہ ستراسر فسانہ اسرار فصول
باہر اندر قصہ طفلانہ ہے	سر بسر افسوں ہے اور افسانہ ہے
انچیں طعنہ زونہ آک کافراں	چل کتاب اللہ بیاہم برآں
کافروں نے اس پر بھی طعنہ کیا	جبکہ قرآن خلق پر نازل ہوا
غیبت یقینے و تحقیقے بلند	کہ اساطیر بہت افسانہ نثرند
ہیں نہ نکتے اور نہ تحقیق بلند	بس یہ قصے اور افسانے ہیں چند
غیبت جزا مر لیسند و ناپسند	کو دکان خرد و نمش میکند
اس میں بس کچھ حکم ہیں اچھے ٹیپے	چھوٹے بچے ہیں سمجھ لیتے اسے
ذکر ہو دیا د و ابراہیم و نثار	ذکر آدم گندم و ابلیس مار
ذکر ہو دیا د و ابراہیم و نثار	ذکر آدم ذکر ابلیس اور مار
ذکر کنعان و سراز خط تافان	ذکر نوح و کشتی و طوفان بن
اور نافرمانی کنعانی کا ذکر	نوح کی کشتی کا اور طوفان کا ذکر
ذکر یعقوب زلیخا و عمنش	ذکر یوسف ذکر زلف و چمنش
ذکر یعقوب اور زلیخا کا کلا	ذکر یوسف اور ان کی زلف کا
ذکر قصہ کعبہ اصحاب قبل	ذکر اسماعیل و ذبح و جبریل
کعبہ کا قصہ ہے اور اصحاب قبل	ذکر اسماعیل و ذکر جبریل
ذکر داؤد و زبور و اوریا	ذکر بلقیس و سلیمان و سبا
ذکر داؤد و زبور و اوریا	ذکر بلقیس و سلیمان و سبا

لے حضرت داؤد کا برادر بستی

کم فہموں و طعنہ زنیوں کی بداندیشی

دود کندے آمد از اہل حسد	پیش ز آں کایں قصہ تاملخص
دیکھ وہ آٹھا حسد کا اک دھواں	بیشتر اس سے کہ پورا ہو بیاں
خاطر سادہ دے را پے کند	من غیر نجم ازیں لیکلین لکد
خاطر سادہ پہ ہو شاید اثر	مجھ کو تو اس کی نہیں پروا مگر
مہر محو باں مثال معنوی	خوش بیاں کرد آں حکیم غزنوی
اندھوں کے حق میں مثال معنوی	خوب کہتے ہیں حکیم غزنوی
ایں عجب نبوذا صحا ضلیل	کہ ز قرآن گمر نہ بیند غیر فال
کچھ تعجب تو نہیں گمراہ سے	صرف قرآن سے اگر وہ فال لے
غیر گرمی سے نیا بد چشم کور	کہ شعاع آفتاب پڑ ز نور
اندھی آنکھوں کو حرارت کے سوا	نور سے سورج کے بل سکتا ہے کیا
سر بروں اور وچوں طعانہ	خریٹے ناگاہ از خر خانہ
طعنہ زن کی طرح یوں کہنے لگا	ناگماں اک گھر سے نکلا مسخرا
قصہ پیچیدہ بہت و پیروی	کایں سخن پست بہت یعنی مثنوی
داستاں پیید کی - ذکر پیروی	ہے یہ قصہ پست یعنی مثنوی
کہ دو اندرا دلایا ز انسومند	نیست ذکر و سبش اسرار بلند
ادبیا ہوتے ہیں جس جانب رواں	اس میں ہیں اسرار کی بخشیں کماں
پایہ پایہ تا ملاقات خدا	از مقامات متبتل تا فنا
درجہ درجہ تا وصال گمراہ	ترک سے بجا کے لے کر تا فنا

۱۔ حکیم سنائی غزنوی کی طرف اشارہ ہے۔

جنیان و انس و اہل کار	گو یکے آیت ازیں آساں بیاں
جن و انس اور جتنے ہیں اہل زبان	کہدواں آیت بنا لائیں یہاں
حرف قرآن اداں کہ ظاہر است	زیر نظر ہر باطن ہم قاہر است
حرف قرآن کو نہ ظاہر جان تو	ہے اسی ظاہر میں باطن نیک خدا

ان للقرآن ظہر و باطن فی تفسیر

زیر آں باطن یکے بطن دیگر	خیرہ گرداندر و فکر و نظر
مجھے اک باطن کے باطن دوسرا	جس سے ہے فکر و نظر عجیب آتما
زیر آں باطن یکے بطن سوم	کہ دروگرد و خرد و ہما جملہ کم
اس کے نیچے پھر ہے باطن تیسرا	عقل کھو جاتی ہے جس میں بر ملا
باطن چارم اندیشی خود کس ندید	جز خدائے بے نظیر بے ندید
چوتھا باطن کس کو قرآن کا ملا	جز خدائے بے نظیر و غیب زا
پہنچیں تا ہفت بطن ابوالکریم	میشمر تو زمیں حدیث معصوم
سات بطنوں تک یونہی تو ذی کرم	اس حدیث مصطفیٰ سے رگن بزم
تو قرآن لے سپر ظاہر میں	دیو آدم را نہ بنید غیر طیں
دیکھت ہو آں کا ظاہر اے سپر	آیا آدم دیو کو مٹی نظر
ظاہر قرآن چو شخص آدمیت	کہ نقوش ظاہر و جانش خفیت
ظاہر قرآن ہے جسم آدمی	نقش ظاہر و روح ہے باطن چھپی
مرد و احد سال عم و خال او	یک سر مونے نہ بنید حال او
سو برس تک مرد کا ماموں بیچا	بچہ دیکھے حال سے اس کے ذرا
آنکہ گویند اولیا در گہر و ند	تا چشم مروماں نہاں بوند
لے لے ہیں کہ وہ میں ولیدوں کا کھر	تا نہ وہ مخلوق کو آئیں نظر

ذکر طاعت و شعیب و صوم او	ذکر یونس و ذکر لوط و قوم او
ذکر طاعت و شعیب روزہ دار	ذکر یونس ، ذکر لوط ، نامدار
ذکر حل مریم و محل و مخاض	ذکر یحییٰ و زکریا و رباض
ذکر مریم ، در و زمرہ اور پیڑ کا	ذکر یحییٰ ، اور زکریا کی کہتا
ذکر صالح ناکہ و تقسیم آب	ذکر ادریس و مناجات و جواب
ناکہ صالح ، وہ پھر تقسیم آب	ذکر ادریس اور مناجات اور جواب
ذکر ایساں و عزیز و موت او	ذکر قارون و زین و قین فرو
ذکر ایساں و عزیز اور موت کا	خاک میں قارون کا دھنسا بر ملا
ذکر ایوب و صبری و ربلا	ذکر اسرائیلیاں و تمیہ لا
ذکر ایوب اور بلا میں صبر کا	ذکر اسرائیلیوں کا جا بجا
ذکر موسیٰ و شجر طور و عصا	خلع ثعلبین و خطابات و عطا
ذکر موسیٰ و شجر ، طور و عصا	ترک ثعلبین و خطابات و عطا
ذکر عیسیٰ و عروجش بر سما	ذکر ذوالقرنین و خضر و ارمیا
ذکر عیسیٰ اور فلک پر چڑھنے کا	ذکر ذوالقرنین و خضر و ارمیا
ذکر فضل احمد و مخلوق عظیم	کہ مر از معجزاتش شد دومیم
ذکر احمدان کا وہ خلق عظیم	چاند اشارے سے ہوا انکے دومیم
ظاہرست و ہر کسے پہ میسر و	گو بیاں کہ گم شود دور و خرد
یہ ہے ظاہر سب سمجھتے ہیں اسے	عقل جس میں بہکی بھکی ہی کھرے
گفت اگر آساں نہایدیں تو	ایچنیں آساں یکے سورہ بگو
بولاتحق آساں نظر آتا ہے کیا	ایسی آساں ایک سورہ تو بنا

سے بعض اسے حضرت خضر کا اور بعض حضرت ایساں کا نام بتاتے ہیں

خواجه التے کے درہرچمن و چند
مدور ایساں مخالف نیستند
جاننا تھا خواجه بے چون و چرا
یہ مخالف مروئے کے ہیں کب بھلا

اولیاء و کلام اللہ کی تشبیہ

آدمی ہچول عصا موسیٰ است	آدمی ہچول فسون عیسیٰ است
آدمی مثل عصائے موسیٰ	آدمی مثل فسون عیسیٰ
در کف حق ہر داد و ہرزین	قلب من بہت بین از صمیمین
دست خالق میں ہے ہر داد و زین	قلب ہے مومن کا بین الاصلین
ظاہر شچو بے ولیکن پیش او	کون یک لقمہ چو یکشاید گلو
ظاہرا لکڑی ہے۔ باطن دیکھنا	اک جہاں لقمہ ہو جب کھولے گلا
تو ہمیں زافسون عیسیٰ حرف و صر	آن ہیں کر دے گریزاں گشت موت
دم میں عیسیٰ کے نہ ڈھونڈو حرف و صر	تم یہ دیکھو بھانگی تھی اس سے موت
تو ہمیں زافسون لہجات پست	آں مگر کہ مردہ بر جست و نشست
پست لہجے پر نہ اس کے کر نظر	مڑوے ہو جاتے تھے زندہ غور کر
تو ہمیں مراں عصار اسہل دیت	آن ہیں کہ بحر احضر اشکاف
یہ نہ دیکھ آساں تھا بل جانا عصا	دیکھ بھاڑا اسنے دریا نیل کا
تو ز دوری ویدہ چتر سیاہ	پیکم پائیش نہ بنگر سیاہ
دیکھتا ہے دُور سے چتر سیاہ	بڑھ کے آگے دیکھ ہے کتنی سیاہ
تو ز دوری سے نہ بینی غیر گرد	اند کے پیش آسہل رگر و مرد
دُور سے جز گرد کیا آئے نظر	پاس آتا مرد دیکھے جلوہ گر

۱۷ یعنی مرد خدا + ۱۸ انگلیوں کے درمیان +

۱۹ یعنی آدمی کا آب و گل +

اولیا و انبیاء کا پہاڑوں اور غاروں میں رہنا

پیش خلق ایشان فراز صد کماند	گار خود بر چرخ ہفتم مہمند
پیش خلقت ہو کے بھی وہ ہیں پرے	چرخ ہفتم اُن کے زیرِ یار ہے
پس چرا پنہاں شود کہ جز بود	کہ ز صد دریا و کہ آنسو بود
پس پہاڑوں میں کیسے وہ کس لئے	جو پرے صد کوہ و دریا سے ہے
حاجتش نبود بسوئے اگر گنجین	کہ پیش کردہ فلک صد نخلِ حُجرت
کوہ جانے کی اسے حاجت ہی کیا	آسماں جب اس سے ہے چکا گیا
چرخ گردید ندید او گردِ شان	تغزیت جامہ پوشید آسماں
چرخ نے پائی نہ ان کی گرد بھی	لی پہن یو شاہک آخر مانتی
گر بظاہر آں پری پنہاں بود	آدمی پنہاں تراز پریاں بود
کو بظاہر ہوتی ہیں پریاں نہاں	آدمی اُن سے بھی پنہاں تر ہے ہاں
نزدِ عاقل آں پری کہ مضمت	آدمی صد بار خود پنہاں ترست
نزدِ عاقل جو پری پوشیدہ ہے	اس سے بڑھ کر آدمی پوشیدہ ہے
آدمی نزدِ عاقل چوں شخصیت	چوں بود آدم کہ غنیبِ اوصفت
آدمی جو نزدِ عاقل ہے مخفی	صورتِ آدم ہے وہ جو بختِ صفی
اُن کے بشنید از گھر گے سخن	رفت پیشِ خواجہ کائے مقصود کن
بھیرے سے ایک نے باتیں سنیں	جا کے خواجہ سے کہا اے مردِ دیں
انہیں گھر گے سخنِ بامعنی گفت	خواجہ باطرب لگشتِ جفت
مجھ سے یوں کرتا تھا باتیں بھیریا	یہ سنا خواجہ نے تو خوش ہو گیا
گفت لہاں آورد من بریں	بچو من لہاں و فاروقِ مہیں
ہوا۔ میں ایساں لایا بر ملا	صورتِ صدیقی و فاروقِ اے قتا

تا کہ تو الی و سہ زانی کند	تا بہر پیشیت با وہ پیمائی کند
تا کہ گامیں اور قوالی کریں	اور پھر وہ با وہ پیمائی کریں
تا بدانی نالہ چوں کہ رارواست	بے لب و زبان فی الہ انالہاست
تا کہ جو سمجھے جیسے نالہ کوہ کا	بے لب و دندان ہے ولیوں کی بجا
انغمہ اجزانے آں صافی جسد	ہر شبے در گوش حس میرسد
نغمہ اپنے پاک و صافی اندام کا	گوش حس سے شب کو سنتا ہے صدا
ہمنشیں انشودا و بشنود	اے شک جہاں کو غمیش بگر و
ہمنشیں سنتے نہیں سنتا ہے وہ	غیب پر مالک جو ہو اچھا ہے وہ
بگر و در نفس خود صد گفتگو	ہمنشیں او نبروہ پہنچ لو
نفس کی سنتا ہے وہ سو گفتگو	ہمنشیں لیتا نہیں کچھ اس سے بڑ
صد سوال صد جواب ندرت	میرسد از لامکاں تا منزلت
دل میں تیرے سو سوال اور سو جواب	لامکاں سے آتے ہیں اے مستطاب
مثنوی پر طعنہ مارنے والے کا جواب	
بشنوی تو نشنود آں گوشہا	گر بنزدیک تو آرد گوش را
تو ہے سنتا اور نہیں سنتا کوئی	گو ترے منہ سے لگا دے کان ہا
اگیرم اے کہ خود تو آرزو بشنوی	چوں مثالش بید چوں لغوی
مانا اے ہرے نہ تو اس کو سننے	چلپتے مثیل پا کر چپ رہے
اے ساطعین تو عو عو میکنی	طعن قرآن لبروں شو میکنی
طعنہ زن کہے آتو کیوں ہے بھونکتا	طعن تو قرآن پر کرتا ہے - جا
ایں نہ آں شیرست کر دے جابری	یا ز پنجہ قہر او ایماں بری
یہ نہیں وہ شیر جس سے جاں بچے	یا بچے ایمان اسکے پہنچے سے

دیکھنا اگر وہ اور روشن کند	کوہ ہمارا مروئی او برگند
گرد اس کی آنکھوں کو روشن کرے	کوہ کو قوت اٹھا کر پھینک دے

یا جبال اوبی معہ الطیر کی تفسیر

چلے را آمد موسیٰ از اقصای رشت	کوہ طور از مقدس رقص رشت
جبکہ موسیٰ جانب صحرا گئے	طور آیا رقص میں آئے گئے
روئے داؤد از فرش تا باں شدہ	کوہ ہما از پیش نالاں شدہ
پچھلا اُس کے فرسے لہندہ داؤد کا	کوہ ان کے سامنے نالاں ہوا
کوہ باد اوڈ گشتہ ہمارے	ہر دو طرب مست عشق شے
کوہ وہ داؤد کا ہم ٹہرہ ہوا	دو دن طرب عشق شدہ میں مبتلا
یا جبال اوبی امر آمدہ	ہر دو ہم آواز وہ ہم پردہ شدہ
یا جبال اوبی حق نے کہا	دونوں ہم پردہ ہوئے اور ہم صدا
گفتہ اوڈ آتو ہجرت دیدہ	بہرین از عمر ہاں بہریدہ
بولا اے داؤد ہجرت تو نے کی	میری خاطر سب کی یاری چھوڑ دی
اے غریب فرو بے مونس شدہ	آتش شوق از ولت شعلہ زدہ
اے مسافر یہ تری بے موشی	آگ بھڑکی تیرے دل میں شوق کی
امطرباں خواہی و قوال و ندیم	کوہ ہمارا بیشیت رو آں قدیم
مطرب و قوال چاہے اور ندیم	کوہ تیرے پاس لائے وہ کریم

۱۔ اے پہاڑو اور طائر۔ حضرت داؤد کی طرف رجوع کرو۔

۲۔ ہم آہنگ۔

۳۔ قول تبارک و تعالیٰ عز وجل: یا جبال اوبی معہ الطیر والکائنات
یعنی اے پہاڑو اس کے ساتھ مع ہرندوں کے بازگشت کرو اور اپنے اس کے لئے کہے ہوئے

پانی پینے سے گھوڑے کے بچے کا بھاگنا

میشخو لیدند ہر دم آں نفر	بہرا سپاں کہ ہلازیں آب خور
جب نفر پانی پلائے گھوڑوں کو	کہتے، یہ ہے آب خور۔ آگ کہ رہو
آں مشخو لیدان بکرہ میر سید	سرہے بڑاشت ز خود میر مید
مشتنا جب للکار بچہ بر ملا	سر اٹھا کر تھا وہ ہر دم چونکتا
مادرش پر سید کا کے کرہ چرا	میر می ہر ساعتے زیں استقا
ماں نے پوچھا، اے مے بچے کو کیوں	بھاگتا ہے ہر گھڑی پانی سے یوں
گفت کرہ مشخو لند آں کر وہ	از نفاق بانگشاں ارم شکوہ
بولا وہ۔ للکار کئے ہیں یہ نفر	لگتا ہے ان کی صدا سے مجھ کو ڈر
بس لم میلر زو از جا میرود	ز آں نفاق نعرہ خوفم میرسد
دل لوز جاتا ہے ہو کر بے قرار	سشور سے اک خوف سا ہے بار بار
گفت مادر تا جہان لود است ایں	کار افروایاں بدنداندر زمیں
بولی ماں جب سے ہے قائم یہ جہاں	لوگ ایسے ہوئے آئے ہیں یہاں
ہیں تو کار خویش کن لے ارجمند	زود کایشاں ریش بر خود مکنند
میرے بچے باختم کر تو اپنا کام	اپنی ڈاڑھی نوچتے ہیں یہ تمام
وقت تنگ میرود آب فزخ	پیش آں کہ بھر گردی شاخ شاخ
وقت کم ہے کام کہ پانی چلا	پیشتر اس سے کہ ہو اس سے خدا
شہر کار زلیست چہ آب حیات	آب کش تا بردم از تو نبات
شہر ہے کاغیز لبرینر حیات	بکھینچ پانی ہاں گے تیری نبات

لے پانی پلانے کی جگہ :

لے زمین کے نیچے بننے والی نہر : ۳۵ روئیدگی - سبزی :

کالے گروہ ہے جہل اگستہ خدا	تاقیامت میزند قرآن ندا
اے وہ لوگو! جہل پر جو ہو خدا	تا قیامت ہے یہ قرآن کی ندا
تحم طعن و کافر میکا شغید	مر مرا افسانہ مے پند اشتید
بیج تم بوتے تھے طعن و کفر کے	تم مجھے افسانہ تھے سمجھے ہوئے
کہ شما بودید افسانہ نہ من	خود بدیدید اے خدایانِ زمن
تھے میں اس دنیا کا افسانہ تمہیں	اے خدایو! ہے تمہیں عین یقین
کہ شما فانی و افسانہ بدید	تا بدیدید اے کہ طعنہ میزدید
تم تھے فانی اور فسانہ دیکھ لو	کچھ ہوا معلوم اے طعنہ زلوا
قوت جان جان نہ قوت زکات	من کلام حق و قائم بذات
قوت جان جان ہوں نے قوت زکات	میں کلام حق ہوں اور قائم بذات
لیک زخورد شیدنا گشتہ چرا	نور خورشیدم فدا وہ بر شما
ہاں مگر خورشید سے کب تھا وہ دور	میرے سورج کا چڑا تھا تم پر نور
سار عالم عاشقان از ممت	نک مٹم مینور عاں آب حیات
عاشقوں کو ہوں بچانا موت سے	چشمہ آب بقا لئے مجھے
جرعہ برگورتاں حق رستخیز	اگر چہاں گند آرتاں ننگیتے
ڈالتا حق ایک جرعہ تیر پر	حرص کی بد بونہ پھیلاتے اگر
دل نگر و ائم زہر قو لے سقیم	مے نکیرم گفت پند آں حکیم
کیوں نہ دل پھیروں جو ہو قول سقیم	کیوں نہ ہیں آخر سنیں پند حکیم
فارغ آیم من زہر طعن جدا	ناباید دروین زاو دوا
اور میں طعنوں سے ہو جاؤں جدا	اس سے میرا درد مٹا پائے دوا
کرہ و مادر ہے خورند آب	اسکے فرمود است و اندر خطاب
بچہ اور ماں دونوں پیٹتے تھے بس آب	کیونکہ فرماتے ہیں وہ کہ خطاب

از خزینہ دُر آں دریا ئے جود	از دہ دے خرد چوں مرربود
موتی اس بحر کرم کے گنج سے	عقل کی امداد سے جیسے لئے
بچہ از دل چشم ہم لہو شش شود	ز اینچیں امداد دل پر فن شود
دل سے بڑھ کر آنکھ کو روشن کرے	دل ہو چرخی ایسی ہی امداد سے
تا چو دل شد ویدہ تو عاقلست	ز آنکہ نور از دل بریں دیدہ شست
دل نہ ہو تو آنکھ میں ہو نور کیا	نور آنکھوں کو جو ہے دل سے بلا
ز آل نصیب ہم بد و دیدہ رسد	دل چو بر الوار عقل ہیر زد
اس سے آنکھوں کو بھی لچھ جتے پلے	دل کیا پڑ نور عقل پیر نے
وجی دلہا باشد و صدق بیاں	پس بد ان کاب مبارک آسمان
وجی دل ہوتا ہے اور صدق بیاں	چرخ کا آپ مبارک اے جواں
سوئے آں مسواں طاعن منکریم	ما چا آں خیر ہم آب جو خوریم
کہیں کہیں طفول کی پروا بیش و کم	پانی بچے کی طرح پیتے ہیں ہم
طعمہ مقلال ہم باد سے شمر	بیر و پیغمبرانی رہ سپر
خلق کے طعموں کو یاد کر ہوا	تو ہے پیر و انبیاء کا چل فتا
گوشہ اپانک سگاں کے کڑہ اند	آں خداوندان کڑہ طے کرم اند
بھونکنے کو کتوں کے کپ ہے سنا	طے جواں لوگوں نے ہے رستہ کیا

مہمان مسجد کا بانی قصہ

اندر آں مسجد چہ بنود و چہ کرد	باز گو کاں پاک باز شیر مرد
کیا کیا مسجد میں ، تھے کیا واقعے	پھر سنا ہاں پاک باز اس شخص نے
مرد غرقہ گشتہ چوں خشد نکو	خفتہ در مسجد خود اور اخلاک
ہو میسر مست کو سونا کہاں	سو یا مسجد میں مگر سویا کہاں
عاشقان از یر غرقاب ہے	خواب مرغ و ماہیاں باشند ہے
عاشق اپنے غم میں یوں غرقاب ہے	مرغ و ماہی کا وہ گویا خواب ہے

میں جو زیم لے تشنہ غافل میا	آبِ حُضْر از جوئے نطق اولیا
ہم کو بس بیٹے ہیں پیلا سے ادیکھ لے	آبِ حیاتِ اولیا کے نطق سے
سوئے جو آور سو بد رہے زن	گر نہ بینی آبِ کوراء بہ فن
ڈال ندی میں ملبو کو۔ لا راوہ	اندھے پن سے گرد آب آئے نظر
کورر آقلید باید کار بست	چوں شنیدی کاندرین آہست
اندھے کو تقلید کرنی چاہتے	پانی اس ندی میں ہے جب تو ٹھنہ
تاگراں بینی تو مشکِ پیش را	جو فروز مشکِ آبِ ندیش را
تاگراں دیکھے تو اپنی مشک کو	نہر میں تو مشک اپنی اب ڈبو
رست از تقلید مشکِ نگاہ دل	چوں گراں بینی شوی تو مسئل
دل رہا ہو خشکی تقلید سے	جب گراں دیکھے یہیں آئے جھے
لیک بنید چوں سبو گرد گراں	گر نہ بنید کور آبِ جو عیاں
دیکھے لیکن جبکہ مشکا ہو گراں	دیکھتا ہے کور کب آبِ رواں
کایں سبک ہو گراں شد زانیت	کہ ز جو اندر سبو آبے بر رفت
پہلے یہ ہلکا تھا اب بھاری ہوا	ندی ہی سے پانی مٹنے میں گیا
باد مے ز یادیم وقتِ سلم فزود	ز آنکہ ہر بائے مراد مے ر بود
اب نہ لے جائے کہ میں بھاری ہوا	پہلے لے جاتی تھی مجھ کو ہر ہوا
ز آنکہ نبود شاں گراں قوی	مر سیفہاں را باید ہر ہوا
کیونکہ پلے ہوتے ہیں ان کے قوی	پلے لوگوں کو ہے سہ جاتی ہوا
کہ ز باد کز بیا بد او حذر	کشتی بے لنگر آمد مردِ شر
ہے ہوائے تند سے ان کو حذر	ہیں یہ بے لنگر کی کشتی اہل شر
لنگر مے ر یوزہ کن ز عاقلان	لنگرِ عقلست عاقل را اماں
عاقلوں سے مانگ لنگر لے جواں	عقل کا لنگر ہے عاقل کی اماں

کے من از خوئے نیا مپائے کم	پس سح بر بندى از علم و حکم
ہاں نہ میرا پاؤں دہشت سے ہے	علم و حکمت کے تو پھر ہتھیالے
کہ تیرس باز گر داز تیغ فقر	ابا باز مانگے بر زند بر تو ز مکر
فقر سے ڈر اور دالیں لوٹ جا	آئے پھر وہ مکر شیطان کی صدا
آل سلاح علم و دیں ابھل گئی	باز بگمیزی ز راہ روشنی
اور سب ہمتیار اپنے ڈال دے	پھر تو کوٹے روشنی کی راہ سے
در چنین خلعت مند افکندہ	سالہا اور ابا مانگے بندہ
ایسی خلعت میں پڑے پھر بر ملا	تو ہو پا بند اس صدا کا سالہا
بندہ کرو است و گرفتہ خلق را	ہیبت بانگ شیاطین خلق را
کہتی ہے عاجز پکڑ کر خلق کو	ہیبت بانگ شیاطین خلق کو
کہ و ان کافراں ز اہل قبور	تا چہاں نومید شد جانش ز نور
روح کافر جیسے اہل قبر سے	دور سے مایوسیاں ہوں یوں تجھے
ہیبت بانگ علیٰ انی چوں بود	آل شکوہ بانگ ملعون بود
ہو کی بانگ حق میں ہیبت کس قدر	بانگ شیطان میں ہے جب یہ کرد
مرگس انیسٹ آل ہیبت نصیب	ہیبت باز ہست بر کبک نصیب
مکھیوں کو کب سے حاصل واقعی	ہے چکو روں کو جو ہیبت باز کی
عکبوتاں مے مگس گزند و بس	ز آنکہ نہ وہ باز صیا و مگس
مکھیوں کو ہیں پکڑتی مکھیاں	باز ہے صیا و مکھی کا کہاں
کرو فردا رونہ بر کبک عقاب	عکبوت دیو بر چوں تو ذباب
تجھے پہ غالب ہے نہ کبک و باز پر	عکبوت دیو مکھی جان کر
بانگ سلطان پاساں و لیاست	بانگ دیوان گدیان شقیاست
بانگ سلطان اولیا کی پاساں	بانگ شیطان اشقیاء کی گدیاں

کالم آکیم بر سر تے اے مستفید	نیم شب از باہو لے شنید
آؤں تیرے سر پر اے مرد خدا	نصف شب کو اک ہیپ آئی صدا
میر سید دل بے شد لخت لخت	پنج حرکت اینچیں آواز سخت
جس سے اس تھماں کا دل تھا فکا	سخت یہ آواز آئی پانچ بار

واجب علیہم برحک و خبک کی تفسیر

دیو بانگت بر زند اندر نہاد	تو کہ عزم دیں کنی با اجتہاد
آئیں شیطاں کی صدا میں پھر تجھے	تو جو عزم اجتہاد دیں کرے
کہ اسیر رنج درویشی شوی	کہ مروزا کسو بیندیش لے غمی
رنج درویشی سے پہنچا ضرر	ہاں نہ جا اس سمت عزم و فکر کر
خوار گردی و پشیمانی خوری	بینوا گردی زیاراں و ابری
خوار ہو تو، ہو پشیمانی گئے	بینوا ہو کر چھٹے احباب سے
واگہری و ضلالت از بقیں	تو زہیم بانگتوں دیو لعین
گر ہی میں جا پڑے چھوڑے بقیں	خوف ہو تو جب سنے بانگ لعین
راہ دین پویم کہ ہمت پیش ما	کہ ہلا فردا و پس فردا تراست
دین پر چلنے کی ہمت ہے مجھے	آجکل پرسوں چلوں گا تو سکے
میکشد ہم سایہ اما بانگ ست	مرگ مینی باز گوازیں و رست
مارے ہمسائے کو اور وہ غل کرے	وائیں بائیں دیجھے محلے موت کے
مردہ سازی خوشین ایک زمان	باز عزم دیں کنی از ہم جاں
اک گھڑی اپنے کو مردہ جان لے	خوف جاں سے پھر تو عزم دیں کرے

لے یعنی اُن پر اپنے سواروں اور پیادوں سے حملہ کر دے ۛ

زربہے ریزید ہر سو قسم قسم	در زمان بخت سے آواز آن طلسم
سونہ پر سا مختلف اقسام کا	اُس نے توڑا وہ طلسم خوف زنا
تا بکیر و زر ز چڑی را و ور	رخیت چنڈاں زر کہ تر سیدان
بند ہو جائے نہ دروازہ کیس	سونہ پر سا اور ڈرا وہ مرو دیں
مرد حیراں شد ز تقدیر اکہ	پھر شد آں مسجد ز زر پر جاہ گاہ
اپنی قسمت پر اُسے حیرت ہوئی	ہر جگہ مسجد وہ زر سے بھر گئی
تا سحر کہ زر بہ بیروں میکشید	بعد از اُن کی خواست آں شیر عنید
صبح تک سونے کو ڈھویا بالیقین	بعد از اُن اُٹھا وہ شیر خشکین
با جوال و تو برہ بار و گر	دفن میکرد وہ سب آمد بہ زر
خورجی میں اور تو بے میں بار بار	دفن کرتا تھا وہ سونا بیشمار
کوری و ترسانی و این سخن ان	گنجما بہناد آں جا بہا ز اُن
کور اور بزدل ڈراتے ہی رہے	اسن دلاور نے خزانے بھر لئے
در دل ہر کور و دل زر پرست	اِس زرِ ظاہر بخاطر آمدہ است
زر پرست اندھوں کے دلیں پر ملا	یہ زرِ ظاہر بہ ہر عنوان تھا
نام زر نہ بہند و درو اُن کنند	کو دکان سفالہا را بشکنند
بھرتے ہیں دامن میں سونا جان کے	توڑتے ہیں بچے اکثر پھیکے
آں کند و خاطر کو دل گذر	اندر آں باؤی چو کوئی نڈک زر
دل میں اُن بچوں کے اسکا ہوا اثر	لھیل میں اُن کے جو لے تو نڈک زر
کو نڈک و کا سد آمد سٹری	بل زرِ مضروب ضرب از بدی
جو نہ کھوٹا ہو وہ زر ہے سہمی	ہاں وہ زر جس پر ہو سکے از بدی
گوہر و تابندگی آب یافت	آں زرے کا پس از اُن ہما ہفت
یہ چمک یہ جوہر اور آب لے لے قتا	زر وہ اس زر کو بلی جس سے ضیا

تانیامیز و بدیں دو بانگ دور
قطرہ از بحر خوش با بحر شور
تاشران آوازوں سے ہر گونے
قطرہ بحر خوش کا بحر شور سے

مہمان مسجد کو آواز طلسم سنائی دینا

بشنو اکنوں مقصد آں بانگ سخت
کہ ز فتنہ زجا بیاں آں شکست
سن وہ قصہ آئی گو آواز سخت
پہ نہ سر کا اس جگہ سے نیک بخت
گفت چوں سم چہستان طبل عید
مناؤں ترسد کہ زخم اور رسید
بولا کیا ڈر، ڈھول ہے یہ عید کا
ڈھول پٹنے سے ڈرے تو ہے بجا
لے لہائے تپتی پُر ز کوب
فتم تال ز عید چوں شد زخم چوب
خالی ڈھولو، تم ہو ضرور سے بھرے
ہے قیامت عید بید بیاں ہل
بشنو اکنوں میں بانجیں بانگ دور
سن ذرا جو ڈھول نے آواز کی
چونکہ بشنود آں آواز مرد و دید
جب سنی اس مرد نے آواز یوں
گفت باخود ہیں ملزناں گل گنیا
گفت باخود سے کہ دل مضبوط کر
یوں کہا خود سے کہ دل مضبوط کر
وقت آں آمد کہ حیدر وار من
وقت آیا ہے کہ حیدر وار میں
برجہید و بانگ زو کاے کیا
اٹھا اور ہو کر مخاطب یوں کہا
میں ہوں حاضر مرد ہے تو آگے آ

ایں چو سازندہ ولے سوزندہ	واں گز و صلت دل فروزندہ
یہ ہے مثل ساز لیکن سوز بھی	وہ ہے وقت وصل دل کی روشنی
مشکل شعلہ نور پاک ساز دار	حاضران انور دُور ایں اچہ نار
نور پاک اک مثل شعلہ سازگار	حاضروں کو نور اور دُوروں کو نار
حاضران از غائبان خوشحال تر	غائبانرا نیست تو فیتق خبر
غائبوں سے ہیں یہ حاضر خوب تر	غائبوں کو کب ہے تو فیتق خبر
ایں سخن انیسٹ پایاں پید پید	گو حدیث عاشق و صدر مجید
یہ سخن تو ختم ہوتا ہی نہیں	صدر و عاشق کا سنا قصہ ہیں

صدر جہاں سے عاشق کی ملاقات

آں بخاری نیز خود بر شمع زدو	کشتہ بود از عشقش آسان آں کلبہ
وہ بخاری بھی فدا تھا شمع پر	عشق میں مشکل ہوئی آسان تر
آہ سوزانش سگو گردوں شدہ	در دل صدر جہاں ہر آمدہ
آہ جب آں کی گئی سونے سما	تھا دل صدر جہاں ہر آشنا
گفت با خود و سحر کہ کالے احد	حال آں آوارہ ماچوں بود
صبحم اللہ سے کہنے لگا	ہے اس آوارہ کا یا رب احوال کیا
او گنا ہے کرو ما ویدیم لیک	رحمت را امیدانت نیک
میں نے دیکھا اُسے بے شک کی خطا	وہ نہ میرے رحم سے آگاہ تھا
خاطر مجرم زما ترساں شود	لیک صدامید و تر کشش بود
ہم سے ہر مجرم کو خوف و بیدلی	خوف میں لیکن رہے امید بھی
من تر سام و فتح یا وہ را	و آنکہ تر سدمن چہ تر سام و را
بے حیاؤں کو ہوں میں بہیت لیا	جو ڈرے خود ہی۔ ڈرائوں اسکو کیا

آل زرے کے دل زندگرو دغنی	غالب مدبر مقرر روشنی
ہاں وہ سونا دلو جو کر دے غنی	چاند پر غالب ہے جس کی روشنی
سمیع بود آں مسجد و پرانہ او	خوشن انداخت آں پرانہ خوا
شمع وہ مسجد حق وہ پرانہ تھا	مثل پرانہ وہ تھا اس میں پڑا
سوخت پیش او لکیر ساقش	پس مبارک آمد آں انداختش
اسکا جلنا گویا اس کا ساز تھا	حق مبارک اس کی اختیاری بلا
ہمچو موسیٰ بود آں مسعود بخت	کاشتہ دید او بسوئے انداخت
مثل موسیٰ تھا مگر وہ نیک بخت	آگ دیکھی اُسے بالائے درخت
چوں عنایت تہا بر و موفور بود	نارے پنداشت آں خود نور بود
حق عنایت اس پر خالق کی بڑی	آگ جانا جس کو وہ خود نور حق
مرد حق اچوں پہنچے لے سپر	تاگماں اری برا و نار بشر
مرد حق کو جب تو دیکھے لے سپر	ہوگاں تجھ کو کہ ہے نار بشر
تو ز خود می آئی و او در تو اسف	نار و خاریق باطل آسواست
تو خودی سے آیا وہ تجھ میں نہاں	ہے خودی کی سمت سے نارگماں
او درخت موسیٰ پڑ ضیا	نور خواں ناریش جوان بارے پیا
وہ ہے موسیٰ کا درخت پڑ ضیا	نور کہ نار اس کو کہنا ہے پڑا
نے قضا ایں جہاں نارے نمود	ساکماں رفتند آں خود نور بود
حرک دنیا کی ہوس ناری نہ حق	گذرے ساکب نور حق وہ نار ہی
پس بد آنکہ شمع دیں ہمیشہ	آں نہ پہچوں بیکرا تشہا بود
شمع جس دم دین کی روشن ہوتی	کب ہے وہ جیسی ہیں آگیں دوسری
ایں نماید نور و سوز دیار را	و آں بصورت نار و گل زوار را
یہ بیٹے نور اور جلا مے یار کو	وہ گھر ہے مثل گل زوار کو

کہ نہ معشوقش بود و جلائے او	یہیچ عاشق خود بنا شد وصل جو
ڈھونڈتا جب تک نہ ہو معشوق بھی	وصل جو عاشق نہیں ہوتا کوئی
عشوق معشوقاں خوش و فربہ کند	ایک عشق عاشقاں جن نہ کند
اور معشوقوں کو فربہ اسے مکار	عاشقوں کو عشق کر دیتا ہے زار
اندر آں دل دوستی می آں کہ	چوں میں دل بق ہر و جہت
عشق اس کے دل میں بھی ہے جان	کوندے برق ہر جب دل میں تھے
ہست حق اینگمانے ہر تو	در دل تو ہر حق چوں شد و تو
حق کو بھی ہوگی محبت بر ملا	بیرے دل میں ہو اگر عشق خدا
از یکے دست تو بے دست و گو	یہیچ بانگ کف نون آید بدر
ہاتھ اگر دونوں نہیں ملے، بتا	کب تجھے آتی ہے تالی کی صدا
آب ہم نالہ کہ کو آں آبخوار	تشنہ مے نالہ کہ کو آب گو آ
پانی روتا ہے کہاں ہے نشہ جاں	پہا سا روتا ہے کہ پانی ہے کہاں
ما اذ ان او او او ہم زان ما	جذب آبست ایں عطش جان ما
ہم ہیں اس کے۔ وہ ہماری واقعی	جذب ہے پانی کا اپنی تشنگی
کہ وہ مارا عاشقاں یکہ بگر	حکمت حق و رقضا و در قدر
دوسرے پر ایک کو عاشق کیا	حکم سے اپنے خدا نے بر ملا
جفت جفت عاشقان جفت خوین	جملہ اجزائے سہاں اں حکم پیش
عاشق اپنے اپنے جوڑے پر ہوتے	جتنے یہ اجزا ہیں اس کے حکم سے
راست پنچول کمر باو برگ کاہ	ہست ہر جفتہ ز عالم جفت خوا
جیسے برگ کاہ ہے اور کمر با	جفت اپنے جفت پر ہے شیفنا
با تو ام چوں آہن آہن با	آسماں گوید زمیں امر جا
ہم ہیں مثل آہن و آہن رہا	چرخ کہتا ہے زمیں سے مرجا

نہ ہاں کہ جوشش از سر میرو	بہر دیک سرو آذر سے رود
ہو جو چڑ جوش آگ اسکا کیا کرے	آگ ٹھنڈی دیک کے ہے واسطے
خائفان احسن کوام ز علم	ایمان امن تر سائنم بر عظم
ڈر مشاؤں علم سے ڈرتا جو ہو	میں ڈراؤں غصے سے بے خوف کو
ہر کسے اشربت اندر خور دم	پارہ ووزم پارہ بر موضع نہم
جو ہو جیسا - ویسا شربت اسکو دوں	رکتا میں بیہوش اس کی جا پہ ہوں
ز آں بروید برگہاش از چوخت	ہست تر مرو چوں پنج درخت
ویسے ہی پتے ہیں جیسے چوبخت	راز ہے انساں کا مانند درخت
ور درخت و در نفوس در نہا	در خور آں پنج رستہ برگہا
ہیڑ ہیں اور نفس میں اور عقل میں	جیسی جڑ ہو ویسے ہی پتے آگیں
اصلہا ثابت فرعہ فی السماء	بر فلک برماست ز اشجار وفا
جڑ زمین پر - شاخیں گیووں رفقا	چرخ پر ہے پھل وفا کے محل کا
چوں زوید در دل صد جہاں	چوں برستا ز عشق بر آسمان
کیوں دل صد جہاں میں ہو جہاں	آسمان پر جب آگے پھل عشق کا
کہ زہر دل تا دل آمد روز نہ	موج میزد و دلش عفو گنہ
دل سے دل تک ایک روز نہ کھلا	دل میں تھا عفو گنہ لہرا رہا
نے جدا و دور چوں وقت بود	کہ ز دل تا دل فقیں وزن بود
مثیل دو تن کب جدا ہیں اور دور	دل سے دل تک ایک ہے وزن ضرور
نور شاں مخموج باشد و مسخ	متصل بنود سفالی و دوجہ ارج
ایک ہوگی روشنی گھر میں دلی	دور گو مٹی کے رکھیں دو دیے

قرہ تبارک و تعالیٰ عزوجل :- مثل کلمۃ طیلة کتبۃ کلۃ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء یعنی خدا نے کلمہ پاک کو ایسی پاک نکتہ کی طرح بنایا جسکی جڑ زمین میں ثابت اور شاخیں

آسمان پر ہیں

میل اندر وزن حق زان شاہ	آب قایا بد جہاں زیں اتحاد
مرد وزن میں میل یوں حق نے لکھ	تا کہ بل بل کر بقا ہو دہری
میل ہر جزوئے بحر و سم نہ	ز اتحاد ہر دو تو لیدے جہد
جزو ہر اک جزو سے غبت لکے	تا کہ اس ملنے سے پیدائش بڑھے
شب جنیس باروز اندر اتفاق	مختلف صورت اما اتفاق
رات بھی دن سے یو نہی ہے ہمنار	مختلف شکلیں یگر دونوں میں یار
روز و شب ظاہر و ضد و شمنند	ایک ہر دو یک حقیقت تھمنند
روز و شب گوئیں ظاہر و ضدیں	ہیں مگر وہ ایک دونوں اصل ہیں
ہر یکے خواہاں دگر را بچو خویش	از پئے تکمیل کار و فعل خویش
ایک کا خواہاں ہے دن سے دوسرا	تا ہو اپنا کام پورا پر ملا
ز آنکہ بے شب غل نہو طبع را	پس چہ اندر خرج آرد روز را
کیونکہ بے شب کیا ہے آمد طبع کو	وقت دن کے خرچ میں وہ لائے جو
ہر عنصر کا اپنی جنس کو جذب کرنا	
خاک گو بد خاک تن اباز گرد	ترک جاں گو سونے ما آنچو ورد
خاک تن سے خاک کہتی ہے پھر آ	ترک جاں کہ ہم سے مل لے بہوفا
جنس مانی پیش ما ولی تری	یہ کز آں تن ابریانیہ سو پری
یاس ہے ہجنس کے رہنا بھلا	قطع کر اس تن سے اور اس سمت آ
گوید آ رہے لیک من پابستہ ام	گر چہ ہمچوں تو ز ہجران خستہ ام
یہ کہے ہاں میں مگر پابستہ ہوں	ہجر سے تیری طرح گو خستہ ہوں
اتری تن را بچو بند آہما	کائے تری باز از غربت پیش ما
پانی کہتے ہیں تری سے جسم کی	اب تو واپس آ سفر سے لے تری

ہرچہ آں نداشت میں ہے پرو رو	آسماں مژوں میں زن و خرو
اس سے جو گرتا ہے پلتا ہے نہیں	آسماں ہے مرد، عورت ہے زمیں
چوں نماذ گزشتہ میں خم بد ہوا	چوں نماذ گزشتہ میں بفرستد او
جب نہ ہو باقی تری، گو ترکے	کم ہو گرمی تو وہ گرمی بھیجے
برج آبی تزلزلش اندر وہد	برج خاکی جزو ارضی را مدو
برج آبی اس کو دیتا ہے تری	برج خاکی سے مدو ہے خاک کی
تا بخارات و خم را بر رو	برج باوی ابر سے ہے پرو
تا کہ گندہ بخاروں کو جدا	برج باوی ابر ہے پھر بھیجتا
پہنچتا ہے سرخ ز آتش شیشہ رو	برج آتش گرمی خورشید ازو
ہے توے کی طرح منہ اور پیٹ لال	برج آتش خور کو گرمی دے کمال
پہنچو مرداں کو دیکھ سب بہر زن	ہست سرگرداں فلک ائم رزن
مرد جسے کسب بہر زن کرے	آسماں دنیا کے چکر میں پھرے
برو لاوت و رضا عشق سے تند	وہیں زمیں کہ بانو تہیا میکند
ہے ولادت اور رضا عشق کا کام	اس زمیں میں ہے نسایت تمام
چونکہ کار ہو خندان میکند	پس زمین چرخ راواں ہو خندان
کیونکہ دانا ہی ہے ان کا کاروبار	کہ زمین و چرخ کو دانا شمار
پس چہرا چوں صحبت رہم میخونند	گرد از ہم این نو دلبرے مزند
کیوں یہ جوڑے کی طرح باہم ملیں	دوڑوں یہ دلبر اگر لذت نہ لیں
پس چہ زائد ناب تاب سماں	ابے زمیں کے گل پر ویدار عواں
آب و تاب چرخ سے کیا ہو سکے	بے زمیں سے کب گل و لالہ آگے
تا بود تکمیل کا یہ ہم دگر	بہر آں میلست مرادہ ز زر
تا کہ مل کر کام دوڑوں کا بنے	مادہ میں خواہش ہے نہ کی اسلئے

جانِ جانِ جاڑا بخواند نیریم	کہ بلا آئیدہ وایں سونہ قدم
جان کو ہے جب مہلاتا جانِ جان	رکھ قدم اس سمت اور آجایاں
چونکہ جانِ ایں ندا آید گوش	زاشتیا حق ہدیزیں عقل و ہوش
روح جب سنتی ہے اسکی یہ صدا	مستوق حق میں ہوش کرتی ہے فنا

عالمِ ارواح کی طرف روح کا لیجنا

گوید لے اجزائے نیست فریم	غزبت من تیغ تر من عرشیم
روح کہتی ہے کہ لے اجزائے فرش	تیغ ہے غزبت، مرا مسکن ہے عرش
میل تن در سبزہ و آبِ وں	زاکل بود کہ اصل و آمد از اکن
سبزے اور آبِ رواں سے میل تن	اس سبب سے ہے کہ میں اس کا جن
میل جان اندر حیاتِ درجی است	زانکہ جانِ لامکاں اصلِ نیست
زندگی و زیست میں ہے میل جان	کیونکہ اس کی اصل ہے وہ لامکاں
میل جان در حکمت و در علوم	میل تن در باغ و راغ و در کرم
علم و حکمت میں ہے رغبت جان کی	رغبت تن باغ و صحرا میں رہی
میل جان اندر ترقی و شرف	میل تن در کسبِ سببِ علف
ہے ترقی و شرف میں میل جان	میل تن اسباب میں ہے بیگماں
میل و عشق آں مشرقِ ہم سوئے جان	زین کجہم بچھوں ابد اں
ہے شرف کا میل سوئے جاں اخی	ہے بچھوں کجھو نہ یہی
گر بگویم شرحِ این سجد شود	مثنوی ہفتاد و من کا غد شود
گر کروں میں شرح تو بے حد بڑھے	مثنوی کا بوجھ ستر من بنے

تو کہ تبارک و تعالیٰ عزوجل بچھو نہ بچھو نہ یعنی خدامو منوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ خدا کو دوست رکھتے ہیں :

کہ زناری راہ اصل غلیظ گیر	گرمی قن اچھے خواند شیر
آگ سے پہ تو، اوہر ہو راہ گیر	گرمی قن کو ملتا ہے ا فیر
او کششہائے عناصر بے رسن	ہست ہفتاد و دو علت بدن
بے رسن کے عضروں کے جذب میں	اس بدن میں ہیں بہتر علتیں
تا عناصر چہر گہرا و ا ہلد	علت آید تا بدن را بگسلد
تا کہ ہر عنصر کو عنصر چھوڑے	علت آئے تا بدن کو توڑے
مرگ و بچوری و علت پاکشنا	چا ر مرغند این عناصر بستہ پا
موت اور بیماری ہے عقدہ کشنا	چا ر یہ عنصر ہیں چڑیاں بستہ یا
مرغ ہر عنصر یقین پر داز کرد	پائے شاں از ہر گرجان ز کرد
مرغ ہر عنصر کا بے شک اڑ چلا	پاؤں جب آپس میں اٹکا کھل گیا
ہر دمے بچے نہد در جسم ما	جذبہ این اصلہا و فرعہا
جسم کو دیتا ہے ہر دم دھکے نیا	فی الحقیقت جذبہ اصل و فرع کا
مرغ ہر جزوے باہل خود پڑ	تا کہ این ترکیبہا را بردرد
اور ہر مرغ اصل کو اپنی اڑے	تا کہ ان ترکیبوں کو برہم کرے
جمع شان ارد بھت تا اہل	حکمت حق مانع آید زیں عجل
مرتے دم تک جمع صحت سے رکے	حکمت حق منع جلدی سے کرے
پر زدن پیش اجتاں سوست	اگویدے اجزا اہل مشہودیت
کھولتے پیش اہل تم کیوں ہو پر	اور کہ موت آنیں سکتی نظر
چوں بود جان عزیز اندر فراق	چونکہ ہر جزوے بکویہ اتفاق
جان کیونکہ جھپکتی ہوگی فراق	جبکہ ہر جزوہ ہونڈتا ہے اتفاق

لہ کرہ آتشیں جو آسمان پر ہے نہ

توبہ آرم ہر زماں حد بار من

توبہ اور سو بار توبہ ہے مری

آں کشدہ میکشدن چوں کنم

بھینچنے والا جو بھینچے کیا کروں

آنکہ مے نگذار دت کہ دم زنی

تاکہ تو دم بھی ہمارے اک ذرا

میکشاندمر ترا جانے دگر

اور لے جائے کیس وہ بھینچو

تا خبر یابد ز فارسل سب کام

واقف اسوار ہو تا اسپر خام

کو ہمید اند کہ فارس برویت

جو ہے واقف اس پر کوئی ہے سوار

بیمراوت کرد و بس نال شکست

دل شکستہ ہے مرادی سے کیا

چوں نشد ہستی بال شکن در

پھر وہ بازو توڑ ہستی ہے بجا

چوں نشد بر تو قضاے او دست

کیوں نہ ٹھیک اسکی قضا تجھ پہنچو

ارادوں کا توڑنا انسان کو تنبیہ کرنے کے

گاہ گاہ ہے است مے آید ترا

گاہ گاہ ہے راست آتا ہے ترا

لب بہ بند ہر مے زیناں سخن

اختیار اس بات سے کی خامشی

کایں سخن ابدالیں فوں کنم

بعد ازیں اس بات کو دفنابی دوں

کیست کت آن میکشدائے مفتی

کون ہے وہ جو تجھے ہے بھینچتا

صد عزیمت میکنی بہر سفر

سوار ادے کرتا ہے بہر سفر

زاں بگرداند بہر سو آل کام

اس لئے ہے پھیرتا بہر سو کام

اسب زیرک سازاں نیچو ہے

اسب دانانیک پے ہے سازگار

اولت ابرو و صد واپست

سو امیدوں پر ہے بازو ہادل ترا

چوں شکست و بال شکست

اس نے بازو توڑا تیری لئے کا

چوں تضایت جل بہر شکست

جب قضاے توڑیں تدبیریں تری

عزت و مقصد اور ماجرا

عزم بھی اور قصد بھی نہ با صفا

ہر مرادے عاشق ہر سیراد	آدمی حیواں نباتے و جماد
بیرادی پر ہے عاشق ہر مراد	آدمی، حیواں نباتات اور جماد
واں مرادان جذبہ ایشان مکنند	بے مرادان ہر مرادے مکنند
اور مرادیں جذب پھر انکو کریں	بے مراد الفت مرادوں سے رکھیں
میل معشوقاں غش و بافر کند	لیک میل عاشقاں لاغر کند
اور معشوقوں کو زہ تر کرے	عاشقوں کا عشق انہیں لاغر کرے
عشق عاشق جان و راستہ	عشق معشوقاں و سرخ افروختہ
عشق عاشق جان کو اسکی جلائے	عشق معشوق اس کی رعنائی بڑھائے
کاہ مے کو شد و راں اور دراز	کہر با عاشق پہ بھگل بے نیاز
کاہ طے کرتی ہے وہ راہ دراز	کہر با عاشق ہے مثل بے نیاز
تافت اندر سینہ صدر جہاں	ایں رہا کن عشق آں سبتہاں
سینہ صدر جہاں میں ہے تپاں	چھوڑ اس کو دیکھ عشق نازاں
رفتہ در محذور او مشفق شدہ	دو و آں عشق و عزم آتشکدہ
اس نے آقا کو بنایا نہراں	عشق کی آتش سے جو آگھا دھواں
نتر مے آمد کہ واجوید ازو	لیکیش ز ناموس و پوش آبرو
ڈھونڈھنے میں حامل آئی شرم سی	مختی مگر فکر اس کو ننگ و دام کی
سلطنت زیں لطف مانع آمدہ	رحمتش مشتاق آں مسکین شدہ
سلطنت اس لطف سے مانع ہوئی	رحمتیں مشتاق تھیں مسکین کی
یا کشش ز انسو بہ پنجانب رسید	عقل حیراں کاں عجب راکشید
یا ادھر سے ہے ادھر آئی کشش	عقل حیراں ہے یہ ہے اسکی کشش
لے بند اللہ اعلم بالکشی	ترک جلدی کن کہیں نادانی
چپ بچی رہ، واللہ اعلم بالکشی	چھوڑ جلدی اس سے ہے نادانی

انحضرت کا قیدیوں کی دیکھ کر تبسم فرمانا

کہ ہمے بردند وایشان رفیقہ
ہا رہے تھے اور تھے مگر یہ کتاب

مے نظر کروند ورفے زیر زبیر

تھے کنگھیوں سے وہ قیدی دیکھے

بر رسول صدق نذاہنا لب

سروکہ کونین یہ دانت اور لب

زانکہ در زنجیر قہر وہ من اند

کیونکہ زنجیروں میں تھے جڑے ہوئے

مے برداز کا فرستان شاہ قہر

پہلے تھے کا فرستان سے بہ قہر

نے شفاعت میر سدا ز سرور کے

حق سفا رش بھی نہ کوئی کارگر

علیے رائے برو خلق و گلو

اور گئے خلقت کے کٹواتا ہے وہ

زیر لب طعنہ زناں بر کار شاہ

طعنہ زن تھے زیر لب سرکار پر

خود دل میں مرد کم از غار نیست

کم نہیں پھتر سے دل اس کا بھی

دید پیغمبر کے جوق اسیر

دیکھے کچھ قیدی پیکر نے رواں

دید شاہ مر بند آں گاہ شیر

دیکھا جب ان قیدیوں کو آپ نے

اسا ہے خائید ہر یک غضب

اور چاہتا تھا وہ ہر اک پر غضب

زہرہ نے با آن غضب و مزند

با وجود اس کے نہ تھے دم مارتے

میکشند شاہ مر مومل سوئے شہر

کھینچتے ان کو سیاہی سوئے شہر

نے فدائے مے ستاند نے زیر

کوئی خد یہ ان سے لیت تھا نہ زر

رگست عالم ہے گویند و او

رگست عالم تو کہلاتا ہے وہ

باہزار امارت میر فقید راہ

ظہر میں طے کر رہے تھے رگزر

چارہ کار کو وایینچا چارہ نیست

اب یہاں چلتی نہیں اپنی کوئی

۱۵ یہ ان قیدیوں کے طعنے تھے :

۱۵ یہاں سے ان کی گفتگوئے طعن ہے :

بار دیگر نیت را بشکند	تا بر طمع آن نیت کند
اور اس نیت کو پھر وہ توڑ دے	تا کہ دل اس طمع سے نیت کرے
دل شکستہ نو میدان کے کاٹتے	ورنگی ہیرا دوت دانتے
ہوتا نا امید دل اے خوش نہاد	گر وہ رکھتا تجھ کو باطل بے مراد
کے شدے پیدا ہوئے توریث	ورنگار پدے اہل از خورش
ہوئی مغلوبی اہل پر کب عیاں	نچھ نہ بولے دیتیں گر محرمیاں
با خبر گشتند از مولاے خویش	عاقلاں از میرادی ہائے خویش
با خبر مولا سے اپنے۔ دیکھ لے	عاقل اپنی بے مرادی سے بُھنے
حقت بختہ شغلے خوش شرت	میرادی شد قلا ویر بہشت
حقت بختہ بختہ کو سن لے خوش شرت	میرادی ہو گئی خضر بہشت
پس کسے باشد کما کام اور و است	اچن مراد اتت ہمہ شکستہ پاست
کامیاب آرزو ہو گا کوئی	جب مرادیں ہیں شکستہ پاتری
لیک کو خود آں شکستہ بید لال	پس شدند اشکستہ دوش ایں قلا
ہے مگر یہ کب شکستہ بید لال	پس شکستہ دوش ہیں جملہ عاقلاں
عاشقاں شکستہ با صد اختیار	عاقلاں شکستہ اش را اضطرا
ہے شکستہ عاشقاں با اختیار	ہے شکستہ عاقلاں پر اضطرا
عاشقاں شکستہ سی و قد بند	عاقلاں شکستہ بند گان بند بند
اور عاشق قند و شکستہ ہیں تمام	عاقل اس کی بندگی کے ہیں غلام
اینا طوعاً ہمارے بید لال	اینا کرنا ہمارے عاقلاں
اینا حلقہا ہے بیدل کی ہمار	اینا کسے تھا ہے عاقل کی ہمار
<p>۱۔ امید: ۲۔ حدیث شریف ہے کہ انا اجمعت حقت بالکمال یعنی بہشت میرا سے گہری گئی ہے ۳۔ تو پہلے پاس ۴۔ جبر و اکراہ سے ۵۔ خوشی و رغبت سے</p>	

گشت پیدا کہ شما ناراستید	ایں جواب است کاخچہ خاستید
ہو گیا ظاہر کہ تم سچے نہیں	یہ جواب اپنا ملا ہے بالیقین
کو میکوند و دفع از ذکر خویش	باز این اندیشہ را از فکر خویش
اندھا کر کے دُور رہنے ذکر سے	پھر اس اندیشے کو اپنی فکر سے
کہ صواب و شود و رول و سوت	کایں تفکر ماں ہم از ادبار سوت
تا کہ نیکی اس کی دل میں ہو بجا	یہ تفکر ہے سبب ادبار کا
ہر کسے غالب آور روزگار	خود چہ شد گر غالب آمد چند بار
کرتا ہے غالب سبھی کو روزگار	کیا ہوا اگر غالب آیا چند بار
بار بار بے مظہر آدمیم	ما ہم از آئین بخت آور شدیم
بار بار اُس پر ملی ہم کو خضر	اک زمانے میں تھے ہم بھی بخت و
چون شکست ما بنو و اور شدت و	بار میکشند اگرچہ او شکست
کب ہماری طرح وہ تھا خوار و	پھر یہ بولے۔ گو کہ دی اسکو شکست
و اوصد شاد و نہی نہاں نہر و	ز آنکہ بخت نیک را در شکست
سو طرح کی عشقیں دیریں انہیں	انکی قسمت نے شکست فاش میں
کہ نہ غم بودش در آں نے تیغ تیغ	کو با شکستہ نے مالت تیغ
کیونکہ کاوش ہے نہ ہے تیغ و لال	کیا شکستوں سے اُسے دیکھے مثال
لیکے اے شکست مومن محمدی آت	اچوں نشان مومن مغلوبی آت
ہیں شکستوں میں بھی اسکی خوبیاں	گرچہ مغلوبی ہے مومن کا نشان
عالیٰ از تیغ ریکال پر کرنی	گر تو مشکِ غنبرے را بشکنی
اک جہاں اس کی خوشبو سے بھرے	مشک و غنبر کو اگر تو توڑ دے
خانہا پر گند گرد و سر بسر	ور شکستی ناگہاں سر گین خر
گندگی پھیلے گھر وں میں سر بسر	اور جو توڑے ناگہاں سر گین خر

ماہزاراں مرد شیر الہ سلان	با دوسہ عمریاں سست نیم جاں
ہم ہزاروں شیر قن اور شیر گیر	ہیں فقط دوہیں بھوکوں کے اسیر
اپنیں زمانہ الیم اور کچر و سیت	یا ز آخر ہاست یا خود جادو سیت
کچ روی سے ایسے عاجز ہم ہوتے	یا کسی جادو سے یا تقدیر سے
بخت مارا برزید ایں بخت او	تخت مانند سرنگوں از تخت او
ہم ہوتے بد بخت ان کے بخت سے	تخت اٹھ اپنے اُنکے تخت سے
کار او از جادوئے نگشت بخت	جادوئے کریم ماہم چون منت
کام اُن کا گر ہے جادو سے بنا	کیوں نہ سحران پر ہمارا کچھ چلا
از بتان از خدا و رخا استیم	کہ بکن مارا اگر نارا ستیم
کی بیتوں سے اور خدا سے اتجا	بس مٹا ہم کو جو ہم ہیں کچ ادا
ان المستفتوا فقد جاءکم الہ فتح کی تفسیر	
آ کہ حق در استست از ما و او	نصرتش وہ نصرت را بجو
ہم میں ان میں ہو جو حق پر بر ملا	اس کو نصرت فتح مندی ہو عطا
ایں عابسیا کریم و صلوات	پیش لات پیش عزتی و منات
یہ دعائیں مانگیں اور سجدے کئے	سامنے عزتی، منات اور لات کے
کہ اگر حق است پیدائش کن	ور نہ باشد حق ز یون ماش کن
وہ اگر حق پر ہے۔ تو کہ آشکار	ور نہ کر دے بس اسے رسوا و خوار
چونکہ وادیدیم او منصور بود	ماہم ظلمت بدیم او نور بود
ہم نے جب دیکھا تو وہ منصور تھا	ہم تو سب ظلمت تھے اور وہ نور تھا
سے یعنی اگر تم فتح طلب کرو گے تو تم کو فتح ہو گی :	

ایں تسافل پیش ایشان چل درج	بہرین غم ناز بہر فرج
انہی لپتی بھی بندی ہے انہیں	پیش میں کب ہیں وہ ہیں آلامیں
کہ ہے ترسند از سخت و کلاہ	آپناں شادند اندر فقر چاہ
خوف کھاتے ہیں وہ سخت و سماج سے	خوش ہیں یوں تہ میں کنوئیں کا ڈوبے
در خزان فاقہ صد بھجوں بہار	در فقیری ہر یکے صد شہر بار
اور خزان فاقہ میں مثل بہار	وہ فقیری میں ہیں مثل شہر بار
فوق گرد و دست نے زیر زیں	ہر کہ باد لب بود او ہم نشیں
چرخ پر ہے، کب ہے بالائے زیں	ہو گیا دلبر کا جو پہلو نشیں

از فضلونی علی یونس کی تفسیر

نیست از معراج یونس اجتناب	گفت پیغمبر کہ معراج مرا
کچھ نہیں معراج یونس سے بڑی	بولے پیغمبر مری معراج بھی
زانکہ قرب حق بڑیست از حبیب	آن من بالا و آن اونشیب
قربت اللہ ہے حد سے بڑی	اُن کا نیچے ملک، او پر ہے مری
قرب حق از حبس ہستی بڑیست	قرب عز پائش بالا جہنم است
قرب حق چھٹنا ہے قید ہست سے	قرب حق اڑنا نہیں لچھ جہت سے
نیست انے زود و زور و ندر	نیست اچھ جانے بالا نیست و ندر
نیست میں جلدی نہیں کچھ اور ندر	نیست کو کیا گر جو بالا اور ندر
عزہ ہستی چہ دانی نیست حبسیت	کار گاہ صنع حق در نیستیت
چاہنے تو معزور ہستی نیست کیا	نیستی ہے کار گاہ گمراہ
مے نماذیر ہج با شکست ما	حاصل ایں شکست ایشان کیا
کب مشابہ اس سے ہے اپنی شکست	تقصہ کوتاہ اور ہے انکی شکست

لو کہند خود مشک با سبکبوس قیاس	آبِ ابا بولِ طلسِ ابراس
مشک کا سرگیس پہ ہو کیونکر قیاس	پانی اور پیشاب؛ اطلس اور پلاس

آنحضرتؐ کی جنگِ یمین سے ایسی

وقتِ اگشتِ حدیبیہ رسولؐ	دلفکرِ لودِ عجمین و ملول
جب حدیبیہ سے لوٹ آئے رسولؐ	فکر میں تھے اور عجمین و ملول
ناگہاں اندر حقِ جمعِ رسل	دولتِ انا فتحنا زو و ہل
ناگہاں اللہ نے ان کو بر ملا	دولتِ "اَنَا فَتَحْنَا" کی عطا
آمدش پیغامِ از دولت کہ رو	تو ز منغِ ایں ظفرِ عجمین مشو
آیا یہ پیغامِ حق کا آپ کو	تو شکستِ جنگ سے عجمین نہ ہو
کا ندیں خاکے بن قدرتِ فتحِ مست	نکِ فلاں قلعہ فلاں قلعہ مرا
یہ شکست اب ہے خزانہِ فتح کا	پہ فلاں قلعہ ، فلاں قلعہ ترا
بنگرا آخر چونکہ وا گردید و تلف	بر قریطہ و بنضیر از فوجِ چرت
دیکھ آخر کوئے جس دم مصطفیٰؐ	کیا نصیرؐ اور کیا قریطہ سے ہوا
قلعہ ہام گرد آں پہرہ لقعہا	شد مسلم و ز غنایم لقعہا
قلعے بھی اور شہر بھی ہاتھ آ گئے	فائدے مالِ عینیت سے ہوئے
اور نباشد آں تو بنگر کیں فروق	بر عجم و رنجندِ مضنون و عشیق
یہ نہیں تو دیکھ لے تو یہ فریق	بحرِ رنج و غم کا ہے گویا عریق
زہرِ خوراری را چو شکرِ میخورد	خارِ عجم را چو اشترِ مے چرند
زہرِ خوراری کھائے شکر کی طرح	خارِ غم چرتا ہے اشتر کی طرح

لے ٹاٹ ۴

۱۵ یہودیوں کی دو جماعتیں ہیں ۴

خود سخن در گوش آں سلطان نهند	تا موکل نشنود بر ما جسد
اور کے سلطان سے سارا ماجرا	تا سپاہی سن نہ لے اور ہو خفا
رفت در گوشے کہ آں من لدن	اگرچہ شنید آں موکل این سخن
پہنچا لیکن تا بہ گوش من لدن	گو نہ سن پایا سپاہی یہ سخن
آنکہ حافظ بود یعقوب بن شنید	بوئے پیران یوسف اُندید
پاساں کو۔ پر ملی یعقوب کو	آئی کب پیراہن یوسف کی جو
نشنود آں سر لوج غیبداں	آں شیاطین بر عیان آسماں
بجید اسے ہمارا، لوج غیب کے	آسماں پر کب شیاطین سن سکے
آمدہ سرگرداں گواہ شدہ	آں محمد حقنہ و تکلیف زدہ
”بجید“ آیا اور طواف اُنکا کیا	سورج تھے جب محمد مصطفیٰ
آں نہ کا نگشتان او باشد دواز	آں خورد حلا کہ روزیش است باز
انگلیاں لمبی کسی کی ہوں تو کیا	کھائے وہ حلا۔ جسے روزی ہوا
کہ بھل دزدی ترا احمد سرستاں	بخم ثاقب گشتہ حارس دیوراں
چھوڑ چوری۔ مصطفیٰ سے بجید لے	بخم ثاقب حارس سے شیطان کے
ہیں بمسجد روز بخور رزق ازالہ	لے دویدہ سوئے دکان از پگاہ
رزق تو مسجد میں جا کر رہے	اے کہ بھاگا تو دکان کو صبح سے
اخترت کی طرف سے قیدیوں کے ضمیر کا جواب	
گفت آں خندہ نبوم از نبرد	پس رسول آں گفت شازانم کرد
بولے وہ ہنسنا رطائی سے مٹکھا	سنکے ان کی گفتگو کو مصطفیٰ
۱۵ یعنی اخترت + ۱۶ معرفت کا راز سننے والا کان یعنی رسول مقبول کا گوشہ مبارک + ۱۷ چرک دار :	

ہمچو ماور وقت اقبال شرف	آہنچاں شاد و روزل و تلف
جس طرح ہم دولت و اقبال میں	خوش ہیں وہ یوں نصیب جان و مال میں
فقر و خواری فقرا سبست معلومت	برگ بے برگ کی ہمہ قطع او
فقر و خواری میں ہے فخر بیکراں	لچتیاں ہیں ان کی بے سامانیاں
چوں بہ خندید او کہ مارا بستہ وید	آں کیے گفت از چنانش کمزید
کیوں ہنسایوں قید ہم کو دیکھ کر	بول اے قیدی وہ ایسا ہے اگر
نیست زین زنداں کنواں زاونش	چونکہ او مہل شد است و شاونش
کب ہے اس زنداں سے آزادی ملی	کیونکہ ہے اس کی خوشی بدلی ہوئی
چوں زین فتح و ظفر بباد شد	اپن قہر و شمنان چوں شاد شد
کیوں وہ ایسی فتح سے مغرور ہے	تیر پر دشمن کے کیوں مسرور ہے
یافت آساں نصرت فتح و ظفر	شاد شد جانیش کہ بر شیران زر
دل گئی آسانی سے فتح و ظفر	شاد ہے شاید کہ ایسے شیران پر
جز بد نیا دلخوش و لاشا و نیست	پس بدانتیم کو آزاد نیست
صرف دنیا سے ہے خوش اور شاد	جانا پس ہم نے نہیں آزاد وہ
بر بد و نیکد مشفق مہرباں	ورنہ چوں خندو کہ اہل انجماں
نیک و بد پر مہرباں ہیں بر ملا	کیوں ہنسے ورنہ کہ جو ہیں ابنیا
طعنہ زلوں کے طعنے سے آنحضرتؐ کی گاہی	
آں سیراں باہم اندر کجف آں	ایں بنگیدند در زیر زباں
قیدی تھے اس بحث میں مصروف	بائیں سب کرتے تھے وہ زیر زباں

نوندیدم تا کنم شادی بد ا	ایں ہمیدیم در آن انقبال تاں
ہے نئی کیا بات جس کی ہر خوشی	تھا ہمارے اوج میں دیکھا یہی
بستہ قہر حنفی آنکہ چو قہر	قند میخو روید و درے دوج زہر
مبتلا جس میں تھے، مخفی تھا وہ قہر	قند کھاتے تھے مگر تھا اس میں زہر
چوں جنیں قندے پر از زہر عدد	خوش بنو شجیت حسد آید بر
قند اگر پر زہر کھائے اک عدو	کیا کرے اس پر حسد اور رشک تو
باشا طآں زہر میکہ دید نوش	مرگ تاں خفیہ گرفتہ ہر دو گوش
زہر کھاتے تھے جو تم باسد خوشی	کان پکڑے موت نے اور جان لی
من نے کروم عز از زہر آں	تا ظفویا ہم فرا گیرم جہاں
میں نہ کرتا تھا لطافتی اس لئے	تا کہ لیلوں ساری دنیا فتح سے
ایں جہاں جیفہ است و مرار و حرص	بر چنین مردار چوں باشم حرص
یہ جہاں ناقص بھی ہے مردار بھی	حرص کیا ہو مجھ کو اس مردار کی
سگ نیم تا پرچم مردہ گنم	عیسیم آیم کہ تا زندہ اش گنم
سگ نہیں ملے جو مردوں کے گرد	مثل عیسیٰ زندگی مردوں کو دوں
زاں ہمیکروم صفوی جنگ چاک	آر باشم مر شمارا از ہلاک
میں صفیہ جنگ اس لئے کرتا تھا چاک	تا بچو تم اور نہ ہو جاؤ ہلاک
زاں نے بزم گلو ہائے بشر	تا مرا باشد کہ و فر و حشر
کاٹتے ہوں کب گلے میں اس لئے	تا جو شہرت اور کتہ و فرے
زاں ہے بزم گلوئے چند تا	زاں گلو ہا عالمے یا پدر ما
کاٹتا ہوں اس لئے میں کچھ گلے	تا کہ دنیا کو نجات دہن سے ملے
کہ شما پروانہ وار از جبل خویش	پیش آتش میکنید اینجلمہ کیش
جاہوں کی طرح تم پروانہ وار	پیش آتش کرتے ہو دین آشکار

مردہ کشتن نیست مردی پیش ما	مردہ نذایشان و بوسیدہ فنا
ہاں نہیں مردی مروں کو مارنا	مردہ ہیں وہ اور مقہور فنا
چونکہ من پابشمر اندر مصاف	خوہند ایشان کہ مرد و شکاف
پاؤں میدان میں اگر میں گاڑ دوں	وہ تو کیا ہیں۔ چاند کو ٹکڑے کروں
من شمار ابستہ میدیدم جنہیں	آئینے کا زاد و بویہ و ملیں
دیکھتا تھا میں یونہی تم کو بندھا	جبکہ تم آزاد تھے اور تھے رہا
نزو عاقل اشترے بر زوہاں	ایسے بنا زیدہ بہ ملک و نماں
عاقل اس کو مانتے ہیں راگماں	ہے جو تم کو ناز ملک و خانماں
پیش حشیم کل آس آت گشت	آتش تن را تافتا و از باطشت
حال پھر ہر لمحے کا مجھ پر کھل گیا	فاتح راز و نقش تن جب ہو گیا
بنگرم ورنیت جسے بنیم عیاں	بنگرم و رخورہ جسے بنیم عیاں
نیت میں ہستی کے ملتے ہیں نشان	غورہ میں میں دیکھتا ہوں نے عیاں
آدم و حوا نرستہ از جہاں	بنگرم سر عالمے بنیم نہاں
جبکہ پیدا آدم و حوا نہ تھے	دیکھتا ہوں راز میں اس وقت کے
ویدہ ام پابستہ و منکوس و پست	من شمار اوقت و زات است
سرنگوں دیکھا ہے اور پابند و پست	میں نے تم کو اولاً وقت است
انجیہ دانستہ ہوم افزوں نشد	از حد و ش آسمان بے عمد
کچھ نہیں دانست سے میری فزوں	جس ہے یہ آسمان بے ستوں
پیش از آں کہ آب و گل بالیدہ ام	من شمار اسرنگوں میدیدم
پھر پڑا ہوں آب و گل کے دم میں	پہنے میں نے سرنگوں دیکھا تمہیں

ہیں عثمان و کرش بچے اس منہزم	درمراں تا تو گدوی مخمزم
ان کا بیچا تو نہ کر اس سے مرو ہوش	تا نہ خوا جائے کہیں طلقہ بگوش
چوں کشاندت بدیں حلیہ بدام	جملہ بینی بعد ازاں اندر زحام
دام میں بھانسیں جو منجھ کو حلیہ گر	بعد ازاں وہ سب تجھے آئیں نظر
عقل ازیر علیا لبان کے گشت شاو	چوں میں غالب بنید اوفساد
عقل اس غلبے سے کب ہوتی ہے شاو	جبکہ اس غلبے میں ہے یکسر فساد
تیز چشم آمد خرد بنیائے پیش	کہ خدائیش سرور کردار کل خوش
تیز آنکھیں ہیں خرد کی نور ہیں	سرور حق سے ہوتی ہیں سرگین
گفت پیغمبر کہ ہستند از فنون	اہل جنت و رخصت تہا زبول
بولے پیغمبر کہ از راہ فنون	اہل جنت ہیں رخصت سے زبول
از کمال حرم و سواظرین خوش	نے ز نقص و بدلی و ضعف کمیش
کیونکہ وہ ہشیار ہیں اور بدگماں	بدولی اور ضعف مذہب ہے کہاں
ورفرہ داوان شتودہ در کون	حکمت لولا رجال مومنون
شادمانی جب ملی ان کو فزون	تو دنیا لولا رجال مومنون
دوست کو تا ہی ز کفار عیس	فرض شد بہر خلاص مومنیں
باتہ کرنا کافروں کے قتل سے	فرض تھا تا ہر مسلمان بچ سکے
قصہ عہد حدیبیہ بخوال	گفت ایدیکم تمامت انہاں
ہاں حدیبیہ کی تو پڑھ داستان	قول ایدیکم سے ہو جا رازاں
لے لکھ کر رجال مومنون و نسار مومنات لم تقو ہم ان قتلو ہم فتصیکم منہم معذریہ	علم یعنی اگر مکہ میں مومن مرد اور مومن عورتیں نہ ہوتیں کہ تم انکو نہیں مانتے تھے تو ہمیں
لا علمی کے باعث انہیں ہلاک کرنے کی صورت میں رنج پہنچتا	
تھو تو تعالیٰ پھر اللہ تعالیٰ کہ ایدیکم عنکم و ایدیکم عنکم اللہ ایسا ہے جس کا فروک ہاتھ تم سے	
در تہا رسے ہاتھ کافروں سے ہانڈ کرے	

از در افتادن در آتش بادوست	من ہے اغم شمار ہجو مست
نا کہ تم سب گر نہ جاؤ آگ میں	ہوں بھگتا مست کی صورت نہیں
تخم منخستی خود میکا شتید	آنکہ خود را فتحنا پنداشتید
بیج بولتے تھے غوث کے یہاں	فتح کا کرتے تھے تم اپنی گماں
سوئے اژدہا فرس میرا ندید	بیکدگر اجدہدے خواندید
جاتے تھے تم اژدہوں کے سامنے	کوستے اک دوسرے کے ہد کو تھے

باعنی آسودگی میں بھی مقہور ہے

خود شما مقہور قہر شیرد ہر	قہر میکہ دید و اندر عین قہر
اور بہت مقہور تھے اس دہر میں	قہر تم کرتے تھے۔ خود تھے قہر میں
او بذاں مشغول بد والی رسید	دزد قہر خواجہ کرو ز کشید
وہ تھا مصروف اس میں مالک گیا	چور لے خواجہ کا مال و زر لیا
کے برو والی حشر اٹھتے	اگر ز خواجہ آں زماں بگھڑتے
ظلم کرتا خواجہ کیوں اس چور پر	بھاگتا اسوقت خواجہ سے اگر
ز آنکہ قہر او میرا اور اربود	قہر ہی دزد مقہوریش بود
قہر اس کا اس کے سر کو لے اڑا	چور کا قہر اس کی مقہوری بنا
تار سد والی بستاند قود	غالی بر خواجہ داکا اوشود
خواجہ اس سے لینے آیا انتقام	حملہ کرنا خواجہ پر تھا اُسکا دام
در نبرد و غلامی آغوش	اکیہ تو بر خلق چیرہ گشتم
جنگ اور غلبے میں ہے آلودہ سر	ایک تو غالب ہوتا ہے خلق پر
تا ترا در حلقہ مے آروکشاں	آں بقاصد نہنم کردوشاں
نا کہ تجھ کو کھینچ لے گھر سے ہیں	بالا را وہ بھگاتا ہے اُنہیں

زآنکہ ہستند از فواہ چہ شہم کور	کو دو کا امیری مکتب بزور
وہ کب اس کے جانتے ہیں فائے	جیوں کو لے جائیں مکتب جبر سے
جانش از رفتن شکستہ میشود	چوں شود واقف بکتاب میدو
ہو شکستہ روح اس کی بر ملا	جب ہو واقف جائے مکتب دوزخا
چوں ندید از مزو کا رخوش بیچ	میرود کو دک بکتاب تیج تیج
کام کا پاتا نہیں جب کچھ صلا	جاتا ہے مکتب کو بچتہ تھڑولا
آنکے بیخواب گرد و شب چو دزو	چوں کند در کیسہ آنکے دست مزد
چر کی صورت نہ شب کو بند آئے	جیب میں اپنی جبر کچھ پیسے وہ پاسے
بر مطیعاں آنکھت آید حسد	جہد کن تا مزد طاعت در رسد
ورنہ نیکوں پر حسد ہو بر ملا	سچی کرتا یا نے طاعت کا صلا
اتینا طوعاً صفا بسر شستہ	لے اتینا کر یا مقتلہ گشتہ
”اتینا طوعاً ولی کے واسطے	اتینا کر یا مقلد کے لئے
واند گر را بے غرض خود غلتے	ایں محبت حق ز بہر علتے
بے غرض یہ صرف غلتے کے لئے	دوست وہ حق کا ہے علت کے لئے
واں دگردل دودہ بہر آن شیر	ایں محبت دایہ لیک ز بہر شیر
دوسرا دلدادہ دایہ کے لئے	عشق دایہ کا ہے بہر شیر اسے
غیر شیر اور از دود لخواہ نے	طفل از حسن او آگاہ نے
دودھ ہی صرف اس کو بے نظر	طفل اسے حسن سے ہے بے خبر
بغیر غرض عشق یک را یہ بود	واں دگر خود عاشق دایہ بود
بے غرض یکہ تک الفت میں رہا	دوسرا خود عاشق دایہ بڑا

۱۰ وہ ہمارے پاس مجبور آئے ❖

۱۱ خلوص ❖

ویدا مغلوب دایم کبریا	نیز اندر غالبی ہم خویش را
اپنے کو مغلوب دایم کبریا	تختی میں تھا اپنی دیکھتا
گم شد او واللہ اعلم بالصواب	مارسیت اذرسیت آمد خطاب
گم ہوا - واللہ اعلم بالصواب	مارسیت اذرسیت آیا خطاب
کہ بگردم ناگماں شبگیر تاراں	ز آں نے خندم من از زنجیر تاراں
تا کروں حلقہ میں شیخوں مار کے	لب ہوں زنجیروں ۽ ہنستا اسلئے
میکشم تاراں سوئے مرستان و گل	ز آں ہے خندم من از زنجیر و گل
تا کہتیں گلشن کی جانب پھینچ دوں	طوق اور زنجیر پر ہنستا ہوں یوں
بستے آریں تاراں تا سبزہ زار	العجب کز آتش بے زہمار
کھینچتا ہوں تم کو جانب باغ کے	پے تعجب اسقدر سخت آگ سے
میکشم تاراں تا بہشت جاوداں	از سود و زرخ بزنجیر گراں
کھینچتا ہوں تا بہشت جاوداں	سمت دوزخ سے بزنجیر گراں
پہنچاں بستہ بحضرت میکشد	ہر مقلد را دریں رہ نیک بد
کھینچتا ہے اللہ کی جانب بندھا	ہر مقلد ہو بھلا یا ہو برا
میر و ندایں رہ بغیر اولیام	جملہ در زنجیر بیم و ابستلا
جاتے ہیں اس راہ میں بے ادیا	بستہ زنجیر خوف و ابتلا
جز کسانے واقف از اسرار کار	میکشد ایں را رہ بیکار وار
ماسوا ان کے جو ہیں اسرار داں	وہ ہیں جوں بیکار اس رہ میں داں
تا سلوک خدمت آساں شود	چہ کن تا نور تو رخشاں شود
اور سلوک راہ آساں ہو ذرا	سعی کرتا نور ہو تا باں ترا
لے مارمیت اذرسیت و لکن اللہ دخی یعنی تو نے نہیں بھیجا جب تو نے	بھیجا - مگر اللہ نے بھیجا ۛ

تو کہ پیش از مرگ بندہ رکود است	ترک آں کردیم کو دین جست
تا کہ پیش از مرگ دیکھے رونے یار	اس لئے چھوڑا کہ وہ ہے بقرار
زانکہ دید دوست است بحیات	تار ہداز مرگ و یا ہدائیات
کیونکہ دید دوست ہے آپ حیات	تو کہ چھوٹے موت سے ہائے نجات
دوست نہو کہ نہ میوش نہ برگ	ہر کہ دید او نباشد دفع مرگ
دوست وہ کیا اس میں ہے ہیں بھل	دید سے جس کی نہ ہو دفع اہل
کاندر آں کارار رسد گشت خوشت	کارا نکاہت کے مشتاق مست
موت جس میں آئے تو ہو خوشگوار	کام ہے وہ کام اے مشتاق یار
آنکہ آید خوش تر امرگ ندر آں	شد نشان صدیق ایمان آجاں
ہو جو وقت مرگ بھی خوشادماں	ہے نشان صدق ایمان اے جاں
فیست کامل و بجا کمال دیں	اگر نشد ایمان تو اے جاں جنیں
جا کمال دیں کی کہ پھر جستجو	صاحب ایمان نہیں ایسا جو تو
بڑل تو بے کراہت دوست است	ہر کہ اندر کار تو شد مرگ دوست
دوست بس وہ ہے کراہت ہے ترا	جس لئے تیرے کام میں کی جاں فدا
صورت مرگ بہت افکار کمر دست	چوں کراہت رفت بخود مرگ مست
موت کی صورت ہے صرف راک نقل جا	جب کراہت ہی نہیں پھر موت کیا
پس رست آمد کہ مردن دفع شد	اچوں کراہت رفت مردن نفع شد
اس کو دفع مرگ کہنا ہے بجا	جب مٹی نفرت ہے مرنا کام کا
کہ توئی آن من من آن تو	دوست حقیقت کی کش گفت او
تو مری میں ملک تیری بر ملا	دوست حق کا وہ جسے حق نے کہا

اپس محبت حق بامید و ترس	دوست جو حق کا ہے بامید و ترس
و غیر تقلید میخواند بد رس	دوست تقلید کا لیتا ہے ورس
و آن محبت حق زہر حق کجاست	وہ محبت حق ہے۔ کب بہر خدا
بلکہ وہ اغراض سے جو ہے مجدا	اگر چنین و گرجان حق طالب است
جذب حق اور اسحق جاوہرست	ایسا اور ویسا جو ہے طالب ہوا
جذب حق اس کو سوئے حق یگیا	اگر محبت حق بود بغیر
کے میناں و امنایا من خیرہ	اگر محبت حق ہو غیروں کے لئے
بہرہ در نیکی سے کب دائم ہے	یا محبت حق بود لعینہ
لا اسواہ خالف امن بلیہ	ہو اگر الفت ہے عین خدا
پھر ہو اس کو دوسرے کا خوف کیا	
عاشق کو معشوق کا جذب کرنا	
ہر زور ایں جستجو باز آنست	ایں گرفتاری دل آن بربست
میں تلاشیوں دونوں اس دربار سے	ہے گرفتاری دل اس بار سے
آمدیم آنجا کہ در صدر جہاں	گر نہ ہوتا جذب عاشق کا نہاں
دل میں اس صدر جہاں کے بیگماں	کے دواں باز آمدے سوئے عشاق
نا تشکیبا کے ہڈے و از فراق	جانب قید آتا پھر کیوں دور کے
پھر وہ کیوں بے صبر ہوتا ہجر سے	میل عاشق با دو صد طبل و نفیر
میل معشوقاں نہانست و ستیر	رجبت عاشق ہے پڑ ستور اور عیاں
رجبت معشوق رہتی ہے نہاں	لیک عاجز شد بخاری ز انتظار
ایک حکایت بہت اینجا ز اعتبار	منتظر بے حد بخاری ہے مگر
اک حکایت اور بھی مکتی معتبر	

عاشقی برقی خود خواہ مگر	صد چو تو فانیست پیش آن نظر
عاشق اپنی فقی پر شاید ہے بار	اس نظر میں تجھ سے فانی ہیں ہزار
شمس آید سایہ لاگرد و شتاب	سایہ و عاشقی بر آفتاب
شمس اگر ملے تو سایہ ہو فنا	تو ہے سایہ اور عاشق رہم کا
نزد ستارہ ماند و ناز شب بثر	چونکہ سر بر زور شرق قرص خود
پھر ستاروں اور شب کا کیا پتا	جب درخشاں شرق سے سورج ہوا
عقل رخت خویش اندازد بروں	از در بول چونکہ عشق آید روں
اپنا سامان عقل با ہر بھینک دے	عشق جس دم دل میں اپنا گھر کرے
گشت آہو بخیر افتاد زار	آہو شیرے خورد با آہو دو چار
اور ہرن بیہوش ہو زار و زار	جس طرح ہو شیر آہو سے دو چار
فہم کن واللہ اعلم بالساد	آہو زور پیشین تند باد
غور کر واللہ اعلم اے فنا	زور پیشہ جس طرح پیش ہوا

در بارِ سلیمانی میں مجھ کی فریاد

وہ سلیمان نبی شد داؤ خواہ	پیشہ آمد از حدیقہ وز گسہ
داؤ خواہی تا سلیمان سے کرے	مجھ آیا باغ سے اور گھاس سے
بر شیا طیں آدمی زاد و پری	کاے سلیمان معدلت میروری
ہر پری اور دیو اور انسان پر	اے سلیمان ! تم ہو عادل سر بسز
کیستہاں گم گشتہ کش فضیلت	امرغ و ماہی نہ پناہ عدل تحت
فضل ہر کھو جانے والے پر عیاں	عدل سے چلتے ہیں مرغ اور مچھلیاں
بے نصیب ز باغ و گلزار ہم ما	داؤ وہ مار کہ بس زار ہم ما
بے نصیب گلشن و گلزار ہمیں	دو ہماری داد ہم بھی زار ہیں

بخاری عاشق کا صد جہاں کے پاس پہنچنا

بستہ عشق اور ارجیل من مسد	گوشہ دار کنوں کہ عاشق میرسد
تھا جو پابستہ بجیل من مسد	سُن کہ اب پہنچا وہ عاشق بے مدد
گوئی پڑیدیش از تن مرغ جاں	چوں بیدار و چہرہ صدر جہاں
اُڑ گیا اُس کے بدن سے مرغ جاں	جبکہ دیکھا چہرہ صدر جہاں
بر سر پر ملک جاویداں نشست	جاں بجاناں دا از خود باز دست
تخت ملک جاویدانی کا بلا	جاں دی جاناں کو خود سے چھٹ گیا
سروشدا از فرق سرتانا خنش	بہچو چوب خشک قتاو آن تنش
سر سے ناخن تک وہ تھا ٹھنڈا ہوا	سوچی نکلی کی طرح تن گر پڑا
نے بکبید و نہ آمد در خطاب	ہر چہ کردند از بخور و از گلاب
کی نہ حرکت اور نہ کچھ منہ سے کہا	دھونیاں دیں اور سٹکھایا لٹکایا
جز کہ بولے آں شہر با فرو نور	کار نامہ از بخار و از بخور
ماسوائے بولے شاہ فر و نور	بے اثر تھے یہ بخار اور یہ بخور
پس فرو آمد ز مرکب سوائے او	شاہ چوں دید آں زعفر و آو
آیا پاس اُسکے آکر اسب سے	زرد چہرہ اسکا دیکھا شاہ نے
چونکہ معشوق آمد آں عاشق برفت	گفت عاشق دوست جو بدیز وقت
جبکہ معشوق آیا۔ عاشق چلے یا	بولا عاشق طاب معشوق تھا
چوں بیاہد از تو نہود تار مو	عاشق حقیقی و حق آنست کو
جب وہ آئے۔ ہونہ باقی بال بھی	عاشق حق کو بہت اور حق ہے یہی

لے بخور کی چھال کی رستی سے ۔

ملک آں اودھت راکرنگان	تا نالہ خلق سوئے آسماں
ہے ہمیں ملک اس لئے حق نے دیا	سنا کرے کوئی نہ گردوں سے بگا
تاہا بالابر مہیاد دو دہا	تا نگر دو مضطرب چرخ و سہا
آسماں پر تانہ جائے دو دہ آہ	اور نہ ہو چرخ و سہا اس سے سیاہ
تا نگر زو عرش از نالہ یتیم	تا نگر دو از ستم جائے سقیم
تا نہ عرش آہ یتیم سے بے	تا نہ ہو بد حال کوئی ظلم سے
زاں نہادیم از ممالک مذہب	تا نیاید بر فلکھا یا ربے
اس لئے ملکوں میں اک مذہب رکھا	تا نہ آئے کوئی تیا رب کی صدا
منگرائے مظلوم سوئے آسماں	کا سمانی شاہ اری ز زماں
کر نظر اپنی نہ سوئے آسماں	آ سمانی شاہ ہے موجود یاں
گفت پیشہ داؤد من از دست باد	کو دو دست ظلم بر ما بر کشاد
بولو محیر، ہے گلہ اس باد سے	جس نے ہم پر ہاتھ کھولے ظلم کے
ما ز ظلم او بہ تنگی اندریم	بالب بستہ از خوئ مخویریم
ظلم سے اس کے ہوئے ہیں تنگ ہم	چپ ہیں اور پیٹے ہیں خن دل ہم
ظلم او بر ماصحیت عیاں	فیست مارا چارہ جزو کونہاں
ظلم اس کا ہم پہ ہے باطل عیاں	تھا یہی چارہ کیا ہم نے بیان
داؤد ما و انصاف مابستان ازو	اے کریم عادل اکرام خو
داد دیجے، چارہ جوئی یہ کچھ	آپ منصف اور عادل ہیں بڑے
حضرت سلیمانؑ کا مجھ کو حکم دینا	
ابن سلیمانؑ گفت آزیباودی	امر حق باید کہ از جاں بستوی
پس سلیمانؑ نے کہا۔ اے خوش صدا	حکم حق بھی چاہئے سننا دُرا

پیشہ باشد در ضعیفی خود مثل	مشکلات ہر ضعیف از تو حل
پیشہ کمزوری میں ہے ضرب مثل	مشکلیں کمزور کی ہیں تم سے حل
شہرہ تو در لطف و مسکین پوری	شہرہ ما در ضعف شکستہ پوری
اور تمہارا لطف و مسکین پوری	مستتر ہے اپنی بے بال و پوری
مفتی ما در کمی و گمبری	اے تو در اطباق قدرت مفتی
ہم کمی و گمبری کی انتہا	تم ہو قدرت اور قوی کی انتہا
دستگیر اے دست تو دست خدا	داودہ مارا ازین غم کن جدا
دستگیری ہو کہ ہو دست خدا	داد دو ہم کو۔ کرو غم سے جدا
داو و انصاف از کہ میخواستی بگو	پس سلیمان گفت کہ انصاف جو
بول کن سے چاہتا ہے داو تو	پھر سلیمان بولے۔ اے انصاف جو
ظلم کرد است و خراشید است تو	کجاست آن ظالم کہ از باو بر تو
کر دیا ہے اس طرح زخمی تھے	کون وہ ظالم ہے جس نے ظلم سے
کو نہ اندر مجلس و در زنجیر ماست	اے عجب در عہد ما ظالم کجاست
جو نہیں زنجیر میں قیدی یہاں	ہیں ہمارے عہد میں ظالم کہاں
پس بعہد ما کہ ظلمے پیش برو	چونکہ ما زادیم ظلم آرزو مرو
ظلم پھر اس عہد میں کس نے کیا	ہم جب آئے۔ ظلم اسی دن مر گیا
ظلم را ظلمت بود اصل و ضد	چوں برآمد نور ظلمت نیست شد
ظلم کی ظلمت ہی ہوتی ہے پنا	نور جب نکلا۔ ہوئی ظلمت فنا
دیگر اں بسبب با صفا و مند و بند	نہک شیاطین کسب خدمت میکنند
بعض زنجیروں میں ہیں جکڑے پڑے	ہیں شیاطین کسب خدمت میں لگے
دیو در بندہ است آتم چوں نمود	اصل ظلم ظالماں از دیو بود
قید ہیں وہ۔ ظلم پھر کسے کیا	ظلم کی ران ظالموں سے تھی رہنا

چوں خدا آید شود چو پندہ لا	ہنجیں جو یائے در گاہِ خدا
جب خدا ملا ہے ہوتا ہے فنا	ایسے ہی جو یائے در گاہِ خدا
لیک از اوّل بقا اندر فناست	گرچہ آن وصلت بقا اندر فناست
پرفنا ہی میں بقا ہے بر ملا	گو ہے وصل اے جان بقا اندر بقا
نیست گرد و چوں کند نورش ظہور	سایہ یائے کہ بود جو یائے نور
نیست ہوں جب نور کا دیکھیں ظہور	سارے سائے ڈھونڈتے رہتے ہیں نور
گل شئی ہا لک الا و جہر	عقل کے ماند چو باشد سر او
گل شئی ہا لک الا و جہر	عقل کیا ٹھہرے جو ہو وہ رو برو
ہستی اندر نیستی خود طرفہ است	ہا لک مد پیش جہش ہست و نیست
نیست میں ہے ہستی یہ ہے طرہ تر	فانی اس کے سامنے ہر خشک و تر
چوں قلم اینجا رسید و سر شکست	اندریں محضر خرد باشد ز دست
جب قلم پہنچا یہاں - سر رکھ دیا	اس جگہ ہے عقل کا گم راستا
در نوازش عاشق شود رانہاں	باز گردم جانبِ صدرِ جہاں
ہے نوازش میں جو عاشق کی دہاں	پھر چلوں میں جانبِ صدرِ جہاں
اندک اندک از کرم صدرِ جہاں	میکشد از بہشی اش و ربیاں
رفتہ رفتہ آفتبِ صدرِ جہاں	بہشی میں بھر رہی ہے بریں بیاں
عاشق بیہوش پر معشوق کی نوازش	
بر رخس میکہ و اشک تر نشاں	بر گرفتش سر نہا و اندر کناں
اس کے منہ پر اشک کرتا تھا نشان	ہو گیا اس سے لپٹ کر ہمکنار
لے یعنی ذاتِ وحدہ لا شریک کے سوا تمام چیزیں ہلاک ہو جانے والی ہیں	

حق بن گفتہ است ہاں آدا دوا	مشنوا ز خصمے تو بے خصم دگر
حق نے یوں مجھ سے کہا۔ اے پیشوا	میں نہ ایک طرف۔ نہ چو گر دوسرا
تا نیاید ہر دو خصم اندر حضور	حق نیاید پیش حاکم در غمور
دونوں دشمن ہوں نہ جیتک سامنے	پیش حاکم جھوٹ سچ کیونکر کھلے
انصم تنہا گر برآر و صد نفیر	ہاں وہاں خصیم قول او مگر
دشمن تنہا کرے سو زاریاں	کر یقین بے دوسرے کے تو نہاں
من نیارم روز فرماں تافتن	خصم خود را رو بیاور سونے من
حکم حق سے جھنڈ نہ پھیروں گا کبھی	جا تو میرے پاس لا دشمن کو بھی
گفت قول تست بران دست	خصم من با دست و حکم تست
پولا چھتر۔ سچ کہا اے نیک نام	وہ ہوا ہے جو تمہاری ہے غلام
بانگ نے واکشہ کہ اے باد صبا	پیشہ انغاں کرو از غلمت بیا
دی صدا آخر کہ اے باد صبا	پیشہ زیاد دی ہے تجھ سے، آگے آ
ہیں مقابل شو تو با خصم و بگو	پاسخ خصم و بگو دفع عدو
سامنے دشمن کے آ کر کہ بیاں	مدعی کا دے جواب آ کر یہاں
باد چوں بشنید آمد تیز تیز	پیشہ بگرفت آرزماں او گریز
جب ہوانے یہ سنا آئی وہ تیز	پیشہ نے اس وقت لی راو گریز
پس سلیمان گفت کایے پیشہ کجا	باش تا برہر دور ائم من قضا
پس سلیمان بولے۔ اے مجھتر کہاں	ہاں بٹھر دونوں کا میں لونگا بیاں
گفت ایشہ مرگ من از بود است	خود سیاہیں روز من از دو و است
بوللا مجھتر جب وہ سہرتو میں کہاں	ہے سیہ روزی مری اس کا دھواں
اوچو آمد من کجا یا لم قرار	کہ برآر و از نہاد من و مار
جب ہوا آئی، کہاں مجھ کو قرار	ہے ہلاکت پھر مری بے اختیار

جہل و مرعلہا را استاد	ظلم او مرعلہا را شد رشاد
جہل اسکا علم کا استاد ہے	مرشد انصاف ہر بیدار ہے
دست و بگرفت کا بس فتنہ پیش	آنگہ آید کہ من دم بخشش
ہاتھ پکڑا اور کہا دم اسمیں ہاں	آئیگا جب بخشوں میں دم بیگان
چوں مہن زندہ شود آفرودن	جان من باشد کہ زو آرومن
مردہ کو مجھ سے ملی گر زندگی	ہو گا میرا دوست، میری جان بھی
من کنم اور ازیں چاہم شتم	جاں کہ من بخشم بہر بند بخشتم
جان دیکر اس کو بخشوں عزیز	جاں میں دوں، اور وہ دیکھے بخشیں
جان نامحرم نہ بیندوئے دوست	جز نہاں جاں وصل واز کوئے دوست
جان نامحرم نہ دیکھے روئے یار	ہاں مگر وہ جس کا گھر ہے کوئے یار
در دم و محم قصاب را بس دوست	تا ہلد آن مغز نعش پوش دوست
جوں قصائی دوست میں بچھو کولن گام	بوسنت چھوڑا مغز نے۔ تو کیا ہے عمر
گفت اے جان امیدہ از بلا	وصل اما در کشادیم الصلا
بولتا اسے جاں جو بلا سے ہے رہا	وصل کا در کھل گیا اندر آ
اے خود را بخودی و سبقت	اے رہبت ما ہمارہ ہستیت
اے خودی میری ہے تیری بیخودی	اے مری ہستی سے تیری زندگی
با تو بے لب لہجہ ماں من نو بنو	راز ہائے کہنہ میگویم شنو
بے زبان لب میں تجھ سے اس کڑی	کہ رہا ہوں چند راز حق
ز آنکہ لب ما از اندام میرند	بر لب جوئے نہاں بر میدمند
کیونکہ یہ لب ان دموں سے ہیں رانگ	ساحل جوئے نہاں پر ہیں عیاں
لہ یہاں سے پھر قعدہ شروع ہوا:	
۵۰ بھاگنے والا ۵۱ جان سے مراد ہے ۵۲	

زرنہار آور دست من کشا	بانگ زدور گوش اوشہ کالے گدا
کھول دامن میں ہوں مصروفی عطا	کان میں آواز دی۔ ماں لے گدا
چونکہ زرنہار شہسید چوں مید	جان تو کاندر فرا تم سے طعید
میں پناہ جاں تھا۔ پھر کیوں جان می	سیری فرقت میں تیاں جتنی جاں تری
باخود آ ازہ بخودی و باز کرو	اے بدیدہ در فرا تم گرم و سرد
بیخودی کو چھوڑا اب آپے میں آ	ہجر میں میرے سہا اچھا بُرا
رسم مہمانش بنجانہ سے پرو	مرغ خانہ اشتہرے راہ بخرو
لے چلا مہماں بنا کر شاد شاد	اک شہتہ کو ایک مرغ خانہ زاد
خانہ ویراں گشت سقف اند فاد	بچوں بنجانہ مرغ اشتہر پانہاد
گر پڑی چھت اور گھر ویراں ہوا	اونٹ نے جب پاؤں اس گھر میں کھا
ہوش صلح طالب ناقہ خدا	خانہ مرغست عقل و ہوش را
ہوش طالب ناقہ حق کا ہوا	تاں یہ عقل و ہوش ہیں گھر مرغ کا
لے گل آسجا ماند نے جان ویش	ناقہ چوں سر کر و در آب گلش
پھر نہ جاں باقی۔ نہ گل باقی رہی	آب و گل میں جب جگہ نائے نم کی
زیر فزون جہنی ظلمت جہول	کر و فضل عشق انسان اقصول
وہ اسی سے ظالم و جاہل بنا	عشق نے برباد انسان کو کیا
میکشد خر گوش شیرے در کنار	جاہلست و اندریں مشکل شکار
شیر سے خر گوش ہے اک ہمکنار	جاہلی یہ ہے۔ کہ ہے مشکل شکار
گر بدانتہی و دیدے شیر را	کے کنار اندر کشیدے شیر را
شیر سے ہوتا اگر وہ آشنا	شیر کو آغوش میں کب کھینچتا
ظلم میں کز عدل ماگو میبرد	ظالمست او بر خود و بر جان خود
ظلم غالب عدل پر ہے بر ملا	ظالم اپنا ہے اور اپنی جان کا

عاشق بیہوش کا ہوش میں آنا

یکد و چرخے زد سجد و اندر فتاد	بر جمید و بر طہید او شاد و شاد
کھا کے چکد سجرے میں وہ گر پڑا	تھر تھرایا اور تڑپا خوش ہوا
دروصال ز بندہ بجز آزاد شد	بشکفید از روئے او دشا و شد
تقدیرت سے ہوا آزاد وہ	دیکھ کہ اس کو ہوا دل شاد وہ
شکر کہ باز آمدی ز اں کوہ فاف	گفت آغنائے حق جان را من
شکر ہے۔ لوطا ز راہ کوہ قاف	یولا۔ اے عشقائے حق کر کے طواف
اے تو عشق عشق و ادخا و عشق	اے سرا نیل قیامت گاہ عشق
عشق کے عشق اور اے دلخواہ عشق	اے سرا نیل قیامت گاہ عشق
گوش خواہم کہ نہی بر روزم	اولیں خلعت کہ خواہی اوم
چاہتا ہوں بات تو میری غنہ	پہلا خلعت چاہے گردینا مجھے
بندہ پرور گوش کن قوال من	گرچہ میدانی بصفت حال من
بندہ پرور اب ہو واقف قوال سے	گو کہ تو واقف ہے میرے حال سے
ز آرزوئے گوش تو ہوشم پرید	صد ہزاراں بار لے صدر فرید
تیری باتیں سننے کو تھے راگیاں	ہوش لاکھوں بار اے صدر جہاں
واں غبٹم ہاتے جاں افزائے تو	آں سمیع تو و آں صفائے تو
اور وہ تیرا مشکرانا چلا تورا	وہ ترا سننا وہ گوشیں آشنا
عشوہ جان بد اندیش مرا	آں نیوشیدن کم و بیش مرا
عشوہ میری جان بد اندیش کا	اور وہ سننا ترا کم اور سوا
پس پذیرائی تو چوں نقد در	قلبہائے من کہ آں معلوم تست
تو نے مثل نقد وہ سب چن لئے	کھوٹ جتنے تھے۔ بجتے معلوم تھے

ور بگریم چوں کنم مدح و شکر	اگر بگویم فوت میگرد و بکا
روؤں تو کیونکہ کروں مدح و شکر	کچھ کہوں تو فوت ہوتی ہے ہکا
پس چہ افتادہست ز دیدہ مرا	مے فتد از دیدہ خون دل شہا
دیکھ بان آنکھوں سے کیا پتے پڑا	خون دل جاری ہے آنکھوں سے شہا
کہ برو بگریمت ہم دون ہم شریف	ایں بگفت و گریہ رشداں خف
اس پر روئے سارے ادنیٰ اور زریف	یہ کہا اور ایسا رویا وہ خف
حلقہ کرواہل بخارا گرواہ	از دلش چنداں برآمدانے ہو
جمع سب اہل بخارا ہو گئے	تاؤ ہو سے اس قدر نائے کئے
مروزن خورد و کلاں جمع آمدند	خیرہ گویاں خیرہ گریاں خیرہ خند
جمع تھے جتنے وہاں سب مرد و زن	روتے تھے ہنستے تھے یا تھے طعنہ زن
مرد و زن راہم شدہ چوں ستخیز	شہر ہم ہر گناہ شد اشک ریز
مرد و زن سب در ہم و در ہم بیٹھے	اہل شہر اس کی طرح رونے لگے
گر قیامت آنڈیرستی ہمیں	آسمان میگفت اندم بازیں
گر نہیں دیکھی قیامت ، دیکھ لے	آسمان کہتا تھا زبش غاں سے
یا فراق و عجب تر یا وصال	عقل حیراں کہ عشق رست چال
ہجر اس کا ہے نرالا یا وصال	عقل حیراں تھی یہ کیا ہے عشق رحال
یا مجرہ بردریدہ نامہ را	چرخ بر خواندہ قیامت نامہ را
کہکشاں نے یا ہے خط پڑے کیا	آسمان نے حشر نامہ پڑھ دیا
واندراں ہفتاد و دو دیوانگیت	باد و عالم عشق را بیگیا گیت
ہے بہتر قسم کی دیوانگی	عشق کو کو نہیں سے بیگانگی
جان سلطانان جاں در حشر تش	سخت پہناست پیدا حیرتش
اس کی حسرت میں ہے ہر سلطان جان	حیرتیں اس کی نہاں ہیں اور عیاں

ہر گستاخ و دشمن غرہ	حلمہ و پیش علمت ذرہ
بے ادب کہ علم کر کے چھوڑ دے	علم ذرہ آگے تیرے علم کے
اولاً بشنو کہ چون نامزد ز محبت	اول و آخر ز پیش من بحسبت
پہلے یہ سن۔ جب میں نکلا محبت سے	اول و آخر سے چھٹکارے سے
شانیا بشنو تو اے صدر و دود	کب سے گشتم ترا شانیا بنو
دوسرے اے صدر میں ہر گد پھرا	کوئی دنیا میں سزا ثانی نہ بخدا
شانیا تا از تو بیرون رفتہ ام	گوینا ثالث ثلاثہ گفتہ ام
تیسرے جب سے میں تجھ سے ہوں پھرا	میں گویا کر لئے میں نے خدا
رابعاً چوں سوخت مارا مرز عہ	مے ندانم خامسہ از رابعہ
چوتھے یہ جس دم مری کبھی جلی	چار کی اور پانچ کی حس ہی نہ ملتی
خامساً ز ہجرت اے صد جہاں	از حواس خمسہ بوم و زیاں
پانچویں غم میں ترے صدر جہاں	تھا حواس خمسہ کا میرے دنیاں
سادساً از عشق جہت سیر کو تو	گوینا بارید بر من غم دو تو
اور چھٹے یہ عشق جہت سے بے ترے	مجھ پر برسے مٹیہ غم و اندوہ کے
سابعاً از شام من ندانم ضالہ ام	خوں پہنے گرد فلک ز نالہ ام
ساتویں۔ ہوں آٹھویں سے بے خبر	ہے فلک خونبار میرے نالے پر
ہر گویا بانی تو خوں بر خاک کما	پے بری باشد یقین از چشم ما
جس جگہ تو خاک پر خوں پائے گا	میری آنکھوں سے وہ ہے برسا ہوا
گفت من عدست میں ایں بلبل خلیں	زا برخا ہوتا بہار و بر زمیں
نطق میرا رعد ہے، نالے مرے	اے بر کو بھی میں گولانا چاہتے
من میان گفت مگر یہ مے تنم	یا بگم یا بگم یا بگم چوں کنم
در میان نطق و گریہ ہوں یہاں	روؤں یا باتیں کروں میں حسرت جاں

عاشق مستی و بکسادہ زبان	اللہ اللہ اشتہرے برنروباں
مست و عاشق ہو کے یوں کھلے زبان	اللہ اللہ اونٹ ہو اور ثرو پار
چل زرا زونا زوا گوید زبان	یا جمیل استرخا خدا آسماں
اس کے راز و ناز جب کھولے زبان	یا جمیل المستتر بولے آسماں
سترچہ در سیم و پنبہ آذرست	تو ہمے پوشش او رسوا تراست
ستر کیا ہے۔ آگ روئی کے لئے	وہ ہے رسوا، تو چھپاتا ہے اُسے
چوں بگو شتم تا سرش پہاں کنم	سر بر آرد چوں علم کا بینک منم
میں کروں کو شمش سے گرا سکو نہاں	یوں کے مثل علم میں ہوں یہاں
رغم انغم گیر دم اوہر دو گوش	کاسے مدغ چوش می پوشی پریش
خوار کر کے کان پکڑے میرے ہاں	اے مدغ کر، جو کرتا ہے نہاں
گویش کو گرچہ بر جو شیدہ	ہچو جاں پیدائی تو پوشیدہ
میں کہوں جا، جوش میں ہے بقرار	مثل جاں تو ہے نہاں اور آشکار
اگوید او مجبورس خنباست این تم	چوں نے اندر بزم خنباست میز نم
وہ کے مجبورس خنباست ہے تن مرا	بزم میں ہوں مثل نے جوش آشن
گویش ز اں پیش کہ گردی گرو	تا نیاید آفت مستی برو
میں کہوں۔ تو ہو نہ جائے مبتلا	آفت آجائے نہ اس مستی میں جا
اگوید از جام لطیف آشام من	یا روزم تا نماز شام من
وہ کے۔ ہے جام میرا بادہ بار	صبح سے تا شام میں ہوں عکاس
چوں بیاید شام و دزد و جام من	گویش واوہ کہ نامد شام من
شام میرے جام کو جب لے چڑا	میں کہوں۔ ہے شام دور۔ اب جام لا

غیر ہفتاد و دو ملت کیش او	تخت شاہاں تختہ بندی پیش او
اس کا مذہب ہے بہتر سے جدا	تخت شاہی اس کے آگے چیز کا
مطرب عشق این مذوقت سماع	بندگی بند و خداوندی صداع
عشق یوں گوسا ہے ہنگام سماع	بندگی بقید اور آقا فی صداع
پس چہ باشد عشق و ریائے عدم	در شکستہ عقل را آسنا قدم
عشق کیا ہے ایک دریائے عدم	عقل کے اُس جا شکستہ ہیں قدم
بندگی و سلطنت معلوم شد	تیریں و پرودہ عاشقی منکرم شد
بندگی و سلطنت معلوم ہے	عشق انہیں پر دوں میں تو مدد ہے
کاشکے ہستی زبانے داشتے	تا ز مستان پرودہ ہا برداشتے
کاش ہستی کی زباں ہوتی کوئی	پر دے مستوں کے اٹھا دیتی کبھی
ہر چہ گوئیم آئیم ہستی ازاں	پرودہ دیگر بروستی بدان
ہے مری باتوں سے ہستی بر ملا	دوسرا پرودہ یہ اس پر پڑ گیا
آفت اور اکالیاں است قال	خون بچوں شستن محالست محال
حال کے ادراک کی آفت ہے قال	خون سے بچوں کا دھونا محال
من چو با سوا نیایش محرم	روز و شب نہ نقص دم میدم
محرم سودا بیان حق ہوں ناں	پچھو مکوں میں افسوں نقص میں ہر ناں
سخت مست و بخود و آشفتم	دوش اسے جاں پر چہ پہلو خفتم
ہے جو اتنی مست و بیخود ہر گھڑی	کل تو اے جاں، سوئی کس کر دیتی
ہاں ہاں ہشدار بناری دے	اولاً بر چہ طلب کن محرمے
دم نہ ہرگز مار نہ ہاں ہشیار ہو	ٹھونڈ پھلے محرم اسرار کو
۱۔ یعنی بہتر فرق سے + ۲۔ در دوسرے +	
۳۔ یعنی جسم کے بچنے میں +	

بیدل و شوریدہ مجنون و مست	مے نداوش روزگار وصل دست
بیدل و شوریدہ اور مجنون ہوا	وصل حاصل اسکو ہوتا ہی نہ تھا
بس شکنجہ کرد عشق بزمیں	خود چرا دار و زاول عشق میں
عشق نے کھینچا ٹھکنے میں اسے	عشق کو کینہ ہے جانے کس لئے
عشق از اول سرش مغنی بود	تا گریزد آنکہ بیرونی بود
عشق خونی روز اول سر اٹھائے	تا کہ جو ہو بوالہوس وہ بھاگ جائے
چوں فرستادے سولہ پیش زن	آں رسول از رشک گشتے آہزن
بھیجتا جب کوئی قاصد سوئے زن	رشک سے ہوتا وہ اس کار اہزن
در بسوئے زن تہمتیں کا تہمتش	نامہ را تصحیف خواندے نامتیش
نامہ عورت کو جو کوئی بھیجتا	پڑھنے والا اور کچھ دیتا سنا
ور صبار اپیک کرے در وفا	از غبارے تیرہ گشتے آن صبا
نامہ بر ہوتی اگر باد صبا	گرد سے ہوتی وہ تیرہ جا بجا
رقعہ گر بہر مرغے دوختے	پر مرغ از لطف رقعہ سوختے
باندھتا رقعہ جو پر مرغ پر	سوزش الفت سے بھجائے تھ پر
راہہائے چارہ را غیر بہت	لشکر اندیشہ را رایت شکست
راہیں چارہ کی حیا نے بند کیں	ٹوٹا فوج فکر کا جھنڈا وہیں
بود اول مویش عم انتظار	آخرش بشکست کہ ہم انتظار
اول اقل ہمنشیں مضا انتظار	ٹوٹا اس سے کوہ عم انجم کار
گاہ گئے گمے کایں بلاتے بے دامت	گاہ کفے کایں حیات جان ماست
گاہ کہتا - یہ بلا ہے لا دوا	اور کبھی کہتا کہ یہ ہے جانفزا
گاہ ہستی زور آور دے سرے	گاہ اواز ہستی خر دے برے
وہ کبھی ہستی سے تھا چھوٹا ہوا	اور کبھی تھا ہستی سے آشنا

راکھ سیری نسبت مخور ادا	راکھ عرب بہا و نام مے مدام
کیونکہ سیری اس سے ہے بس نام	مے کہہ سکتے ہیں عرب والے "مدام"
او بود ساقی نہاں صدیق را	عشق جو شد بادۂ تحقیق را
چھپ چھپا کر دے پلا صدیق کو	عشق اُبالے بادۂ تحقیق کو
بادہ آب جاں بود ابرق تن	بچوں بجوتی تو بہ توفیق حسن
آب جاں بادہ ہو، پیمانہ بدن	جب تو ڈھونڈے پاکے توفیق حسن
وقت مے بشکند ابرق را	چوں بیغزاید مے توفیق را
ظرف مے کے زور سے ٹکڑے ہوا	جب مے توفیق میں جوش آ گیا
خود بگو واللہ اعلم بالصواب	آب گردو ساقی وہم مست آب
اب تو کہ۔ واللہ اعلم بالصواب	آب ہو ساقی۔ بنے خود مست آب
شیرہ برچشید رقصاں کشت وقت	اپر تو ساقیست کا ندر شیرہ رقت
شیرہ رقص و جوش میں ہے آگیا	پر تو ساقی ہے شیرے میں بلا
کہ چٹاں کے دیدہ بودی شیرہ را	اندریں معنی پیرس آں خیرہ را
ایسا بھی دیکھا تھا شیرے کو کبھی	پوچھو اب اس سے جیسے ہے خیرگی
آنکہ باگردندہ گردانندہ ہست	پے تفکر پیش ہر اندہ ہست
جو چھپے گردندہ اسے گردانندہ بھی	بے تامل جانے ہر دانہ اخی

ایک مجبور و آفت زدہ عاشق کی حکایت

ایک جوانے بڑے عاشق شدت	روز و شب بیخواب بیخیر ہست
اک جواں تھا ایک عورت پر خدا	رات دن بے خواب اور بیخور رہا

لے یعنی جو چیز ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلی جاتی ہے۔ وہ اور کو بھی بدلی جاتی ہے۔ جیسا کہ شیرہ انگوری سے ظاہر ہے۔

خاک ہم یکساں و اشیا مختلف	نفسہا یکساں بضد ہا متصف
خاک یکساں ہے ہیں جانیں مختلف	نفس یکساں پر ضدوں سے متصف
آں یکے پر درد و آں پر نازا	انہیں یکساں بود آواز ہا
اک مگر پُر درد اک ناز آفریں	جلد آوازیں ہیں یکساں بالیتیں
بانگ مرغیاں بشنوی اندر مطاف	بانگ اسپاں بشنوی اندر مصاف
طوف میں سنتا ہے چڑیوں کی نوا	جگ میں سنتا ہے کھڑوں کی صدا
آں یکے از رخ و دیگر از نشاط	آں یکے از حد و دیگر از تباط
اس میں رخ اور اس میں آغاز نشاط	اس میں کینہ اور اس میں ارتباط
پیشش آں آواز ہا یکساں بڑا	ہر کہ دور از حالت ایشان بڑا
ہیں اُسے یہ سب صدائیں ایک سی	دور ہے جو اُنکی حالت سے کوئی
و آں درخت دیگر از باو سحر	آں درختے جنید از زخم تبر
دوسرا جھوٹے نسیم صبح سے	ہر اک زخم تبر سے ہل پڑے
زانکہ سر پوشیدہ می پوشیدہ دیگر	بس غلط گشتہ زد یک مردہ دیگر
دیگر کا مُنہ بند دقت جوش تھا	دیگر سے مفلس کی دھوکا کھا گیا
جوش صدق جوش تزویر ریا	جوش و نوش ہر گت گوید بیا
جوش صدق اور جوش تزویر و ریا	ہے مہلاتا جوش ہر اک چیز کا
رک و مانع دست آور پوشناس	گر نداری نور جان پوشناس
جاد و مانع اب لا کیس سے پوشناس	نور جاں سے گر نہیں نور شناس
چشم بعقبواں ہم اور روشن کند	آں مانع کہ ہر اک گلشن تند
چشم بعقبواں کو جو روشن کرے	ایسا جس پر گلستاں اکڑے ننہ
<p>لے ربط محبت ÷ لے یعنی عاشق لوگ ÷</p>	

کہ خیالِ لبرش ہدم بدے	گا ہزیادش بگردوں برشدے
اور کبھی ہدم خیال یار تھا	نار اس کا تھا کبھی چرخ آشنا
جوش کر دے گرم چشمہ اتحاد	چونکہ پروے سرد گشتے این نہاد
جوش دیتی اس کو جوئے اتحاد	سرد ہو جاتا تھا جب اسکا نہاد
برگ بے برگ کی مسرت و بناخت	چونکہ بابے برگ کی غربت باخت
تھیں وہ بے سامانیاں برگ و ثور	چونکہ وہ غربت میں بے سامان تھا
شیر و اثر رہنما چوں ماہ شد	خوشہائے فکر کش بیگاہ شد
رہنما شب کے مسافر کا ہوا	فکر کا ہر خوشہ جب کلا گیا
اے بسا شیریں روان و ترش	اے بسا طوطی گویائے خموش
ہیں بہت خوش طبع جو ہیں قنفذ جوش	ہیں بہت سے طوطی گویا غموش
اک خموشاں سخن گورا بدیں	کو بگوشاں دے خاموش نشیں
سُنی خنوسخی کہ رہی سے تجھ سے کیا	بیٹھ گورستان میں خاموش جا
نیست کیسا حالتِ چاک شاں	ایک گریک رنگ مینی خاک شاں
ایک حالت ہے۔ کبھی باور ذکر	خاک ان کی دیکھے تو یکرنگ اگر
اک کیے غمگین مگر شاداں بود	مشمع و لمع زندگاں یکساں بود
ایک غمگین دوسرا ہے شاد تر	جسم یکساں جینے والوں کا ہے پر
ز آنکہ نہانست بر تو حال شاں	تو چہ دانی تانیوشی قال شاں
کیونکہ اُن کا حال بچہ سے ہے شاں	س طرح سمجھے۔ نہ جب تک ہو بیاں
کے بر بینی حالتِ جد توئے را	بشنوی از قال مانے و ہوئے را
حال پوشیدہ تو کیونکر دیکھ لے	گفتگو سے رائے مان و ہوئے کھلے

لے اصل یعنی عشق *

سودنا مدشاں عبادتھا و دیں	یہ ہم باغور و ابلیس لیں
طاعتیں دونوں کی ناکارہ رہیں	بلج باغور و ابلیس لیں
ناید اندر خاطر آں بدگماں	صد ہزاراں انبیاء و مرہواں
بدگماں کے دل میں کب پاتے ہیں جا	یا لاکھوں ہزاروں ہمیشوا
درویش او بار جزا میں کے نہد	ایں دورا گیر و کہ تاریکی وہد
دوسروں کی دل میں گھٹا لٹش کماں	انہیں کے حال سے تاریکیاں
مرگ او گرد و بگرد در گلو	بس کسا کہ ناں خور و دلشا و او
خلق میں اٹھی جو روئی۔ مر گئے	ہیں بہت سے جو کہ روئی کھاتے تھے
تا نیفتی تہمچو او در شور و شر	اپس تو اے او بار و ناں ہم چور
شور و شر میں تانہ مثل انکے رہے	تو بھی اے بد بخت روئی چھوڑے
زور ملیا بند و جاں مے پر زند	صد ہزاراں خلق ناٹھا میخو زند
زور پائیں اور پالیں اپنی جان	لاکھوں انسان کو زو شب کھاتے ہیں نان
گر نہ محرومی و ابلہ زادہ	تو بد اں نادر کجا افتادہ
گر نہیں نادان و محروم صفا	و ہے اس نادر میں کیوں ابھرا ہوا
تو ہشتہ سرفرو پر وہ پر چاہ	ایں جہاں پر آفتاب نور ماہ
سر جھکائے تو پڑا ہے چاہ میں	روشنی ہے آفتاب و ماہ میں
سر زچہ پر دار و بگر لے دنی	کہ اگر حقیقت کو آں روشنی
سر اٹھا کر چاہ سے دیکھ لے دنی	تجھ میں حق ہے۔ تو کہاں وہ روشنی
تا تو در چاہی نخو اہد بر تو نافت	جملہ عالم شرق و غرباں نور نہاں
تو ہے جب تک چہ میں ہے محروم ہی	ساری دنیا اس سے روشن ہو گئی

لہذا اسرائیل میں ایک بہت بڑا زہد تھا + ۵۱۳ ناچیزہ

عاشق کا معشوق کو بیان

کر بخاری جو رامدیم اے لہریا	ہیں بگوا حال آں مستہ جگر
ہم بخاری سے ہیں غصے سے جدا	حال آں مستہ جگر کا اب منہ
از خیال وصل گشتہ چوں خیال	اکایں جواں درد جو ہر بہشت سال
تھا خیال وصل میں یکسر خیال	اسکو گذرے جسچہ میں آٹھ سال
عاقبت جو پندہ پابندہ بود	سایہ حق بر سر بندہ بود
جس نے دھونڈا اناں نے پایا سر بسر	حق کا سایہ ہے سر مخلوق پر
عاقبت زان بر بڑوں آید سرے	گفت پیغمبر کہ چوں کوئی دے
آخر اُس سے جلد نکلے کوئی سر	بولے پیغمبر جو تو کھڑکائے در
عاقبت بینی تو ہم روئے کسے	چوں نشینی بر سر کوئے کسے
جسے کسی کا بالیقہیں دیکھے گا تو	جب کسی کے کوچے میں بیٹھے گا تو
عاقبت اندر رسمی راب پاک	چوں زچا ہے مستی ہر روز خاک
نکلے گا آخر کو اس میں آہ پاک	جس کنوئیں سے روز تو کھینچے گا خاک
ہرچہ میکا لیش روزے بدروی	جملہ اندازیں اگر تو نگرومی
تو نے جو بویا ہے کائے گا اُسے	سب ہیں راتھ چاہے تو منکر ہے
ایں باشد ورنہ باشد نادرست	سنگ آہن زدنی آتش بحیث
ایسا ہو گا اور نہ ہو تو بات کیا	آگ مکی لو ہے پر پختہ لگا
ننگہ عقلمش مگر در نادرست	آہنگ روزی نیستش بخت و نجات
دیکھے اس کی عقل کیا جن نادرست	اور جسے حاصل نہیں بخت و نجات
واں صدف بڑو صدف گوہر مند	کاں فلاکس کشت کرد و بر مند
لی صدف لیکن نہ گوہر بل سکا	یہ کہ اُسے بویا کچھ حاصل نہ تھا

کم ستیرا اینجا بدایں کا لہجہ سنا	چچہ رہا کن دہر الوان و کروم
کرد جھگڑا اس جگہ کا لہجہ سنا	ہاں نکل کر پیاہ سے دنیا میں گھوم
ورقہ انسان ملے کشتش سپرد	ہیں منگو کا یہ شب فلانی کشت کرو
کھا گئیں کھیتی کو اس کی رڈیاں	یہ نہ کہ کھیتی فلاں نے کی وہاں
پس حیرا انشا ئم ایں گندم رو	پس چرا کام کہ اینجا خوفیست
نہوں بھی ضارح کروں یوں بھی	کہوں کروں کھیتی اگر ہے یہ خطر
با تو گل کشت کن بشو سخن	ہیں ممکن استینز روز و کار کن
کاشت کر اس کے نوکل رہا	ہاں نہ کر جھگڑا۔ تو اپنا کام کر
اوپنچال کو بہ نہ نیز و تا ابد	اگر کہ استیزہ کشتہ بر و دست
تا ابد گر کر نہ وہ بھر اٹھے	جو کرے جھگڑا۔ وہ مر کے بل گئے
چر کہہ کورنی تو انبار را	وانگہ او نگذاشت کشت کار را
نہ نہ اس نے اٹھا ماسہ	جس نے کی کھیتی۔ نہ چھوڑا کار و بار
جانب حال اک عاشق جواب	اڑیں بلبل بند ز نالے بازاراں
اس چراں عاشق کے حلال را	چھوڑا اس کو اور خدا اب غدار
عاقبت دریافت رونے چلوئے	اچوں کے میخوفت و از سلوتے
آخر جس نے پائے خلوت کے	تھا جو درجنوں بہ اطمینان سے
یار خدایا یافت باشت و چراغ	بخت از بیم غسل و شب بارغ
نہ کیا بار اس کا باشت و چراغ	خوف سے بچکر گیا جب سوئے بارغ
اے خدا تو رحمتے کن بر عس	اگت سازندہ سبب اس افس
کو تو الہ چھا ہے۔ اس پر رحم نہ	التجا کی اسے خدا نے داد گر

لے لیتے جھگڑا اور مباحہ نہایت شوم باتیں ہیں :